سرخ انچل سیزن ٹو

رائٹر تانیہ طاہر

افنان کی وفات کے بعد پریشے کی دوسری شادی سب نے مل کر کرادی تھی لیکن انتخاب کرنے میں شاید سب کی ہی چوک ہو گئ۔ وریشہ اور لائبہ تقریبا دس سال پہلے ہی وہ شہر جہاں سب انکے اپنے تھے چھوڑ کر کوئٹہ چلے گئے۔ لائبہ بلکل بھی کہیں جانا نہیں چاہتی تھی اور وہ سب سے خاص کر

حیدر سے دور ہوتے ہوئے بہت روئی تھی۔ لیکن ماں کے ساتھ اسے آج سے دس سال پہلے یہاں آنا پڑا لیکن ان دس سالوں میں ایک بھی دن ایسا نہیں تھا جو اسکی سوچ کے بنا گزرا ہو وہ یہاں بہت تنہا تھی۔ یہاں سب تھے اسکی ماں تھی اور بھی رشتے تھے جنھوں نے اسے صرف ایک سوتیلی بیٹی کیطرح ٹریٹ کیا تھا اسکے سوتیلے بہن بھائی بھی تھے جو کہ اسے ایسے ٹریٹ کرتے تھے جیسے وہ اس گھر کی ملازمہ ہو۔ اور سب اسے ایک غیر ضروری شخص کی طرح جانتے اور سمجھتے تھے بہت چھوٹی سی عمر میں ہی اسنے بہت کچھ سیکھنا شروع کر دیا تھا اب تو حالات ایسے تھے کہ یہاں پر ہر کام لائبہ کے ذمہ ڈل چکا تھا پریشے چاہ کر بھی بیٹی کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ معیز کافی سخت گیر ثابت ہوا تھا وہ رعایت دینے والا انسان نہیں تھا لیکن کبھی اسنے پلٹ کر جانے کی نہ سوچی تھی۔ اسکے سر پر اب ماں باپ بھی کہاں رہے تھے کہ وہ پلٹ کر جاتی۔ حالات واقعات سب بدل گئے تھے پھر معیز نے نہ کبھی جانے دیا واپس اور نہ ہی کوئی جب وہاں سے آیا اسے ان لوگوں سے ملنے دیا۔ یہ تو شادی کے بعد اسکی اصلیت سامنے آئی تھی اور وریشہ نے کمپرومائز کر لیا لیکن۔ معیز کے ساتھ خوش رہنے کی کوشش کرتے اسے راضی کرتے کرتے وہ بیٹی کو بلکل ترک کر چکی تھی وہ بیٹی جسے افنان نے نازوں میں پالا تھا۔ ایک کار حادثے میں ہونے والی اسکی وفات ان دونوں کی ہی دنیا بدل گئی تھی۔ لائبہ کوئی شکایت کا حرف لبوں سے جدا نہیں کرتی تھی۔ وہ صرف دیکھتی تھی کہ معیز کے روکھے رویے اور سخت طبعیت کے باوجود اسکی ماں معیز کے ساتھ رہنے پر مجبور تھی۔ اکثر تو اسے غصہ بھی آتا تھا مگر کوئی فائدہ نہیں تھا اس غصے کا کیا فائدہ ہو سکتا تھا بھلا اس غصے کا جب وہ

اس غصے کا اظہار نہیں کر سکتی تھی۔ سالار کبیر زین یہ عارض نے کبھی پلٹ کر پوچھا بھی نہیں یہ اسے لگتا تھا حالانکہ افنان اور سالار بہت گھیرے دوست تھے پھر بابا کی وفات کے بعد سب بدل گیا وہ ان لوگوں سے سخت بدگمان تھی لیکن ایک شخص تھا جس سے بدگمانی کبھی نہیں ہوئی اور وہ تھا حیدر۔ جسے ایک بار ٹی وی سکرین پر دیکھا تھا اور وہ لمہہ ہی اسکی مسکراہٹ کا تھا اور اسی مسکراہٹ میں وہ جی رہی تھی وہ بہت بڑا وکیل بن گیا تھا۔ اور کیس جیتنے پر منانے والے جشن کی ویڈیوز وائیرل ہوئیں تو اچانک معیز کے پیچھے سے اسنے دیکھ لیا معیز کافی سختی کرتا تھا اسکے ساتھ بھی تبھی وہ معیز سے دور دور رہتی تھی اور وہ اس دن بہت خوش ہوئی تھی۔ مسکراہٹ تھی کہ لبوں کا ساتھ ہی نہیں چھوڑتی تھی۔ وہ اگے بابا کی وفات کے بعد کہاں پڑھ سکی تھی۔ ایف ایس سی وہ بھی مر مر کر ایف ایس سی کے پیپرز معیز نے دلوائے تھے اور جب دلوا دیے تو اسکے ٹاپ کرنے کی یہاں کسی کو خوشی نہیں ہوئی تھی۔ اسکے بعد سے اسے گھر میں ہی روک لیا۔ جبکہ اسکے باقی بہن بھائی پڑھنے جاتے تھے بہت بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لیکن اسے کبھی گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔ افنان کی جائیداد اسکے نام تھی۔ لیکن چاہ کر بھی وہ دوبارہ نہیں لوٹ سکی۔ لائبہ کیا سوچ رہی ہو بیٹے چائے ابل گئ " پریشہ کی آواز پر اسنے مڑ کر دیکھا ماما ہو گیا ہے آپ کیوں اگئیں معیز انکل غصہ ہوں گے " وہ ہی نرم و ملائم مدھم مدھم لہجہ۔ اور بے پناہ حسن سمیٹے وہ اسکی بیٹی لگتی ہی نہیں تھیں پریوں سی وہ لڑکی اسکے نصیبوں کو آخر کیا ہو گیا تھا پریشہ کی آنکھیں نم ہوئیں اور اسنے لائبہ کو پیار کیا اپنی ماں کو معاف کر دینا وہ تمھارے لیے چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکی " آپ کیسی باتیں کر

رہیں ہیں۔ ہم آپ سے خفا تو نہیں ہیں " وہ بولی۔ تو پریشہ نے اسکی پیشانی چوم لی۔ تمھارا ہاتھ جل گیا تھا کل تم نے کچھ لگایا" وہ اسکا دودھ کی طرح سفید ہاتھ تھام کر سرخ نشان دیکھنے لگی۔ یہ تو چھوٹا سا ہے " وہ پھیکا سا ہنسی۔ لیکن بیٹے جل گیا ہے تمھیں کچھ لگانا چاہیے تھا۔ پریشہ بولی۔ ہم نے ارہم کو کہا تھا مگر وہ ڈانٹ گئے " وہ اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی کا بتانے لگی۔ بہت بد تمیز ہو گیا ہے وہ اپنے باپ کی شے پر " ارہم۔ کا سوچ کر پریشے کو غصہ چڑھا۔ آپ جائیں انکل غصہ ہوں گے " وہ پھر سے بولی۔ چائے میں لے جاتی ہوں تم تھک گئ ہو گئ ریسٹ کرو" اسنے پیار سے کہا مگر "لائبہ جانتی تھی معیز کتنا ڈانٹے گا۔ کہا نہ تم جاؤ" وہ بول کر چائے کی ٹرے خود لے گئ جبکہ لائبہ اپنے چھوٹے سے کمرے میں آ گئ۔ جہاں اسکی خواہشوں کا گلا گھونٹا ہوا تھا اسے یاد آیا اپنے گھر میں اسے ہر چیز میسر تھی کون سی ایسی چیز تھی جس کے لیے وہ کبھی زندگی میں ترسی بھی ہو۔ لیکن باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ہر چیز کے لیے ترسنے لگی تھی وہ تھکی نہیں تھی بس دل دکھتا تھا۔ افنان کی بہت یاد آتی تھی یاد تو اور بھی بہت سارے لوگوں کی آتی تھی جن کے ساتھ بچپن گزرا لیکن اب سب ویسا تو نہیں ہو گا یہ پھر کسی کو وہ یاد ہو گی۔ کیا جس کے بارے میں وہ دن رات سوچتی ہے اسے وہ یاد ہو گئ۔ ہاں یاد ہو گی نہ۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ اب تو بہت بڑا وکیل بن گیا تھا وہ۔۔۔۔ وہ مسکرا کر پلٹی اور وضو کرنے چلی گئ۔ جب جب وہ خوش ہوتی تھی شکرانے کے نفل ادا کرتی تھی۔

---------- تم کیوں لائ ہو لائبہ کہاں ہے "معیز پریشے کو ٹرے لاتے دیکھ بھڑکا۔ وہ تھک گئ تھی پھر کل اسکا ہاتھ بھی جلا تھا تو میں خود لے آئ بنائ تو اسی نے ہے " اسنے

بتایا۔ بس بھانے ہیں تمھاری بیٹی کے کام نہ کرنے کے ۔۔۔ معیز کے چہرے پر ناگواری سی تھی۔ جبکہ پریشے نے بہت افسوس سے دیکھا۔ سارا کام تو وہ گھر کا کرتی ہے آپ تھوڑی نرمی رکھا کریں ۔۔۔ پریشے مدھم آواز میں چائے نکالتی بولی معیز نے ذرا غصے سے اسکی جانب دیکھا تو سہی مگر بولا کچھ نہیں جبکہ پریشے بھی سر جھکائے چائے تیار کر رہی تھی۔ وہ آپ سے ایک اجازت چاہیے تھی"۔ پریشے بولی معیز نے چائے کا کپ اٹھایا اور اسکی جانب دیکھا کہ آیا اب کون سی اجازت کا مطالبہ ہے وہ میں سوچ رہی تھی کہ ایک دو دن کے لیے اپنے گھر ہو آؤں"۔ پریشے کی بات پر معیز نے بدمزاہ ہو کر چائے کا کپ رکھ دیا کون سا گھر نہ وہاں تمھارے ماں باپ رہتے نہ دادا دادی تو کون سا گھر ہے وہ جو تم وہاں جانا چاہ رہی ہو۔ معیز لائبہ کے رشتے تو وہاں رہتے ہیں وہ ان کے ساتھ رہ کر اچھا محسوس کرے گی کون سی کمی ہے اسے یہاں جو اسے برا محسوس ہو رہا ہے" وہ بھڑک کر بولا۔ جبکہ پریشے کے دل میں تھا کہہ دے سکھ کون سا ہے۔ ابھی وہ کچھ بولتی ہی کہ اسنے ہاتھ اٹھا دیا مجھ سے بحث مت کرو کوئی کہیں نہیں جا رہا اور تم لوگوں کا وہاں کوئی بھی نہیں ہے اپنے گھر اور بچوں پر دھیان دو سارے دن اس لائبہ کے بارے میں سوچو گی تو میرے بچے کہاں جائیں گے" وہ غصے سے بولا۔ میں بس"۔ چپ ہو جاؤ پریشے اور جاؤ اندر اگر تمھیں چائے نہیں پینی بلاوجہ میرا سر کھا رہی ہو" وہ بے زاریت سے بولا پریشہ چپ ہو گئی معیز کے مزاج بہت سخت تھے وہ ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا۔ وہ چپ ہو گئی۔ خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھی چائے پینے لگی جبکہ وہ لاپرواہی سے اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہائے ڈیڈ" رات کے

کھانے کے بعد لائبہ کچن میں کھڑی جہاں ایک میڈ کے ساتھ برتن دھلوا رہی تھی وہیں اسکی دوسری بیٹی جسے بلکل بھی لائبہ سے پیار نہیں تھا عالیہ اس وقت سو کر اٹھی تھی اور اٹھتے ساتھ اسنے باپ کے گلے میں بازو حائل کر لیے۔ ہائے مائے پرنسیز۔ تم نے کچھ کھایا ہے"۔ وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا جبکہ عالیہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔ جو کھانا ہے جاؤ کچن میں کہہ دو خالی پیٹ نہیں رہتے" وہ بولا تو پریشے نے جیسے پہلو بدلہ لائبہ نے ایک لقمہ نہیں توڑا تھا رات کے دس بج رہے تھے وہ ایک پاوں پر کھڑی تھی۔ بیٹا خود بنا لینا بہن نے بھی اب تک کچھ نہیں کھایا بلکہ ایسا کرو دونوں ساتھ کھا لینا" پریشے نے پیار سے کہا جبکہ عالیہ کا منہ بگڑا تو دوسری طرف اسکے باپ کا اس سے بھی زیادہ بگڑ گیا۔ مام وہ میرے سٹینڈرڈ کی نہیں ہے میں اسکے ساتھ بیٹھ کر ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤ گی آپ یہ بات سمجھتی ہی نہیں ہیں"۔ عالیہ تپ کر بولی۔ کیسی باتیں کر رہی ہو عالیہ بہن ہے تمھاری"۔ میری کوئی بہن نہیں ہے آپکی بیٹی ہے بس اور آپکے پاس اسکی حمایت کے علاوہ کوئی بات نہیں پلیز مام اب مجھے سمجھانے اور سیکھانے مت بیٹھ جانا حد ہے ایک کام اگر میرا کر بھی لے گئی تو ہاتھ پاؤں تو نہیں ٹوٹ جائیں گے اسکے". عالیہ بھڑکتی ہوئی کہتی کچن تک اگئی جبکہ کچن میں لائبہ یہ سب سن چکی تھی۔ سن تو لیا ہو گا تم نے اب میرے لیے کچھ پکا دو" عالیہ غصے سے بولی۔ جبکہ لائبہ بنا کچھ کہے اسکے لیے سینڈوچیز بنانے لگی۔ عالیہ سر جھٹک کر دوبارہ باپ کے پاس آ گئی۔ اسے دنیا میں سب سے زیادہ بری ہی اپنی بہن لگتی تھی جو شاید اس سے بے انتہا خوبصورت تھی اس وقت بھی کام کر کر کے اور کچن میں کھڑے رہنے سے اسکے گالوں میں ایک گلال سا بھرا ہوا تھا۔ جو عالیہ کو ایک آنکھ نہیں

بھایا تھا۔ سخت نفرت تھی اسے لائبہ سے۔ وہ غصے میں بھری بیٹھی تھی جبکہ اسکے باپ نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ چلایا غصہ نہیں ہوتے عالیہ غیر ضروری لوگوں کی باتوں پر غصہ نہیں کھاتے" لیکن ڈیڈ مام ہر وقت اسکی حمایت کرتی ہے" تمھاری ماں پاگل ہے" اسنے پریشے کے سامنے ہی کہہ دیا۔ لگتا تو مجھے بھی ایسا ہی ہے" وہ بھڑک کر پریشے کو دیکھنے لگی جبکہ پریشے حیرانگی سے معیز کو دیکھ رہی تھی ماں ہو میں تمھاری یہ کس طرح بات کر رہی ہو اوپلیز یار مجھے تو اٹھ کر نیچے ہی نہیں آنا چاہیے تھا" وہ بھرم ہوتی اٹھی۔ پریشے "معیز نے بھڑک کر پریشے کو دیکھا۔ تب تک لائبہ سینڈوچیز لے کر اگئ ساتھ کافی کا مگ بھی تھا معیز نے نفرت سے اسکی جانب دیکھا بیٹی کا کمپلیکس وہ جانتا تھا لائبہ کے رنگ وروپ کی وجہ سے وہ اس طرح ہو جاتی تھی۔ لائبہ نے سینڈوچ ٹیبل پر رکھے اور اس سے پہلے وہ مڑتی کے معیز کی آواز پر رک گئ۔ معافی مانگو عالیہ سے" وہ غصے اور نفرت سے دیکھنے لگا لائبہ نے ماں کی جانب دیکھا جو بے بسی سے آنکھوں میں آنسو بھرے بیٹھی تھی۔ میں تمھیں کہہ رہا ہوں عالیہ سے معافی مانگو تمھاری وجہ سے اسکا موڈ سوپائل ہو چکا ہے"۔ معیز کی بھڑکتی ہوئی آواز پر ایکدم وہ کانپ سی گئ اور عالیہ کی جانب دیکھا جو پورے نخرے میں بیٹھی تھی۔ سوری عالیہ اگر اپکو کوئ بات بری لگی ہو تو" وہ بولی۔۔ جبکہ عالیہ نے نخوت سے اسکی جانب دیکھا تمھارے مطلق مجھے کوئ بات نہیں تم پوری کی پوری مجھے زہر لگتی ہو" وہ سنڈوچ اور کافی اٹھا کر اوپر چلی گئ۔ لائبہ جیسے بے ضمیر پن سا محسوس کر رہی تھی تبھی وہ وہاں سے پلٹ کر کچن میں اگئ جتنی بڑی ناانصافی آپ کر رہے ہیں نہ وقت آپکو بتا دے گا" بدعا دے رہی ہو بدبخت

عورت اپنے شوہر کو "معیز تو اکھڑ گیا جبکہ پریشے وہاں سے اٹھ کر چلی گئ۔ کچن میں آئ تو لائبہ اب بھی کھڑی برتن دھلوا رہی تھی کھانا کھالو۔۔ وہ بیٹی کو پیار کرنے لگی ماما آپ ہماری وجہ سے انکل سے مت لڑا کریں" وہ ماں کی جانب دیکھتی بولی تو پریشے نے اسے سینے سے لگالیا۔ میں انتظار کر رہی ہوں کوئ تو آئے گا تمھیں یہاں سے لے جانے روز دعا کرتی ہوں مرتضی ہاؤس سے کوئ اجائے وہ اجائے جس کی خواہش تمھارے دل میں ہے" وہ پیار سے بولیں لائبہ مسکرادی وہ نہیں آئے گا ماما اسکے پاس تو جانا پڑتا ہے" وہ ہلکا سا ہنسی جبکہ پریشے بھی مسکرا کر اسکے گال تھپتھپا کر اسے کچن سے جانے کا کہتی خود بھی چلی گئ لائبہ نے تھوڑی دیر مزید کام کیا تقریبا رات کے بارہ بجے اسے کچھ کھانے کو نصیب ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسکے کمرے کا دروازہ کھلا ہے۔ حالانکہ اسنے تو دروازے کو لاک کیا تھا اور ماما نے خصوصی کہا ہوا تھا کہ اپنا دروازہ سوتے وقت لاک رکھے۔ وہ شعور میں آنے کی کوشش کر رہی تھی مگر گھیری نیند نے اسے آنے نہیں دیا مگر احساس ہوا کمرے میں کوئ چلتا ہوا ایا تھا اور اسکے بیڈ کے پاس اکر رک گیا۔ وہ ہوش میں آنا چاہ رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ اسکے پاؤں پر کسی نے ہاتھ پھیرہ ہوا ایک جھٹکے سے اسکی آنکھ کھل گئ۔ اور سامنے معیز کو دیکھ کر جیسے وہ شاکڈ رہ گئ۔ وہ اسکے پاؤں کے قریب بیٹھا تھا۔ ڈر کیوں رہی ہو" سختی سے بولا۔ ا۔۔۔ انکل آپکو کچھ چاہیے تھا"۔ لائبہ کا دل اس وقت بری طرح دھڑک رہا تھا اسنے معیز سے پوچھا۔ آج جب تم کچن سے نکلی تو بہت پیاری لگ رہی تھی۔ عالیہ میری بیٹی ہے جبکہ تم میری بیٹی نہیں ہو تم عالیہ کا خیال رکھا کرو۔ تو میں بھی تمھارے ساتھ

نرمی رکھوں گا اور تمھارا خیال بھی رکھو گا بلکہ عالیہ کا کیا ارہم کا اور میرا بھی جتنا تم میرا خیال رکھو گی اتنا ہی تمھیں اس گھر میں اچھی جگہ ملتی رہے گی تمھاری ماں سے بھی زیادہ اچھی جگہ سمجھ رہی ہو نہ وہ ایک نمبر کی بیوقوف اور جزباتی عورت ہے وہ کیا جانے تم کیا ہو تمھیں چھپانا چاھ رہی ہے لیکن میرے گھر میں مجھ سے کوئ چھپ نہیں سکتا تم بھی نہیں۔ تم اپنی ماں کو کچھ نہیں بتاؤ گی" لائبہ کے ہاتھ واضح کانپنے لگے تھے۔ اسے لگا وہ مر جائے گی۔ معیز کی غلیظ نظروں کو اب وہ سمجھ گئ تھی اسکا دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا کہ ایسا لگتا ابھی باہر نکل آئے گا۔ آپ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ لائبہ کا لہجہ بھیگ گیا رو کیوں رہی ہو تم بہت خوبصورت ہو لائبہ بہت زیادہ ارہم بھی کل تمھیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا کیا کر سکتے ہیں تمھاری خوبصورتی ہی ایسی ہے" وہ اٹھ کر سنجیدگی سے کہتا اسکے بلکل سامنے ا۔ کر بیٹھ گیا ان نہیں آپ آپ دور ہٹیں ماما" وہ ایکدم چیخی کہ معیز نے کھینچ کر ایکدم ہی اسکے گال پر تھپڑ مار دیا۔ منع کیا ہے نہ تمھیں آواز نہ نکلے"۔ لائبہ بری طرح رو دی جبکہ معیز اسے توجہ سے دیکھنے لگا۔ آج جب وہ کچن سے نکلی تو بلاشبہ ہلکے ہلکے پسینے میں بھیگی اسکی شفاف گردن اور حسن چہرہ معیز کے اندر ایک شیطان سا اتر آیا جس نے اسے اس قدم پر اکسایا۔ لائبہ جلدی سے دوسری طرف سے اتر کر بھاگنے لگی کہ معیز نے اسکا ہاتھ جکڑ کر اسے خود کے نزدیک کھینچ لیا لائبہ کو لگا وہ ناپاک ہو جائے گی وہ خود کو روتے ہوئے چھڑانے لگی اور اچانک معیز کے سر پر ایک ڈنڈا اکر لگا۔ معیز سر پکڑے گھوما تو پریشے کی آنکھیں آنسوں سے تر تھیں جبکہ اس وقت وہ ایک ماں تھی جس نے اپنی بیٹی کی حفاظت کی تھی۔ معیز نے بھڑک کر پریشے کو دیکھا اور

اسی ڈنڈے سے پریشے کو مارنے لگا بھاگ جاؤ لائبہ بھاگ جاؤ یہاں سے چلی جاو میری بچی۔" وہ چیخنے لگی۔ جبکہ لائبہ معیز کو روتے ہوئے روک رہی تھیں بدبخت عورت تو مجھے مارے گی " معیز بری طرح ڈنڈے سے اسے مار رہا تھا لائبہ معیز کے آگے ہاتھ جوڑ رہی تھی اور زور زور سے ڈنڈے پریشے کے سر پر لگے اسکا سر پھٹ گیا۔ معیز کو بے عزتی کا احساس شاید چین نہیں لینے دے رہا تھا لائبہ معیز کو روک رہی تھی مگر معیز نے لائبہ کو بھی مارا دونوں ماں بیٹیاں اس ظلم کا شکار ہو رہیں تھیں اچانک لائبہ کو ارہم کا خیال آیا وہ ارہم اور عالیہ کا دروازہ بجانے لگی کیا مصیبت ہے " عالیہ بولی اور نیچے سے آتی چیخوں کی آواز پر وہ نیچے دیکھنے لگی اور ماں کو پیٹتا بلکہ خون نکلتا دیکھ وہ مسکرا دی۔ جب ہر وقت تمھاری حمایت کریں گی تو یہ ہی ہو گا تمھاری وجہ سے ہو رہا ہے ہے یہ سب " وہ شانے آچکا کر دوبارہ کمرے میں چلی گئ جبکہ ارہم باہر نکل کر لائبہ کو دیکھنے لگا۔ آوازوں پر اسنے بھی نیچے جھانکا میں کیا کروں " وہ ناگورای سے بولا اور خود بھی اندر چلا گیا لائبہ کو لگا اتنا پیٹ کر اسکی ماں مر جائے گی۔ وہ بھاگتی ہوئ نیچے آئ معیز کو کھینچنے لگی مگر معیز جیسے پریشے کو واقعی مار دینا چاہتا تھا کہ وہ مر جاتی تو کوئ اسکے بیچ میں حائل نہ ہوتا۔ ماما" لائبہ معیز کے مکے مار رہی تھی مگر کمزور وجود تھا اس مرد کے آگے کیا دم مارتا۔ اور معیز نے پریشے کا گلا گھونٹ دیا اس شدت سے گھونٹا کہ کچھ دیر تک پریشے ہاتھ پاؤں مارتی رہی اور ایکدم جیسے اسکا وجود ٹھنڈا ہو گیا لائبہ ماں کو ہلانے لگی جبکہ معیز نے لائبہ کو پیچھے کھینچا تمھاری ماں تو مر گئ " وہ لائبہ کے کان میں پھولتی سانسوں سے بولا تھا ہنستا ہوا لہجہ تھا لائبہ ساکت رہ گئ۔ ن۔۔ نہیں نہیں ماما ماما " وہ ماں کو ہلانے لگی جبکہ معیز ہاتھ جھاڑ چکا تھا معیز

صوفے پر بیٹھا لائبہ کو دیکھنے لگا آپ نے مارا ہے ہماری ماں کو ماما کو آپ نے مارا ہے " وہ باہر بھاگی۔ اور چیخنے لگی معیز ایکدم اٹھا۔ میں میں آپکو جان سے مار دوں گی " معیز نے اسے دو تھپڑ لگائے لیکن لائبہ قابو میں نہیں ارہی تھی اندر ارہم اور عالیا بھی اچکے تھے۔ڈیڈ یہ آپ نے کیا کیا یے " ارہم نفی میں سر ہلاتا بولا عالیہ کو تو فرق بھی نہیں پڑا تھا کتنے ٹھنڈے ہو گئے تھے انکے دل ماں کیطرف سے " ہماری ماما کو مار دیا انھوں نے " لائبہ ارہم کو بتانے لگی۔ جبکہ ارہم نے غصے سے لائبہ کو دیکھا اپنا منہ بند کرو " وہ بھڑکا جبکہ معیز مطمئین تھا آپ آپ سب لوگ ایک جیسے ہیں ہم پولیس کو بلائیں گے آپ سب لوگ ایک جیسے ہیں " وہ بولی اور فون کال کرنے کے لیے دوڑی جبکہ اسے پیچھے سے معیز نے جکڑ لیا لائبہ کو اسکا ہاتھ لگنا بھی ایسا محسوس کرا رہا تھا جیسے وہ گندگی سے لیپٹ رہی ہو۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکی چیخ و پکار نے اتنا فائدہ کر دیا تھا کہ فجر کی نماز پڑھنے والے لوگوں نے انکے گھر کا دروازہ بجا دیا۔ معیز ارہم اور عالیہ بھکلا گئے جبکہ لائبہ کو یہاں موقع میسر آیا اور وہ دروازے کی جانب دوڑی اور اسنے دروازہ کھول دیا ہماری ماما کو مار دیا ہماری ماما کو مار دیا۔ " وہ پھر سے روتی بلکتی چیختی رہی جبکہ وہ نمازی ایکدم گھر میں داخل ہوئے افراتفری میں ہی معیز کے گھر پولیس چڑھ گئی۔ ۔۔۔قسمت سے ایس ایچ او بختیار نے لائبہ کو روتے بلکتے دیکھا تو ہمدردی سی ہوئی اس بچی سے وہ کافی نرم دل آفیسر تھا لائبہ سے ساری معلومات جان کر اسنے ان تینوں کو ہی اریسٹ کر لیا معیز نفرت سے لائبہ کو دیکھنے لگا جبکہ لائبہ بہت روئی تھی بہت زیادہ کتنا اسنے کہا تھا ماما کو اسکے بارے میں نہ سوچا کریں ایس ایچ او نے ہی ساری تدفین مکمل کرائی تو لائبہ کو

بس ایک ہی بات سمجھ آ رہی تھی اس وقت کہ اسے معیز کو پھانسی پر لٹکوانا ہے۔ عالیہ اور ارہم کو بھی انکے کیے کی سزا ڈالنی تھی لیکن وہ معصوم بہت ساری باتوں سے انجان تھی۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے ماں کے غم سے سنبھل کر وہ کسی سے رابطہ بھی نہیں کر پائی تھی کہ بختیار نے اسے وکیل کرنے کا کہا۔ اور ساتھ یہ بھی بتا دیا معیز کے تعلقات بہت اچھے ہیں اگر وہ ایک دو دن میں وکیل نہیں کراتی تو یقیناً وہ چھوٹ کر باہر اجائے گا اور وہ باہر اگیا تو لائبہ اسے کبھی اندر نہی کرا پائے گی۔ لائبہ کے گلے میں افنان کی دی ہوئی بس ایک سونے کی چین تھی جسے اسنے سرخ نظروں اور غمزدہ دل سے بختیار کے سامنے رکھ دیا۔ ہمارے پاس تو بس یہ ہی ہے اگر آپ کوئی وکیل۔۔۔ وکیل کے نام سے حیدر کا عکس اسکی آنکھوں میں اگیا لیکن کیا مجبوری تھی کہ دس سالوں سے کسی سے رابطہ نہیں تھا کسی کا نمبر یہ کچھ بھی اسکے پاس نہیں تھا یہاں تک کے اسکے پاس تو اپنا موبائل بھی نہیں تھا۔ اور کیسے ہوتا معیز کی سختیاں کتنی تھی اسپر اسکا دل غم سے نڈھال ہو رہا تھا بختیار نے افسوس سے دیکھا اور وہ چین اٹھالی اگر اسکے اپنے حالات اچھے ہوتے تو یقیناً وہ اسکی مدد کرتا لیکن اسکا اتنا بڑا خاندان تھا جس کی وہ اکیلا کفالت کر رہا تھا کہ کسی سے ہمدردی کرنے کے بھی پیسے نہیں ہوتے تھے اسنے وہ چین اٹھالی وہ ساری رات وہ پولیس سٹیشن میں بیٹھی رہی کیونکہ اگلے دن ہی پیشی تھی معیز نے نہ جانے کیسے اپنا وکیل کرا لیا تھا۔ اور وہ وکیل سارا کا سارا محل وقوع بدل کر رکھنے کو تیار تھا۔ اسنے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا جبکہ بختیار نے اپنے کیبن میں ہی اسے بیٹھایا ہوا تھا۔۔ وہ کچھ سکیور تھی اگلی صبح آنکھوں میں ہی ہو گئی۔ اور وہ ہی ہوا افنان کی سونے کی

چین نے بھی کچھ نہیں کیا اور وہ وکیل کیس ہار گیا۔ جبکہ وہ تینوں سکون سے رہا ہو گئے اگلے ہی دن ۔ کیونکہ معیز اور اسکے وکیل نے پریشے کی موت کو ایک حادثہ بنا دیا تھا اور معیز ضمانت لے کر باہر نکل چکا تھا لائبہ سسک سے گئی اسکی ماں مر گئی بے قصوری اور وہ تینوں اسی شان سے باہر نکل گئے معیز نے لائبہ کا ہاتھ جکڑ لیا۔ گھر چلیں لائبہ بیٹا" وہ دانت چکا کر بولا۔ ہاتھ چھوڑو" بختیار نے غصے سے لائبہ کا کانپتا ہاتھ چھڑوایا۔ کیا ہوا میری بیٹی ہے میرے ساتھ ہی جائے گی" معیز نے بختیار کو دیکھا۔ اگر وہ تمھیں باپ سمجھتی تو نہ تم اسکی ماں کو مارتے اور نہ ہی وہ تم پر کیس کراتی ہاتھ چھوڑو اسکا۔ لائبہ تم نے انکے ساتھ جانا ہے" وہ بولے تو لائبہ زور و شور سے نفی میں سر ہلانے لگی۔ لائبہ کیا باتیں کر رہی ہو تم مام کے بعد ہمارے ساتھ ہی تو رہو گی" ن۔۔ نہیں نہیں رہنا مجھے اپنے ماما کے قاتلوں کے ساتھ" وہ بری طرح رو دی بختیار کو سخت غصہ چڑھ رہا تھا وہ کم از کم یہاں تک اسکی مدد کر سکتا تھا اسنے معیز ارہم عالیا کو بری طرح جھاڑ دیا جبکہ وہ تینوں اسپر خونی نظر ڈال کر اس وقت تو وہاں سے چلے گئے جانتے تھے وہ کہیں نہیں جا سکتی اور وہ اپنے گھر کی ملازمہ جو ان سب کے بارے میں سب جانتی ہے کیوں وہ اپنے ہاتھ سے نکلنے دیتے تبھی انھوں نے لائبہ کو وہیں چھوڑ دیا جانتے تھے نہ وہ بیوقوف کسی سے رابطہ کر سکتی نہ کہیں جا سکتا سے لوٹنا ان ہی کے گھر تھا۔ جبکہ لائبہ ماں کی تکلیف پر بہت روئی تھی ہم۔۔ ہم نہیں بھول سکتے ان سب نے ہماری ماما کو مارا ہے" وہ دونوں ہاتھ آنکھوں پر رکھ کر رو دی۔ بختیار نے گہرہ سانس بھرا۔ تمھاری مدد ایک ہی آدمی کر سکتا ہے اس وقت" وہ کچھ یاد کرتا بولا ک۔۔۔ کون"۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ اسکی مدد کون کر سکتا ہے۔ حیدر

مرتضی۔۔۔ سالار مرتضی کا بیٹا ہے وہ اس وقت کا نامی گرامی وکیل ہے شاید تم نے کبھی سنا ہو یہ تم جانتی ہو اسکے باپ کو کیونکہ وہ ایکٹر تھا۔ اسکے علاوہ کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"۔ حیدر" وہ لفظوں میں اسکا نام لینے لگی۔ ہاتھوں میں جیسے اسکا آخری لمس اب بھی محسوس ہوا ہاں وہ تنہا تھی۔ آپ آپ جانتے ہیں انھیں۔ وہ پوچھنے لگی جانتا نہیں اس شخص کے پاس بھلا کس کی رسائی ہو سکتی ہے لوگ اسے دور سے ہی دیکھ لیں بڑی بات ہے لیکن ایک مسلہ ہے بختیار سوچنے لگا۔ لائبہ خاموش کھڑی تھی وہ پیسہ بہت لیتا ہے پیسے کے بنا کام بھی نہیں کرے گا لیکن ایک بات طے ہے وہ کیس کبھی نہیں ہارا اتنی سی عمر میں اسنے بڑا نام کما لیا آج تک ایک کیس بھی نہیں ہارا وہ لڑکا لیکن وہ پیسے کے بنا کام نہیں کرے گا آپ آپ ہمیں بتا دیں وہ کہاں ہے" لائبہ جانتی تھی وہ جب اسے دیکھے گا پیسے یہ کچھ اور تو کیا وہ شاید آگے بڑھ کر اسے تھام لے اور تب جا کر لا لائبہ کو لگے کہ وہ دنیا کی محفوظ ترین جگہ پر آ گئی ہے کیا تمھیں لگتا ہے تم کنوینس کر لو گی انھیں" مسٹر حیدر مرتضی از سچ آٹو کسک مین" وہ خاموش رہی۔ آپ آپ ہماری مدد کر دیں بس ہمیں ان تک پہنچا دیں" وہ بولی تو بختیار نے جیب سے کچھ پیسے نکالے میں اس سے زیادہ تمھاری مدد نہیں کر سکتا بیٹا" اسنے دو پانچ ہزار کے نوٹ اسے دیے۔۔۔ بہت بہت شکریہ" لائبہ کو لگا یہ اسکے لیے بہت ہیں جبکہ بختیار نے اسے اسلامہ آباد کی ٹرین میں بیٹھا دیا۔ وہ سب وہیں تھے اسکے اپنے وہیں تھے اسے لگا وہ سب کچھ بھول گئی ہے حیدر تک پہنچ جائے بس اسکے بعد کچھ نہیں تھا اسکے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا وہ ڈر خوف اور مشقتوں کے بعد اسلامہ آباد پہنچ گئی تھی اور جب وہ اسلامہ آباد آئی تو یوں لگا وہ ان سخت گیر

پھاڑوں سے آزاد ہو گئ ہو۔ اسکے پاس ایک پیسہ نہیں تھا وہ بس چلتی جا رہی تھی۔ بختیار نے آن لائین سرچ کر کے اسکا اڈریس ڈھونڈا تھا۔ جو لائبہ کی مٹھی میں بند تھا وہ ایک رکشے میں بیٹھ گئ۔ اور اسنے وہ اڈریس اسے دے دیا وہ بہت عرصے سے گھر سے نہیں نکلی تھی وہ ہر کسی سے ڈر رہی تھی رکشے والے نے ایک نظر اسے دیکھا چھپے ہوئے چہرے سے دیکھائی کچھ نہیں دیا رکشے والے نے اسے بیٹھا لیا اور لائبہ سکڑ سمٹ کر بیٹھ گئ۔ اور جہاں وہ صبح یہاں ائ تھی اسے حیدر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئ۔۔ رکشے والے نے جیسے ہی اسکی کوڑھی سے کافی پیچھے رکشہ روکا وہ ہوش میں آئ حقیقت تو یہ تھی اسے بلکل یقین نہیں ارہا تھا کہ وہ اسکے اتنا قریب پہنچ گئ ہے۔ ہاں ان کو دیکھ کر وہ بہت روئے گی پھر وہ اسکا بدلہ لیں گے وہ رکشے والے کو دیکھے بنا اندھا دھند بھاگی تھی ارے بیبی پیسے دے کر جاؤ۔" وہ بھڑک کر بولا پیچھے سے مگر بے سود وہ بھاگتی گئ یہاں تک کے گارڈز نے اسے روک لیا کہاں جا رہی ہے اندر پارٹی چل رہی ہے" وہ گارڈ باتمیزی سے بولا۔ حیدر حیدر ہمیں جانتے ہیں آپ ان سے کہیں لائبہ آئ ہے" وہ بے تابی سے بولی تھی جبکہ اسکا اندر پارٹی کے شور میں باہر ہونے والے ہنگامے کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا لائبہ زور زور سے بولنے لگی جبکہ گارڈ ابھی غصے سے کچھ کرتا ہی کہ حیدر کے ایک دوست کی نظر پڑی لائبہ کا چہرہ اب بھی ڈھکا ہوا تھا۔ یار وہ دیکھو کوئ آیا ہے تمھارے گھر" اور اچانک حیدر نے مڑ کر لائبہ کو دیکھا۔ لائبہ اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے پیاسا اپنی مراد کو پہنچ گیا ہو اسے لگ رہا تھا اسکے پاس تو حیدر کے سوا کوئ سہارا نہیں اسکی حسین چمکتی پیشانی پر بل پڑے اور وہ مڑ کر کچھ پیتا ہوا پیچھے کی جانب آیا۔ یو انجوائے اٹ آئ ویل چیک"

وہ اپنے دوست کو کہہ کر اس طرف جانے لگا۔ وٹس رانگ" حیدر نے اس لڑکی پر سے نگاہ ہٹالی سر یہ لڑکی کہہ رہی ہے آپکو جانتی ہے مطلب" وہ بولا لائبہ کچھ بولتی ہی کہ پیچھے سے آواز آئی حیدر بے بی واٹس رانگ"۔ وہ لڑکی آئی اور حیدر کے شانے پر جھول گئی حیدر نے سوفٹ ڈرنک کا گھونٹ۔ بھرا اور باقیہ گلاس اسے دے کر وہ بنا کچھ بولے اور جانے وہاں سے چلا گیا حیدر" شور ہنگامے میں وہ جانی پہچانی آواز بھی اسکے کان پر نہیں پڑی تھی وہ بچپن سے ایسا ہی تھا لائبہ اس بات پر نہیں دکھی ہوئی تھی کہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ تھا۔ بلکہ اس بات پر تھی کہ وہ اسے پہچانا نہیں اسنے چہرے پر ہاتھ لگایا اسکے چہرے پر کپڑا تھا اسکے چہرے پر حجاب تھا دل کو یہ تسلی ہوئی کہ وہ اسی وجہ سے اسے پہچان نہیں سکا تھا۔ وہ گارڈز کی توجہ بٹتے ہی اندر بھاگ گئی گارڈز اور رکشے والا اسے چورنی سمجھ رہے تھے وہ آپس میں اسی کے بارے میں بات کر رہے تھے کہ لائبہ موقع دیکھ کر اندر بھاگی۔ اور جیسے ہی وہ اندر آئی گارڈز اسکے پیچھے بھاگے پارٹی میں ڈسٹربنس ہونی شروع ہو چکی تھی حیدر نے ذرا غصے سے گارڈز کو گھورا۔ واٹ دا ہیل" وہ ایکدم چیخا۔ سر یہ لڑکی مان ہی نہیں رہی" کون ہو تم" حیدر نے ڈائریکٹ اس سے بات کی تھی اب نہ جانے کیوں وہ رو دی بری طرح رو دی۔ حیدر بے زاریت سے اسکے یہ ڈرامے دیکھنے لگا ہوا زشی حیدر" وہ لڑکی اسکے دوست حیدر سے پوچھنے لگے شاید کوئی مانگنے والی ہے" حیدر نے اسکے حلیے اور دھول لگے کپڑوں کو دیکھتے کہا لائبہ نے زخمی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔ وہ جو ابھی حجاب چہرے سے ہٹانے ہی والی تھی اسکا ہاتھ رک گیا۔ ہماری ماما کو ہم۔۔۔ ہمارے بابا نے مار۔۔ مار دیا ہمیں ہمیں آپکی ہیلپ چاہیے۔۔ حیدر" وہ بولی جبکہ

اسکی آواز سن کر وہاں سب چپ ہو گئے اسکے آنسو ٹپ ٹپ گیر رہے تھے جبکہ حیدر کی آنکھوں میں جیسے عجیب تاثر سا اترا۔ اسنے سوفٹ ڈرنک کا گلاس ایکطرف رکھا اور اس سے پہلے وہ اس لڑکی کو اپنی یاداشت میں پہچانتا۔ کہ عیشاء نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کر دیا۔ تو تمھیں کیا حیدر تمھارے لگتے ہیں" وہ زور سے اسکے لہجے پر قہقہے لگا کر ہنسی حیدر بھی ہنس دیا جیسے پل میں شناخت کرنے کی محنت کو ختم کر دیا تھا ور اب بلکل انجان بنا وہ سب کے ساتھ ہنس رہا تھا حلیہ تو دیکھو اسکا اور انداز دیکھو ہم۔۔۔ ہم جیسے مغلوں کے زمانے کی انار کلی ہو" وہ پھر سے ہنسی سب ہنسنے لگے لائبہ کا دل پھٹ رہا تھا اسے ہنستے دیکھ دل ہی نہیں کیا اپنی شناخت کرا دے وہاں سب اسپر ہنس رہے تھے یہاں تک کہ وہ بھی جس کی امید تو یہ تھی کہ وہ اسکی آنکھوں سے ہی اسے پہچان لے گا۔ ۔ ایک منٹ ایک منٹ "حیدر آگے آیا اوکے تو تم میرے پاس کیس لے کر آئی ہو یار اٹس اوکے بھئ میرا کام ہے تو کیس تو آئیں گے ہی"۔ وہ اپنے یار دوستوں سے بولا جو اسکے حق میں سر ہلانے لگے کیونکہ حیدر کو باخوبی جانتے تھے وہ لڑکی اسے دیکھنے لگی جسے ٹی وی پر ایک لمحے میں پہچان گئ تھی اور وہ وہ دس سالوں میں بلکل نہیں بدلہ تھا بلکل ویسے ہی تھا پل میں لوگوں کو بے عزت کر دینے والا۔ اسکے نزدیک پہلے دن سے صرف اپنی ہی ویلیو تھی اور کسی کی اسکے نزدیک کوئ ویلیو نہیں تھی مگر وہ محبت جو بچپن سے لائبہ نے اپنے دل میں اسکے لیے سنبھالی اور اپنے آپ کو ہر بری نگاہ سے محفوظ کیا بس اسکے لیے وہ اسے پہچان نہ سکا وہ سر جھکا گئ پانچ لکھ مشورہ فیس ہے میری اگر ہوں تو کل مشورہ کرنے اجانا اب نکلو" اسنے اسے دور دھکیلا تو سب لائبہ کے ایکدم گیرنے پر ہنس دیے وہ

ہنس رہے تھے جبکہ لائبہ کی سرخ نظروں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے اٹھاؤ اسے اور نکالو یہاں سے "عیشاء نے ذرا نخوت سے کہا حیدر نے اسکے بالوں کو سیگریٹ کا کش لیتے سنوارا اٹس اوکے تم موڈ سپوئل کر کے اپنا میکپ خراب کر لو گی" وہ پیار سے بولا اور گارڈز لائبہ کو کھینچتے ہوئے باہر لا کر پٹخ چکے تھے لائبہ کو لگا وہ غش کھا کر گر جائے گی بس لیکن وہ اب تک ہوش میں تھی وہ روڈ پر اسکے گھر کے باہر پڑی تھی جبکہ رکشے والے نے غصے سے اسے پیسوں کا کہا اسنے بے بسی سے ارد گرد دیکھا یقین یہ تھا کہ وہ پہچان لے گا مگر سب الٹ ہو چکا تھا حلق میں آنسو کی گٹھلی پھنس گئ۔۔بھائ ہم۔۔۔ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں" وہ بے بسی سے ہونٹ کاٹتی رو دی اوبی بی یہ تماشہ کہیں اور کرنا پیسو دو مجھے تا کہ میں جا سکوں وہ غصے سے بولا۔م۔۔مگر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں وہ سسک اٹھی تو بیٹھی کیوں تھی" وہ غصے سے چیخا لیکن حقیقت تھی اسے بھی نظر آرہا تھا اس لڑکی کے پاس کچھ نہیں وہ غصے سے اسے گالیں نکالتا وہاں سے چلا گیا کیونکہ جب اسکے پاس کچھ تھا ہی نہیں وہ دیتی ہی کیا۔۔ آنسوں سے اسکی آنکھیں دھندلا گئ میوزک کا شور ہر چیز پر حاوی ہو چکا تھا یہاں تک کے حیدر کی شناخت پر بھی۔وہ اٹھی اور مرے مرے قدموں سے چلنے لگی نہ جانے زندگی آخر ہونے والی تھی دل میں اب کسی چیز کی تمنا نہیں تھی جب وہ ہی پہچان نہیں سکا پھر کوئ اور کیسے پہچانتا دل نے ہلکی سی تسلی دی اگر وہ اپنا چہرہ دیکھا دیتی تو وہ پہچان لیتا لیکن اگر نہ پہچان پاتا تو وہ کہاں جاتی وہ مر جاتی اچھا ہی تھا اسنے اپنا چہرہ نہیں دیکھا یا وہ چھپی رہی تھی وہ چلتی جا رہی تھی کبھی ماں کی بے بسی سامنے آتی کبھی معیز کی غلیظ نظریں تو کبھی حیدر۔۔۔ وہ چلتی جا رہی تھی یہاں تک کے روڈ پر نکل آئ

گاڑیوں کا تیز ہارن تھا مگر بے سود اسے کوئ بھی آواز نہیں ارہی تھی بس وہ چلتی جارہی تھی چلتی جا رہی تھی اور اچانک ایک بڑی ساری گاڑی کی روشنی اس کی آنکھوں کو چندھیا گئ اور وہ جیسے زمین پر گیر گئ گاڑی اس سے کچھ فاصلے پر رک گئ تھی وہ زمین بوس ہو چکی تھی سالار یہ کیا ہوا ہے" زیمل بولی لہجے میں غصہ تھا نہیں میں نے ہٹ نہیں کیا" سالار جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا اور واقعی اسنے ہٹ نہیں کیا تھا لائبہ بھوکی تھی اور غمزدہ تھی تبھی بے ہوش ہو گئ تھی وہ زمین پر گٹھڑی بنی پڑی تھی میں آپکو کہہ بھی رہی تھی سامنے دیکھ کر ڈرائیو کریں" زیمل کی غصے بھری آواز ابھری تم۔۔۔ مجھ پر غصہ نہ کرو بچی کو دیکھو ٹھیک بھی ہے" وہ بولا تو زیمل جلدی سے جھکی اور لائبہ کو ہلایا مگر لائبہ کے وجود میں حرکت نہیں ہوئ۔ مجھے لگتا ہے وہ بے ہوش ہو گئ ہے" زیمل پریشانی سے بولی۔ چلو ڈاکٹر پر لے جاتے ہیں" سالار نے گھیرہ سانس بھرا حیدر نے پارٹی دی تھی زریاب کو کہہ کر وہ گھر سے نکل گیا تھا مگر شاید آج پارٹی میں جانا منظور ہی نہیں تھا وہ ہلکی پھلکی سی ہی تو تھی " وہ اسے گاڑی میں ڈال چکے تھے اور دونوں اسے لیے ہاسپیٹل کی جانب بڑھ گئے میں اپکو کہتی ہوں آپ احتیاط نہیں رکھتے تم میری عمر دیکھو اور اب بھی مجھے ڈانٹ رہی ہو حالانکہ دیکھا ہے تم نے کہ میری گاڑی نے اسے ہٹ نہیں کیا کون ہو گئ سالار؟" میری رشتے دار ہے مجھے کیا پتہ" وہ بولا۔ زیمل نے رخ پیچھے کی جانب موڑا۔ اللہ تعالیٰ بچی کو امان میں رکھے جو بچی روڈ پر کیا کر رہی تھی سالار" سالار نے گھیرہ سانس بھرا زیمل میری جان مجھے کچھ بھی نہیں پتہ میں پتہ لگالوں میں تمھیں بتادوں گا آپکو۔۔۔ اوکے" زیمل چپ ہو گئ وہ فالتو میں بیوقوفانہ سوال کیے جارہی تھی۔ وہ

ہاسپیٹل پہنچے اور ان دونوں نے اسکی ٹریٹمنٹ کرائی۔ یہ آپکے ساتھ ہیں" نرس نے اکر دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا جی" سالار نے کہا کچھ نہ کھانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں ہیں انکو خوارک دیں اور۔ ڈریپس لگ رہی ہیں وہ جلد ٹھیک ہو جائیں گی" اسنے کہا اور چلی گئ جبکہ سالار اور زیمل ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے چلو اب چلیں" سالار بولا لیکن کیا ہم اس سے ملیں بھی نہ" زیمل نے نفی کی ہم کیوں ملیں کسی سے چلو بس حیدر کا پتہ ہے نہ تمھیں" وہ بولا لیکن نہیں سالار ہم ایک نظر تو اس بچی کو دیکھ لیں نہ" زیمل کہہ کر کمرے میں چلی گئ لائبہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔ اسلام علیکم بیٹا کیسی طبعیت ہے اب آپکی" زیمل نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اچانک ہی لائبہ نے سر اٹھایا تو زیمل اسکے نورانی چہرے سے پھٹتی حسن کی کرنیں دیکھ کر حیران ہی رہ گئ اسنے ایک لمہے کے لیے آنکھیں بند کر لیں ماشاءاللہ بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔ بیٹا کیا نام ہے تمھارا" لائبہ نے ایکدم ہی زیمل کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیونکہ اگر اسے کوئ نہیں پہچان رہا تھا تو ان رشتوں کو سینے میں محفوظ کر کے رکھتی آئ تھی وہ۔ اسے کوئ سہارا مل گیا تھا اگر اب بھی اسنے اپنی شناخت نہ کرائ تو وہ کہاں جائے گی کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ مر جائے گی لیکن اب وہ نہیں ماری تھی وہ کیسے اکیلی رہے گی ز۔۔ زیمل ان۔۔ انٹی" سسک کر لائبہ نے اپنے لبوں سے اسکا نام لیا زیمل حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی لائبہ" حیران شاکڈ سی آواز یہ سالار کی تھی وہ جھٹکے سے آگے آیا اور لائبہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی زیمل بھی حونک رہ گئ۔ لائبہ" لائبہ میرے بچے یہ تم یہاں۔۔۔ کیا ہوا ہے" سالار اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا پوچھنے لگا اسکے انگ انگ سے بے چینی واضح تھی جیسے

کسی انہونی سے ڈر گیا ہو اسکی کوئ بیٹی نہیں تھی اور زیمل اسکی جانب دیکھ رہی تھی کہ وہ کیسے لائبہ کو ایکدم ہی پہچان گیا تھا جبکہ زیمل پہچان نہیں سکی تھی زیمل نے اپنے سینے سے اسے لگا لیا وہ جو ابھی چلا جاتا شکر ادا کرنے لگا کہ وہ یہاں سے نکلا نہیں لائبہ روتے بلکتے ان دونوں کو ایک ایک حرف بتاتی چلی گئ یہاں تک کہ۔ سسکتے ہوئے اسنے حیدر کے بارے میں بھی سب بتا دیا میں اس نالائق خر کے بچے کا منہ توڑ دوں گا" سالار بھڑکا۔ جبکہ لائبہ نے ان دونوں کا ہاتھ تھام لیا بس ان کچھ اور تھوڑے سے دنوں میں زندگی کا بہت بڑا سبق لے چکی تھی وہ ---

------------------ جاری ہے۔ کچھ مہینے بعد---لائبہ واپس ان لوگوں کے پاس اگئ تھی سالار اسے اپنے ساتھ مرتضی ہاؤس میں لے آیا تھا یہاں سب تھے جو اس سے بہت محبت کرتے تھے اسکی غلط فہمیاں بھی دور ہو گئیں تھیں کہ وہ لوگ کئ بار آئے تھے مگر معیز نے ہی کبھی ان تک ان لوگوں کو پہنچنے نہ دیا اسنے اپنی پڑھائ دوبارہ سٹارٹ کر لی تھی اور جیسے زندگی کو مقصد مل گیا تھا۔ وہ ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اپنے ماں باپ کی خواہش کو پورا کرنا چاہتی تھی ویسے بھی اسنے ایف ایس سی میں ٹاپ کیا تھا اور اب تو اور بھی دل لگا کر پڑھ رہی تھی وہ اب تک اپنے گھر جہاں اسکا بچپن گزرا تھا نہیں گئ تھی اسے اپنی ماں کی موت کا بدلہ لینا تھا وہ نہیں جانتی تھی وہ کیسے لے گی کیا کرے گی کیسے کرے گی مگر اسے بس لینا تھا اسے معیز سے بدلہ لینا تھا جب وہ تکلیف دہ مناظر سوچتی تو وہ بہت اور بچوں کیطرح رو دیتی حالانکہ یہاں بہت لوگ تھے اسکے آنسو پوچھنے والے اسے ایک کام کو چھونے نہیں دیتے تھے زیمل تو بہت محبت رکھتی تھی وہ خود بھی کچن میں چلی جاتی تو

اسے ڈپٹ کر بھیج دیتی تو اسے بچپن یاد آنے لگتا جب وہ یہاں آتی تھی اپنے بابا اور ماما کے ساتھ اب وہ تنہا رہ گئ تھی۔ اکثر اسکی انکھیں گیلی گیلی سی رہتی تھیں۔ اس دوران وہ ایک کام کرنے کا سوچ رہی تھی بس اور وہ یہ تھا جتنا ہو سکتا تھا حیدر کے بارے میں نہیں سوچتی تھی۔ لیکن پھر بھی وہ بار بار اسی کے بارے میں سوچتی رہتی تھی کہ وہ اب نہیں سوچے گی۔۔۔ نور منہا اسکا بہت خیال رکھتی تھیں جبکہ زریاب بھی وہ موٹا گول گپا سا زریاب اب کافی بدل گیا تھا لگتا ہی نہیں تھا وہ لڑکا ہے۔ وہ یونیورسٹی میں پروفیسر تھا اور روشانے اور زریاب کا نکاح ابھی کچھ عرصے پہلے ہی ہوا تھا جس میں حیدر صاحب شامل ہی نہیں تھے اپنے کیسز کی وجہ سے زریاب کافی سیریس نیچر کا تھا خاص کر روشانے کے ساتھ۔۔۔ جبکہ روشانے اتنی ہی اوٹ پٹانگ سی تھی شرارتی سی۔ اسے بہت خوبصورت لگا تھا زریاب اور روشانے کا کپل۔۔۔ دوسری طرف منہا کی بھی انگیجمنٹ ہوئ ہوئ تھی کبیر کے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ۔۔۔ وہ ملک سے باہر تھا اور کچھ ہی عرصے میں شادی کرنے کے لیے لوٹنے والا تھا۔۔۔ نور میں عارض کی جان بستی تھی ابھی اسکی کہیں بھی منگنی نہیں ہوئ تھی اور عارض نے یہ کہا تھا جب تک نور اور اسکی مرضی شامل نہیں ہو گی تب تک کوئ بھی لڑکا نور تک نہیں پہنچ سکتا جبکہ انکا بیٹا شیری ابھی میٹرک میں تھا۔ اور اسکے پیپرز بھی ہونے والے تھے تو وہ اور روشانے زریاب کے پاس ہی پڑھتے تھے جبکہ لائبہ کو بھی جب ضرورت ہوتی اس سے ہیلپ لے لیتی۔ کبیر عارض زین سب اس سے بہت محبت رکھتے تھے جبکہ سالار تو اب اسے اپنی حقیقی بیٹی کیطرح ٹریٹ کرتا تھا۔ بس جو اسکی تمنا بھی نہ ہوتی وہ بھی اسکے سامنے رکھ دیتا لائبہ اکثر

شکر کے سجدے میں گیر جاتی کہ وہ بہت ساری تکلیفیں سہہ کر یہاں تک پہنچی تھی اور یہ لوگ اسکے صبر کا پھل تھے لیکن ایک خلش سی تھی دل میں اور وہ جاتی ہی نہیں تھی اس عرصے میں اس نے حیدر کو ایک بار بھی گھر میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔ وہ حیدر سے شاید سامنا چاہتی بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ریڈی فار ٹیسٹ سٹوڈنٹس"۔ ایک نظر گھما کر اسنے دیکھا تھا روشانے سب سے لاسٹ میں بیٹھی تھی چہرہ کافی مطمئین تھا۔۔ سب سٹوڈنٹس نے یس سر کہا تو اسنے سر ہلا کر پیپر شیٹ دینی شروع کر دی۔۔۔ ابھی دو ہی سٹوڈنٹس کو دی تھی کہ اسے یاد آیا کل صرف شیری پڑھنے کے لیے آیا تھا یہ محترمہ تو سر درد کے بھانے میں کمرے میں گھسی ہوئیں تھیں مس روشانے۔۔۔ پلیز فرنٹ ڈیسک پر جائیں" وہ بولا تو ایکدم روشانے کے منہ سے پین نکل کر چھوٹا جو بڑے مزے سے وہ لبوں میں دبائے بیٹھی تھی م۔۔۔ میں سر" وہ پریشانی سے بولی کیا آپکو یہاں کوئ اور روشانے نظر آتی ہے" وہ آئ برو آچکا کر سختی سے بولا س۔۔ سوری سر" وہ جیسے دل ہی دل میں چلائ کیا مصیبت تھا یہ شخص۔۔ اور اٹھ کر فرنٹ ڈیسک پر چلی گئ اسنے جو پرچیاں بنائیں تھیں اسے پہلے ڈیسک پر بیٹھ کر استعمال کرنے کا مقصد موت ہی تھی وہ پیپر کو غور سے دیکھنے لگی اور یوں لگا ہر لفظ اسکے سر پر نچ رہا ہے کچھ سمجھ نہیں آئ۔ آئینی پروبلم" زریاب کے سوال پر ایکدم اچھلی ن۔۔۔ نہیں آئ مین نو سر" وہ پھیکا سا مسکرائی۔ زریاب نے سر ہلا دیا اسنے ادھر ادھر مدد طلب نظروں سے دیکھا وہ تو ایک سار کلاس میں چکر کاٹ رہا تھا اسکے سارے دوست الگ الگ جگھوں پر بیٹھے تھے۔ وہ غور سے پیپر دیکھنے لگی

کوئ تو لفظ اسکے پلے پڑے میں نے آپ سب کو ٹیسٹ الرٹ دیا تھا۔۔۔ اور آپ میں سے بہت سے سٹوڈنٹس ہارڈ ورک کرتے ہوئے بھی نظر ارہے ہیں آئ رئیلی اپریشیٹ بٹ جس کا ٹیسٹ ٹھیک نہ ہوا وہ ریمیبر رکھے اس بات کو کہ میں سزا دینے سے گریز نہیں رکھتا۔ "اسنے یہ بات گویا خصوصی طور پر روشانے کو ہی تو کہی تھی جس نے حلق میں سانس اتارا اور پھر اسکی طرف دیکھ کر پھیکا سا مسکرا دی۔۔۔ پورے دو گھنٹوں میں اسے جتنے انگلش کے لفظ آتے تھے شیٹ پر لکھ کر وہ شیٹ دے چکی تھی زریاب نے اس سے شیٹ لے لی۔۔۔ اوکے دین بائے "وہ اسی طرح کہہ کر گزر جاتا تھا روشانے کی رکی ہوئ سانسیں بھال ہوئیں اور جا کر چیئر پر ڈھے گئ کیسا ہوا ٹیسٹ "اسکی ایک دوست نے پوچھا۔ آخر کو سر زریاب کے پاس پڑھتی ہوں پرفیکٹ ہی ہونا تھا" اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرہ۔۔۔ یار میرا تو پریشانی سے دم ہی نکل رہا ہے تمھیں پتہ ہے نہ سر کتنی سخت سزا دیتے ہیں" وہ ٹنشن میں بولی جبکہ روشانے اٹھ گئ چلو کینٹین چلتے ہیں جو چیز کل ہونے والی ہے اسے آج کیوں سوچنا" وہ بولی اور اٹھ کر کنٹین چلی گئ۔ اسکے سارے دوست اسکے ساتھ کنٹین میں اگئے ویسے کون تھا جس سے اسکی دوستی نہیں تھی ایک دوستی کرنے میں ہی تو وہ ماہر تھی یونیورسٹی کے چوکیدار سے لے کر کنٹین تک سب سے دوستی لگائے بیٹھی تھی ایک دوستی جس سے ہوئ نہیں تھی تو وہ اسکا شوہر تھا۔۔۔ وہ کنٹین میں آئ مزے مزے کی چیزیں لیں۔ میم پیسے" سر کے خاطے میں ڈال دو" وہ سر جھٹک کر کہہ کر وہاں سے اپنی دوستوں کے پاس اگئ۔۔۔ در حقیقت دوستی کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ کنٹین پر جتنا بڑا بل اسکا بنتا تھا آج تک کسی کا نہیں بنا تھا ڈیلی کے

دو تین ہزار وہ خرچ کرتی تھی صرف کھانے اور کھلانے پر۔۔۔۔ اور اسے لگتا تھا اسکا شوہر اور باپ میلین ائیر ہیں۔۔۔ اوکے "اس ویٹریس نے اسکے ایک ہفتے کی لیسٹ بنائی اور زریاب کے کیبن میں لے گیا ویسے یار روشانے تمھاری قسمت پر بعض اوقات رشک آتا ہے اتنا اتنا شدید ہینڈسم بندہ ہے تمھاری قسمت میں " اسکی دوست بولی بس شکل و صورت ہی ہے اخلاق نام کی تو اس کھڑوس میں کوئی چیز نہیں ہر وقت شیٹ اپ، رک جاؤ چپ ہو جاؤ، پڑھتی کیوں نہیں فیل ہو جاؤ گی اوو بھئی میں فیل ہوں گی نہ آپکے دل کو کیوں دھکے لگتے ہیں وہ صرف مجھے سٹوڈنٹ سمجھتے ہیں مجال ہو جو کبھی رومنٹک بھی ہوئے ہوں مجھ سے " وہ سر جھٹک کر بولی۔ جبکہ سب ہنسنے لگے۔۔۔۔ روشانے بیٹا ناشتے کے پیسے چاہیے تھے " مالی نے آکر کہا۔۔۔ ارے مالی بابا پوچھنے کی کیا بات ہے آپ کریں ناشتہ " دل کھول کر اسنے کہا۔۔۔۔ روشانے تمھیں سر زریاب اپنے کیبن میں بلا رہے ہیں وہ ان ٹو منٹس جلدی پہنچو ایک سٹوڈنٹ نے ایکدم اسکے سر پر آکر بم پھوڑا وہ اٹھی۔۔۔ اٹھتے اٹھتے چائے بھی گیر گئی سب ہنسنے لگے اسکی بوکھلاہٹ پر جبکہ روشانے نے اپنی دوستوں کے مکہ مارا اور تقریبا بھگاتی ہوئی دو منٹ کے اندر اندر اسے وہاں پہنچنا تھا ورنہ وہ باہر نکل آتا اور کسی خوش آئندہ بات کے لیے تو اسنے بلایا نہیں تھا وہ جانتی تھی وہ ایکدم کیبن میں داخل ہو گئی زریاب اسی کا ویٹ کر رہا تھا ٹیبل پر بیٹھا تھا۔ کوئی سینسیز ہیں اپ میں " وہ ذرا بھڑکا۔ س۔۔ سوری سر " وہ باہر نکلی اور دروازہ عزت سے ناک کیا کم ان " اسنے جواب دیا تو وہ اندر آئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی جی سر آپ نے بلایا تھا " وہ بولی۔ جی آپ نے تعریف کا موقع تو کبھی نہیں دیا "۔ اسنے گھیرہ سانس بھرا پھر شروع

تھی اسکی کھنچائی۔ اب میں نے کیا کیا ہے "ڈونٹ ڈس ریسپیکٹ می" وہ انگلی اٹھا کر جھٹکتا بولا سوری سر" وہ سر جھکا گئی معصومیت سے۔ وٹ از دس تیس ہزار ایک ہفتے میں کیا کھایا ہے تم نے"۔ وہ بل اسکے سامنے لہراتا بولا تیس ہزار" وہ ایکدم آگے آئی اور بل دیکھنے لگی نہیں راز یہ چاٹ میں نے نہیں کھائی ناشتہ بھی میں نے نہیں کیا اور یہ سب تو میں کھا بھی نہیں سکتی میں نے تو بس فرائیز کھائی تھی" وہ منہ بنا کر بولی۔ یہ ارشد کا سر پھاڑ دوں گی میں اتنا بڑا بل" وہ اس سے پہلے مڑتی کہ زریاب کی گرفت میں اسکی کلائی آگئی۔۔۔۔ مس روشانے آئی ایم ناٹ زار اور یونیورسٹی میں مجھے ان ناموں سے دوبارہ پکارہ تو سخت سزا دوں گا۔۔۔۔ یہ بل یقینا تمھاری خوراک سے نہیں بنا یہ تمھارے دوستانے کا نتیجہ ہے ہر مالی چوکیدار آیا جی کنٹین والا غبارے والا سب کو تو مفت کھلاتی ہو اور تمھاری وجہ سے یہ پیسے مجھے بھرنے پڑتے ہیں" وہ غصے سے بولا میں بابا سے کہہ دوں گی وہ بھر دیں گے" وہ سر جھکا کر بولی اوہ رئیلی چلو تمھارے والد تمھاری خوراک پر دو سالوں میں لگنے والا چار پانچ لاکھ بھی مجھے دے دیں" وہ طنزیہ لہجے میں بولا کھڑوس" دل میں کہا زار میں"۔ وہ بولتی کہ زریاب کے گھورنے پر زبان کو بریک لگائی زیادہ فری مت ہوا کرو" سختی سے بولا آپ کون سا فری کرتے ہیں" زریاب نے نفی میں سر ہلاتے اسکی کلائی چھوڑ دی جب وقت آئے گا تو فری بھی کر لوں گا اب اپنے مختصر سے دماغ کو چلانا بند کرو" انسلٹ کرتے ہیں آپ میری" وہ منہ بسورنے لگی شکر کرو بند کمرے میں کر رہا ہوں حق تو پوری یونیورسٹی کے سامنے کرنے کا ہے"۔ میں بڑے بابا سے شکایت لگاؤ گی"۔ آپکا گھر نہیں ہے یہ مس روشانے" وہ جھڑک گیا۔ روشانے منہ منہ میں

بڑبڑانے لگی بس چپ" وہ غصے سے اسے روک گیا یہ تر تر چلتی زبان کو لگام دو اور آج تمھارے لیکچرز فری ہیں رائیٹ" وہ کچھ سوچتا ہوا بولا۔۔۔ن۔۔ نہیں تو میم نورین کا لیکچر وہ نہیں آئیں۔۔۔ سر فیاض" وہ رونے والی ہوئی وہ ہاف لیو پر جا چکے ہیں" وہ تیوری چڑھائے بولا روشانے چیئر کھینچ کر اسکی ٹیبل پر سر ڈال کر غم منانے لگی۔ زریاب کو بے ساختہ ہنسی آگئی جبکہ اسکے کارنامے ایسے تھے نہیں وہ ہنستا۔۔۔زیادہ اوور ایکٹینگ کی ضرورت نہیں اٹھو گھر چلو۔۔۔میں نے دوستوں کے ساتھ انجوائے کرنا تھا آپکو سب پتہ چل جاتا ہے"۔ وہ آنسو صاف کرتی بولی مس روشانے میں انتظار نہیں کروں گا تو جائیں نہ" وہ دل میں بولی جبکہ اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی کہہ دیتی تو ضرور تھپڑ کھاتی ۔۔۔ منہ بسور کر وہ اسکے پیچھے پیچھے نکلی زریاب نے پہلے سارا بل دیا اسکے دوست جھانکتے رہ گئے جبکہ وہ گاڑی میں بیٹھے اور نکل گئے۔۔۔۔ وہ سارے راستے منہ پھلائے بیٹھی رہی تھی گھر لوٹی تو اس سے پہلے ہی نکل کر بھاگ گئی۔۔۔ زریاب اپنا سامان لے کر باہر نکلا اسے ایک گھنٹے میں اب آفس کے لیے نکلنا تھا۔۔۔وہ سالار کے کہنے پر آفس جاتا تھا جبکہ صبح یونیورسٹی میں جاب اپنی پسند سے کرتا تھا وہ اسکے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوا تو لائبہ کو کتاب سے مغزماری کرتے دیکھ مسکرایا ۔۔۔ روشانے تو صوفے پر کدو کیطرح پھول کر بیٹھ گئی تھی جسے اسنے آرام سے اگنور کر دیا اتنا کتابوں میں کھاپو گی تو یقینا سفید ہو جائیں گے تمھارے بال" وہ بولا تو لائبہ ہنس دی پہلے یہ بتاؤ روشانے کو پھر سے ڈانٹا ہے". لائبہ بولی جو جس قابل ہو گا اسے ویسے ہی رکھا جائے گا" وہ آرام سے بولا۔ روشانے اٹھ کر چلی گئی زریاب غلط بات ہے وہ مائینڈ کر گئی ہے" اسکے پاس مائینڈ نہیں ہے

لائبہ "وہ تھکاوٹ سے سر پیچھے ڈال گیا بہت بری بات ہے" لائبہ نے کتابیں بند کیں اور روشانے کے پیچھے جانے لگی۔۔۔ پلیز ایک کپ کافی دے دو کوئی دکھ بھی نہیں رہا جس سے میں کہہ دوں" وہ بولا بلکل اسے پرواہ نہیں تھی کہ روشانے اس سے ناراض ہو گئی ہے۔ لائبہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ سر ہلا کر اسکے لیے کافی لینے چلی گئی تھی۔ جبکہ نور بھی اپنی کوکینگ کلاسز لے کر آگئی تھی آج کل اسے کوکینگ کلاسز کا شوق چڑھا تھا وہ مزے دار خوشبو اڑاتی لازانیہ لائی تھی۔ کیا لائی ہو" زریاب کے کھانے پینے کی عادت اب بھی نہیں گئی تھی وہ ایکدم الرٹ ہوا۔۔۔ بس پیٹ اندر چلا گیا باقی تو بھکر پہلے روز کی طرح ہو" نور نے اسکے آگے لازانیہ رکھا۔ واؤ یہ تو کافی مزے دار لگ رہا ہے" اسنے کھانا شروع کیا اور مزے لے لے کر کھانے لگا۔۔۔ رک جاؤ بس سارا تمھارے لیے نہیں۔۔۔ لائبہ اجاؤ کھاؤ میں نے لازانیہ بنایا ہے" وہ خوش لگ رہی تھی لائبہ ہلکا سا مسکرائی اور اسنے بھی ٹیسٹ کیا وہ واقعی اچھا تھا زریاب تو سر جھکا کر کھائے جا رہا تھا میں روشانے کو بھی بلا کر لاتی ہوں۔ نور سے پہلے ہی لائبہ نے کہہ دیا اور وہ روشانے کو لینے چلی گئی۔ واؤ نور آپی مزا ہ اگیا کافی مزے دار ہے یار ایسے تھک گیا تھا میں تو اب اچھا محسوس ہو رہا ہے" وہ مسکرا کر بولا اور گردن گھما کر دیکھا منہ پھلائے وہ نواب زادی بھی اسکے سامنے تھی آ کیا ہوا ہے میری گولے کو" نور تو پہلے ہی اسپر فدہ رہتی تھی اور اب لائبہ بھی۔۔۔ گولا" زریاب نے ہنسی روکی۔ آپی میرا مذاق بنا رہے ہیں" وہ شکایت لگانے لگی بڑے بابا کو لگانا پتہ چل جائے گا اسے" نور نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا جبکہ روشانے مطمئین ہو گئی کہ اب تو سالار کو ہی اسکی شکایت لگائے گی۔۔۔۔۔۔

---------- جاری ہے رات کا وقت تھا سب ڈنر کر رہے تھے اور ساتھ کے ساتھ خوشگپیاں بھی جاری تھی کبیر سربراہی کرسی پر بیٹھا تھا جبکہ دوسری سربراہی کرسی پر سالار اور اسکے سائیڈ پر زین اور کبیر کے سائیڈ پر عارض اور باقی سب بچے بھی بیچ میں تھے جبکہ انکی بیویاں بھی سب ڈائینگ ٹیبل پر رات کا کھانا انجوائے کر رہے تھے اگر ان سب میں کوئ نہیں تھا تو وہ حیدر تھا جو کہ کبھی نظر آیا ہی نہیں تھا۔لائبہ تقریبا چپ ہی رہتی تھی دوسری طرف زریاب بھی خاموشی سے کھانا کھا رہا تھا کیونکہ آج اسکی فیورٹ ڈش بنی تھی اور وہ کوفتے تھے اور بس اسنے ایک بار سر اٹھا کر زیمل کی بے شمار تعریف کی تھی۔ نور اپنی کوکینگ کلاسز کے بارے میں منہا کے کانوں میں کچھ نہ کچھ بتا رہی تھی۔ جبکہ کبیر سالار کو منہا کی شادی کے بارے میں بتا رہا تھا۔ جو وہ جلد کرنا چاہتا تھا۔۔ان سب میں روشانے تھی جو گول گپے کیطرح پھول کر جان بوجھ کر بیٹھی تھی کہ سالار کی ذرا سی توجہ اسپر چلی تو جائے حالانکہ رمشہ نے اس سے کئ بار کہہ دیا تھا کہ وہ کھانا شروع کیوں نہیں رکتی۔زریاب نے اسے ایک نظر دیکھا وہ فل موڈ میں تھی لیکن اسنے کبھی رعایت برتی ہی نہیں تھی جو آج برتتا۔۔۔روشانے اب پیٹ جاؤ گی بچوں کیطرح بیہیو کرتی ہو صبح سے منہ بنا کر پھر رہی ہو کھانا کھاؤ" وہ عاجز آکر بولی۔۔ جبکہ روشانے کی آنکھیں بھیگ گئ۔وہ چیئر کھسکا کر منہ میں بڑبڑاتی اٹھی۔زریاب نے کانٹے سے سلاد منہ میں رکھا اور بھنویں آچکا کر اسکی جانب دیکھا سب ہی اسکی طرف دیکھ رہے تھے لائبہ اور زریاب کی نگاہیں نہیں تھیں لائبہ نے مسکراہٹ دبالی۔ کیا ہوا ہے کیوں ڈانٹ رہی ہو " زین نے ہی بیچ میں رمشہ کو ٹوکا کیونکہ

روشانے گالوں پر سے آنسو صاف کر رہی تھی۔ کبیر اور عارض سمیت اب سالار بھی دیکھنے لگا اور زریاب کو شامت نظر آگئ۔ سب مجھے ڈانٹتے ہیں بابا جانی"۔ وہ زین کے پاس بچوں کیطرح منہ بسور کر آگئ کوئ نہیں کہہ سکتا تھا وہ اکیس سال کی لڑکی ہے جو ایم آئے انگلش کے فرسٹ سمیسٹر میں تھی۔ کیوں ڈانٹ رہی ہو بھئ میری بیٹی کو" زین سے پہلے ہی سالار بول پڑا۔ زین البتہ مسکرا دیا جس طرح وہ زین سے ہمیشہ سے محبت رکھتا تھا اسی طرح اسکے بچوں سے بھی رکھتا تھا اور تبھی روشانے کو بہت جلد اپنے بیٹے کے نکاح میں لے لیا تھا۔ کچھ کھا ہی نہیں رہی صبح سے منہ بنائے بیٹھی ہے" رمشہ عاجز سی آئ اتنا تو شیری تنگ نہیں کرتا تھا جتنا وہ کرتی تھی۔ کیا ہوا ہے" سالار نے بہت لاڈ سے پوچھا بڑے پاپا یہاں آپکا بیٹا ہے نہ یہ مجھ پر بہت پروفیسری مارتے ہیں نہ مجھے انجوائے کرنے دیتے نہ ہی کچھ اور بس ہر وقت پڑھتے رہو پڑھتے رہو پھر میرا مذاق اڑا رہے ہیں گول گپہ کہہ کر اور اوپر سے" وہ جھک گئ کچھ ڈرتے ڈرتے اسکے کان کے نزدیک بولی جبکہ زریاب کا چہرہ سرخ تھا رمشہ نے سر تھام لیا ذرا جو لڑکی میں عقل ہو اور باقی سب نے اپنی مسکراہٹ روکی تھی بڑے پاپا میرا ٹیسٹ سارا غلط ہے میرا سارا دن سپوائل ہو گیا ہے اس ٹنشن میں کے میرا ٹیسٹ غلط ہے اور یہ آپکے بیٹے ہیں نہ یہ مجھے سب کے سامنے سنائیں گے اصل پرو بلم یہ ہے نہ۔۔" وہ کھسر پھسر کرتی دور ہوئ۔ سالار نے سر ہلایا سہی تو یہ مسلہ ہے۔ اوئے زریاب" سالار کی کڑک آواز پر زریاب نے اسکی جانب دیکھا دیکھو بھئ میری بیٹی کا ٹیسٹ ویسٹ اگر غلط ہو جائے تو اسے کچھ کہنا مت کس طرح کے انسان ہو میری بچی کو سہی پڑھا نہیں سکتے تم تمھاری وجہ سے سارا ٹیسٹ غلط ہو

گیا اسکا یہ تو تم انسانوں کیطرح اسے ذرا آرام آرام سے پڑھاؤ ورنہ فالتو ہو تم ہماری طرف سے "۔ وہ بولا جبکہ زریاب نے خون کا گھونٹ بھرا۔ ڈیڈ شاید آپ بھول رہیں ہیں کہ آپ ایک نکمی لڑکی کی حمایت کرتے ہیں ہمیشہ " وہ دانت چکا کر بولا۔ روشانے نے منہ بنا کر سالار کو کہا کہ یہ یوں ہی کہتا ہے۔ نکما ہو گا تیرا باپ "۔ وہ آنکھیں نکال کر بولا۔ ٹھیک کہہ رہا ہے سالار بھائی زریاب یہ بہت نکمی لڑکی ہے یہ کوئی کام نہیں کرتی۔ "۔ رمشہ نے جھٹ پٹ داماد کی حمایت کی تھی سب مسکرا رہے تھے کھانا بھی کھایا جا رہا تھا بھئی دیکھو تمھارا داماد نما اسکا سسر نکمانہ میں نکما ہوں اور نہ ہی میری بہو تو اس جنگ کو ختم کرو میں نے تمھیں کہہ دیا ہے اگر تم نے صبح ٹیسٹ غلط ہونے پر روشانے کو ذرا سا بھی ڈنٹا تو تمھیں واپس اسی گھر آنا ہے " وہ سختی سے انگلیاں اٹھا کر وارن کر رہا تھا۔ جبکہ روشانے بے حد پر سکون ہو گئی اس ٹیسٹ کی ہی تو فکر تھی۔ سالار نے آئی برو آچکا کر روشانے کو دیکھا جس نے اپنا انگوٹھا دیکھا کر سر ہلایا جیسے اب وہ بہت خوش ہو اور وہ جلدی سے چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔ سب ہنس دیے تھے۔ لائبہ بیٹا تم نے پیپرز کب دینے ہیں " زین نے لائبہ سے پوچھا انکل میں نیکسٹ منتھ دے دوں گی ایکچلی ہم سوچ رہے تھے کہ اگر ہم ہاسٹل شفٹ ہو جائیں تو آپ لوگوں پر زیادہ برڈن نہیں ہو گا " وہ کچھ جھجھک کر بولی کچھ دنوں سے سوچ رہی تھی۔۔ سب نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا کہ وہ یہ کیا کہہ رہی تھی یہ کیسی باتیں کر رہی ہو یہ تمھارا اپنا گھر ہے تم ہماری پلوشہ کی بیٹی ہو افنان کی بیٹی ہو کس طرح تم نے یہ بات سوچیں۔". عارض اور کبیر ایک ساتھ بولے تھے لائبہ نے سالار کی جانب دیکھا تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی " سالار مظبوط لہجے میں

بولا۔ مگر"۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی۔ اگر مگر کچھ نہیں۔" زیمل نے پیار سے کہا اسے تو ہمیشہ سے لائبہ بہت پسند تھی لائبہ چپ ہو گئ در حقیقت یہاں کبھی بھی حیدر اسکتا تھا وہ اس سے اپنا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔ وہ چپ ہو گئ کچھ دیر سب۔۔۔ باتوں میں لگے رہے اور تھوڑی دیر ہال روم میں بیٹھ کر سب پھر اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشانے مطمئین سی یونیورسٹی کے لیے تیار ہوئ۔ اسنے کالا کرتا اور پجامہ پہن کر اسکے ساتھ ایک بلیک سٹالر ہی گلے میں لٹکایا۔ اور بال کھلے چھوڑ کر وہ نیچے بھاگی بھاگی اتر رہی تھی شیری سے پکا وعدہ لیا تھا کہ وہ خدا کے لیے آج اسے یونیورسٹی چھوڑ دے وہ زریاب کے ساتھ جاتی تو وہ شاید کچا چبا جاتا جلدی سے بھاگی بھاگی نیچے آئ۔ اور شیری کے ساتھ وہ زریاب کے ناشتہ کرنے سے پہلے ہی رمشہ کے لاکھ پکارنے کے باوجود باہر بھاگ گئ۔ جبکہ رمشہ تو عاجز تھی اس لڑکی سے۔ شیری اور اسنے جی بھر کر فاسٹ ڈرائیونگ کی تھی اور۔ یونیورسٹی پہنچنے کے باوجود ایک بار پھر لمبا چکر روشانے نے لگایا گاڑی میں فل میوزک کے ساتھ اور جب وہ یونیورسٹی پہنچی جبکہ صبح ساڑھے سات بجے ہی بھاگ کر نکل چکی تھی وہ۔ دس بجے یونیورسٹی پہنچی جبکہ ساڑھے نو بجے زریاب کا لیکچر بھی شروع ہو چکا تھا۔ اسکا دل کیا وہ یہاں پڑی کوئ اینٹ اپنے سر میں مار لے۔ اور خون نکال کر اسکے سامنے چلی جائے تاکہ وہ بخش دے۔ لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔ اور وہ مرے مرے قدموں سے کلاس کے باہر ا کھڑی ہوئ۔ زریاب نے عقابی نظروں سے دروازے کی جانب دیکھا اور مٹھیاں بھینچ لیں روشانے نے بلکل معصومیت سے اسکیطرف دیکھا مئے آئ کم کم ان سر" وہ ڈرتے ڈرتے بولی یس

پلیز کلاس کائینڈلی مس روشانے کے لیے کلیپینگ کریں بلکل اون ٹائم یہ کلاس میں داخل ہو چکی ہیں"۔ اسنے بھڑک کر کہا کسی بھی سٹوڈنٹ میں حرکت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی کجا کہ وہ یہ کام کرتا۔ وائے آر یو لیٹ"۔ وہ تپ کر بولا جانتا تھا وہ کتنی دیر کی نکلی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ سر گاڑی "۔ شیٹ"۔ اسنے اپنا غصہ ضبط کیا آپ کلاس کے بعد میرے آفس میں ملیں" کہہ کر اسنے بک اٹھا لی اور اسکی دوست نے اسے پچاس میں سے ایک نمبر جو تمغہ شجاعت اسنے حاصل کیا تھا اسنے اسے تھما دیا۔ شرمندگی سے روشانے کا سر جھک گیا۔ جبکہ زریاب کلاس کو پڑھاتا رہا۔ اور لیکچر کمپلیٹ ہونے کے بعد وہ وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا اوہ اللہ جی یہ کیا چیز ہے جو میرے پیچھے پڑ گئ ہے"۔ وہ تقریبا رو دینے کو تھی۔ تم نہ اپنا صدقہ دے دو"۔ اسکی دوست نے قہقہہ لگایا جبکہ وہ منہ بسورتی اٹھی۔ اور سستی سے قدم اٹھاتی ہوئ وہ اسکے کیبن کے باہر اگئ مے آئ کم ان" مر مر کر اسنے یہ الفاظ ادا کیے تھے یس" اندر سے سرد اور کڑک آواز ابھری اور وہ اندر اگئ کہاں تھیں تم" سوالوں کی برسات شروع ہو گئ وہ وہ گاڑی میں پیٹرول نہیں تھا ٹریفیک بھی بہت تھی تو دیر ہو گئ شیٹ آپ روشانے جھوٹ بلکل مت بولنا ورنہ مجھے تم پر اتنا سخت غصہ چڑھا ہے کہ میں بلکل تمھیں تھپڑ لگانے سے روکو گا نہیں"۔ زار میں سچ"۔ چپ۔۔۔۔ تم جانتی ہو تمھیں ڈرائیونگ نہیں آتی تمھیں کچھ بھی ہو سکتا تھا آخر تم اتنی لاپرواہ کیوں ہو" اسنے ایکدم اسکے ہاتھ پکڑے اور اسے جھنجھوڑ دیا روشانے حیرانگی سے دیکھنے لگی وہ اسکی پرواہ کر رہا تھا وہ اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں عجیب بات تھی زریاب کو جیسے یکایک احساس ہوا اور اسنے اسکے بازو چھوڑ دیے میرا

مطلب تمھارے پاس ڈرائیونگ لائیسنس ہے جو تم نے گاڑی چلانے کا سوچا بھی"۔وہ مسکرانے لگی شرمانے لگی زریاب سر تھام گیا پلیز زار۔۔۔"وہ خود ہی ہاتھ جوڑ گیا جبکہ روشانے کے تو قدم ہی ٹک نہیں رہے تھے وہ جلدی سے شرما کر بھاگ گئ اب سب کو بتائے گی" زریاب نے ونڈو میں سے اسکے نہ ٹکتے قدموں کو اور اسے بھاگتے دوڑتے دوستوں کے پاس جاتے دیکھا نفی میں سر ہلاتا وہ چیئر پر بیٹھ گیا اصل تو شیری کے کان کھینچے گا وہ وہ غصے سے سوچنے لگا ----------پلیز۔۔ پلیز صاحب جی میری بیوی کو اٹھا کر لے گئیں ہیں میری عزت ہے میری ووٹی آپکے میری مدد کریں"۔دیکھو ریاض میرے پاس وقت نہیں ہمدردیوں کا اگر میں ہمدردیاں کرنے بیٹھ جاؤں گا تو کر لیا میں نے کام تمھیں میں نے چار دن کا وقت دیا ہے۔تم پیسہ جمع کر لو میں تمھارے ساتھ ہوں کیا کروں گا اور یقیناً تمھاری وہ زمین اور دکان بھی تمھیں مل جائے گئ ورنہ چوہدری نثار کے کوٹ میں میری گیند گیر جائے گی سیمپل" وہ سمو کینگ کرتا ہوا سفاکی سے بولا۔وہ وہ ناحق میرے ساتھ یہ سب کر رہا ہے میں اتنی بڑی لاکھوں میں رقم کیسے دوں گا صاحب" مجھے علم نہیں" حیدر نے لاپرواہی سے کہا اور آدھی پی سیگریٹ ایش ٹرے میں بجھا کر وہ کھڑا ہوا۔صاحب میں آپکی منتوں کے سوا کچھ نہیں کر سکتا لیکن ناحق میرے ساتھ ظلم اپ بھی کر رہے ہیں میری بیوی کو مار دیا ان لوگوں نے تو آپ بھی اسکے قاتل ہوں گے آپ بھی۔۔" وہ روتے ہوئے بولا۔بات سنو میری" ایکدم اس کا گریبان جکڑتے وہ سرد لہجے میں بولا جبکہ اس کو سخت تپ چڑھی تھی یہاں میں بیٹھا ہوں تو کیا کام کرنے نہیں بیٹھا میں نے تمھیں نہیں کہا میرے

پاس منہ اٹھ آ کر پہنچ جاؤ تم میرے پاس ائے ہو تو فیس لے کر آؤ ورنہ اپنی یہ دھمکیاں اور یہ بدعائیں اپنے پاس رکھو مجھے فرق نہیں پڑتا۔"۔ اسنے جھٹکے سے اسکا گریبان چھوڑا۔ اور باہر نکلنے لگا۔۔ صاحب صاحب رک جائیں صاحب کچھ تو نرمی کریں" وہ ریاض اسکے قدموں میں بیٹھتا کہ وہ دور ہوا۔ فیس میں سے دو لاکھ کم کر دو اور اب اس کے پاس پیسے نہ ہوں تو سر کھانے کے لیے میرے کیبن میں مت بھیجنا" وہ دھاڑا۔ اور وہاں سے نکل گیا۔۔۔ ویزا کی کال آئی ہوئی تھی ان سب فرینڈز کا پلین تھا وہ۔ سیگریٹ لبوں میں دبائے اپنی اوڈی میں سوار ہوا دلکش ترکشمیوزک گاڑی میں چل رہا تھا اور وہ اپنے دوستوں میں نکل گیا سالار نے ہمیشہ اسے دور ہی رکھا تھا میٹرک کے بعد اسے ہاسٹل بھیج دیا اور جب وہ ہاسٹل میں رہنے لگا تو ایک سال میں ہی اسے عادت ہو گئی پھر زندگی میں سالار کا انٹر فائیر اچھا نہیں لگتا تھا تبھی ہر شے کو اسنے الگ کر لیا وہ لوگ آتے تھے اس سے ملنے وہ خود بھی جاتا تھا لیکن وہ خود تو شاید سال میں ایک آدھ بار ہی کبھی مرتضی ہاؤس میں داخل ہوا تھا دادا کے دور ہونے کے بعد لائبہ کے چلے جانے کے بعد اور پھر چند ماہ بعد فارسی کے چلے جانے کے بعد وہ سب سے ایف اور کٹ سا گیا تھا اب ہر رشتے کو وہ فارمل نبھاتا تھا۔ اور دوستوں میں اور اپنی زندگی اور خاص کر اپنے کام میں زیادہ مگن رہتا تھا اسنے لندن سے بیرسٹری کی تھی اس وقت وہ سب سے بڑا وکیل تھا۔ اور کتنے کیسیز تھے جنھیں وہ ایک ساتھ ڈیل کرتا تھا اور کون سا ایسا کیس تھا جسے ہارتا تھا اسے کیس لڑنے اور جیتنے میں جتنا سرور ملتا تھا آج تک زندگی میں کسی اور چیز میں ایسا نشہ نہیں ملا تھا۔ ہاں بس ایک خواب تھا۔ جس کو روز رات وہ دیکھتا تھا ایک نشیلی

بھیگی آنکھوں والی لڑکی اسکے خواب میں آکر روتی تھی۔ اور وہ اسے چپ کرانے کی کوشش کرتا مگر وہ کبھی چپ نہیں ہوتی عرصے سے یہ خواب وہ دیکھتا رہا تھا اور اب اس خواب کی اتنی عادت ہو گئ تھی کہ اگر کسی رات یہ خواب نہ آتا تو وہ رات کو اٹھ کر بیٹھ جاتا۔ اور اسکے بعد نیند نہیں آتی تھی پھر وہ سیگریٹ نوشی کرتے رات کٹ جاتی زریاب اس سے اسی کے گھر ملنے آتا تھا ایسا نہیں تھا اسے اپنے باپ سے کوئ بیر تھا وہ محبت کرتا تھا سالار سے یاد رکھا اپنا سارا بچپن کے وہ کس طرح دیوانہ تھا اسکے پیچھے لیکن زندگی نے اور وقت نے انکے بیچ فاصلے حائل کر دیے تھے۔۔ اور وہ بھی تو کوئ فیملی لڑکا نہیں رہا تھا زندگی تھی اپنا شعبہ تھا جسے کسی کے لیے کسی قیمت پر وہ چھوڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ اسکا پہلا عشق شعبہ تھا اور دوسرا وہ بھیگی آنکھوں والی لڑکی۔۔۔ وہ جانتا نہیں تھا وہ لڑکی کون تھی مگر خواہش تھی اگر زندگی میں اسے کوئ لڑکی ملے تو اسکی آنکھیں ہو بہو اس خوابوں کی لڑکی جیسی ہونی چاہیے۔ وہ تیز ڈرائیو کرتا اپنی سوچوں کو جھٹکا کر ہوٹل کی جانب چلا گیا جہاں ایک پارٹی میں شمولیت تھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور گزرتے وقت کے ساتھ ماں کا زخم تو کچھ مدھم ہوا تھا لیکن معیز عالیہ اور ارہم کبھی نہیں بھول سکتے تھے اسے۔۔۔ اسے اپنا بدلہ یاد تھا وہ پیپر دے کر باہر نکلی آج آخری پیپر تھا۔ اسے بہت فکر تھی کہ نہ جانے وہ پاس کر پائے گی یہ نہیں اس پیپر کے بعد ایم بی بی ایس شروع ہو جانا تھا۔ وہ ابھی گاڑی میں بیٹھی جو سالار نے بھیجی تھی کہ۔ ایک آدمی جو سڑک پر بیٹھا تھا تو رو کر وہ پیسے مانگ رہا تھا لائبہ کا دل پھٹنے کو ہوا وہ کیسے رو رہا تھا کوئ روک کر نہ اسے سن رہا تھا نہ ہی اسکی بات پر دھیان دے رہا تھا اور

نہ ہی اسے پیسہ دے رہا تھا اسکی جھولی خالی تھی۔ وہ بے ساختہ اسکی جانب چلنے لگی اور اس آدمی کے پاس اکر رک گئ۔ وہ آدمی لائبہ کو دیکھنے لگا لیکن لائبہ گھر سے باہر ماسک لگاتی تھی۔ کیا ہوا ہے بابا ہمیں بتایئے" وہ مدھم آواز میں بولی بیٹی دو۔۔ دو لاکھ چاہیے بیٹی میری بیوی قید میں ہے میری بیٹی کو اٹھا کر لے گئیں ہیں وہ لوگ وکیل دو لاکھ روپے مانگ رہا ہے۔ اسکے بے بس آنسو لائبہ کے زخموں کو ہرا کر گئے وہ دن جو شاید زندگی کے اذیت ناک دن تھے یاد آنے لگے۔۔۔ اسنے زور سے آنکھیں میچ لیں اور اس آدمی کے ساتھ ساتھ رونے لگی بابا یہ دنیا اتنی ظالم ہے" وہ سسک کر رو دی۔ بیٹی یہ امیر لوگ بہت ظالم ہیں یہ یہ غریبوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں" وہ آدمی بھی بولا اور لائبہ کو سالار نے کل ہی بہت سارے پیسے دیے تھے وہ شاید کتنے تھے لائبہ نے گنے بھی نہیں اسے نہیں پتہ تھا یہ کتنے ہیں مگر بیگ سے سارے نکال کر کانپتے ہاتھوں سے اسکی جھولی میں ڈال دیے۔۔۔ ہم نہیں جانتے یہ کتنے پیسے ہیں لیکن ہمارے پاس بس اتنے ہی ہیں۔۔۔ آپ روئے نہیں انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا ہم آپ کے لیے بہت ساری دعا کریں گے"۔ وہ کہہ کر ایک قدم پیچھے ہٹی اور گاڑی میں اکر بیٹھ گئ اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ آدمی بھری ہوئ جھولی کو دیکھنے لگا جو پیسوں سے بھر گئ تھی اسے یقین تھا یہ اتنے ہی پیسے ہوں گے اسنے سارے گنے وہ اسکی مطلوبہ رقم سے بھی زیادہ تھے۔۔۔ اسنے اونچی اونچی آواز میں اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا اور وہ آدمی زمین پر پڑا رو رہا تھا جبکہ لائبہ اسے دیکھ دیکھ کر رو رہی تھی اور ڈرائیور نے گاڑی آگے نکال لی۔۔۔ دنیا میں کتنے مجبور اور بے کس ہیں جنھیں بس آپکی ایک توجہ کی ضرورت طلب

ہوتی ہے۔ ۔ ۔۔ وہ گھر لوٹ آئی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ کیا ہوا"۔ زیمل نے اسے سینے سے لگا لیا وہ رونے لگی۔ آنٹی ہمیں ہمیں ماما یاد ا رہی ہیں۔"۔ اور وہ رفتہ رفتہ سب بتا گئی۔ زریاب جو ابھی یونیورسٹی سے آیا تھا وہ بھی نیچے اگیا جبکہ رمشہ اور آیت بھی کچن سے پریشانی سے باہر نکل آئیں اور لون میں ٹہلتی روشانے ۔۔۔ جبکہ منہا اپنے کمرے میں تھی اور نور کوکینگ کلاسز لینے گئی تھی بہت اچھا کیا بیٹا آپ نے مدد کی" زیمل اسے پیار سے سمجھانے لگی کیا ہم بھی ایک دن ایسے بے آسرا ہو جائیں گے ہمارا بھی تو کوئی نہیں ہے" وہ سسک کر خوفزدہ سی ہو گئی جبکہ ۔۔۔ زیمل نفی کرتی اسے سمجھانے لگی کہ اتنے سارے لوگ تو اسکے ہیں زریاب نے بھی اسے سمجھایا کہ وہ اسکا بھائی ہے جب تک وہ زندہ ہے وہ کبھی بے آسرا نہیں ہو گی لیکن لائبہ ڈر چکی تھی آج والے واقعے سے ۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے بخار چڑھ گیا یہ بنیں گی ڈاکٹر" روشانے سیب کھاتے اسکے اتنے چھوٹے دل پر نفی میں سر ہلانے لگی۔ لیکن زبان کو بریک زریاب کی گھوری سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

لائبہ بہت حساس ہے ہفتہ ہو گیا ہے سالار بخار نہیں اترا اسکا" زیمل فکرمندی سے بولی اور اسکے پاس ہی بیٹھ گئی جبکہ وہ صوفے پر بیٹھا پہلے سے ہی کسی سوچ میں مصروف تھا۔ ہمم وہ زیادہ سوچ رہی ہے سب چیزوں کو لے کر لیکن جن حالات سے وہ گزری ہے انھوں نے اسکے ذہن پر کافی اثر ڈالا ہے" سالار نے کہا تو زیمل نے سر ہلایا۔ کیا سوچا ہے پھر آپ نے" وہ اسکی جانب دیکھنے لگی سوچ تو میں وہ ہی رہا ہوں جو بہت عرصے پہلے سوچا تھا لیکن تمھارا بیٹا آسان حل نہیں وہ بلکل زریاب

کیطرح نہیں ہے کہ جو میں کہہ دوں وہ اسپر سر جھکا دے" اسکے چہرے پر ذرا غصے کا عنصر تھا آپ نے ہی اسکو ایسا بنایا ہے اور کس نے کیا ہے اسکو ایسا۔۔۔ آپ نے ہی اسے گھر سے خود سے دور رکھا کہ آج بس نام کے ہی ماں باپ رہ گئے ہیں ہم اسکے" اسے ہاسٹل میں بھیجنے کا مطلب خود سے دور کرنا نہیں تھا جن آوارہ حرکتوں میں ملوث تھا اسکی توجہ اسکے ایم اسکے گول کیطرف کرانا تھا"۔ لیکن ہوا کیا سالار سب کچھ اس سے الٹ ہی تو ہوا ہے کچھ بھی ویسا نہیں ہوا وہ ہم دونوں سے ہی دور ہو گیا ہے اسکے فنکشنز میں چلے جانا اسکے ایونٹس میں شامل ہونا اور اس بات پر فخر کرنا کہ آپکا بیٹا بہت بڑا آدمی بن گیا ہے یہ کامیابی نہیں ہے کامیابی یہ ہے کہ وہ آپکے پاس اپکے ساتھ رہتا آپکی عزت کرتا "۔ وہ غصے سے کہہ کر اٹھی سالار نے بھی غصے سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔ وہ اب بھی میری بات مانتا ہے اور میری باتوں پر عمل کرتا ہے تم غلط فہمی کا شکار ہو صرف"۔ وہ ذرا سختی سے بولا۔ ٹھیک ہے جو آپ کرنا چاہ رہے ہیں ذرا ذکر تو چھوڑیں اس سے پھر دیکھیے گا کیا ہوتا ہے"۔ وہ بولی اور اسکے کپڑے اٹھانے لگی۔۔۔ سالار اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا اسنے موبائل اٹھایا اور حیدر کو کال ملا لی۔ بیل جاتی رہی جاتی رہی شام کا وقت تھا اس وقت وہ گھر جا چکا ہو گا اپنے۔۔۔ جب پہلی بیل پر اسنے کال پیک نہیں کی اسنے دوبارہ کال کی زیمل یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی وہ کافی غصے میں لگ رہا تھا۔ سالار کال کرتا رہا جب تک حیدر نے کال پیک نہیں کر لی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز ابھری۔ ہو"۔ بس یہ ہی سوال ہوا۔ باپ کو پہچاننے کی ضرورت نہیں ہوتی حیدر"۔ حیدر آنکھیں رگڑتا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیسے ہیں ڈیڈ آپ نے اس وقت فون کیا" اسنے گھڑی میں ٹائم دیکھا کل ہی وہ دوبئ آیا تھا

کچھ ضروری کام بھی تھا پھر ذیک ہی روٹین سے فیڈ پ ہو چکا تھا تبھی گھومنے پھیرنے کا پلین دوستوں کے ساتھ بنالیا۔۔۔ کیوں تمھیں اس وقت فون نہیں کر سکتا تھا"۔ میرا مطلب یہ نہیں تھا خیر بولیں آپ خیریت سے کال کی"۔ وہ آواز میں سے نیند بھگاتا بولا۔۔۔ گھر آؤ تم سے بات کرنی ہے کچھ ضروری" زیمل کی جانب دیکھتا وہ بولا۔ جبکہ حیدر نے گھیرہ سانس بھرا۔ کل ہی دوبئ آیا ہوں کوئ ضروری بات تھی آپ میرے پاس اجاتے"۔ وہ بولا۔۔۔ سالار نے غصے سے ذرا ضبط کیا وہ کافی منہ زور تھا اگر سوچتا تو بلکل اسی طرح ہی گیر اتھا وہ بھی تو مہینوں مہینوں ملک سے باہر رہتا تھا اور گھر والوں کو کہاں خبر ہوتی تھی وہ کہاں ہے لیکن جب اسنے اکٹینگ چھوڑی اسکے بعد وہ فیملی کے ساتھ ہی رہا تھا اور حیدر فیملی کیا ہوتی ہے اس چیز سے بھی انجان تھا۔۔۔ تمھارا کوئ بڑا چھوٹا بھی ہے کسی کو بتانے کی زحمت بھی کبھی کر لیا کرو" سالار نے جھڑک دیا حیدر کچھ نہیں بولا۔ میں بچہ نہیں ہوں ڈیڈ" وہ بس اتنا ہی بولا۔ حیدر تم مجھے کل یہاں میرے سامنے چاہیے ہو میں اس سے زیادہ کوئ بات نہیں سنو گا" سالار سختی سے بول رہا تھا ڈیڈ میں یہاں دو ہفتے کے ٹریپ پر ہوں جب فری ہوں گا تو آجاؤ گا" اسنے بھی اپنی بات اسکے سامنے رکھ دی تم پر میری بات ماننا فرض ہے مجھ پر تمھاری نہیں۔۔۔ اینڈ یہ میرے آرڈرز ہیں بیرسٹر حیدر"۔۔ اسنے جیسے اسے اسکے پر فیشنل کا طنز بھی مار دیا حیدر کو بہت زور سے چبھی تھی۔۔۔ میں جب دل کرے گا اجاؤ گا" کہتے ساتھ ہی کھٹاک سے فون بند کر دیا۔ زیمل چپ چاپ سالار کو دیکھنے لگی سالار کا چہرہ غصے سے سرخ پڑنے لگا۔ وہ کبھی نہیں مانے گا"۔ زیمل بولی ان دونوں کو ہی اس وقت اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا بس دو ہی تو

بیٹے تھے انکے پھر انھوں نے حیدر کو اتنا دور کیوں کر دیا تھا۔ اسکے دماغ میں اس بات کا بیٹھنا بہت ضروری ہے اسکے سامنے کھڑا کون ہے"۔ وہ زیمل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔ ساری زندگی سالار اسکے ساتھ زبردستی ہی ہوئی ہے"۔زیمل کو جیسے یہ بات پسند نہیں آئی سالار سر جھٹک گیا اسکے پاس کوئی جواز نہیں ہو گا لائبہ سے شادی پر انکار کا" سالار بیڈ پر بیٹھ گیا اور لیپ ٹاپ کھول لیا زیمل خاموش ہو گئی۔ وہ دونوں ہی ضدی تھے اور ساری زندگی سے وہ یہ ہی ضد دیکھتی ارہی تھی۔ مجھے کافی دے دو ذرا اور ایک نظر لائبہ کی طبعیت بھی دیکھ لینا بخار اترا۔"۔ وہ بولا تو زیمل سر ہلا کر باہر نکل آئی۔ روشانے شیری منہا اور نور سب بچے بیٹھے مووی دیکھ رہے تھے زیمل نے پہلے سالار کو کافی کا مگ دیا اور پھر لائبہ کے پاس اگئی جو کہ اب تک سو رہی تھی اچھا تھا وہ سو رہی تھی جاگ رہی ہوتی تو خوامخواہ پریشان ہوتی۔ وہ دروازہ بند کر کے بچوں کے پاس ہی بیٹھ گئی غائب دماغی سی کیفیت تھی وہ حیدر اور سالار کی وجہ سے بری طرح پریشانی کا شکار ہو چکی تھی۔

---------- شیری اور روشانے سر جھکائے بیٹھے تھے جب کہ زریاب لیپ ٹاپ کھولے کچھ کر رہا تھا۔۔۔ روشانے منہ بسورے بیٹھی تھی کل اسکا ٹیسٹ تھا اور آج اسکے پاس کوئی ایسا بھانا نہیں تھا جس سے وہ یہاں سے بھاگ جائے نہ جانے یہ دیو اسکے پیچھے کیوں لگ گیا بس اسکے ننھے سے دل میں ایک ہی سوال آتا تھا روشانے کام پر دھیان دو" اچانک اسکی سخت آواز پر وہ ہوش میں آئی اور سر جھکا گئی کیا میں ایک لفظ دیکھ لوں"۔ یہ تم پیچھلے آدھے گھنٹے سے ایک ایسے لکھ رہی ہو اور آٹھویں بار ایک لفظ دیکھ رہی ہو وائے اریو سو

سٹوپیڈ" وہ چیڑ کر بولا میں میں سٹوپیڈ ہوں" وہ کتابیں بند کر کے ذرا غصے سے بولی شکر تھا سالار گھر پر نہیں تھا اٹھاؤ اپنی نوٹ بک یہ ایکٹینگ میرے سامنے نہ کیا کرو اٹھاؤ" وہ جھڑک گیا جبکہ شیری کے پورے دانت باہر نکل ائے۔ روشانے منہ بنا کر نوٹ بک اٹھا کر دوبارہ لکھنے لگی یقین نہیں آتا تم کس پر گئ ہو اتنی نکمی ہو" اسنے غصے سے کہتے کتاب چھینی اور چیک کرنے لگا جہاں صرف دو ہی لائنیں لکھیں تھیں زریاب نے سر تھام لیا۔۔۔ وہ اسے کیا کہتا وہ پڑھنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اور جو پڑھنا نہیں چاہتا تھا اسے کیسے پڑھا سکتا تھا وہ۔ اچانک سامنے سے زین اندر داخل ہوتا دیکھائی دیا تو روشانے ایکدم اٹھ کر اسکی جانب بھاگ گئ۔ بابا جانی آپ کو میں نے آئسکریم لانے کا کہا تھا" وہ جلدی سے زین کے ہاتھ سے پیکٹ لیتی بولی جس میں آئسکریم تو نہیں تھی کچھ اور تھا۔ روشانے نے آنکھیں نکال کر باپ کو دیکھا سوری پرینسیز میں بھول گیا۔ میں ابھی آرڈر کر دیتا ہوں" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا جبکہ روشانے اس سے ناراضگی کا اظہار کرتی پلٹ گئ زریاب چپ چاپ بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا اوپس یہ تو سٹڈی ٹائم ہے چلو بیٹھ کر میرا بیٹا ابھی پڑھے گا میں پھر آرڈر کرو گا آئسکریم اوکے"۔ وہ لاڈ سے بیٹی سے بولا جبکہ روشانے جو زریاب کے چنگل سے بھاگنا چاہتی تھی منہ بسور کر بیٹھ گئ جبکہ زین مسکرا کر روم میں چلا گیا۔ ایک تھپڑ جس دن تم نے میرے ہاتھ کا کھالیا اس دن تم بلکل پرفیکٹ ہو جاؤ گی" وہ بے حد غصے سے بولا۔ آپ کو صرف مجھ پر غصہ آتا ہے کتنی اچھی ہوتی ہوں گی وہ لڑکیاں جن کا نکاح ہو جاتا ہو گا اور انکے منکوحہ کہیں ہاتھ پکڑ کر انکا کوئ میٹھی بات یہ رومنٹک ڈائیلوگ ہی مار لیتے ہوں گے لیکن نہیں میری قسمت پر ایسا لگ رہا ہے کہ کوئ موٹی بھاری

عورت بیٹھی ہے جو ہلنے کا نام نہیں لے رہی۔۔۔۔بد قسمتی ہی بد قسمتی۔۔۔۔شیٹ آپ۔۔۔۔کیا بکواس کیے جا رہی ہو۔۔۔۔اوہ سختی سے بولا وہ کیا بولے جا رہی تھی شیری آنکھیں پھاڑے اسے اور زریاب کو دیکھ رہا تھا زریاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا جبکہ جبکہ روشانے کو ایکدم احساس ہوا کہ شیری اسے ہی آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا ہے مگر وہ سر جھٹک گئ۔۔۔۔زریاب نے دانت پیس لیے نوٹ بک پھینکی چلی جاؤ یہاں سے" اور بھڑک کر وہ بولا جبکہ روشانے کو اور چاہیے بھی کیا تھا جلدی سے وہ وہاں سے اپنے کمرے میں بھاگ گئ جبکہ زریاب نے شیری کو بھی چھٹی دے دی اور خود اٹھ کر کچن میں آ گیا وہ اپنے ہر کام کے لیے زیمل کو تنگ نہیں کرتا تھا روشانے نے اسکی ناک میں کم دم دیا ہوا تھا اب تو اسکے سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔ کیا کیا سوچتی رہتی تھی وہ ہر وقت اسکے چھوٹے سے مغز میں رومینس گھسا ہوا تھا جب بولتی تھی اسے رومینس ہی چاہیے ہوتا تھا۔۔۔ بے ساختہ استغفار نکلا تھا اسکے منہ سے اور وہ کافی بنا کر باہر نکل آیا۔ معلوم ہے نہیں کچھ بولنا مقصد ہے" وہ سر جھٹک کر بیٹھ گیا۔لون میں کافی خوش گوار ہوا چل رہی تھی ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ عارض کی گاڑی گھر میں داخل ہوئ لیکن عارض کے ساتھ وہاں پر کوئ اور بھی تھا۔ زریاب وہیں سے بیٹھا دیکھنے لگا عارض اس لڑکے کو باہر آنے کا کہہ رہا تھا زریاب پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا ان دونوں کی بھی نگاہ زریاب پر گئ۔ عارض نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو وہ انکے پاس آ گیا ۔۔۔یہ زریاب ہے میرا بھتیجا" عارض مسکرا کر بولا۔ زریاب تو اب بھی پہچان نہیں سکا تھا۔ سامنے والا اسے دیکھ کر مسکرایا۔ ہیلو زریاب تم مجھے تو پہچان نہیں سکے ہو گے میں اپنا تعارف خود ہی کرا

دیتا ہوں میرا نام صارم ہے۔ وہ بولا جبکہ زریاب صرف مسکرا دیا اور عارض ہنس دیا میرے دوست کا بیٹا ہے فیملی آؤٹ آف کنٹری رہتی ہے یہ پاکستان آیا ہے تو میں نے کہا بھئی ہمارے ساتھ رہو کسی ہوٹل میں جانے کی ضرورت نہیں" عارض نے تفصیل دی بہت اچھا کیا" وہ مسکرایا اور وہ تینوں اندر آ گئے۔ سالار بھیا بھی آنے والے ہیں زین آ گیا" عارض نے پوچھا تو زریاب نے کافی کا گھونٹ بھرتے سر ہلا دیا۔۔۔ بیٹھو صارم" زریاب نے آفر کی۔۔ اور اچانک اسکی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی تو آڑی ترچھی سڑھیاں اترتی روشانے ہی نیچے ا رہی تھی زریاب نے بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بنا کچھ سوچے اسکی جانب بڑھنے لگا۔۔۔ معلوم نہیں کیوں وہ نہیں چاہتا تھا یہ لڑکی صارم کے سامنے جائے خوامخواہ شروع ہو جاتی باتیں کرنے بیٹھ جاتی۔ جو زریاب کو تو بلکل پسند نہیں آنے والی تھی تبھی وہ سیڑھیوں کی جانب آئی صارم اور عارض بات چیت کر رہے تھے تبھی اسپر دھیان نہیں دیا ۔۔۔ وہ ایکدم روشانے کے سامنے آ گیا روشانے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔ زریاب نے اسی سیڑھی پر قدم لیا جس پر روشانے کھڑی تھی گویا اسکے اتنے نزدیک وہ شاید اپنے نکاح کے بعد پہلی بار گیا تھا روشانے گھبرا کر قدم پیچھے لینے لگی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسی کی جانب قدم اٹھا رہا تھا روشانے شاید اپنی 21 سالہ زندگی میں اتنی گھبرائی نہیں تھی جتنا اس وقت اسکا دم نکلا تھا آپ آپ کو کیا ہو گیا ہے ا۔۔ ایسے کیوں میرے راستے میں آ رہے ہیں پھ۔۔ پھر سے غصہ کریں گے نہ" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی مگر زریاب نے جواب نہیں دیا وہ یوں ہی اسکی جانب قدم بڑھاتا رہا اور وہ خوف زدہ ہوتی قدم پیچھے لیتی رہی یہاں تک کہ وہ دروازہ کھول کر ایکدم ایک کمرے میں گھسی اور

اس سے پہلے زریاب دروازے کے اندر داخل ہوتا وہ کھینچ کر دروازہ بند کر چکی تھی م۔۔ مگر یہ کیا دروازہ تو بند ہوا ہی نہیں تھا زریاب کا ہاتھ دروازے میں حائل تھا جس پر روشانے بی بی نے کھینچ کر دروازہ مارا تھا وہ اسی تھوڑے سے کھلے دروازے میں سے اسے دیکھنے لگا۔ زریاب نے دروازہ جھٹکے سے کھولا اور خود اندر داخل ہو کر کھینچ کر دروازہ بند کر دیا اور جیسے ہی بھڑک کی آواز سے دروازہ بند ہوا روشانے اپنی جگہ پر کانپ گئ یہ یہ دروازہ کس لیے بند کیا ہے یہ یہ کیا چیپنیس ہے زار" اور وہ یہاں سے صرف ٹیسٹ شیٹ چوری کرنے ہی آتی تھی زریاب اسکے بلکل نزدیک اکر رک گیا۔ آؤٹ" وہ سکون سے بولا۔ جبکہ روشانے تو کوئ اور سین ہی سمجھے ہوئ تھی پٹ پٹ کر کے آنکھیں پٹپٹاتی وہ اسے دیکھنے لگی۔ آئ سیڈ آؤٹ اور یہاں سے ناک کی سید میں اپنے کمرے میں جانا نیچے گئیں تو کھینچ کر یہیں لگاوں گا اور ممکن ہے تمھارا سپنا بھی پورا کر دوں"۔ وہ اسے یاد دلانے لگا جو باتیں ابھی کچھ دیر پہلے کی تھیں اسنے روشانے کی بھکلاہٹ عروج پر تھی وہ ایکدم زریاب کو دور دھکیل کر وہاں سے فرار ہوئ تھی جبکہ زریاب اسے مڑ کر دیکھنے لگا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسنے دروازہ ناک کیا تو سالار کی آواز پر کمرے میں داخل ہوئ۔ اسلام علیکم !۔ اسکے سلام کرنے اور بار بار نگاہ جھکانے پر زیمل اور سالار دونوں ہی مسکرا دیے۔ آجاؤ کیسی ہو"۔ طبعیت اب ٹھیک ہے۔ زیمل نے پوچھا تو وہ سر ہلا گئ کیونکہ طبعیت اب اچھی تھی اسکی۔ بیٹھ جاؤ"۔ سالار نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئ وہ ہم اپ لوگوں سے کچھ بات کہنے آئیں ہیں۔"۔ وہ آہستگی سے بولی گھبرا ابھی رہی تھی سالار نے گھیرہ سانس بھرا جیسے وہ جانتا ہو وہ کیا

بات کرنے آئی ہے۔۔۔ وہ دونوں چپ ہو گئے گویا اسے بولنے دیا۔ ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے آپ پلیز"۔ اس سے پہلے سالار کچھ بولتا کہ لائبہ نے روک دیا آپ پلیز ہماری بات سن لیں پہلے ہم۔۔ ہمیں یہاں لے آئے اور ہم کچھ عرصہ یہاں رہ کر اب تو بلکل سنبھل بھی گئے ہیں لیکن۔۔ لیکن ہم آپ لوگوں پر بوجھ نہیں بننا چاہتے ہم نہیں چاہتے کہ آپکو اپنی طرف سے کوئی پریشانی دیں آپ پلیز ہماری بات مان لیں ہمیں اپنے گھر جانے دیں۔"۔ لائبہ کا لہجہ بھیگا ہوا تھا اسکی ایک ہی ضد تھی سمجھ ہی نہیں آتا تھا کیوں لگا لی تھی اسنے ضدی۔۔ اتنی ضدی تو نہیں تھی تم"۔ سالار ذرا خفگی سے بولا۔ ہم آپ سے ضد نہیں کر رہے اگر آپ حکم دیں گے تو دوبارہ کبھی یہ ذکر نہیں کریں گے بس ہم تو اپنی مرضی بتا رہے تھے بس"۔ وہ ذرا شرمندہ ہو گئی تھی سر جھکا گئی۔ وہ جہاں جانا چاہتی ہے آپ جانے دیں سالار"۔ زیمل کچھ توقف کے بعد بولی۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے وہ بچی ہے کسی بھی بات کی ضد لگائے گی اور ہم مان لیں اپنی ذمہ داری پر لے کر آئیں ہیں یہاں اسے اور وہ اکیلی ہے کنواری ہے کسی باتیں کر رہی ہوں" وہ غصہ کرنے لگا۔ زیمل اور لائبہ خاموش ہو گئیں وہ کچھ دیر تک کچھ نہیں بولا تو لائبہ وہاں سے جانے لگی ٹھیک ہے اس بات میں ایک شرط ہو سکتی ہے اگر اس شرط پر تم راضی ہو تو میں افنان کیطرف تمھیں شفٹ کر دوں گا لیکن اگر تم راضی نہیں ہوتی ہو تو میں تمھیں کہیں جانے نہیں دوں گا"۔ وہ بولا زیمل نے سالار کی جانب دیکھا وہ سمجھ گئی تھی وہ کیا بات کرنے والا ہے اسے لائبہ کی جانب سے نہیں اپنے بیٹے کی جانب سے خطرہ تھا جو سالار چاہتا تھا وہ حیدر نہیں چاہتا ہو گا اسے یقین تھا۔ ک۔۔ کسی شرط" لائبہ

سمجھ نہ سکی۔ حیدر سے نکاح۔"۔ وہ بولا جبکہ لائبہ شاکڈ رہ گئ وہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی جبکہ سالار اپنے فیصلے پر اٹل تھا لائبہ نے زیمل کی جانب دیکھا جو خود کچھ کہہ نہیں سکتی تھی۔ آپ آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔ وہ بھیگتے لہجے اور کانپتے دل سے سوال کر رہی تھی۔ وہی جو تمھاری اور حیدر کی زندگی کا فیصلہ تھا ساری زندگی سے۔"۔ وہ مدھم سا مسکرا دیا جبکہ لائبہ مسکرا بھی نہ سکی وہ جس کا سامنا کرنے سے بچ رہی تھی سالار اسی سے رشتہ جوڑنے کی بات کر رہا تھا وہ بنا جواب دیے وہاں سے بھاگ گئ جبکہ زیمل ایکدم اٹھی پھر رک گئ۔ سالار یہ بہت جلدی کر رہے ہیں آپ۔۔۔ آپ کا بیٹا کبھی نہیں مانے گا آپ سمجھتے کیوں نہیں"۔ زیمل جیسے اسکی ضد کے آگے بے بس سی تھی۔ تم صبر کرو تمھارا بیٹا بہت اونچی اڑان اڑ رہا ہے اسے اتنا اونچا اڑنے نہیں دوں گا اور کبھی اپنے آپ سے اونچی اڑان تو اسکو کبھی نہیں دوں گا"۔ آپ یہ اگر جنگ بنا رہے ہیں تو بھولیں مت آپ دونوں کی اس بے جا ضد اور جنگ میں ایک معصوم جان بھی ہے" وہ لائبہ کا احساس کرتی بولی۔ جبکہ سالار نے جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

اسکے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے سالار کی بات پر وہ پریشان ہو گئ تھی حالات نارمل ہوتے اور وہ ۔۔۔ وہ ہی لائبہ ہوتی جسے وہ پہچانتا تھا تو شاید اسکے لیے اس سے زیادہ بڑی خوشی کی کوئ بات نہیں تھی لیکن اب ناہی ویسے حالات تھے اور نہ ہی وہ حیدر۔۔۔ پھر کیسے وہ اس سے شادی کر لیتی اور اچانک وہ اسکی زندگی میں کیسے داخل ہو جائے وہ نہیں جانتی تھی آگے کیا ہونے والا ہے لیکن فکر اسکے چہرے سے ہی جھلک رہی تھی۔ اسنے زیمل کے چہرے پر بھی پریشانی دیکھی تھی جس کا یہ

صاف مطلب تھا کہ وہ بھی خوش نہیں ہے۔ وہ اسی وجہ سے یہاں سے جانا چاہتی تھی وہ زبردستی اپنے آپ کو ان رشتوں پر مسلط نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن وہ ہو رہی تھی۔ اگلے ایک پورے ہفتے تک اس موضوع پر بات نہیں ہوئی اور لائبہ فکر مند ہی رہی کچھ ہی دنوں میں اسکا ریزلٹ آؤٹ ہو جاتا اور وہ سوچ چکی تھی وہ ریزلٹ آنے تک یہاں سے چلی جائے گی۔ اس وقت بھی وہ پڑھ رہی تھی اصل مقصد تو یہ ہی تھا تو وہ وہی کام کر رہی تھی۔ لائبہ آپی آپ تو ہر وقت پڑھتی رہتی ہو تھکتی نہیں ہو" روشانے اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ہمیں کتابیں اچھی لگتی ہیں" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی۔ اف چھی بلکل زار جیسی ہیں اپ بھی اپ تو زندگی کو انجوائے کرو کیا کتابوں میں سر کھپاتی رہتی ہے" وہ لاپرواہی سے بولی لائبہ ہلکا سا مسکرا دی اپکا ریزلٹ آنے والا ہے نہ زار سے بات کروں وہ اپکو پاس کر دیں گے دشمن تو وہ بس میرے ہی ہیں اپکے تھوڑی ہیں اپکو تو پاس بھی کرا دیں گے وہ بھی خوشی خوشی" وہ بولی جبکہ لائبہ ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگی۔ ایک کام کرتے ہیں ان بکس کو بند کریں چلتے ہیں باہر شیری کے ساتھ گھومیں گے پھیریں گے آئسکریم کھائیں گے کیسا آئیڈیا ہے" روشانے ایکدم جوش سے بولی بلکل فلاپ کیونکہ ابھی زریاب آنے والا ہے اور تم نے اور میرا بی بی شیری نے اسکے پاس پڑھنا ہے تم زیادہ بھاگنے کے بھانے نہ ڈھونڈو" نور نے اکر اسکے گال کھینچے وہ اس کو چھوٹے بچوں کیطرح ہی ٹریٹ کرتی تھی۔ نور آپی شادی ہونے کا بھی کوئی فائدہ ہوتا ہے میں کہتی ہوں بس یہ بڑا نقصان ہوتا ہے شادی کر لینا یہ نکاح کر لینا پتہ نہیں کیوں ہوا ہے میرا نکاح وہ بھی اس بوڑھی روح سے،"۔ وہ بولا بوڑھی روح". نور اور لائبہ ہنس دیے اگر تمھاری یہ بات

زریاب نے سن لی تو ضرور تمھیں بہت سخت سزا ملے گی" نور ہنسنے لگی لائبہ بھی مسکرا رہی تھی تبھی وہاں باہر سے صارم آگیا۔ اسنے ان تینوں کو سلام کیا تینوں ہی سنبھل کر بیٹھ گئیں۔ صارم تھوڑا خفیف سا ہوا۔ آئی تھینک میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب کر دیا" وہ لائبہ کو ذرا فوکس کرتا بولا۔ ارے نہیں آپ بابا کے مہمان ہیں ہمارے بھی ہیں۔۔ آپ بیٹھیے نہ" یہ روشانے تھی وہ عارض کو باباہی کہتی تھی۔ اوہ تھنکس فور دس کرٹیسٹی۔" وہ مسکرایا۔ تم تو بہت کیوٹ ہو" وہ روشانے سے بولا۔ واقعی" وہ جیسے جوش سے چیخی۔ دیکھ لیں نور آپی سب کو میں کیوٹ لگتی وہ ایک زار کو نہیں پھر وہ واقعی بڈھی روح ہے" اوہ شٹ بڈھی روح" صارم کھل کر ہنسا اور یہ ڈائیلاگ آفس سے واپس لوٹتا زار سن چکا تھا وہ کھنکھارا۔ اور روشانے کے رنگ جیسے اڑ گئے یہ صارم لائبہ اور نور تینوں نے ہی دیکھا تھا تینوں ہی اپنی ہنسی روک لینے کی کوشش کرنے لگے۔ زریاب دانت بھینچے اسے دیکھنے لگا۔ لائبہ پلیز مجھے کافی کا ایک مگ دے دو" وہ ریسپونس لیے بنا لائبہ سے بولا۔۔۔ اوکے"۔ وہ کہہ کر کچن میں چلی گئی۔ زریاب کو صارم کی لائبہ پر نظریں بلکل اچھی نہیں لگ رہی تھیں تبھی اسنے لائبہ کو وہاں سے بھیج دیا۔ وہ جانتا تھا لائبہ اسکے بھائی کی ہے سالار نے اس سے بات کی تھی اور وہ باخوشی راضی تھا الٹا باپ کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ سپورٹ کرے گا ہر صورت اس شادی کے لیے لائبہ کو یہاں تک کے حیدر کو بھی منانا ہوا تو وہ منائے گا مگر وہ جانتا یہ بھی تھا حیدر اتنا ہی سیدھی چیز نہیں اور اب صارم کی لائبہ پر نظریں اچھی نہیں لگی۔ نور نے ہنستے ہوئے زریاب کے بازو پر ہاتھ مارا وہ ان سب سے بڑی تھی تبھی اسنے زریاب کے بازو پر ہاتھ مارا اور بمشکل ہنسی روکی بڈھی روح" وہ

ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ زریاب ہنس بھی نہ سکا جبکہ دوسری طرف روشانے نے نور کے ساتھ ہی اپنے کمرے کی جانب دوڑ لگا دی اور صارم ہنس دیا۔ وہ تمھارے نکاح میں ہے" وہ زریاب کو دیکھنے لگا جو بے حد سنجیدہ تھا زریاب نے سر ہلا دیا۔ بہت لکی ہو یار تم تو پھر کافی پٹاخہ چیز ملی ہے تمھیں" زریاب نے ضبط سے صارم کی جانب دیکھا شی ازمائے وائف صارم ناٹ چیز میں امید کرتا ہوں تم دوبارہ ان لفظوں کا استعمال نہیں کرو گے" زریاب کہہ کر خود کر روکتا وہاں سے چلا گیا صارم شانے آچکا گیا اسے پتہ تھا لائبہ کچن میں ہے وہ کچن میں اگیا ہائے". صارم کی آواز پر لائبہ ایکدم ڈر کر پلٹی۔ اوپس آپ تو ڈر گئیں" صارم ہنس دیا۔ آپکو کچھ چاہیے تھا"۔ لائبہ ہچکچاتی ہوئی بولی۔ ام م بس ایک بات کہانی تھی"۔ صارم مسکرایا لائبہ اسکی جانب دیکھنے لگی بڑی بڑی آنکھوں میں نہ سمجھی سی تھی صارم کو وہ لڑکی بہت پیاری لگی تھی آپ بہت اچھا خوبصورت بولتی ہیں یوں سمجھیے جتنی آپ خوبصورت ہیں اتنی آپ کی آواز آپکا انداز مطلب آپ سر سے پاؤں تک بے حد حسین ہیں کہ میں تعریف کیے بنا نہ رہ سکا" وہ بولتا ہوا آگے اگیا لائبہ کا چہرہ لال سرخ ہو گیا احساس شرمندگی سے وہ دور ہو گئی۔ نگاہیں جھک گئیں ارے آپ گھبرائیں نہیں چلیں اپنے ہاتھ کی کافی مجھے بھی پلا دیں مجھے اچھا لگے گا"۔ وہ اسکو کمفرٹیبل کرتا بولا۔ صارم مسکرانے لگا تھا لائبہ کافی نہیں بنی کیا" زریاب تھکا تھکا سا آگیا لائبہ نے شکر ادا کیا وہ تو گھبرا ہی گئی تھی صارم کو کچن میں دیکھ کر اسکو شدید غصہ آیا۔ صارم کو بھی شاید اسکا یہاں آنا اچھا نہیں لگا تھا۔ جاؤ تم اپنی پڑھائی کرو میں خود لے لوں گا" بس بنا دی ہے ہم نے" لائبہ بولی اور مگ اسکے ہاتھ میں دے دیا صارم انکی جانب ہی دیکھ رہا

تھا کیا تم نے بھی کافی پہنی ہے" زریاب نے صارم کیطرف دیکھا پینی تو تھی اگر تم نہ آتے تو" وہ ہلکا سا طنزیہ مسکرایا۔ میں بنا دیتا ہوں" زریاب نے اپنا غصہ ضبط کیا اور آگے بڑھ کر اسکے لیے کافی بنانے لگا جبکہ لائبہ وہاں سے چلی گئ۔ صارم کو اب کافی میں انٹرسٹ نہیں رہا تھا رہنے دو مجھے نہیں پینی" صارم کہہ کر وہاں سے خود بھی نکل گیا۔ زریاب کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا انکے گھر میں آج تک کوئ انجان شخص نہیں آیا تھا وہ کافی کا مگ لے کر سالار کے کمرے میں اگیا آج کل طبعیت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے وہ آفس نہیں آرہا تھا۔ زریاب سلام کر کے کمرے میں اگیا زیمل بھی سالار کو کافی کا مگ دے رہی تھی آجاؤ اتنے دنوں سے اتنے زیادہ تم مصروف تھے ماں باپ کے پاس تو بیٹھے بھی نہیں"۔ زیمل شکایت کرتی بولی جبکہ وہ مسکرا دیا۔ تمھارا اس بیٹے کو تو مسکرانے یہ ہنسنے پر بھی ٹیکس آتا ہے" سالار بولا جبکہ زاریاب ہنس دیا۔ ایسی بات نہیں ایکچلی میں آپ سے ضروری بات کرنے آیا تھا بابا"۔ وہ صوفے پر بیٹھ گیا سالار نے لیپٹاپ پر سے نگاہ ہٹائے اور اسکی جانب دیکھا یہ صارم کرنے دن تک یہاں رہنے والا ہے آپ نے عارض بابا سے پتہ کیا ہے" وہ بولا جبکہ سالار نے لیپٹاپ سائیڈ پر رکھ دیا۔ کیا مطلب ہے تم کیوں پوچھ رہے ہو اسطرح" وہ بولا جبکہ زریاب نے نفی میں سر ہلایا بابا ہمارے گھر میں آج تک کوئ غیر مرد نہیں آیا آپ جانتے ہیں شیری چھوٹا ہے اور میر ازیادہ تر وقت آفس اور یونیورسٹی میں گزرتا ہے اور باقی زین بابا اور عارض بابا بھی گھر نہیں ہوتے اور کبیر بابا بھی اسلامہ آباد گئے ہوئے ہیں آپ ماحول تو دیکھیں گھر کا وہ اکیلا کیسے پھیر رہا ہے گھر میں دندناتا ہوا"۔ تم کیا چاہتے ہو تم نے کیا دیکھا ہے جو اسطرح بات کر رہے ہو"۔

سالار نے پوچھا بابا یہ بات نہیں ہے یار آپ سمجھتے نہیں"۔ وہ چیڑ گیا روشانے سے باتیں کرتا ہے کیا "سالار اسے دیکھنے لگا زریاب سر تھام گیا آپ نہ واقعی بوڑھے ہو چکے ہیں"۔ وہ چیڑ کر بولا لیکن آواز تو مجھے یہ آئی ہے کوئی تمھیں کہہ گیا تھا کہ تم بوڑھی روح ہو ویسے میری بہو بہت ذہین ہے لمہوں میں تمھاری اصلیت پہچان چکی ہے" وہ افسوس کرتا بولا جبکہ زریاب نے سنجیدگی سے باپ کو دیکھا۔ یہ آپکی بہو کو تو سبق سیکھنا ہی پڑے گا" دل میں سوچتا وہ بنا کچھ کہے باہر نکل گیا سالار ہمیشہ بچوں کے ساتھ انکی اتج پر اتر کر بات کرتے ہیں آپ میں تو آپ سے تھک ہی گئی ہوں"۔ زیمل نفی میں سر ہلاتی صوفے پر بیٹھ گئی۔ تم مجھے سے تھکی ہو"۔ سالار گھور کر بولا۔ اور لیپٹاپ اٹھا کر وہ بستر سے اٹھا اوہو میرا مطلب یہ تھا آپکی اس عادت سے۔ "۔ زیمل گھبرا کر بات پلٹ گئی۔ نہیں نہیں کھل کر کہو کہنا کیا چاہتی ہو"۔ وہ اسکے پاس اگیا شرم کریں اب تو بوڑھے ہو گئے ہیں آپ واقعی"۔ وہ ہنسنے لگی جبکہ سالار بھی ہنس دیا۔ مجھے حیدر سے بات کرنی تھی۔ # فون ملاؤ اسے ذرا" دونوں ہی مسکرا رہے تھے آئینے میں ہمیشہ کیطرح انکا عکس بہترین تھا۔ ہاں مجھے بھی بہت یاد ارہا تھا سال ہی گزر گیا گھر لوٹ کر آیا ہی نہیں" زیمل نے کال ملائی اور حیدر کے نمبر پر کال جانے لگی۔ وہ دو سے تین بار کال ملا چکی تھی مگر کال پک نہیں ہوئی وہ مصروف ہو گا"۔ وہ پھیکا سا مسکرا دی سالار کو غصہ اسی بات پر آتا تھا اسنے زیمل سے موبائل کھینچا اور کال ملائی تو کال پک ہو گئی یس مام" تھکی تھکی آواز تھی۔ تم سلام دعا سے بھی جاتے رہے"۔ وہ بھڑکا ڈیڈ آپ صرف مجھے ڈانٹنے کے لیے فون کرتے ہیں" حیدر نیند میں تھا وہ ایکدم بھڑک کر بولا۔ شیٹ آپ" ایکدم سالار دھاڑا تمیز سے

بات کرو۔"۔وہ بولا جبکہ حیدر نے گہرہ سانس بھرا یہ آپ نے مجھے مام کے نمبر سے کال کیوں کی ہے"۔ سالار کا ضبط جیسے جواب دینے لگا زیمل نے سالار سے جلدی سے سیل فون لے لیا اسلام علیکم بیٹا جی کیسے ہیں آپ" وہ بولی۔ وہ جب جب بولتی تھی حیدر کو اپنی دادی کی یاد اجاتی تھی وہ بھی اسی طرح بات کرتی تھی ٹھیک ہوں مام آپ کیسی ہے سو رہا تھا سوری اسی وجہ سے کال پک نہیں کر سکا" وہ بولا۔ اور سکون سے تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔ کچھ نہیں ہوتا بیٹا آپ ریسٹ کرو ہم بعد میں بات کر لیں گے" زیمل بولی جبکہ سالار نے کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا باپ بنالو اپنے سر پر اسکو اولاد نہ رہنے دینا" سالار کیا ہو گیا ہے" زیمل کو اچھا نہیں لگا وہ بہت جلد اکھڑ جاتا تھا حیدر سے حیدر کچھ نہیں بولا اس سے کہو گھر آئے ضروری کام ہے مجھے" وہ کہہ کر اٹھ گیا حیدر اب بھی کچھ نہیں بولا۔ زیمل ہچکچاتے لگی اپنی ہی اولاد کو گھر بلاتے ہوئے ہچکچا رہی تھی۔ سالار کو یہ بات ہی بہت بری لگتی تھی۔ اب اسے یہ کون بتاتا یہ فاصلے ڈالنے والا بھی وہ خود ہی تو تھا انکے بیچ میں اب جب ڈل گئے تھے تو وہ تھوڑا صبر بھی تو کر سکتا تھا۔ حیدر"۔جی مام"۔ اسنے فوراً جواب دیا۔ چندہ آپ اگر مصروف نہ ہو تو ایک دو دن کے لیے گھر چکر لگا لیں" وہ بولی تو حیدر نے کچھ لمحوں کا توقف کیا اور سر ہلا دیا مام میں واپسی پر آپ کے پاس ہی آؤں گا۔"۔۔ زیمل ایکدم مسکرا دی۔ بہت شکریہ بیٹا" زیمل بولی سالار نے مٹھیاں بھینچ لیں ماما آپ کیسی باتیں کر رہیں ہیں آپ ماں ہیں میری جب آپ بلائیں گی تب اوں گا" وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ اور حال احوال پوچھا کر فون بند ہو گیا جبکہ زیمل نے سالار کیطرف دیکھا۔ آپ اگر تسلی سے پیار سے بات کریں گے تو وہ اسطرح کا رویہ نہیں

رکھے گا"۔ مجھ سے نہ کہو یہ بات تو بہتر ہے تمھاری اولاد کا حق بنتا ہے وہ عزت کرے جو کہ وہ کرتی ہے نہیں" سالار" زیمل عاجز سی ہوئ یہ جنگ بڑھ سی رہی تھی جو زیمل کو بہت فکر مند کر رہی تھی اور سالار کمرے سے ہی نکل گیا۔ ---------- پنک کلر کا نائیٹ ڈریس پہن کر اور واشروم سے نکلی اور اوپر پنک ہی سلک کا نائیٹ گاؤن پہن کر وہ پیسے گننے لگی جو ابھی بابا سے کھینچ کر لائ تھی حالانکہ رمشہ اسے بہت ڈانٹ رہی تھی لیکن اسنے کوئ خاص اثر نہیں لیا پورے بیس ہزار تھے وہ خوشی سے اچھل ہی پڑی۔ اب مزے سے شاپینگ پر جاؤں گی" اسنے سوچا اور کمرے میں ہلکا سا رومنٹک سونگ لگا کر وہ ان سپنوں میں کہ کل شاپینگ پر کیا کیا لے گی۔۔ وہ ابھی بیڈ پر بیٹھتی ہی کہ اچانک اسکے روم کا دروازہ کھلا اور زریاب اندر داخل ہوا وہ ایکدم اسکو اس حلیے میں سامنے دیکھ کر سٹپٹا ہی گیا وہ دروازہ بند کر چکا تھا۔ روشانے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی جبکہ زریاب بے اختیاری میں اسکی جانب چلنے لگا۔ وہ پہلی بار اسکے کمرے میں یوں آیا تھا روشانے کو کچھ سمجھ نہ آئ اور اسکے بعد اسے یاد آیا کہ وہ آج پڑھنے تو بیٹھی ہی نہیں تھی یعنی وہ اسے ڈانٹنے ہی یہاں آیا تھا۔ روشانے نے بے چارگی سے اسکی جانب دیکھا۔ جبکہ وہ عین اسکے سامنے اکر کھڑا ہو گیا زار میں میں پڑھنے ائ تھی لیکن آپ نہیں تھے جب آپ تھے نہیں تو میں چلی گئ اب اس میں میرا کیا قصور ہوا بھلا آپ تو مجھے ڈانٹنے ہی پہنچ گئے میں" ششش"۔ گھیری نظروں سے دیکھتا وہ اسے ٹوک گیا۔ اور روشانے تو جیسے چکرا کر گیرنے ہی والی تھی کیونکہ زار نے اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے کچھ بھی بولنے سے بعض رکھا تھا۔ جیسے وہ نہیں سننا چاہتا ہو۔ یہ کیا حلیہ بنایا ہوا ہے"۔

وہ بولا جبکہ روشانے کا دل اب دھڑکنے لگا تھا اور ان دھڑکنوں کو زریاب سن سکتا تھا۔ وہ وہ میں "۔ اگر میرے علاوہ یہاں کوئی اور اجاتا تو" اسنے روشانے کے نائیٹ گاؤن کی ڈوریاں پکڑیں اور اور ان ڈوریوں سے ہی اسے پکڑ کر وہ اپنی جانب کھینچ چکا تھا وہ ایکدم اسکے سینے سے جا لگی پہلی بار دل کی حالت ایسی تھی ابھی پھسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا اسکے اندر سے اٹھتی مہک سے زریاب پر جیسے نشہ سا سوار ہونے لگا تھا۔ وہ آہستگی سے اسکی گردن سے اٹھتی مدھم گلاب کی حسین خوشبو پر جھکا اور نرمی سے اسکی گردن کو نہ جانے کس احساس سے اسنے چھوا۔ روشانے پر دیوانگی کا عجب عالم تھے وہ مدہوش سی اسکے بازوؤں میں جیسے کچھ سوچے سمجھے سمیت کھڑی تھی۔ اچانک زریاب کے موبائل کی ٹون تیزی سے ہوئی اور حواس کی دنیا میں جیسے وہ قدم رکھ چکا تھا۔ بے ساختہ اسنے روشانے کو چھوڑا اور وہ سیدھا جا کر بیڈ پر گیری سخت امتحان کی کیفیت سی تھی اس وقت وہ روشانے بھی جیسے ہوش میں آئی ور ایکدم اسنے جلدی سے اپنے گاؤں کی ڈوریا بند کیں اور زریاب پیٹھ موڑ کر کھڑا ہو گیا۔ روشانے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھنے لگا اور زریاب وہاں سے بھاگ اٹھا ابھی دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ مڑا وہ خود کو سمیٹے بیٹھی تھی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آج کے بعد تمھارا دروازہ کھلا نہ ہو لاک کر کے سویا کرو اور وہ رک گیا۔ یہ یہ نائیٹ گاؤن پہنے کی کیا تک ہے"۔ وہ بگڑا ۔ جبکہ روشانے تو ابھی تک گردن میں بسے اسکے احساس میں ہی کھوئی ہوئی تھی ابھی تک اسکی آنکھوں میں وہ ہی خمار تھا۔ جو زریاب نے دیکھ لیا تھا اپنی اس غلطی پر غصہ چڑھا تھا ماتھے پر تیور چڑھائے وہ اسے اب گھور رہا تھا۔ تمیز کے کپڑے پہنا کرو" گھور کر کہتا وہ باہر نکل گیا اور دروازے

کو خود ہی زور سے بند کیا جبکہ روشانے جلدی سے بھاگ کر روم کا دروازہ بند کر چکی تھی دل تو پھٹ کر باہر ہی نکل آتا حالت ایسی تھی۔ پہلی بار یہ احساس ہوا تھا۔ وہ چہرہ چھپا کر دونوں ہاتھوں میں ایکدم ہی شرماسی گئ۔ اور جلدی سے موبائل اٹھالیا۔ وہ اپنی دوست کو میسیج کر رہی تھی اور اس میں یہ ماجرا بیان کیا جارہا تھا جبک وہ یہ کیوں نہیں سمجھ پائ تھی کہ ہر کوئ اسکا سچا دوست نہیں تھا کسی وجود میں جلن اور حسد کا احساس بڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے عائشہ کے پہلو میں بیٹھی وہ عائشہ کی بات سن رہی تھی۔"۔ لیکن میں تو انکے نکاح میں ہوں" روشانے نے کہا۔ کیونکہ عائشہ اسے اکثر ڈانٹتی تھی کہ وہ زریاب سے دور رہا کرے۔۔ نکاح میں ہو تو کیا ہو گیا کس نے کہا ہے کہ رخصتی سے پہلے وہ تمھارے کمرے میں اسطرح آسکتے ہیں وہ بھی جب تم نائیٹ سوٹ اور ایسے ویسے حلیے میں ہو"۔ عائشہ کی بات پر روشانے شرمندہ ہی رہ گئ۔ تو پھر اب میں کیا کروں"۔ روشانے نے سوال کیا جس پر عائشہ مسکرادی۔۔ وہ چاہتی ہی یہ تھی روشانے زریاب سے دور رہے اور اتنا دور رہے کہ اسکی زندگی سے ہی نکل جائے۔ میں تمھیں سب سمجھادوں گی تم فکر نہ کرو" وہ بولی تو روشانے کو عائشہ کی ذہانت پر پورا یقین تھا اسنے اسے ہمیشہ اچھا ہی مشورہ دیا تھا پیچھلے کچھ دنوں سے وہ شہر سے باہر اپنے رشتے داروں کی شادی میں گئ ہوئ تھی جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی نہیں ارہی تھی اور جب رات اسنے عائشہ کو اچانک مسیج کیا تو عائشہ اگلے روز ہی یونیورسٹی اچکی تھی ۔۔۔ ابھی دونوں ہی کنٹین پر بیٹھی فرائیز کھانے میں مصروف تھیں کہ اچانک ایک سٹوڈنٹ ایا اور اسنے عائشہ کو کہا کہ سر زریاب اسے اپنے کیبن میں

بلا رہے ہیں۔۔۔ عائشہ ایکدم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کھڑی ہو گئ یہاں تک کے اسنے یہ پرواہ بھی نہیں کہ کہ اسکے کھڑے ہونے سے کیچپ روشانے کے کپڑوں پر گیر گئ ہے۔۔۔ وہ تو بے تابی سے بھاگی تھی البتہ فخریہ مسکراہٹ بھی تھی لبوں پر روشانے اسکی یہ عجلت دیکھنے لگی اور پھر ٹشو سے اپنی شرٹ صاف کرنے لگی جبکہ دوسری طرف عائشہ لمہوں میں دوڑتی ہوئی زریاب کے کیبن تک پہنچ گئ تھی۔۔۔ مے آئ کم ان سر"۔ وہ بہت تمیز اور تہذیب سے اندر داخل ہوئ۔ یس کم ان"۔ زریاب کی وہ اچھی سٹوڈنٹ تھی ہمیشہ ٹاپ کرتی تھی لیکن روشانے اور زریاب شاید دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ عائشہ کا مقصد کیا ہے۔ یس یس کم ان "۔ وہ مصروف سا بولا عائشہ دل تھامے اسے دیکھنے لگی اسنے گلاسز لگائے ہوئے تھے جو ٹرانسپیرنٹ تھے وہ رکا۔۔۔ عارضی طور پر گلاسزیوز نہیں کرتا تھا لیکن کبھی کبھی کر لیتا تھا اور جب لگاتا تھا تب بہت شاندار لگتا تھا وائیٹ شرٹ اور بلیو جینز میں وہ مصروف تھا اور ایکدم سر اٹھا کر اسنے عائشہ کو دیکھا۔ یہ پیپرز ہیں مس عائشہ اگلے دس منٹ میں لیکچر سٹارٹ ہو رہا ہے آپ ساری کلاس کو انکے ٹیسٹس دے دیں". زریاب اکثر اسکو ایسی ڈیوٹیز دیتا تھا۔۔۔ عائشہ نے یا سر کہہ کر اس سے پیپرز تھامے تو اچانک ہی عائشہ کا نیل زریاب کی انگلی سے لگا۔۔۔ زریاب نے بنا ریسپونس لیے ہاتھ کھینچ لیا اور عائشہ ہلکا سا شرما کر مسکراتی ہوئ باہر نکل گئ زریاب نے عینک اتار کر رکھی اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ کھڑکی کی جانب آیا پردہ ہٹا کر اسنے کھڑکی سے باہر دیکھا اسکے کیبن سے باہر ہی کینٹین تھی اور سامنے ہی روشانے کینٹین میں بیٹھی تھی چھوٹے چھوٹے بچے جو یونیورسٹی میں کام کرتے تھے اسکے سامنے بیٹھے تھے جنھیں وہ

مختلف چیزیں کھلا رہی تھی اور خود بھی خوش تھی جبکہ بچے بھی۔۔۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ لیکن اسے فوراً ہی یاد آگیا روشانے بی بی نے آج بھی ٹیسٹ میں تیس میں سے پانچ نمبر لیے تھے وہ اتنی نکمی کیوں تھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔۔۔ گھیرہ سانس بھرا دس منٹ گزر گئے تھے اسے دیکھتے پتہ ہی نہ چلا وہ اس کھڑکی کے پاس سے ہٹتا اور کلاس کی جانب چلنے لگا آج اسنے یہ کلاس لے کر فوراً چلے جانا تھا کیونکہ آفس میں ضروری کام تھا اور فلحال ان تمام چیزوں کو وہ بڑوں کے ساتھ خود دیکھ رہا تھا گھر میں اور تھا ہی کون دوسرا جو اسکی جگہ یہ معملات دیکھتا۔۔۔ وہ کلاس میں داخل ہوا ساری کلاس پوری تھی سوائے روشانے کے عائشہ نے اسے بتایا کہ وہ سب میں ٹسیٹ باٹ چکی ہے۔۔۔ آپ میں سے ٹوئینٹی پرسنٹ جن بچوں کا ٹیسٹ برا ہوا ہے وہ کھڑے ہو کر سامنے چلے جائیں" اسنے سنجیدگی سے کلاس میں نگاہ گھماتے ہوئے کہا سٹوڈنٹس اس سے ڈر جاتے تھے تبھی اٹھ اٹھ کر خود ہی پیچھے چلے گئے۔۔۔ ایک بار اپنے ٹیسٹ کو ذرا ساری کلاس کو دیکھائیں" وہ بولا جبکہ ان سب نے اپنے ٹسیس دیکھائے اور شرمندگی سے سب کے چہرے سرخ ہونے لگے اگر لاپرواہی نہ کریں تو آپ لوگوں کو شرمندگی کا سامنا نہ ہو اگلے ایک ہفتے آپ سب یہاں پر کھڑے ہو گئے تاکہ پتہ چلے کہ آپ لوگ نے کیا کارکردگی دیکھائی ہے۔۔اور جنھوں نے اچھا ٹیسٹ دیا ہے ویلڈن نیکسٹ ٹائم اور بھی بہتر کریں"۔وہ یہ بات کہہ رک روکا ہی تھا کہ بھاگتی ہوئی روشانے اندر داخل ہوئی۔۔ عائشہ کا اسے دیکھ کر منہ سا بنا لیکن اسنے اپنے ایکسپریشن کو فوراً کنٹرول کر لیا تھا۔ آیئے ۔۔۔ آپکے لیے تو علیحدہ سے پھول برسانے چاہیے مجھے" زریاب غصے سے بولا ہمیشہ لیٹ ہوتی تھی

سوری سر وہ کنٹین پر دیر ہو گئ" وہ بولی اور سر جھکا لیا۔۔۔ ان کا ٹیسٹ دیا ہے مس عائشہ آپ نے" ۔ نہیں سر" عائشہ ہنسی روکتی روشانے کو تیس میں سے پانچ نمبروں کا ٹیسٹ دینے لگی روشانے ٹیسٹ کو دیکھنے لگی گویا یہ تو اسکا ٹیسٹ ہی نہ ہو۔ شرم ارہی ہے آپکو" وہ بھڑکا۔ اب سب اسکی کھنچائ سن رہے تھے۔"۔ آپ نے روشانے نکمے پن کے ریکارڈ توڑ دیے ہیں آپ اتنی بڑی ہو کر ذرا شرمندگی محسوس نہیں کرتی"۔ وہ ضرورت سے زیادہ بولی رہا تھا اسطرح کبھی نہیں ڈانٹا تھا اسنے سب کے سامنے اسے ۔۔۔۔ ہمیشہ کیبن میں بلا کر ہی اسے ڈانٹتا تھا اور روشانے نے اس بات کو کبھی دل سے نہیں لگایا تھا وہ سب کے چہرے دیکھنے لگی جہاں مسکراہٹ تھی طنزیہ ۔۔۔ اسکی آنکھیں بھیگ گئیں سر مزید جھک سا گیا۔ میں جتنا آپ سے ڈسا پوائینٹ ہوں اتنا شاید کلاس میں کسی سے نہیں ہوں گا آپکو تو شرم آتی نہیں ہے لیکن مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ لڑکی میری کلاس کی سٹوڈنٹ ہے کم از کم باقی بچے ایفرٹ تو کرتے ہیں آپ کے اندر وہ جذبہ ہی نہیں ساری زندگی اب بس نکموں کیطرح ہی پھرتی رہیں گی یہ کچھ پڑھنے کا بھی سوچیں گی"۔ اور عائشہ کی بات اسے سچ لگنے لگی۔۔۔۔ اسے لگا تھا زریاب کے دل میں شاید اسکے لیے کچھ ہے وہ رات والا منظر اور اسکا معمولی سا لمس بھلا نہیں پائ تھی لیکن عائشہ نے اسے سمجھایا تھا کہ مرد صرف عورت کے قریب اپنی ضرورت پر آتا ہے اسے عورت سے محبت کبھی نہیں ہوتی۔۔۔ اسکے گال پر آنسو لڑھک گیا۔ زریاب چپ ہو گیا۔ بیٹھ جائیں سب" وہ بولا۔ روشانے کے لیے چیئر تک قدم اٹھانا بے حد مشکل تھا مگر وہ سر جھکائے ہی اپنی چیئر پر جا بیٹھی ۔۔۔۔ عائشہ کے لبوں پر بڑی گھیری

مسکراہٹ تھی۔ بس کہا تھا نہ سارا وہم جھاگ کیطرح بیٹھ گیا نہ وہ صرف تمھیں ایک نکمی سٹوڈنٹ سمجھتے ہیں" عائشہ اسکے کان میں بولی۔۔ روشانے نے سر نہیں اٹھایا اور باقی سارا لیکچر وہ چپ چاپ یوں ہی بیٹھی رہی جبکہ وہ لیکچر میں جس طرح شرارتیں کرتی تھیں سب کو جیسے اسکی عادت تھی۔ اور شاید زریاب کو بھی وہ زیادہ بول گیا تھا اسنے پورے لیکچر میں اسکی خاموشی کو محسوس کیا تھا۔ لیکن وہ سمجھتی نہیں تھی" اسنے خود کو خود ہی سے تسلی دی کہ اسنے ٹھیک کیا ہے۔ لیکچر ختم ہوتے ہی روشانے سب سے پہلے نکل کر چلی گئ تھی عائشہ اسکے پیچھے گئ زریاب نے بھی دیکھا تھا اور وہ پانچ منٹ بعد کلاس سے نکل گیا۔ وہ باہر نکلا اسنے روشانے کی مخصوص جگہ پر اسے تلاشنہ چاہا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔ وہ گاڑی میں بیٹھ کر مختلف جگہوں ں پر دیکھنے لگا لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملی اور اسے آفس کے لیے ارجنٹ نکلنا پڑا تھا۔ ------------------------۔ وہ شیری کے ساتھ بائیک پر گھر لوٹ کر آئ تھی۔ چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئ ارے" سب گھر والے اسے حیرانگی سے دیکھنے لگے آج ہماری چڑیا کچھ بولی ہی نہیں" نور نے دیکھا۔ شکر ہے کچھ نہیں بولی ورنہ بول بول کر سر کھا جاتی ہے" رمشہ نے نفی میں سر ہلایا۔ کہیں طبعیت تو نہیں خراب کیا ہم دیکھیں" لائبہ نے کہا۔ تو نور نے سر ہلایا چلو ہم دونوں دیکھتے ہیں"۔ وہ دونوں روشانے کے دروازے پر آئیں لیکن ڈور لاک تھا۔ مجھے لگتا ہے زریاب نے کوئ بات کی ہے یہ لڑکا سدھرے گا نہیں" نور کو غصہ آیا روشانے میں تو جان تھی اسکی۔ بس کوئ بھی اسے کچھ کہتا تھا اسے بہت برا لگتا تھا ہمیں بھی یہ ہی لگتا ہے" لائبہ بھی افسوس سے بولی۔ تھوڑی دیر تک وہ خود باہر اجائے گئ۔ تھوڑا

ویٹ کر لو" منہا نے پیچھے سے پکارہ تو وہ دونوں پلٹ گئیں اور اسکے بعد شام تک روشانے کمرے سے باہر نہیں نکلیں تھی یہاں تک کہ سب آفس سے بھی لوٹ آئے تھے۔ اپنی بیٹی کو دیکھ لیں صبح سے کمرہ بند کیے ہوئے ہے" رمشہ ماں تھی اسے فکر ہو رہی تھی فکر تو سب کو تھی کہ دروازہ بجانے کے باوجود اسنے نہیں کھولا زریاب نے رمشہ کی جانب چونک کر دیکھا اور دوبارہ کھانا کھانے لگا اب کھانے کے لیے کہنے گئ ہوں تب بھی دروازہ نہیں کھولا" خیریت طبعیت ٹھیک ہے" زین فورا اٹھا تھا اور وہ روشانے کے روم کے باہر آگیا دروازہ بجایا۔ تو دروازہ پہلی دستک پر ہی کھل گیا۔ اوہ میرا بیٹا دروازہ کیوں بند کیا ہوا تھا۔ ماما پریشان تھی" زین نے بڑے لاڈ سے اسے کہا جبکہ سالار بھی اٹھ کر آ چکا تھا۔ بابا بھوک نہیں تھی" وہ ہلکا سا مسکرا دی" کیوں نہیں تھی بھئ کچھ اور کھانا ہے" سالار نے بھی کہا تو وہ مسکرا دی۔ نہیں بابا سچ میں بھوک نہیں تھی۔"۔ وہ اپنی طبعیت کے بر خلاف سنجیدگی سے بول رہی تھی زین نے اسکی پیشانی چھوئ بخار ہو رہا ہے تمھیں تو" وہ پریشانی سے اٹھا۔ تھوڑا سا فیور ہے زیادہ تو نہیں ہے" وہ لاپرواہی سے بولی یہ کیا بات ہوئ۔ زین ڈاکٹر کو کال کرو"۔ سالار نے کہا تو فورا ڈاکٹر کو کال کی گئ اور روشانے کے گرد گھر والے اکٹھے ہو گئے لائبہ نے چیک کیا تھا۔ آئ تھینک اپکو پروپر میڈیسن لینی چاہیے" وہ روشانے کو دیکھتی بولی۔۔۔ سب سے ہی بہت تمیز اور تہذیب سے بات کرتی تھی۔ نہیں میں ٹھیک ہوں سچ میں" روشانے نے شانے آچکا دیے۔ تبھی دروازے پر نگاہ اٹھی تو زریاب کھڑا اسی کیطرف دیکھ رہا تھا روشانے سہولت سے نگاہ گھما گئ۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر آگیا اور اسے معمولی سے فیصد کا کہا تو سب ہی پریشان ہو گئے۔ نور نے اسکے

لیے سوپ بنانے کا سوچا لائبہ اسکے پاس ہی بیٹھی تھی۔ اسے لیٹنے کا کہنے لگی جبکہ باقی سب بھی زریاب کچھ دیر وہاں روکا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ سب ہی اسکی بہت کیئر ہر رہے تھے روشانے کو علم تھا کہ وہ سب اس سے کتنی محبتیں کرتے ہیں وہ ہلکا ہلکا مسکرانے لگی لیکن اب اسے بخار تیز ہو رہا تھا اور جلد ہی وہ غنودگی میں چلی گئ رمشہ تو پریشان ہو اٹھی۔۔۔۔ یہ لڑکی آج بھی چھوٹے بچوں کیطرح بیہیو کرتی ہے اگر طبعیت خراب ہو تو کون دروازے بند کر کے بیٹھ جاتا ہے۔۔۔۔ رمشہ نے کہا جبکہ باقی سب اسکی اس عادت سے واقف ہی تھے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلی صبح رمشہ جب اسے اٹھانے آئ تو اسنے کمرے میں جھانکا وہ کمرے میں نہیں تھی۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگی جبکہ کسی کو پتہ نہیں چلا روشانے کہاں گئ ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے یونیورسٹی چلی گئ ہے" نور کچھ سوچتے ہوئے بولی اب اتنے بخار میں کیوں چلی گئ یہ لڑکی بھی بس بہت ضدی ہے" زیمل نفی میں سر ہلاتی زریاب کے آگے کافی کا مگ رکھتی بولی زریاب خاموشی سے ناشتہ کر رہا تھا۔ اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اٹھ گیا کھڑے ہو میں خود چھوڑوں گا آج تمھیں سکول" اسنے شیری کے سر پر تھپڑ مارا جبکہ شیری فورا کھڑا ہو گیا۔ میں چھوڑ دوں گا تم ایزی ہو کر چلے جاؤ" صارم ہلکا سا مسکرا کر بولا جبکہ زریاب کو معلوم نہیں کیوں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ اٹس اوکے " زریاب نے شیری کو اٹھنے کا اشارہ کیا اور کہہ کر باہر نکل گیا صارم البتہ خفیف سا ہو گیا۔ سب نے ہی زریاب کا یہ رویہ نوٹ کیا تھا۔ زریاب شیری کو سکول چھوڑ کر یونیورسٹی پہنچا تو۔۔ اسکا ہی لیکچر تھا۔۔۔ وہ مصروف سا کلاس میں داخل ہوا تو ساری کلاس اسکی منتظر تھی اسکے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑی ہوئ اور زریاب

کی نگاہ اپنی جگہ پر بیٹھی روشانے پر گئ ایک نظر اسے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا جب جب وہ بیمار ہوتی تھی بھلے اسکی انگلی ہلکی سی بھی کٹ جاتی گھر میں ایک طوفان سا برپا کر دیتی تھی۔۔۔ اور اب وہ اتنے بخار کے بعد یہاں بیٹھی تھی وہ سمجھ نہیں سکا تھا کچھ آنکھوں میں حیرانگی لیے وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔ اور سب سٹوڈنٹس کو بیٹھنے کا کہہ کر اسنے سب میں ٹیسٹ بانٹ دیا۔۔۔ ٹیسٹ روشانے کو دیتے اسکی ہلکی سی انگلی نے اس کے ہاتھ کو چھوا تھا جس سے اندازا ہوا کہ وہ اب بھی بخار میں ہے تو وہ آئی کیوں تھی؟؟ وہ کچھ بولتا کہ روشانے نے اس سے ٹیسٹ لے کر اپنے کام پر فوکس کیا وہ آج زریاب کو حیران کر رہی تھی اگلے دس منٹ میں ٹیسٹ مکمل ہو گیا تھا سب نے ہی ٹیسٹ دے دیا تھا چھوٹا سا ٹیسٹ تھا تبھی زریاب نے۔ سب کو چیک کر کے دینا شروع کر دیا۔۔۔ عائشہ کے ٹیسٹ میں فل مارکس تھے وہ مسکرا دی کیونکہ زریاب نے اسکی تعریف کی تھی۔۔۔ روشانے البتہ وہاں رکی نہیں پیچھے سے نکل کر وہ کنٹین میں جا چکی تھی۔۔۔ جس جس کے ٹیسٹ گندے تھے وہ انھیں ڈپٹ رہا تھا اور انکی ایسی انسلٹ کر رہا تھا کہ کھڑا کھڑا بندہ رونے لگ جائے۔۔۔ اور جیسے ہی نگاہ کے آگے روشانے کا پیپر آیا۔۔۔ تو اسنے کوشش کی وہ پیپر کو پیچھے کر دے کیونکہ علم تھا آج بھی ویسا ہی ٹیسٹ ہو گا اسکا دل نہیں کیا چیک کرے۔۔ پلیز سر روشانے کا بھی چیک کریں نہ" یہ عائشہ تھی ایکدم اٹھلا کر بولی۔ زریاب کو چار نچار وہاں کھڑے سٹوڈنٹس کی وجہ سے روشانے کا پیپرز چیک کرنے لگا اور جیسے جیسے وہ چیک کرتا گیا ویسے ویسے پوری کلاس سمیت وہ خود بھی دنگ رہ گیا۔۔۔ سر یہ کیا واقعی ہی روشانے کا ٹیسٹ ہے" ایک لڑکا حیرانگی سے بولا تھا کیونکہ عائشہ کا تو ایک نمبر

کٹ گیا تھا لیکن روشانے کے پورے نمبر تھے۔۔۔ شاید یہ فریم ہو جانا چاہیے تھا ٹیسٹ۔۔۔
عائشہ زریاب کے لبوں پر پھیلتی مسکراہٹ پر ایکدم اکھڑ ہی گئ۔ اور وہاں سے پاؤں پٹختی چلی گئ۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لیکچر آف ہو گیا تھا وہ باہر نکلا تو نظر کنٹین والے پورشن میں گئ تو وہ ان ہی چھوڑے چھوٹے بچوں کو مختلف چیزیں لے کر دے رہی تھی۔۔۔ اور ان بچوں کو چیزیں دلو کر بل پے کر کے وہ مڑی۔ اور چئیر پر بیٹھ گئ اتنے ہشاش بشاش ماحول میں بھی اسی کی پیشانی پر پسینہ سا آ گیا تھا۔۔ شاید بچار زیادہ تیز ہو رہا تھا وہ اسکی جانب چلنے لگا عائشہ نے زریاب کو روشانے کی جانب جاتے دیکھا تو سخت نفرت کا احساس ہوا تھا اور روشانے سے تو جیسے بے حد نفرت محسوس ہوئ تھی وہ روشانے کے نزدیک اگیا۔۔۔ طبعیت زیادہ خراب ہے تو گھر چھوڑ آتا ہوں" وہ نرمی سے بولا روشانے نے اسکی جانب دیکھا چند لمحے دیکھتی رہی۔۔۔ اسے وہ لمحے یاد آنے لگے جب وہ اسکے کمرے میں آیا تھا اور اسے اپنے لمس کے احساس میں جکڑ لیا تھا۔۔ اسنے نگاہ پھیر لی بابا کو بلا لیا ہے وہ آتے ہوں گے " روشانے بولی۔ زریاب کے ماتھے پر بل سے ڈلے۔۔ تم مجھے کہہ سکتی تھی"۔ مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئ زریاب" وہ بولی تو لہجہ روشانے کا تو نہیں تھا۔۔۔ جبکہ عائشہ یہ سب چھپ کر سن رہی تھی اور روشانے کے رویے پر مسکرادی وہ اسکی باتوں پر عمل کر رہی تھی۔۔۔ تمھارے اس رویے کی وجہ کیا؟ ابھی وہ بات مکمل کرتا ہی کہ "بابا اگئے"۔ وہ کہہ کر بنا اسکی جانب دیکھے اٹھ کر چلی گئ جبکہ زریاب کا خون ہی کھول گیا وہ اتنی سی کل کی لڑکی اسے رویہ دیکھائے گی کیا وہ بھول گئ تھی کہ وہ کس رشتے میں ہے اسکے ساتھ۔۔۔ وہ بھڑک کر

وہاں سے خود بھی ہٹ گیا جبکہ روشانے تو جاچکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشانے گھر لوٹ آئی ۔ اتنا بخار ہو رہا ہے خیال کیوں نہیں رکھتی تم اسکا" زین رمشہ پر بھڑکا ۔۔۔ رمشہ جبکہ چپ ہو گئی بابا میں خود گئی تھی ماما کو تو پتہ بھی نہیں" وہ باپ کو روک گئی پھر بھی تمھیں بخار کتنا ہو رہا ہے ۔ زین فکر مندی سے بولا ۔ لائبہ نے جلدی سے اسکے سر پر ویٹ پیڈ رکھا تھوڑا بخار کم ہو جاتا اس سے ۔۔۔ جبکہ سب روشانے کی تیمارداری میں لگ گئے تھے ۔ " ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلے روز لائبہ کا ریزلٹ تھا اور وہ کافی پریشان تھی

زریاب اور لائبہ دونوں ہی لیپٹاپ میں سر جوڑے بیٹھے تھے اور وہ اتنا نروس تھی کہ وہ اپنے سارے ناخن ہی کھا جاتی ۔۔۔ ڈونٹ وری ڈونٹ وری تم پاس ہو جاؤ گی" زریاب نے اسے تسلی دی کبھی انگلیاں بھی چبا جاتی ۔ روشانے کی طبعیت اب بہتر تھی تبھی وہ باہر اگئی ۔ اور ایکدم لائبہ کی چیخ نکلی فرسٹ پوزیشن دیکھ کر ۔۔۔ اور خود ہی اپنی چیخ سے شرما سی گئی وہ جبکہ زریاب کا قہقہہ بلند ہوا تھا کنگریجولیشن" اسنے ہاتھ آگے بڑھایا روشانے بھی مسکرا کر ایکدم لائبہ کے گلے لگ گئی ہمیں تو یقین ہی نہیں ارہا ۔ " ۔ لائبہ خوشی کے مارے اب رونے لگی ۔۔۔ جبکہ روشانے اور زریاب اسکی خوشی میں خوش تھے نور بھی کوکینگ سنٹر سے اگئی تھی اور لائبہ کی فرسٹ پوزیشن کی خبر آگ کیطرح پھیل گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے اب تو گھر میں فنکشن ہونا چاہیے بابا" ۔ زریاب نے سالار کو کہا لائبہ سالار کے پہلو میں بیٹھی تھی ۔ کیوں نہیں فنکشن کے ساتھ ساتھ میں حیدر اور لائبہ کے نکاح کی سیر یمنی بھی کرنا چاہ رہا ہوں" ۔ سالار نے کہا تو وہاں

سب ہی ایکدم خوش ہو گئے سب یہ بات جانتے تھے سالار کی یہ خواہش بچپن سے تھی۔ جبکہ لائبہ بلکل خاموش رہ گئ۔ واؤ بڑے پاپا اب گھر میں فنکشن آئے گا۔ پھر ایسا تو شوپنگ پر جانا چاہیے مجھے" روشانے چہک کر بولی زریاب نے اسکی جانب دیکھا اس دن کے بعد نہ وہ یونیورسٹی آئ تھی اور نہ ان دونوں کے بیچ بات چیت ہوئ تھی۔۔۔ وہ سمجھ گیا تھا اسنے وہ ٹیسٹ زریاب کو صرف جتانے کے لیے دیا تھا کہ وہ چاہے تو سب کر سکتی ہے۔ اور اسکے بعد پھر ویسی ہی ہو چکی تھی۔۔ یس مائے ڈاٹر اب شاپنگز شروع کر لو" سالار مسکرایا۔ جبکہ روشانے بھی مسکرا دی۔ حیدر کب آئے گا" کبیر نے سالار سے پوچھا سب جانتے تھے حیدر کم ہی یہاں آتا تھا اور ایک سال تو گزر گیا تھا اسنے گھر کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی زیمل خاموش کھڑی تھی۔۔ اجائے گا دو تین دن تک دوبئ میں ہے در حقیقت" سالار بولا۔ گڈ چلو بچیوں اب تم لوگ اندر جاؤ اور سوچو کیا کیا کرنا ہے" کبیر نے سب وک وہاں سے جانے کے لیے کہا۔ تو منہا نور لائبہ اور روشانے چاروں اندر چلی گئیں۔ تم نے یہ فیصلہ خود کیا ہے یہ حیدر کی بھی مرضی شامل ہے اس میں" کبیر حیدر کی نیچر سے باخوبی واقف تھا تبھی سوال کر رہا تھا زریاب خاموش بیٹھا تھا۔۔۔ یہ میرا فیصلہ ہے باقی مجھے ضرورت نہیں کسی کی اجازت کی" سالار لاپرواہی سے بولا۔ زیمل کو اسکی یہ ہی لاپرواہی اچھی نہیں لگتی تھی وہ اولاد کو معلوم نہیں کس طرح ٹریٹ کرتا تھا۔۔۔ سالار حیدر کے بارے میں تم بہتر جانتے ہو وہ تمھارا ہی بیٹا ہے۔"۔ کبیر بولا۔ زریاب کا بھی تو نکاح ہوا تھا وہ تو کچھ نہیں بولا"۔ سالار نے کہا۔۔۔ زریاب تمھارے ساتھ رہتا ہے تمھارے ساتھ پلا بڑھا ہے ان رشتوں کو سمجھتا ہے جبکہ حیدر نہ ہی

تمھارے ساتھ رہتا اور نہ ہی ان رشتوں کی باریک بنی سے واقف تم نے خود ہی تو اسے ہم سب سے اور اپنے آپ سے دور رکھا ہے تمھیں اتنی بڑی اناؤسمنٹ سے پہلے ایک بار سوچ لینا چاہیے کیوں کہ بیٹا وہ تمھارا ہی ہے۔"۔ کبیر جراہ کرنے لگا سالار کو شدید غصہ چڑھا تھا لیکن بول کچھ نہیں ۔۔۔ خیر آگے وقت بتائے گا میری دلی خواہش اتنی ہی ہے لائبہ میری بہو بنے" وہ بولا۔ یہ خواہش تو ہم سب جانتے ہیں تمھاری لیکن تمھارے بیٹے کی بھی مرضی شامل ہونے چاہیے اس میں"۔ کبیر بولا تو وہ خاموش ہو گیا بابا ہم منا لیں گے اسکو اور ویسے بھی حیدر بھیا کی لائبہ سے اٹیچمنٹ تھی بچپن میں"۔ زریاب کو باپ کا اترا ہوا چہرہ اچھا نہیں لگا تبھی کبیر سے بولا۔ بیٹے بچپن کی باتیں کوئی یاد نہیں رکھتا"۔ عارض بھی بولا۔ جبکہ وہ تینوں خاموش رہ گئے تھے مجھے نہیں لگتا پریشانی کی کوئی بات ہے بھیا مینیج کر لیں گے اور یقیناً حیدر کو لائبہ پسند آئے گی وہ اتنی پیاری اتنا مٹھا بولنے والی بچی ہے بھلا کوئی اسے اگنور کیوں کرے گا" زین نے بھی بھائی کی حمایت لی۔۔۔۔ تو سالار مسکرا دیا۔ بلکل ایسا ہی ہے"۔--------------------------------- اگلا دن سب کے لیے ہی بہت خاص تھا لائبہ اور حیدر کا نکاح تھا لیکن یہ بات حیدر ہی نہیں جانتا تھا۔ اسکی گاڑی مرتضی ہاؤس کے سامنے رکی۔۔۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا تو وہ فارچنر اندر لے آیا۔ اسنے گاڑی روکی اور ایک نظر اس گھر کو دیکھنے لگا۔ لون میں کسی ایونٹ کی تیاریاں ہو رہیں تھیں وہ سمجھ گیا اسے اس ایونٹ کو اٹینڈ کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا اندر داخل ہوا تو سامنے ہی روشانے صوفے پر پھیلی ناشتہ کر رہی تھی۔ حیدر بھیا" پورے گھر میں اسکی چیخ گونجی

تھی حیدر مسکراتا ہوا سر نفی میں ہلاتا اس تک پہنچا اور اسکے سر پر چپت لگا دی۔۔۔ آج بھی ویسی ہی ہوشرارتی لڑکی "وہ مسکرایا جبکہ روشانے تو بہت خوش تھی۔۔۔ اسکی آواز جو گونجی تو گھر کے سب افراد باہر نکلنے لگے۔ زریاب اپنے کمرے سے نکلا وائیٹ شرٹ اور بلیک جینز میں۔۔۔ حیدر بلیک ہی گاگلز لگائے روشانے کے پاس کھڑا تھا۔ اسنے مڑ کر زریاب کو دیکھا۔ زریاب کو محسوس ہوا وہ پہلے روز کیطرح آج بھی اتنا ہی ہینڈسم اور سارے ماحول پر چھایا ہوا ہے۔ وہ آگے بڑھا۔ حیدر اور وہ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ کیسے ہو تم "حیدر نے پوچھا فٹ برو آپ کیسے اور ایک سال کے بعد آئے ہیں سوچ لیں۔۔ بابا کے مزاج بہت برہم ہیں جن کا سامنا کرنا پڑے گا آپکو "زریاب بولا تو روشانے نے اس کیکٹس کے پودے کو ہمیشہ بس حیدر کے آگے ہی مسکراتے دیکھا تھا۔۔۔ ڈیڈ کے مزاج مجھ پر کب برہم نہیں رہتے ٹیک اٹ ایزی میں ساری زندگی سے انھیں یوں ہی سنبھالتا آیا ہوں "وہ آنکھ دبا کر آگے چلنے لگا۔ اور دونوں بھائی ایک دوسرے کے شانے پر ہاتھ رکھے ماں باپ کے کمرے میں داخل ہوتے کہ نور نے بھی حیدر کو دیکھ لیا۔ واہ واہ ہمارا ہیرو آگیا ماشاءاللہ ماشاءاللہ حیدر تم ٹی وی سکرین سے زیادہ ہینڈسم لگ رہے ہو "نور ہمیشہ اسکی یوں ہی تعریف کرتی تھی جبکہ حیدر مسکرا دیا۔ تھینکس لیڈی "وہ بولا۔ اچھا محسوس ہو رہا تھا اب تک تو ان سب سے مل کر۔۔۔ زریاب نے دروازہ ناک کیا اور وہ سب اندر داخل ہوئے سالار شاید واشروم میں تھا کیونکہ کمرے میں زیمل تھی۔ حیدر آگے بڑھا اور زیمل نے جلدی سے اسکو اپنے سینے سے لگا لیا۔ ماں صدقے میرا بیٹا آیا ہے مجھے بتاتے آپکو میں ائیرپورٹ سے پک کرتی "۔ وہ لاڈ سے بولی۔

۔ نہیں اسکی ضرورت نہیں تھی آپ سے ملنے ارہا تھا تو خود آتا آپکو کیوں بلاتا" اسنے جھک کر ماں کے ہاتھ چوم لیے شاید گھر کو وہ بھی یاد کر رہا تھا جو اپنے اندر ان سب سے مل کر اتنی خوشی محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔ زیمل نے اسکی پیشانی چوم لی میرا بیٹا" وہ مسکرائی زریاب روشانے اور نور بھی مسکرادی۔۔ تب تک ان سب کی آواز سن کر منہا بھی اگئ۔ اوہ ہو حیدر صاحب آیئے ہیں مل گئ آپکو فرصت گھر لوٹنے کی۔" منہا بولی تو وہ ہنس دیا آپ لوگ شکوہ کر رہے ہیں یہ اٹھا ٹھا کر طنز مار رہے ہیں" بھئ بحث تم سے نہیں کرنی تم اگئے یہ ہی بڑی بات ہے تم سے بحث میں بچپن سے آج تک جیت ہی کون پایا ہے" منہا ہنسی تو سب ہی ہنسنے لگے آپکے شوہر کہاں ہیں" وہ زیمل کو دیکھ کر پوچھنے لگا جبکہ زیمل نے اسکے شانے پر تھپڑ مارا شرم کرو"۔ تبھی سالار باہر نکلا حیدر سالار کو دیکھنے لگا۔ جبکہ سالار بھی حیدر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ حیدر ہلکا سا مسکرایا تھا کیسے ہیں ڈیڈ"۔ وہ خود ہی آگے بڑھ کر اسکے سینے سے لگ گیا۔ کافی شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا سالار بھی مسکرادیا تمھیں دیکھ کر ہمیشہ خوش ہو جاتا ہوں" وہ بولا تو حیدر ہنس دیا سالار نے اسکا گال تھپتھپایا۔ تم کیسے ہو ٹریپ کیسا رہا" وہ صوفے پر بیٹھ گیا حیدر اسکے سامنے بیٹھا تھا باقی سب بھی وہیں بیٹھ گئے تھے۔ اچھا تھا دلچسپ تھا اور ہمیشہ کیطرح" وہ ہنس کے شانے آچکا گیا۔ چلو اب تمھاری دلچسپی کے مرکز کو پوائنٹ پر لانے کا سوچ لیا ہے ہم نے۔"۔ سالار بولا تو حیدر نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔ پہلے اسے کچھ کھانے پینے دیں پھر سکون سے باتیں کریں گا آؤ ہم سب آج ناشتہ کریں گے سارے"۔ زیمل بدمزگی نہیں چاہتی تھی تبھی جلدی سے اسے ان کے بیچ سے اٹھا کر بولی۔ یہ ٹھیک ہے بابا سکون سے باتیں تو ہوتی

رہیں گی پہلے ناشتہ کرتے ہیں"۔زریاب بھی بولا اور سالار نے بھی سر ہلا دیا وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر اگئے۔ ناشتہ آج ملازموں نے بنایا تھا تقریبا ریڈی ہی تھا حیدر کبیر زین اور عارض سے بھی ملا آیت نیناں اور رمشہ نے بھی اسکے سر پر پیار دیا اور وہ سب ناشتے کے لیے بیٹھ گئے ویسے گھر میں کوئ ایونٹ ہے کیا آج" حیدر نے تھوڑی دیر بعد سوال کیا۔ جی ہاں بہت بڑا ایوینٹ ہے آپ کے آنے کی خوشی میں ہی تو ایوینٹ ہو رہا ہے" روشانے بولی۔ واہ بھئ مجھے تو لگ رہا تھا میرا استقبال ڈیڈ کے جوتوں سے ہو گا ہمیشہ کیطرح یہاں میرے لیے ایونٹ ارینج ہو رہا ہے ایمپریسو وہ ہنسا جبکہ سب ہی ہنس دیے۔۔۔ اب تم بڑے ہو گئے وہ تو سوچا جوتوں سے نہ کیا جائے تمھارا استقبال" سالار مسکرا کر بولا۔ بڑی نوازش ہے جناب آپکی" حیدر بولا۔ لائبہ کہاں ہے اسنے ناشتہ نہیں کرنا" اچانک سالار کو ہی اسکا خیال آیا۔۔۔ حیدر کے ہاتھ بے ساختہ رکے تھے۔ ماتھے پر جیسے پہچان کی لکیریں سی پڑیں سب اسکاری ایکشن نوٹ کر رہے تھے۔ لائبہ " اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا سالار مسکرا دیا۔ فخریہ سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر آئ اور جیسے سب کو جتا گئ کہ اسکا فیصلہ غلط نہیں ہے حیدر کو لائبہ یاد ہے جی ہاں بھیا لائبہ آپی آپکی فرینڈ تھیں نہ بچپن میں" یہ شیری تھا حیدر ہنس دیا۔ رئیل شی از ہئیر" وہ جیسے کافی حیران تھا۔ زیمل حیدر کے اس ری ایکشن کی امید نہیں تھی مسکرا دی۔ جی بیٹا وہ یہیں ہیں اب یہیں رہتی ہیں"۔ اچھا تو وہ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں کہاں پر ہیں افشین آنٹی" حیدر اٹھا اپنی جگہ سے۔ افشین کی ڈیتھ ہو گئ ہے"۔ کبیر نے اطلاع دی۔ واٹ"۔ حیدر حیرانگی سے کبیر کو دیکھنے لگا۔ اور زین نے پھر اسکو لائبہ پر گزری ساری کہانی سنا دی۔ وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ سیڈ"

۔بس اتنا ہی بولا۔ اور دوبارہ ناشتہ کرنے لگا۔ بھیا آپ لائبہ سے نہیں ملو گے "روشانے کے اندر جیسے یہ بات اچھل رہی تھی کہ اسے اطلاع دے دے کہ اسکا نکاح آج لائبہ سے ہونے جارہا ہے۔ حیدر شانے آچکا گیا۔ اگر کسی کو ملنا ہے تو وہ یہاں اجائے جیسے تم سب ملے ہو "حیدر ہلکا سا مسکرایا۔ سب جیسے عجیب انداز میں اس سے بچ رہے تھے۔۔۔۔۔ سالار البتہ سکون سے ناشتہ کر رہا تھا وہاں سب نے پھر ہلکی پھلکی باتوں میں ناشتہ کیا اور لائبہ جو اپنے کمرے کے دروازے سے کان لگائے کھڑی تھی اپنے دل کو اپنے ہاتھ کی کپکپاتی مٹھی میں جکڑے کھڑی تھی۔ اسے وہ یاد تھی دل نے ایک عجیب ہی انداز میں خوشی کو محسوس کیا تھا۔۔۔ کیا یہ کافی نہیں تھا اسے وہ یاد تھی۔ ناشتے کے بعد سب بڑے لاونج میں بیٹھ گئے۔۔۔ جبکہ کبیر نے بچیوں کو وہاں سے نو دو گیارہ کر دیا۔ روشانے تو حیدر کاری ایکشن دیکھنا چاہتی تھی لیکن بڑے بابا نے نکال باہر کیا تھا حیدر ان سب کی جانب دیکھ رہا تھا۔ کتنے دن کے لیے آئے ہو "عارض نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔ بابا بس رات میں واپسی پر لوں گا ایکچلی ایک کیس ہے جس ہلکی ہائیرنگ کل سے سٹارٹ ہو رہی ہے بس اسی وجہ سے مجھے آج رات اپنے گھر جانا ہو گا"۔ وہ بولا۔ تم یہاں بھی تو رہ سکتے ہو ہمیشہ کے لیے بیٹا یہ بھی تو تمھارا اپنا ہی گھر ہے "زین ہلکا سا مسکرا کر بولا۔ مجھے ہمیشہ یہاں ایک مسافر کی حیثیت دی گئی ہے اب مجھے اس کی عادت ہو گئی ہے "۔ اسکے پاس ہر بات کا جواب تھا۔ عادت کو بدلا بھی جا سکتا ہے" سالار بولا۔ عادت بنانے والے عادات کو بدلنے کا کہیں تو اچھا نہیں لگتا" وہ بنا ہچکچائے باپ سے دوبادو ہوا۔ خیر وہ تمھاری اپنی مرضی ہے" سالار نے ہاتھ اٹھا دیے ماحول میں کثافت سی بھرنے لگی زیمل بے

چین ہو گئ حیدر نے سر جھٹک دیا۔۔۔ میں نے تمھارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے حیدر اور اسی خاص کام کے لیے میں نے تمھیں یہاں بلایا ہے " سالار نے بات کا آغاز کیا اس وقت اس گھر کا ایک ایک شخص سالار کے سوال پر حیدر کے جواب کا منتظر تھا لڑکیاں کان لگائے کھڑی تھیں جبکہ لائبہ کا دل سنبھل ہی نہیں رہا تھا۔۔ وہ انکار کر گیا تو وہ بن موت ماری جائے گی۔ اسکا دل ٹوٹ جائے گا کئ ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گا۔ اور اگر وہ اقرار کر گیا تو وہ خوشی سے مر جائے گی اپنی قسمت کے اس حسین موڑ پر اسکا ساتھ ملنے پر نہ جانے کیا سے کیا کر بیٹھے۔۔۔ وہ مسکرا رہی تھی دل کو اچھا احساس تھا وہ اسے یاد رکھے ہوئے تھے۔ کیسا فیصلہ " حیدر سنجیدگی سے باپ کو دیکھ رہا تھا۔ تمھارے اور لائبہ کے نکاح کا فیصلہ۔۔۔۔ تمھیں بھی لائبہ بچپن سے پسند ہے اور مجھے بھی اپنی بہو کے روپ میں بہت پسند ہے اور وہ تو سب کی ہی پسند رہی ہے۔۔۔۔ آپکو کس نے کہا ہے لائبہ میری پسند ہے " بلکل ٹھنڈے ٹھار لہجے میں باپ کی آنکھوں میں دیکھتا وہ سوال کر رہا تھا۔ اور سب کو اسی بات کا ڈر تھا جو سامنے اگئ تھی۔ ایکدم سالار جیسے لاجواب سا ہو گیا۔۔۔ وہ لائبہ جس کی وجہ سے آپ نے مجھے بلاوجہ اپنے آپ سے دور کر دیا کس نے کہا ہے مجھے وہ لائبہ چاہیے اور آپ میرے لیے میری ہی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ اپنی مرضی سے کر لیں گے مجھے یہاں بلائیں گے دو چار مٹھے الفاظ بولیں گے اور مجھ سے اپنی بات منوا لیں گے ڈیڈ اٹس نانسینس " شیٹ آپ" سالار بھڑکا۔ ساری زندگی آپ صرف مجھ پر بھڑکتے آئے ہیں۔۔ لائبہ یہاں سے چلی گئ اور اسکے بعد آپ نے مجھے بھی یہاں سے نکال باہر کھڑا کیا آپ کو لگتا ہے میں کسی بھی لائبہ میں انٹرسٹیڈ ہوں گا

اینڈ ویٹ ویٹ آئی ریمیمبر شی از سچ آ فلش گرل۔۔۔۔ جو اپنی بات دوسروں تک کنوے نہیں کر سکتی جو میرے ٹائیپ میرے سٹینڈرڈ کی نہیں ہے آپ اس لائبہ سے میرے نکاح کا سوچے بیٹھیں ہیں ہاؤ سمارٹ۔۔۔ مجھے لگا مجھے آپ نے خوشی سے بلایا ہے لیکن افسوس سے ڈیڈ آپ نے آج بھی صرف اپنے مقصد کے لیے بلایا مجھے۔۔۔ ایک بے سہارا لڑکی جس کے آگے نہ پیچھے کوئی اسکے لیے آپ کو میں ملا تھا تو ایم سوری۔۔۔۔ نہ ہی میں کسی سے نکاح کروں گا اور نہ ہی اپنی مرضی اپنی پسند کے بنا کسی کو اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے دوں گا" بس"۔ سرخ چہرے سے وہ ایکدم دھاڑا تھا۔ بہت بول لیے تم"۔ وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ ایک بار تو تمھیں اپنے دماغ میں فٹ کرنی ہو گی حیدر یہ میرا فیصلہ ہے اور اس سے تم انچ بھی نہیں ہلو گے"۔ وہ دھاڑا تھا۔ حیدر دانت بھینچے باپ کو دیکھنے لگا دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے کبیر کو وہ دن یاد اگئے جب اسی طرح سالار بھی مرتضی سے دوبادو ہوتا تھا۔ ٹھیک ہے تو کر کے دیکھائیں آپ"۔ کہہ کر وہ بنا وہاں روکے وہاں سے نکلتا چلا گیا اگر تم نے میری بات نہ مانی تو دوبارہ اپنا منہ کبھی مت دیکھانا" سالار پیچھے سے چلایا۔۔۔ بابا پلیز یار کیا ہو گیا ہے بات آرام سے بھی ہو سکتی ہے" زریاب نے باپ کو روکا اور حیدر کے پیچھے دوڑا۔۔۔ بھیا رک جائیں پلیز آرام سے بھی بات کر سکتے ہیں ہم" وہ حیدر کو روکنے لگا ڈیڈ کو مجھ سے کوئی ذاتی دشمنی ہے اسکے علاوہ کچھ بھی نہیں وہ تمھارے باپ ہیں انھیں تم ہی رکھو" وہ کہہ کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔۔۔۔ بھیا" اور گاڑی ایکدم پیچھے لے گیا تھا سالار نے اسے اس گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔ اسکی سانسیں اپنے آپ ہی ناہموار سی ہونے لگی وہ کافی مظبوط عصاب کا مالک تھا ایسا

نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی ہار مان جائے معلوم نہیں عمر کا تقاضہ تھا وہ ایکدم دل پر ہاتھ رکھتا صوفے پر ڈھے گیا۔۔۔ اور گھر میں ایک گونج سی تھی سالار" کبیر عارض زین نے اسے تھاما زریاب اندر بھاگا جبکہ حیدر وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لائبہ جائے نماز پر بیٹھی تھی۔ اسکا ایک ایک حرف دل کی شفاف دہلیز پر جیسے گوندھ گوندھ کر لکھ دیا گیا تھا۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی اسکے یہاں سے جاتے ہی سالار نے خود سے حیدر کو کیوں دور کیا اور اس بات کا جواب سالار ہی دے سکتا تھا لیکن وہ قصور وار تھی اسکی نظر میں ان باپ بیٹوں کی آپس میں دوریاں ڈالنے کی۔۔۔ سالار کی طبعیت نہیں ٹھیک تھی سب ہاسپٹل گئے تھے۔ اور وہ گھر میں بیٹھی جائے نماز پر اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہی تھی۔۔۔ وہ آج بھی وہ ہی دعا مانگ رہی تھی کہ وہ اسکے دل سے نکل جائے وہ۔۔۔ نکل جائے وہ اسے بہت تکلیف دیتا ہے اسکے دل میں رہ کر وہ اسکے دل کو توڑ دیتا ہے بے رحمی سے مسل دیتا ہے وہ اس سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔۔۔ مگر نہیں ہو پاتی تھی۔۔ روشانے کمرے میں آئی۔ لائبہ آپی آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا"۔ وہ بھیگے بھیگے لہجے میں بولی سالار کو کچھ نہ ہو وہ بھی تو دعا مانگ رہی تھی۔۔ اور ویسے بھی سالار تو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔ بھوک نہیں لگ رہی ہمیں" اسنے اپنے گال صاف کیے اور جائے نماز فولڈ کرتی اٹھ گئی۔ نور آپی نے زار کو کال کی ہے ابھی پتہ لگ جائے گا بڑے بابا ٹھیک ہو جائیں گے" وہ بولی تو لائبہ نے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے نور نے عارض کو کال کی تھی۔ عارض نے بتایا کہ ایک مائینر سا ہارٹ اٹیک سالار کو آیا ہے۔ وہ سب جیسے حیران رہ گئے حیدر

کی باتیں اتنی زیادہ وہ دل پر لے گیا تھا"۔ لیکن جب پتہ چلا کہ وہ اب ٹھیک ہے تو سب کو تسلی ہوئی تھی بابا جانی حیدر کو بتایا ہے آپ لوگوں نے" نور نے عارض سے سوال کیا عارض کو حیدر پر کچھ زیادہ ہی غصہ تھا تبھی وہ انکار کر گیا نہیں اس جیسی اولاد کو جب ماں باپ کا احساس نہیں تو اسے کسی بات کی اطلاع ہی ضرورت بھی نہیں۔"۔ عارض بھڑک کر بولا بابا جانی آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں حیدر بیٹا ہے بڑے بابا کا" نور کو اچھا نہیں لگا۔ عارض نے فون بند کر دیا۔ جبکہ وہ تینوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگی۔۔۔ نور آپی حیدر بھیا کو بتا دیں آخر کو انھیں بھی پتہ چلنا چاہیے انکی وجہ سے کیا ہوا ہے" لائبہ خاموش ہی کھڑی تھی نور ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ منہا نے حیدر کو کال ملا لی۔ نمبر اسنے زریاب سے کچھ ٹائم پہلے لیا تھا لیکن کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ اس سے بات کر سکے۔ منہا نے کال ملائی تو بیل جاتی رہی اور ہمیشہ کیطرح پہلی بیل پر اسنے کال ریسیو نہیں کی ۔۔۔ دوسری اور تیسری بل جانے پر بڑے غصے میں کال پک کی تھی۔ ہو"۔ اسنے سوال کیا۔ میں بول رہی ہوں منہا۔"۔ منہا بھی غصے سے بولی۔ حیدر چند لمحے خاموش رہا۔ جی" کچھ توقف کے بعد سوال ہوا چھوٹے بابا کو ہارٹ اٹیک آیا ہے وہ (۔۔۔۔۔۔۔۔) ہاسپیٹل میں ہیں اگر تمھارے دل میں انکے لیے تھوڑا سا احساس ہو تو چلے جانا" منہا نے مختصر بات کر کے فون بند کر دیا۔ جبکہ دوسری طرف حیدر فورا کرسی چھوڑ کر ایکدم اٹھا تھا۔ اسنے زریاب کو کال کی جس نے کال پک نہیں کی اسنے سب کے نمبرز پر ٹرائی کیا جب اسکی کال کسی نے پک نہیں کی تو گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زیمل کو کال کی جس نے بیٹے کی کال ایک لمحے میں پک کی زیمل رو رہی تھی۔ ماما کیا ہوا ہے"۔ وہ

پریشانی سے پوچھ رہا تھا حیدر آپکے بابا کی طبعیت نہیں ٹھیک" وہ بہت زیادہ رو رہی تھی اور معلوم نہیں اسکی کال کا سلسلہ کیسے منقطع ہو گیا کہ دوبارہ کال ملانے پر بھی اسکی کال ریسیو نہیں کی گئ تھی وہ لمحوں میں پہنچا تھا ہاسپیٹل اور ریسیپشن پر ایمر جنسی کا پتہ کر کے وہ بھاگتا ہوا۔۔۔ آئ سی یو کے باہر پہنچا تو پتہ چلا کہ اسے کمرے میں شفٹ کر دیا ہے وہ روم نمبر پوچھا کر تیسرے فلور پر بھاگتا ہوا پہنچا تھا اور سامنے ہی کمرے سے باہر نکلتا زریاب نظر آیا۔۔ وہ ہانپتا ہوا اس تک پہنچا ڈیڈ کہاں ہے کیا ہوا ہے انھیں" پریشانی کی کئ لکیروں نے اسکے ماتھے پر جال سا بنایا ہوا تھا۔ ہارٹ اٹیک آیا ہے" کیسے کیوں کیا بتایا ہے ڈاکٹر نے"" وہ بھائ کو جھنجھوڑ کر بولا۔ کسی اپنے کے الفاظ کافی گھیرے لگیں ہیں انھیں" زریاب نے پر شکوہ نظروں سے اسے دیکھا جبکہ حیدر نے بھی اسکی جانب دیکھا اور بنا کچھ بھی بولے وہ وہاں سے کمرے میں آ گیا کمرے میں سالار شاید اب تک بے ہوش تھا سب خاموشی سے کھڑے تھے۔۔ زین رمشہ کبیر نیناں زیمل ایکطرف صوفے پر بیٹھی رو رہی تھی جبکہ عارض اور آیت بھی وہیں کھڑے تھے۔ زریاب بھی اندر آ گیا باپ کے پاس جانے کے بجائے وہ رو رو کر ہلکان ہوتی ماں کے پاس پہنچا تھا زیمل اسکے سینے سے لگ گئ سب کی نظروں میں اسکے لیے غصہ تھا آخر کو انکا اتنا مظبوط اعصاب کا بھائ اسکی وجہ ہسپتال میں پڑا تھا۔ حیدر دیکھو آپکے ڈیڈ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔" مام کچھ نہیں ہوتا"۔ وہ تسلی دینے لگا۔ اگر اب بھی تم یہ کہنے والے ہو کہ کچھ نہیں ہوتا تو بیٹے ٹھیک تمھارا خون سفید ہو گیا ہے" عارض کو شدید تپ چڑھی ہوئ تھی غصے سے کہہ کر باہر نکل گیا آخر کو وہ مریض تھا اتنے سارے لوگ اسکے سر پر کیسے کھڑے وہ سکتے تھے آیت

بھی اسکے ساتھ ہی باہر اگئ کیا ضرورت تھی آپکو اس موقعے پر یوں باتیں کرنے کی"۔ آیت کو اچھا نہیں لگا تھا۔ آیت بھائ ہے وہ میرا ہارٹ اٹیک کوئ عام بات نہیں ہے" وہ غصے سے بھڑکا۔ اچھا آپ تو ریلکس ہو جائیں پہلے ہی سب اتنے پینک ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ جلد شفا دے اور آگے بھی جلد صحت یاب ہو جائیں گے" وہ اسے تسلی دے رہی تھی دونوں باہر ہی بیٹھ گئے۔۔۔ میں بھی باہر ہوں ہوش آئے سالار کو۔۔۔ تو بتانا" کبیر نے سالار کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر زریاب کی جانب دیکھ کر کہا زین تو خود جیسے اسکے لیے جان دینے کو تیار تھا وہ سب رفتہ رفتہ باہر نکل گئے تو پیچھے صرف زریاب زیمل اور حیدر رہ گئے۔ صارم میڈیسنز لینے گیا تھا۔۔۔ وہ ایک دن کے لیے لاہور گیا تھا اور جب آیا تو پتہ چلا سالار ہاسپیٹل ہے تو وہ شیری کے ساتھ فورا یہاں اگیا تھا اور اس وقت دونوں سالار کی میڈیسنز لینے گئے تھے۔۔ حیدر باپ کی جانب دیکھنے لگا زیمل اور زریاب نے کوئ بات نہیں کی تھی۔ تینوں چپ چاپ بیٹھے تھے بس زیمل حیدر کے سینے سے لگی بیٹھی مسلسل رو رہی تھی جبکہ وہ ماں کے آنسو اپنے ہاتھوں سے بار بار آپ صاف کرتا اسے تسلی دے رہا تھا تقریبا پورے ایک گھنٹے بعد سالار کو ہوش آیا تو اسکی فیملی اسکے پاس تھی۔۔ بابا آپ ٹھیک ہیں" زریاب نے جلدی سے باپ کا چہرہ تھام لیا زیمل نے اسکے ہاتھ پکڑ لیے وہ رو رہی تھی سالار کے ہاتھ کی مظبوطی نے جیسے اسے تسلی دی تھی کہ وہ ٹھیک ہے جبکہ حیدر بھی سامنے اگیا۔۔۔ سالار نے اس سے منہ پھیر لیا۔ کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ اسطرح" حیدر نے زریاب کو ہٹایا اور خود سالار کا ہاتھ تھام کر بیٹھ گیا حیدر بیٹے اسوقت یہ باتیں نہ کرو"۔ زیمل نے روکا کرنے

۔۔۔دو۔۔۔اسے۔۔۔۔اخر کتنا۔۔زہر ہے۔۔اس میں۔۔میرے لیے ۔۔سننا ہے۔۔مجھے" وہ بمشکل بولا زریاب اور زیمل بے چین ہو گئے وہ دونوں ہی ضدی تھی اور ایک دوسرے کے مقابل تھے۔۔۔حیدر اسکی جانب دیکھنے لگا۔ڈیڈ میں نہیں کرنا چاہتا کسی لائبہ سے نکاح" حیدر نے پھر وہ ہی بات کی۔تو یہاں کیوں بیٹھے ہو جاؤ۔"۔سالار نے کب اسے کسی بات پر لچک دی تھی جاؤ تمھیں میری پرواہ کیوں ہو گئ۔ڈیڈ میں اپکا بیٹا ہوں" حیدر نے اسکا ہاتھ تھاما جبکہ سالار نے ہاتھ جھٹک دیا۔ ۔تو بیٹھے بن کر رہو میرے باپ نہ بنو"۔وہ بولا حیدر نے دانت بھینچ لیے۔۔۔سالار"۔ہمیشہ سے اسی رویے میں رہتا تھا وہ اسکے ساتھ اتنی ہی سختی کرتا تھا زیمل بے چین تھی وہ اسے بھی ڈھیل دے سکتا تھا اسے اپنے نزدیک کر سکتا تھا حیدر وہاں سے اٹھ گیا۔بھائ"۔زریاب نے روک لیا۔ حیدر کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھیں غصے کی شدت سے اسکی پیشانی کی رگیں پھول رہی تھیں سالار نے آنکھیں بند کر لیں اپنے بیٹے سے کہہ دو یہ تو میری بات پر اجائے ورنہ میرے سامنے کبھی نہ آئے"۔سالار کی اختیار سے بھرپور آواز پر حیدر نے مڑ کر باپ کو دیکھا پھر زریاب کو دیکھا ماں کو دیکھا وہ دونوں ہی چپ کھڑے تھے تو آپ سب مل کر صرف یہ چاہتے ہیں کہ میں لائبہ سے نکاح کر لوں"۔ہاں کیونکہ تم اسے جانتے نہیں ہو یہ پھر جانتے ہو تو بھول رہے ہو اسے وہ تمھارے نام سے ہی ہے جڑی آج اسے تمھاری ضرورت پڑ گئ تو بیچ راہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہو"۔ڈیڈ میں نے کبھی کسی کو اپنے نام سے نہیں جوڑا آپ مجھ پر زبردستی یہ فیصلہ تھونپ رہیں ہیں" وہ غصے سے چیخا زریاب نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ لیا وہ سر تھام گیا تو دفع ہو جاؤ" سالار کا بی پی ہائ ہونے لگا تھا پلیز

غصہ نہ کریں آپ" زیمل پریشان ہو گئ۔ کہو اسے یہاں سے چلا جائے تماشا دیکھنے آیا ہے کیا جب باپ کو باپ ہی نہیں سمجھتا اسکے ہر فیصلے کی تلافی ورزی اس نے کرنی ہے تو"۔ سالار نے کہا جبکہ حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اپنے غصے کو کنڑول کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔۔۔ایک لائبہ سے نکاح اس بات کا ثابت کر دے گا کہ میں آپکو اپنا باپ سمجھتا ہوں لیکن آپ مجھے اپنا بیٹا نہیں سمجھتے صرف دشمن سمجھتے ہیں تو بلا لیں اسے میں نکاح کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مجھ سے کسی اچھے کی امید کبھی مت رکھیے گا" وہ دھڑلے سے کہتا۔ پیچھے ہو کر بیٹھ گیا ٹانگ ہر ٹانگ رکھے پاؤں جھلانے لگا۔ اسکی بے چینی اضطرابی کیفیت واضح تھی۔ سالار نے ایک نگاہ اسکی جانب دیکھا جاؤ زریاب نکاح کا انتظام کرو" وہ اپنی بات پر قائم تھا زیمل نے سالار کی جانب دیکھ کر سر نفی میں سر ہلایا۔ لیکن سالار اپنی بات سے نہیں ہٹا تھا وہ جانتا تھا وہ اسی کا بیٹا تھا۔ وہ ہٹ دھرم تھا تو اسے علم تھا وہ اسی پر گیا ہے۔ ---------- وہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اپنے الفاظ اپنے اندر ہی مار لیے تھے وہ کاغذ پر سائین کر کے جیسے ان سب کے منہ پر یہ کاغذ مار کر گیا تھا اور خاص کر لائبہ کے۔۔۔ایک نگاہ اسنے اٹھا کر لائبہ کیطرف نہیں دیکھا تھا احساس ذلت سے اسکے آنسو ٹپ ٹپ بہہ رہے تھے۔۔۔مولوی صاحب جب چلے گئے تو زیمل نے اسے سینے سے لگا لیا وہ خود بھی رو پڑی تھی۔ جبکہ سب خاموش تھے لائبہ نے اپنے آنسو صاف کیے اسے لگ رہا تھا وہ ان سب کے سامنے اب سر نہیں اٹھا پائے گی جس طرح پیپر وہ ہوا میں اچھال کر سب سے پہلے وہاں سے نکلا تھا ۔اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا اسے لگا تھا اسکے امتحان اب ختم ہو گئے ہیں اب اسکی زندگی میں کوئ مشکل

کوئی رکاوٹ نہیں لیکن اسکے دل میں بسنے والا ایک مقیمن اسکے لئے سب سے بڑی رکاوٹ تھی سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھنا تم بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا" زیمل اسے پیار کرتی اسے تسلیاں دے رہی تھی ہم گھر جائیں" بھیگے لہجے میں بس اسنے یہ ہی سوال کیا۔ وہاں سب کے دل جیسے لائبہ کی اندرونی کیفیت کو سمجھ سکتے تھے۔ جاؤ زریاب لائبہ کو گھر چھوڑ آؤ"۔ سالار نے کہا صارم ایکطرف کھڑا یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا ایک لڑکی اسے پسند آئی تھی اور ابھی پسند کا اظہار بھی نہیں ہوا اور وہ لڑکی کسی ایسے شخص کی ہو گئی جو کہ نہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا نہ اسنے اسے دیکھا تھا نہ ہی جانتا تھا۔ صارم بھی وہاں سے چلا گیا البتہ زریاب کو صارم کیطرف سے تسلی ہوئی تھی کم از کم اب وہ تو لائبہ سے دور رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تقریبا چار سے پانچ دن بعد سالار گھر واپس آیا تھا۔ گھر میں سب اسکے آنے پر کافی خوش تھے اپنے قدموں پر چل کر وہ کافی ہشاش بشاش لگ رہا تھا۔ روشانے تو اسکے سینے سے لگ گئی بڑے پاپا اپنے تو ڈرا دیا بچوں کیطرح بیمار ہی ہو گئے" وہ بولی تو سالار ہنس دیا۔ مجھے پتہ تھا میری بیٹیاں میرے لیے دعا کر رہی ہوں گی تو میں ٹھیک ہو کر آ گیا" وہ مزے سے بولا جبکہ لائبہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔ اسکے چہرے پر کافی اطمینان تھا۔ سالار لاونج میں ہی بیٹھ گیا بابا آپ روم میں چل لیں" ارے نہیں یار بچہ تھوڑی ہوں بس طعنہ بھی مار دیا تمھاری بیوی نے کے بچوں کیطرح بیمار ہو گیا ہوں اب ذرا یہاں بیٹھنے دو تا کہ یہ مجھے بچہ نہ سمجھے" سالار نے کہا تو سب مسکرا دیے روشانے اسکا ہاتھ تھامے بیٹھی تھی وہاں ہلکی پھلکی باتیں ہو رہیں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بچوں کو ایک بار پھر ایکطرف بھیج کر وہ سب بڑے بیٹھ

گئے تھے سالار حیدر اور لائبہ کا زبردستی نکاح تو ہو گیا ہے۔۔ اب آگے کیا ہو گا"۔ کبیر نے اس سے سوال کیا ابھی فلحال حیدر کو چھیڑنا فضول بات ہے اسکا غصہ اترنے دو آرام سے بات کروں گا اس سے" اب آرام سے کرو گے اور پہلے تم سے آرام سے بات نہیں ہو رہی تھی"۔ کبیر نے اسپر بھی غصہ کیا۔ اولاد اور ماں باپ میں فرق رہنا چاہیے وہ میری اولاد ہے وہ مجھے اپنا دشمن صرف اس بات کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ میں نے اسے خود سے دور رکھا اور بھئی میں بھی اتنے عرصے ماں باپ سے دور رہا تھا تو کیا میں ان سے نفرت کرنے لگ جاؤں اسکا کریر یہاں رہتے سیٹ ہو جاتا۔ بتاو مجھے اسکی جو حرکات تھیں سب ٹھیک ہو جاتی۔ میں اسے باغی نہیں بنانا چاہتا تھا وہ ہر بات کو غلط سمجھتا ہے لیکن میرے پاس بھی فلحال اسکے اڑیل دماغ سے لڑنے کی ہمت نہیں ہے"۔ وہ سر جھٹک کر بولا یعنی میر ابھائی تو بوڑھا ہو ہی گیا ہے اپنے بیٹے کو قابو نہیں رکھ پا رہے"۔ اب تو تھپڑ کھائے گا مجھ سے" سالار نے زین کو گھورا جبکہ وہ عارض کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہنسا بھیا یار جو مرضی کرو دوبارہ ہاسپیٹل کی سیر مت کرایئے گا" عارض جیسے عاجز سا ہوتا بولا۔ سالار ہنس دیا۔ چلیں میں کچھ اچھا سا بنا لیتی ہوں اب کھانے کو سب کو ہی بھوک لگی ہو گی"۔ آیت اور رمشہ اٹھیں تو انکے ساتھ نیناں بھی اٹھ گئی سالار کے لیے میں خود بناؤ گی" زیمل نے کہا تو سالار اسکی جانب دیکھ کر مسکرا دیا۔ جبکہ وہ اس عمر میں بھی ہلکا سا شرما کر کچن میں چلی گئی زریاب خاموش بیٹھا تھا۔۔ تمھیں کیوں سانپ سونگھ گیا ہے" سالار نے اسکی جانب دیکھا نہیں کچھ نہیں بس یہ سوچ رہا ہوں آپ نے تو اپنی طرف سے بات ختم کر دی۔۔۔ کیا بات حیدر بھائی کی طرف سے ختم ہو گئی ہے۔ کیا وہ لائبہ کو قبول

کرلیں گے بنا اسے تکلیف دیے" زریاب نے باپ کی جانب دیکھا تم زیادہ سوچ رہے ہو وہ قبول بھی کرے گا اور خوش بھی رہے گا۔ اسنے کہا۔ ہوپ سو" زریاب نے سر ہلایا۔ اور پھر سب باتوں میں لگ گئے شاہزیب ایک ہفتے تک واپس ارہا ہے تو میں سوچ رہا ہوں منہا کی شادی کے بارے میں" کبیر نے اطلاع دی تو سب ایکدم چونک گئے اچانک کی اسکی خبر پر۔۔۔ یہ تو اچھی بات ہے کم از کم اسطرح گھر کے ماحول میں بہتری اجائے گی" عارض نے کہا تو سب منہا کی شادی کی پریپریشن کی ڈسکشن کرنے لگے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلی صبح اسکے دروازے پر دستک ہوئی تو زیمل نے دروازہ کھول لائبہ کھڑی تھی کیا ہم اجائیں" وہ سوال کرنے لگی اور حقیقت تو یہ تھی اسکا یہ لہجہ اسکے الفاظ کی تمیز سالار کا دل جیت لیتی تھی اور پھر چہرے پر بلا کی معصومیت۔۔۔ آجاؤ بیٹا اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے" زیمل مسکرا کر ایکطرف ہوئی تو وہ اندر اگئی کسی طبعیت ہے اب آپکی" لائبہ نے سالار سے پوچھا۔ اب تو بلکل فٹ ہوں" وہ مسکرایا لائبہ بھی مسکرا دی وہ دونوں ہی جانتے تھے وہ یقیناً کوئی بات کرنے کے لیے آئی ہے۔ ہم یہاں سے جانا چاہتے ہے ہاسٹل شیفٹ ہونا چاہتے ہیں ویسے بھی اب سٹڈی بھی ہارڈ ہو جائے گی اور پھر ٹرینیگز ہیں پھر ہاؤس جاب ہے بہت سارے جھمیلے ہیں۔۔۔ تو تم" سالار ابھی بات مکمل کرتا ہی کہ لائبہ نے جلدی سے اسے روک دیا سب آپکو بڑے پاپا کہتے ہیں ہمیں بھی اچھا لگتا ہے یہ لفظ ہم آپکو اپنے باپ کی حیثیت دیتے ہوئے یہ التجا کرتے ہیں ہمیں کچھ عرصے یہاں سے دور بھیج دیں یہ ہمارا عدہ ہے آپ سے ہم ڈاکٹر بن کر یہاں دوبارہ آجائیں گے" لائبہ مدھم لہجے میں بولی تھی زیمل اور

سالار ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔۔ ٹھیک ہے" سالار مسکرادیا لائبہ بھی مسکرادی۔ ہاں ٹھیک ہے جیسا تم چاہو تمھاری خوشی میں ہم خوش ہیں لیکن منہا کی شادی تو اٹینڈ کروگی نہ" زیمل نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھنکیو سوچ"۔ وہ مسکرا کر اسکے گلے لگ گئ جبکہ وہ دونوں ہی اتنی سی بات پر اسے خوش دیکھ کر مسکرا دیے۔ ہاں شاید چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں بعض اوقات انسان کو بہت بڑی بڑی خوشیاں مل جاتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے اسے لگا سالوں بعد اس گھر میں اسنے قدم رکھا ہے وہ ایک ایک چیز کو ایسے دیکھ رہی تھی گویا اگر ان چیزوں کو چھولے گی تو شاید ان میں سے افنان کی یادیں پریشہ کی یادیں چلی جائیں گی زریاب اسکے ساتھ ہی تھا وہ پیچھے کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا جبکہ لائبہ نیچے اس ٹھنڈے فرش پر جیسے بے آسرا سی بیٹھی رہ گئ۔۔۔ اس گھر کی دھول سے آتی چیزوں میں اسکے ماں باپ کی شفقت اپنائیت اور محبت بسی ہوئ تھی۔ اور آج یہاں دوبارہ لوٹ کر دل جیسے مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ انکھوں پر رکھ کر چہرہ چھپا کر رودی زریاب کو اس لڑکی کا یوں بکھر سا جانا اچھا نہیں لگا وہ اسکے نزدیک آیا اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھا نرمی سے شفقت سے وہ چھوٹا تھا اس سے لیکن اسکا احساس ضرور تھا۔۔۔ ہمت سے کام لو تمھیں یقیناً صبر کا پھل ضرور ملے گا"۔ وہ تسلی دینے لگا مگر کب ہم۔۔ ہمیں لگتا ہے دور دور تک بس ہماری زندگی میں اندھیرا ہے اور یہ اندھیرا ہماری زندگی سے کبھی جدا نہیں ہوگا ان اندھیروں سے ہم نہیں نکل سکیں گے"۔ وہ خفگی سے بولی۔ تم غلط سوچ رہی ہو۔" زریاب کچھ کہتا کہ وہ نفی میں سر ہلاتی پلٹی ہم غلط سوچ رہے ہیں وہ جیسے حیرانگی سے

پوچھنے لگا اپنے گالوں سے آنسو صاف کیے تو بتایئے ذرا کوئی اچھا پہلو ہماری زندگی کا جس پر ہم نا شکری کر رہے ہو آپ بتا دیجیے ہمیں۔۔ سچ تو یہ ہے " وہ بھیگے لہجے سے اپنے سرخ ہوتے ہونٹ دانتوں سے کاٹتی ایک ہچکی سی بھرتی اسے دیکھنے لگی۔۔ سچ تو یہ ہے ہم منحوس ہیں ہمارا وجود ایک منحوسیت کیطرح ہمارے ماں باپ کی زندگی کو کھا گیا ہماری ماں ہمیں بچاتے بچاتے مر گئیں اور اب ۔۔۔ اور اب دیکھیے ستم زندگی کا ایک ایسے شخص کی زندگی میں زبردستی داخل کر دیے گئے ہیں جن کے لیے ان چاہت ہیں ہم "۔ وہ جیسے غصے میں لگی زریاب نے پہلی بار اسے غصہ کرتے دیکھا اور غصہ کر بھی رہی تھی تو خود پر۔۔۔ اگر تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو تو بہت کچھ تمھارے سامنے کھل جائے گا۔ اور یقیناً تمھیں سکون بھی دے گا تم ہوم سیکنیس فیل کر رہی تھی تبھی بابا کو فورس کیا تھا میں نے کہ اگر اب لائبہ اجازت مانگے تو آپ دے دیجیے گا۔۔۔ تمھیں یہاں کوئی مسلہ پریشانی پیش نہیں آئے گی اور اگر کبھی آئے بھی تو یہ چھوٹا سا انعام رکھ لو میری طرف سے مجھ سے رابطے میں رہنا ویسے یہاں سب سکیور ہے لیکن کچھ فاصلے پر ہے یہ ہمارے گھر سے اور فاضلہ اتنا ہے کہ تمھاری ایک پکار پر میں کھڑا نہیں ہو سکتا۔۔۔ تمھیں تھوڑا بہادری کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ "۔ وہ اسے سمجھانے لگا جبکہ لائبہ سر ہلا کر اسکے ہاتھ سے موبائل اور گھر کی چابیاں تھام گئ۔ ویسے تمھیں زیادہ اکیلا پن محسوس نہیں ہو گا۔ کیونکہ ایک خاتون ہیں ہمارے گھر میں جن کی زبان کھینچی سے تیز ہے وہ یقیناً تمھارا دل لگا کر رکھے گی " وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ لائبہ نے اسے ذرا منہ بنا کر دیکھا۔ وہ بہت اچھی ہے سمجھے آپ بلاوجہ اسکو پریشان رکھتے ہیں " اچھی۔۔ میں نے اس سے زیادہ چالاک

لڑکی نہیں دیکھی" زریاب کو یاد تھا وہ کس طرح اسکے منہ پر پورے نمبر مار کر گئ تھی۔ اب کیا کیا ہے انھوں نے نہ وہ بات کرتیں ہیں آپ سے نہ آپ بات کرتے ہیں ان سے "بات کے قابل بھی تو ہو انسان" وہ سر جھٹک کر بولا۔ زریاب"۔ لائبہ گھورنے لگا چلو مان لیا تم مجھ سے عمر میں بڑی ہو رشتے میں بڑی ہو لیکن میں بلکل اس بات میں اٹرسٹیڈ نہیں ہوں کہ میں تمھیں اپنے آپ سے بڑا سمجھو تو مجھے مت گھورو۔۔ یہ گھر صاف کیسے ہو گا" وہ ادھر ادھر دیکھتا بولا۔ لائبہ مسکرادی۔ ہم سب کر لیں گے" وہ شوق سے بولی تھی اکیلے" وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔ بلکل اکیلے ہم معیز انکل کے محل نما گھر کا سارا کام خود ہی کرتے تھے کسی بھی دقت کے بنا ہی" وہ ہلکا سا مسکرادی۔ زریاب نے گھیرا سانس بھرا میں نور آپی اور روشانے سے کہتا ہوں تمھاری ہیلپ کے لیے اجائیں گے" وہ بولا اور نمبر ڈائل کرنے لگا لائبہ جبکہ کمرے دیکھنے لگی ماں باپ کے کمرے کی ایک ایک چیز ویسے ہی پڑی تھی فرق اتنا تھا دھول نے اور وقت نے ان چیزوں پر مٹی کی ایک گھیری تہہ جمادی تھی جسے اپنی شفاف انگلی سے صاف کرتے ایک بار پھر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔ زریاب کا معلوم نہیں تھا اسے وہ کہاں گیا لیکن جب وہ باہر آئی تو پورا لاونج خالی تھی ماضی کی ایک خوبصورت یاد اسکی آنکھوں میں ایک حسین خواب کی طرح اتر سی آئی۔ شششش"۔ وہ اسے پکار رہا تھا آواز تو اسکی۔۔۔ وہ شور میں بھی سننے کی صلاحیت رکھتی تھی سر کتاب سے نکال کر اسے دیکھنے لگی وہ خوبصورتی سے تیار شیار کھڑا تھا لائبہ کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھر گئ۔۔۔ میڈیم مسکرانے کے لیے تمھارے پاس نہیں آیا ہوں اپنے باپ سے کہو چابی دے مجھے اپنی بائیک کی"۔ آپ بابا بھی کہہ

سکتے ہیں"۔لائبہ کو اچھا نہیں لگا کتاب ٹیبل پر رکھتی وہ بولی۔ جبکہ حیدر نے وہی کتاب اٹھا کر اسکے سر پر ماری مجھے ہر ایرے غیرے کو باپ بنانے کا شوق نہیں اب اٹھو بھی کیا بیٹھی رہتی ہو ہر وقت" وہ چیڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ہمیں جہاں تک یاد ہے آپکے ایف ایس سی کے ایگزمیز سٹارٹ ہو رہے ہیں وہ بھی دو دن بعد آپکو پڑھائی کرنی چاہیے حیدر" وہ کچھ سوچتی ہوئی یاد کرتی ہوئی بولی ٹیل میں۔۔۔۔ یلو شرٹ اور سفید پجامے اور یلو ہی کھسے میں وہ گارڈن میں بیٹھی اس گارڈن کی رونق میں جیسے اضافہ کر رہی تھی۔ اور دوسرا باتوں کا نرم نرم انداز کوئی بھی اسے دیکھ کر اس پر فدا ہو سکتا تھا جبکہ وہ ابھی صرف میٹرک کی ہی تو سٹوڈنٹ تھی۔وہ بھی میٹرک ابھی سٹارٹ ہوئی تھی تمہیں میرے باپ نے پیچھے سے پیسہ دیے ہے میری تربیت کے "حیدر غصے سے اسے دیکھنے لگا ہم تو "شیٹ آپ"۔وہ ٹوک گیا۔ تمھیں بس اتنا کہا ہے اٹھ کر جاؤ اور بائیک کی چابی لاؤ یار کیا مسلہ ہے درس دینے بیٹھ گئی ہو" وہ چیڑ کر بولا۔ اور نہ لائیں تو "لائبہ آنکھیں پٹپٹاتی اسے دیکھنے لگی۔ تمھاری بڑی بڑی آنکھوں میں انگلیاں دے کر نکال کر ہتھیلی پر ڈالوں گا اور پر مٹی کھود کر ان میں دبا دوں گا تم آندھی ہو جاؤ گی اور کبھی ڈاکٹر نہیں بن سکو گی" اسنے کتاب غصے سے بھڑکتے ہوئے ٹیبل پر پھینکی اور کھڑا ہو گیا۔ جبکہ لائبہ کا منہ کھل گیا آپ ہمارے ساتھ یہ کریں گے" وہ معصومیت سے بولی ہاں ایسا ہی کروں گا" وہ سر جھٹک کر غصے سے بولا۔ ٹھیک ہے پھر اب ہم نہیں لا کر دیں گے آپ سب سے بد تمیزی کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ سب سے زیادہ"۔ اوو لائبہ بی بی کو غصہ ارہا ہے" وہ آئی برو آچکا کر بولا۔ جبکہ لائبہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔ مرضی ہے مجھے لگا تم

میری بیسٹ فرینڈ ہو تمھارے علاوہ مجھے سمجھتا بھی کون ہے لیکن اب فسوس ہو رہا ہے شاید مجھے نورین کو اپنا بیسٹ فرینڈ بنالینا چاہیے بائیک تو اسکے بڑے بھائی کے پاس بھی ہے آہ۔۔۔ افسوس میں نے اپنا بہترین دوست کھو دیا" ڈرامے کی انتہا تھی افسوس زدہ چہرہ بنائے وہ اسے باتیں سناتا وہاں سے سستی سے مڑا۔۔۔ جانتا تھا لمحوں میں وہ کھڑی ہو جائے گیا ور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔۔ ہم ہی آپکی بیسٹ فرینڈ ہیں آپ کسی اور کو مت بنایئے گا پلیز"۔ وہ عاجزی سے اسکا ہاتھ تھامتی بولی۔ حیدر کے دانت نکل آئے۔۔ ویلڈن تمھاری قسم کسی سے دوسری نہیں کروں گا لیکن میری گڑیا اب بھاگ کر جاؤ اور جلدی سے بائیک کی چابی لے آؤ اور دیکھ لینا کسی کو پتہ نہ چلے خاص کر تمھارے باپ کو میرے باپ کو فورا اطلاع دے دے گا جاؤ جلدی اب بھاگو" وہ جلدی سے اسے گائیڈ کرتا بولا جبکہ وہ سر ہلاتی وہاں سے بھاگ گئ گھر پر افنان تھا نہیں۔۔۔ وریشے تھی جو اوپر ٹیرس سے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ خود سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ورنہ لائبہ اس سے ڈر جاتی وہ بھاگی بھاگی باہر آئی سانسیں پھول رہی تھیں اور اسنے حیدر کو چابی دی تو حیدر کی خوشی دیکھنے والی تھی۔ جبکہ وہ تھنکیو کہتا وہاں سے فرار ہوتا کہ لائبہ اسکے سامنے اگئ اب کیا ہے" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔ آپ جلدی گھر آئیں گے اور آتے ساتھ ہی پڑھائی کریں گے پرامس کریں" وہ کہنے لگی یار یہ وعدے نہ لیا کرو سویئر انجوائے کرتے کرتے تمھاری شکل سامنے اجاتی ہے اور وعدوں کے چکر میں گھر آنا پڑتا ہے" وہ منہ بنا کر بولا۔ ٹھیک ہے پھر چابی واپس کریں" اسنے چابی چھیننا چاہی مگر حیدر اب کہاں چابی دیتا۔ امم م چلو ٹھیک ہے وعدہ نہیں ہے کوشش کرو گا اب ہٹو"

وہ بولا جیسے احسان کر رہا ہو۔۔۔ ہٹ جاؤں" لائبہ نے منہ بنایا۔ اف میری ماں آئسکریم لاؤں گا تمھارے لیے ہٹو اب بھوکی اتنا امیر باپ ہے پھر بھی میری جیب پر پڑی رہتی ہے ہر وقت" وہ چیڑ کر کہتا بھاگ گیا جبکہ لائبہ منہ بسورتے ہوئے ہی اسکی ڈانٹ پر دوبارہ بیٹھ گئ وہ ایکدم سے ہوش میں آئ۔ دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں۔ کیا اسکا ماضی اچھا تھا یہ حال جس میں وہ اسی شخص کی منکوحہ تھی جسے اپنی ساری زندگی بس چاہا ہی تھا۔ آنسو صاف کرتی وہ گرل کے پاس ہی بیٹھ گئ۔ اپنا سر گھٹنوں پر رکھ لیا۔ دل نہیں کر رہا تھا اٹھے کہیں جائے کچھ کرے اس گھر کی ایک ایک چیز ویسی تھی جیسے وہ چھوڑ گئ تھی۔ باپ کی یاد ماں کی یاد اور ایک شخص کی یاد نے اسے چاروں جانب سے ایسا جکڑا کہ اسکا سانس ہی گھٹنے لگا۔ لیکن یہ گھٹن کا احساس بھر اس فضا سے بہت بہتر تھا جہاں اسے کوئ بھی اپنا نہیں لگتا تھا۔۔۔ ---------- لائبہ آپی تو شادی سے پہلے ہی چلی گئیں بلکل اچھی نہیں لگتیں مجھے" روشانے منہا سے اسکی برائیوں میں مصروف تھی۔ بری بات ایسے نہیں کہتے وہ اپنے گھر گئ ہے اور اسنے وہیں تو جانا تھا" اسنے سمجھایا تو روشانے نے سر جھٹکا زریاب صاحب چھوڑنے گئے ہیں کہ" وہ جیسے اسکا نام چباتی ہوئ بولی۔ ہاں" وہ ہنس دی لیکن کچھ دنوں سے تم کچھ زیادہ ہی اسپر غصہ ہو خیریت" وہ پوچھنے لگی ایسے زہر لگتے ہیں مجھے تو" وہ پینٹس منہ میں ڈالتی بولی حد ہو گئ روشانے" منہا نے گھورا۔ جبکہ وہ پھر سر جھٹک گئ۔ جبکہ تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاس نور بھی اگئ آپکو کیا ہوا ہے ایسے خوش ہو رہی ہیں جیسے سسرالی ارہے ہوں"۔ وہ تو بنا بریکوں کے بولتی تھی نور نے اسکے سر پر چپت لگائ۔ عمل آنٹی ارہی ہیں آسٹریلیا سے تمھاری

شادی کے لیے " منہا کی جانب دیکھتی وہ بولی۔ اگر تم رضا کی خوشخبری سناتی تو زیادہ مزا آتا "۔ کیونکہ یہ بات تو مجھے پتہ ہے "۔ منہا نے کہا۔ اوہو مجھے لیٹ پتہ چلی "نور افسردہ ہو گئ رضا کا معلوم نہیں اہے یہ نہیں سمیسٹر اینڈ نہیں ہوا ابھی اسکا اچھا میں سوچ رہی ہوں لائبہ کے پاس چلتے ہیں " نور نے کہا۔ ہاں میرا بھی بہت دل ہے انکا گھر دیکھنے کا " روشانے جلدی سے ہاتھ جھاڑ کر اٹھ گئ۔ اور بال درست کرنے لگی ابھی تو برائیاں نکال رہی تھی اس میں " منہا ہنسنے لگی۔ وہ تو اوئیں " روشانے بچوں کیطرح ہنس دی۔ ہم کہیں نہیں جارہے یہ کپڑے تو سلائ ہی نہیں ہوئے بھی ابھی " ۔ منہا کو اپنے جوڑوں کی فکر تھی اس سے زیادہ بے تاب دولہن نہیں پائ گئ دنیا میں "۔۔ نور نے اسکی جانب دیکھا جبکہ منہا شرما سی گئ۔ اچانک دروازے کی دستک پر سب نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا زریاب تھا کھڑا ان سب کو ہی دیکھ رہا تھا روشانے نے تو قسم کھائی تھی اب اسے نہیں دیکھے گی تبھی جلدی سے منہ موڑ کر استغفار کرنے لگی۔۔ روشانے بات سنو " زریاب کچھ جھجھکتا ہوا بولا۔ لو کیوں بھلا "۔ وہ اکڑ کر بولی جبکہ اسکی جانب دیکھ اب بھی نہیں رہی تھی منہا اور نور لبوں میں مسکان دبائے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔ بات کرنی ہے تم سے " وہ ضبط کرتا بولا۔ کون سی بات کرنی ہے آپکو سب کے سامنے کریں ویسے کون سے مجھ سے کوئ بہت خاص باتیں کرتے ہیں یہ ہی تو پوچھتے ہیں اتنے کم نمبر کیوں آئے اتنی نکمی کیوں ہو اتنا کھاتی کیوں اپنے آپ کو تو کبھی دیکھا ہی نہیں آئے بڑے " آنکھیں گھما کر سر جھٹکتی وہ بولتی جارہی تھی روشانے " نور نے ٹوکا۔ اپیا مجھے نہیں جانا " وہ منہ بنا کر بولی۔ جبکہ زریاب وہاں سے چلا گیا غصہ دلا دیا نہ اسے " نور نے گھورا پہلے

کون ساوہ جونی لیور کی جگہ کسی فلم میں رول پلے کرتے رہے ہیں"۔ وہ بولی تو وہ دونوں ہنس دیں۔۔ کوئی حال ہے تمھارا۔۔۔ تمھارا نہ نکاح بلکل غلط ہوا ہے" ہیں نہ میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں کسی اچھے بندے سے ہو جاتا کسی ہوڑر فلم میں جو بلکل گم سم درخت نہیں کھڑا ہوتا جسے دیکھ کر ہی جان نکل جائے وہ لگتے ہیں مجھے یہ" وہ جس طرح بول رہی تھی نور اور منہا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔ تو عرض کیا ہے"۔ روشا نے ان دونوں کو غصے سے دیکھتی بولی ارشاد ارشاد" وہ دونوں ہی بولیں ہم نے تو زخم بیاں کیے تھے یاروں کے سامنے " واہ واہ واہ" ہنستے ہوئے وہ اسے داد دینے لگی ہم نے تو زخم بیاں کیے تھے یاروں کے سامنے وہ ہمارے جذبات کو قہقہوں میں اڑانے لگے" کتنا بکواس تھا نور نے ہنستے ہوئے اسکے شانے پر ہاتھ مارا بس ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں " روکو ذرا وہ تمھارا ہوڑر فلم کا گم سم درخت موجود ہو گا میڈیم ابھی باہر نہ جاؤ" منہا نے اسے روکا وہ دھپ سے بیٹھ گئ ہائے قسم کھائیں"۔ پریشانی سے مسکین سی شکل بنا کر بولی۔ تمھاری قسم" نور بولی جبکہ وہ پیچھے گیر گئ یا اللہ مجھے موت دے دے ورنہ کہیں روپوش کر دے" وہ ہاتھ جوڑتی بولی جبکہ ان دونوں کے قہقہے کمرے میں گونجنے لگے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شادی کی تیاریاں گھر میں چل رہیں تھیں۔۔ زریاب نے روشا نے سے ایک لفظ بھی بولنے پر قسم کھا لی تھی۔ اور روشا نے اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔ ان لوگوں نے گھر میں ہی چھوٹی سی ڈھلکی رکھ لی تھی آج عمل نے بھی آنا تھا۔ اور زین اور عارض اسے ہی لینے کے لیے ائیر پورٹ گئے تھے روشا نے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تو پورے حال میں گانوں کی گونج تھی شادی کے گانوں سے گھر میں بلکل شادی کا سما بندھا ہوا تھا۔

ٹوٹ گئ چوڑیاں کلائی میں۔۔۔۔۔۔۔ٹوٹ گئ چوڑیاں کلا۔۔۔لا لا لا لا" وہ گنگناتی ہوئی نیچے اترتی کہ اسکی کلائی ہی کسی نے جکڑ کر جارحانہ انداز میں اسے اپنی جانب کھینچا اور اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔۔۔اول تو روشانے کی قسم ہلاک ہو چکی تھی۔ کیونکہ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زریاب کو دیکھ رہی تھی دوم زریاب کے لیے اسکے حسن کے آگے ٹکنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا روشانے کے لیے پڑھائ کرنا۔۔۔ وہ اسے سبق سیکھانا چاہتا تھا لیکن خود ہی ایکدم بھونچکا سا رہ گیا۔۔۔ روشانے کی دل کی مدھر تا سے بھری دھڑکنوں میں بے ساختگی میں اٹھنے والا یہ بے ہنگم سا شور زریاب کے دل میں بھی گونجنے لگا اسنے ہاتھ بڑھایا اور روشانے کی کمر کو پوری قوت سے جھٹکا دیا کہ وہ اسکے ساتھ چپک ہی گئ۔ یہ۔۔یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ پ پ پ" الفاظ نے گویا زبان کا ساتھ ہی چھوڑ دیا۔ احتیاط برتنی چاہیے کسی دن بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"۔ وہ اسکے لبوں پر لگی گلابی لیپسٹک کو غور سے دیکھتا بولا۔ک۔۔کیا مطلب ہے اس بات کا"۔ وہ گھورنے کی کوشش کرنے لگی تمھیں پتہ ہے میں تم سے کتنا بڑا ہوں" وہ غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا پتہ ہے آپ بڈھی روح ہیں اور کچھ"۔ وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی جبکہ زریاب کو تو غصہ ہی چڑھ گیا جہاں دیکھو وہاں مذاق بنا دیتی تھی اسکا۔ اسنے اسکے بکھرے بالوں کو اپنے مظبوط ہاتھ کی قید میں جکڑ کر جھٹکا سا دیا۔۔۔ روشانے کے لیے یہ عمل حیران کن اور غیر متوقع تھا۔ وہ اس سے پہلے کچھ کہتی کہ زریاب اسکے چہرے پر جھکا اور اسکے نفوس کی روانگی کو اپنے قبضے میں کر گیا۔ یہ سب سہہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ نکاح کے بعد اپنے اختیار کا استعمال شاید پہلی بار ہی کیا تھا۔ روشانے سٹپٹا ہی گئ۔ جبکہ زریاب کے

لیے یہ کام اتنی دلکشی سے بھرپور تھا کہ وہ تادیر اس عمل میں مصروف ہو کر رہ جانا چاہتا تھا مگر روشانے نے اسکی کمر پر مکوں کی برسات کر دی کیونکہ اسکی سانسوں کی ڈوریوں ٹوٹنے لگیں تھیں۔ وہ ایکدم اس سے دور ہوئی اور کسی لچک دار بل کھاتی مچھلی کیطرح اسکے ہاتھوں سے نکل گئ۔ اور اس کھینچا تانی میں روشانے کے ہاتھ میں موجود زرد اور پیلے رنگ کی ڈھولکی کے حساب کی چوڑیاں چکناچور ہو گئیں۔ صرف گانے پر ہی دھیان نہ دو یہ سب حقیقت بھی بن سکتا ہے۔۔ دیکھو کتنی آسانی سے ٹوٹ گئیں چوڑیاں تمھاری کلائی میں "۔ وہ بولا لہجے کی تپش سے وہ کانپ سی اٹھی۔ م۔۔۔ میں میں بڑے بابا کو بتاؤ گی آپ آپ گندی حرکتیں کرتے ہیں"۔ آنکھوں میں آنسو لیے وہ نیچے دوڑ لگا چکی تھی زریاب کا منہ کھل گیا روشانے "وہ پیچھے سے چیخا۔ روشانے بات سنو میری" وہ چلایا مگر روشانے سالار کے کمرے میں داخل ہو چکی تھی زریاب کی موت تھی اگلے ہی لمحے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ سالار کے کمرے میں غائب ہو چکی تھی زریاب سہی معنوں میں چکرا گیا وہ بابا کو سب بتا دے گی۔ اف کیا عزت رہ جائے گی اسکی شاید ہی اسکا باپ اسے زندہ چھوڑے۔۔۔ وہ دروازے سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن اندر سے کوئ آواز نہیں ارہی تھی۔ اسنے دروازہ کھولا ہلکا سا کمرے میں کوئ نہیں تھا پہلی بار کچھ اچھا ہوا تھا اسکے ساتھ گھیرہ سانس بھر کر وہ اندر داخل ہو گیا آپ آپ نکلیں یہاں سے "۔ کیوں نکلو اور تمیز سے بات کرو "زریاب نے جھڑکا۔ بڑے بابا" روشانے نے چیخ ماری۔ جبکہ زریاب نے ایکدم جھپٹ کر اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر ہتھیلی کی مدد سے اسکے الفاظ دبا دیے۔ شششش چپ "وہ گھورنے لگا۔

عقل ہے یہ مکمل ہی نکمی ہو ہر معاملے میں نکمی ہو" وہ ڈپٹنے لگا یہ کیا آپ بار بار مجھے نکمی نکمی کے طعنے مارتے ہیں خود کوئی بہت بڑی سرماچیز ہیں" کوئی تمیز نہیں تمھیں بات کرنے کی ہاں نہیں ہے کیا کرلیں گے" وہ دوبادو ہوئی۔ بتاتا ہوں کیا کروں گا" اسنے ایک بار پھر روشانے کو کھینچا۔ اور اس سے پہلے وہ دوبارہ اسے سبق سیکھانے کو اسکے چہرے پر جھکتا کہ دروازے کا لاک کھولا اور زریاب ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ کر دور ہوا۔ شاید باہر کوئی تھا مگر اندر داخل نہیں ہوا تھا جان بچ گئی تھی اسنے گھیرہ سانس بھرا۔ روشانے اپنے دل کی حالت سنبھالتی یہ کچھ اور کرتی بھیگی نظروں سے اسے دیکھنے لگی اندر آنے والا باہر سے ہی جا چکا تھا بنا اندر داخل ہوئے زریاب نے روشانے کی جانب دیکھا۔ منہ بنائے بھیگی پلکیں لیے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھ گیا۔ اگر کوئی بھی بات کسی بڑے پاپا اور چھوٹے بابا کو بتائی تو یہ یاد رکھنا تمھارے لیے سب سے زیادہ خطرناک بس میں ہوں۔۔۔ اور ہاں" وہ کچھ یاد آنے پر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا۔ کل سے سیدھی طرح یونیورسٹی پہنچ جانا"۔ وہ وارن کر رہا تھا۔ تاکہ آپ میری سب کے سامنے بے عزتی کریں"۔ وہ بولی تو آنسو گال پر لڑھک آیا۔ بے عزتی نہیں کی تھی میں نے"۔ زریاب کو اچھا نہیں لگا اسکا رونا۔۔۔ بس دل میں عجیب سی ہلچل سی ہوئی تھی اور یہ پہلی بار ہی تھا اسے بے عزتی ہی کہتے ہیں اور میں نہیں آؤں گی یونیورسٹی" وہ کہہ کر اٹھ گئی۔ وہ تمھارا سسرال نہیں ہے نہ ہی تمھارے باپ کا گھر" وہ بھڑکا۔ بہت بدتمیزی سے بولتے ہیں آپ اتنا پڑھ لکھ جانے کے بعد بھی" وہ اسی کی بات اسی پر مارنے لگی۔ زریاب غصے سے کھڑا رہا۔ کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ" وہ ہار مانتا بولا۔ کوئی

نہیں بس نہیں آنا مجھے یونیورسٹی" وہ منہ بنا کر بولی۔ ٹھیک ہے سوری"۔ میری بات نے تمھیں ہرٹ کیا میں آئندہ خیال رکھو گا مگر اپنی تعلیم کا ضائع نہ کرو" وہ بولا روشانے کو یقین ہی نہیں آیا ذرا پھر سے کہیں" وہ تو خوشی سے پھلے نہیں سنائی وہ ماتھے پر بل چڑھائے اسے دیکھنے لگا اف میرے اللہ دیکھیے ذرا ریکارڈ بھی نہیں کیا میں نے تو اب کوئی میری بات کا یقین نہیں کرے گا کہ زریاب صاحب نے معافی مانگی ہے مجھ سے" وہ خوشی سے اچھلی۔۔۔ زریاب سر تھام گیا وہ اس پٹاخے کے ساتھ ساری زندگی کیسے گزارتا۔ چلیں کیا یاد رکھیں گے اجاؤ گی یونیورسٹی لیکن یہ یاد رکھیے گا آئندہ مجھے نکمی کہنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ بولی خوشی کا تو ٹھکانہ نہیں تھا اب اوور ہو رہی ہو تم"۔ زریاب نے اسکی خوشی کو بریک لگانے کا کہا۔ میری مرضی۔ وہ شانے آچکا کر باہر بھاگ گئ۔ جبکہ زریاب کو کمرے میں اسکی مدھم خوشبو اب بھی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ اور لائبہ کو کال کی نہ جانے وہ کہاں رہ گئ تھی اب تک نہیں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زریاب کی کال آئی تو وہ جو اپنے لیے کچھ کھانے کے لیے بنا رہی تھی۔ اچانک ہی دماغ میں آیا کہ زریاب نے اسکو فون کر کے بتایا تھا کہ آج گھر میں ڈھولکی ہے"۔" وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئ۔ ہم بھول گئے" وہ بڑے پیار سے بولی تھی زریاب ہنس دیے۔ چلو اب تو یاد آگیا نہ اب اجاؤ"۔ لیکن ہمارا انٹری ٹیسٹ ہے ہم اسکی تیاری بھی تو کر رہے ہیں۔"۔ وقت نکال کر اجاؤ آج تمھاری خالہ جانی آنے والی ہیں پھر مت کہنا بتایا نہیں" سچ میں"۔ وہ حیران ہوئی۔ ہاں" زریاب مسکرایا اور لائبہ نے اسے کہا کہ وہ کچھ دیر میں آتی ہے اور وہ سینڈوچ کی یوں ہی بائیٹ لیتی اوپر اپنے روم میں آگئ

جہاں پر وہ اپنی مرضی سے رہ رہی تھی کھاتی تھی پڑھتی تھی۔ سب کچھ اپنی مرضی سے کرتی تھی اور ایک حسین احساس لگتا تھا اپنے ماں باپ کے پاس رہتی ہے۔ اسنے الماری میں کپڑے دیکھے بلکل بھی اچھے نہیں تھے وہ برا سا منہ بنانے لگی۔ ہمارے پاس تو ڈھنگ کا ایک جوڑا بھی نہیں" وہ سوچنے لگی۔ اسے گاڑی ڈرائیو کرنی آتی تھی۔ اور زریاب نے افنان کی گاڑی بھی ٹھیک کرادی تھی ہاں وہ نئ گاڑی نہیں تھی لیکن وہ اسکے باپ کی تھی تو سب سے اچھی تھی۔ اسنے وہ چابی اٹھی اور خوشی سے وہ گھر سے باہر نکل گئ معلوم نہیں کیسے اتنے سالوں سے یہ ہمت جواب دے گئ تھی لیکن اب یہاں اکر ہمت اگئ تھی وہ گاڑی چلاتے ہوئے بھی رو دی۔۔ کئ بار انکھوں سے آنسو چھلک گئے۔۔۔ بہت چھوٹی عمر میں افنان نے ہی اسے گاڑی چلانا سیکھائ تھی وہ تقریبا بیس منٹ میں ایک مال میں پہنچی تھی اسے یہاں پر زیادہ جگہوں کا نہیں پتہ تھا۔ ایک بار روشانے اور شیری کے ساتھ یہاں آئ تھی وہ باہر نکلی اور سر پر دوپٹہ جو سرک گیا تھا لے کر وہ مال کے اندر بڑھ گئ۔ پتہ نہیں یہ کیسا احساس تھا لیکن کافی اچھا لگا تھا اسے یہاں اکر۔۔۔۔ معلوم نہیں کرتے سال پہلے اسنے اپنے پسند کے کپڑے پہنے تھے ورنہ اترن ہی پہنتی آئ تھی آج تک عالیہ کی۔۔۔ وہ ایک شاپ میں داخل ہوئ تو تقریبا سب نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا تھا کیونکہ وہ تھی ہی ایسی۔ سادگی میں بھی کمال بے مثال سی۔ ہمیں کپڑے دیکھنے ہیں" اسنے ایک سیلز مین کو کہا۔ جبکہ سیلز مین اسکے بولنے کے انداز سے ایمپریس ہوتا مسکرا کر اسکے آگے کپڑے رکھنے لگا اور پھر ہنگ میں لٹکے کپڑے دیکھانے لگا تھا۔۔۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ اچانک ہی ایک جانی پہچانی سی خوشبو ناک کے

نتھنوں سے ٹکرائی اور وہ بے ساختہ شاپ کے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔۔ وہ۔۔۔ وہ ہی لڑکی تھی جسے اسنے حیدر کی پارٹی میں دیکھا تھا۔ وہ اس لڑکی کے شانے پر ہاتھ رکھے دکان میں داخل ہوا تھا۔ تمھاری جیت کی خوشی میں میرا جو دل کرے گا میں لوں گی" اس لڑکی نے اٹھلا کر کہا۔ وائے ناٹ" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا۔ لائبہ کو لگا وہ چور سی ہو گئ ہو۔ وہ جلدی سے اپنا چہرہ موڑ گئ تھی۔ دل تھا کہ کئ ٹکڑوں میں تقسیم سا ہو گیا۔ اور بے ساختہ ہی گھبراہٹ سے اتنے خوشگواری ماحول اور موسم میں بھی اسکی پیشانی پر پسینے کے قطرے چمک اٹھے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔۔۔ میڈیم آپکی طبعیت ٹھیک ہے" سیلز بوائے بولا جبکہ گھبراہٹ کے مارے ریشمی لمبے بالوں پر سے دوپٹہ بھی اتر گیا۔۔۔ وہ سیلز مین کو دیکھنے لگی۔ ن۔۔۔ نہیں ہمیں کچھ نہیں ہوا"۔ اسنے گھبراتے ہوئے کہا۔ اور وہاں سے بھاگتی ہوئ نکلی تقریبا دوکان میں سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تھا حیران سب ہی تھے جبکہ وہ بھاگ کر جب نکلی تو کسی سے ٹکرا گئ اور حیدر جو فون سن رہا تھا اپنے دوست کا اسکا فون زمین پر گرتے گرتے بچا۔۔ نان سینس "علیشبہ بولی اور غصے سے لائبہ کی پشت گھورنے لگی جبکہ حیدر اس لڑکی کی خود بھی پشت دیکھ رہا تھا جو کہ بھاگ کر وہاں سے جا رہی تھی معلوم نہیں کیوں خوشبو جانی پہچانی تھی" بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا اب بس کرو۔۔ تمھیں تو ہر لڑکی کی خوشبو کی پہچان ہے" وہ ذرا موڑ بگاڑ کر بولی حیدر ہنس دیا یہ بھی ہے" اسنے علیشبہ کی جانب توجہ کر لی اب میں کچھ لے لوں یہ تمھیں اس خوشبو کے تعاقب میں جانا ہے"۔ اجازت دو تو ہو آؤں" وہ چھیڑنے لگا۔ حیدر "علیشبہ نے گھورا جبکہ وہ بے نیازی سے ہنستے ہوئے سر جھٹک گیا۔ اسنے ایک

بہت بڑا کیس لیا تھا اس کیس میں کچھ بھی ہو سکتا تھا جبکہ ایک کیس وہ جیتا بھی تھا۔۔ جس کی خوشی میں علیشبہ نے شاپینگ کی ڈیمانڈ کر لی تو وہ اسے یہاں لے آیا۔۔۔ جبکہ جس کیس میں اسنے ہاتھ ڈالا تھا۔ وہ کوئی عام لوگ نہیں تھے لیکن پھر بھی اسے ایسے کھیل کھیلنے میں کافی مزاہ آتا تھا جو آسان نہ ہوں۔ اسی وجہ سے وہ اس کیس میں اتر چکا تھا اپنے مستقبل کی پرواہ کیے بنا ہی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لائبہ واپس گھر آئی تو اب بھی اسکی حالت کچھ دیر پہلے سے ذرا بھی مختلف نہیں تھی وہ جلدی سے اپنے آپکو چھپا کر بیٹھ گئی اسنے نہیں سوچا تھا کہ اسکا دوبارہ کبھی حیدر سے سامنا ہو گا اور۔۔ اور وہ بھی وہ کسی اور کے ساتھ۔۔۔ اصل تکلیف کا باعث شاید یہ بات تھی۔ اسکی آنکھوں سے بے شمار آنسو بہہ کر اسکے گالوں پر لڑھکنے لگے جبکہ آنکھیں سرخ ہو گئیں چہرہ بھی ہلکی ہلکی سرخی لیے ہوئے تھا۔ زریاب کی کال ارہی تھی اسے کہیں نہیں جانا تھا کہیں بھی نہیں وہ جتنا اس سے بچنا چاہتی تھی اتنا ہی وہ اسکے ذہن پر اسکے اعصابوں پر سوار ہوتا تھا۔ اور آج اسے اپنی آنکھوں سے کسی اور کے ساتھ اسطرح دیکھ کر دل پھٹنے کو تھا محبت بے شمار ہو تو کسی تیسرے رفیق کو برداشت نہیں کرتی اور جو کسی تیسرے کو برداشت کر لے وہ محبت ہی نہیں ہوتی۔۔۔ اور اسکے وجود کے ایک ایک حصے نے اسکے روئیں روئیں نے حیدر سے محبت کی تھی پھر کیسے اسے بھول سکتی تھی دل سے نکالتی دماغ پر رہتا دماغ سے نکالتی دل میں بس جاتا۔۔۔ جگہ جگہ دیکھائی دیتا۔ اور تکلیف ہو رہی تھی دل دکھ رہا تھا۔ وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آنسو پوچھنے لگی۔ تادیر وہ اپنی محبت کے لٹنے پر ماتم کر رہی تھی اور لوٹ کون رہا تھا وہ جو اسکی محبت کا پہلا گواہ تھا۔۔۔

جو جانتا تھا لائبہ اسکے عشق میں دیوانی ہے لیکن وہ سنگ دلی کی انتہا پر تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔......... سب نے اسکا ڈھلکی پر انتظار کیا مگر وہ نہیں آئی۔ جبکہ عمل بھی اگئ تھی اور اسکے ساتھ اسکا بیٹا ایان بھی۔ عالم اور عمل سے سب ملے تھے وہ سب کافی خوش ہوئے تھے ایک دوسرے سے مل کر اسکا شوہر نہیں آیا تھا۔۔ وہ شادی کے قریب آنے والا تھا اور سالار کی جھاڑ سن کر تو اسنے جلد آنے کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ جبکہ عالم شاید پہلی بار ہی ان سب سے ملا تھا۔ پریشے کے بارے میں سب سن کر عمل بہت روئی تھی وہ اسکی بہن تھی۔۔ اور اسکے ساتھ اتنا سب ہو گیا اور اسے پتہ بھی نہیں چلا جبکہ معلوم نہیں اسنے رات کیسے کاٹی تھی لائبہ سے ملنے کے لیے وہ بے چین تھی۔۔۔ تبھی اگلی صبح ناشتہ کرتے ہی ان سب نے لائبہ کے پاس آنے کا فیصلہ کر لیا۔ لائبہ کو علم نہیں تھا جس وقت وہ سب لوگ گھر آئے تو وہ اس وقت ناشتہ کر رہی تھی ان سب کو دیکھ کر ایکدم کھڑی ہو گئ۔۔ عالم کے لیے وہ لڑکی ایک گڑیا جیسی تھی جسے چھو کر دیکھو تو کہیں میلی نہ ہو جائے جبکہ صارم بھی اسے بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا۔۔ زریاب یونیورسٹی جا چکا تھا روشا نے جو کہ اس سے وعدہ کر چکی تھی اب توڑے بیٹھی تھی کیونکہ وہ یہاں اگئ تھی اور اسے کافی شوق تھا افنان کا گھر دیکھنے کا تبھی اسنے وعدے کو توڑ دیا تھا۔۔ منہا اور نور بھی آئیں تھیں جبکہ باقی سب بھی تھے لائبہ مسکرادی۔ آپ سب لوگ ہمیں بتا دیتے پہلے ہم ناشتہ بناتے " وہ سالار کی جانب دیکھتی بولی جس نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا یہاں اکر ہمیشہ افنان کی یاد اتی تھی تبھی وہ اس گھر میں نہیں آتا تھا وہ سنجیدگی سے نفی میں سر ہلا گیا۔۔ عمل آگے بڑھی اور لائبہ کا چہرہ اپنے

دونوں ہاتھوں میں بھر لیا پریشے کی بے ساختہ یاد آئی اور وہ لائبہ کو سینے سے لگا کر رو دی۔ لائبہ کی بھی آنکھیں بھیگ گئیں اور وہ عمل کے گلے لگی خود بھی رونے لگی تھی کچھ کل کا اثر اتنا ہوا تھا کہ ہلکا ہلکا بخار بھی چڑھ گیا تھا۔۔۔ وہ میری بہن تھی یہ بہنوں سے بھی بڑھ کر۔"۔ عمل روتے ہوئے بولی جبکہ لائبہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔ چلو بچی کو پریشان مت کرو"۔ کبیر نے عمل کو روکا عمل نے سر ہلایا اور وہ سب وہیں بیٹھ گئے جبکہ سالار نہیں بیٹھا تھا وہ کبھی نہیں آتا تھا یہاں۔۔۔ یہاں بہت یادیں تھیں جنھیں سہنا اسکے بس کی بات نہیں تھی ٹھیک ہے میں چلتا ہوں تم لوگ اجانا" زیمل سے کہہ کر وہ باہر نکل گیا سب نے افسوس سے دیکھا تھا۔۔۔ اسکی پشت کو۔۔۔۔ وہ کس قدر بے چینی سے نکلا تھا مگر لائبہ کی وجہ سے کوئی اس موضوع کو طویل نہیں کر سکا۔۔۔ میں ناراض ہو تم سے تم نے میری پہلی ڈھولکی مس کر دی" منہا بولی تو ماحول کی کثافت کم ہو گئی۔ ہم آگے اجائیں گے" جی نہیں تمھیں شادی تک وہیں رکنا چاہیے تھا" ہم معافی چاہتے ہیں" وہ مدھم سا بولی۔ آپ کتنا سوئیٹ بولتی ہیں ہم ہم" ایان جو کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہا تھا بولا تو ہمیشہ کیطرح اپنی تعریف پر شرم سے اسکے چہرے پر گلال سا بھر گیا جبکہ دوسری طرف ایان کھل کر مسکرایا شی از امیزنگ مام" وہ کافی ایمپریس ہوا تھا اسکی خوبصورتی سے۔ جبکہ صارم کی مسلسل نگاہ لائبہ پر تھی گویا ہٹنے کا نام ہی نہ لے باقی سب بھی مسکرانے لگے اور وہ ایسی ہو گئی ابھی کہیں جا کر چھپ جائے۔ روشانے نے لائبہ کا ہاتھ تھاما۔ اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔ ناانصافی نہیں چلے گی آپ بس کل سے ہر فنکشن پر آئیں گی ورنہ شادی ہم کبیر بابا یہاں ان کے گھر میں لے آئیں گے" روشانے کی بات

پر سب مسکرانے لگے۔ بس ٹھیک ہے فیصلہ ہو گیا یے میری بیٹی نے فیصلہ کر دیا ہے "کبیر نے لاڈ سے کہا اسکے چونچلے تو گھر کا ایک ایک فرد ہی اٹھاتا تھا وہ فخر سے مسکرائی جبکہ لائبہ ٹھیک سے مسکرا بھی نہ سکی تھی۔۔۔ کیونکہ اچانک اسکی نگاہ صارم کی نگاہ سے جا ملی جو ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا اسکی ہنسی سمٹ گئی وہ بے چینی سے پہلو بدل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" حیدر حیدر حیدر"۔ تیز گونج میں اسنے بائیک روکی اور ہیلمٹ سر سے اتارا اور خوشی اور جوش سے اپنا ایک ہاتھ بلند کر کے ویکٹری کو قبول کیا تھا کافی عرصے بعد وہ یہاں یا تھا اور آتے ساتھ ہی بائیک دیکھ کر جیسے جسم میں بے چینی ہوئی اور بس پھر کیا وہ اپنی محبوبہ کی جانب بڑھ گیا اسکے پاس بہترین بائیکس تھیں لیکن یاداشت میں زندگی کی بہترین بائیک آج بھی تھی اور وہ افنان کی بائیک تھی آج بھی اسکا دل کرتا تھا وہ چوری چھپے اس بائیک کی چابیاں چرا کر اسپر رائیڈ کرے لیکن بے ساختہ ہی اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی اور بچپن میں جو دیکھا تھا ایک عکس لائبہ کا وہ عکس نگاہوں میں آ گیا اسنے فورا سر جھٹک دیا جب وہ ہاسٹل سے نکال تھا تو وہ جانتا تھا اب اسکے باپ کو اسکی زیادہ ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ وہ اسی مقصد کے لیے اسے بار بار یاد کر رہا تھا اور مقصد پورا ہو گیا تو ہمیشہ کیطرح وہ اس سے لاپرواہ ہو گیا۔۔۔ اور ہمیشہ کیطرح حیدر نے اس سچ کو قبول کیا تھا۔ اور برداشت کر کے اپنی زندگی میں مگن ہونے کی پوری کوشش کرنے لگا گویا زندگی میں اسکے کچھ آیا ہی نہ ہو۔۔۔ نہ کوئی لائبہ نہ ہی کسی لائبہ کا عکس۔ ایک مظلوم لڑکی کو پروٹکٹ کرنے کے لیے وہ پیدا ہوا تھا۔۔ مائے فٹ" اسنے بس اتنا ہی سوچا تھا اور دماغ میں جو اسکے چل رہا تھا جب اسکی اناؤسمنٹ وہ کرتا تو یقیناً تباہی سامنے

آتی لیکن جب اسکی پرواہ سالار نے کی ہی نہیں تو وہ کیوں سوچے کسی کے بارے میں کچھ۔۔۔۔ وہ بائیک سے اترا علیشبہ اسکے سینے سے جا کر چپک گئ اسکے منہ پر گھیری مسکان تھی اور وہ سب کی تعریفیں اور داد وصول کر رہا تھا اچانک علیشبہ نے اسکی گردن کو چھوا تو وہ ناگواری سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ دوستی ایک حد تک رکھنے کا قائل تھا سوری "علیشبہ ہنس کر بولی وہ بھی مسکرا کر ٹال گیا اور اسکے دوستوں نے اسے تالیوں کی گونج میں تعریفیں دیں تھیں داد دی تھی یہ سب وصول کر کے وہ لوگ ایک ہوٹل میں پارٹی کرنے پہنچ گئے تھے۔۔۔ اور حیدر اس ہفتے کی دوسری بڑی پارٹی دے رہا تھا جس میں اسنے سب کچھ سر عام کر دیا تھا پیسہ پانی کیطرح وہ بہا رہا تھا ---------- جاری ہے سر کمال صاحب آئے ہیں " اسکے ملازم نے اندر آکر اسے اطلاع دی وہ کافی کا کپ ابھی لبوں سے لگاتا ہی کہ یہ بات سن کر کپ کو ٹیبل پر رکھا اور اپنے آگے رکھی فائلز بند کر کے ملازم کو اشارہ کیا کہ وہ انھیں اندر آنے دے اور اسکی اجازت ملتے ہی کمال صاحب کے لیے دروازے کھل گئے تھے۔۔۔ وہ چیئر پر سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چھڑائے بیٹھا تھا جبکہ کمال صاحب مسکرا کر اسکے سامنے بیٹھ گئے۔ کیسے ہو برخوردار " سوال اٹھا۔ یہ آپکا مسلہ نہیں " اسنے برجستہ جواب دیا لہجہ مسکراتا ہوا تھا کمال صاحب مسکراتے ہوئے سر ہلا گئے سنا ہے پیسہ تمھاری فرسٹ پریورٹی ہے " اچانک کمال صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے۔ حیدر ہلکا سا مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔۔ گڈ پھر تو مسلہ کوئ نہیں انھوں نے اپنے ملازم کو اشارہ کیا جس نے اسکے آگے دو فائلز رکھ دیں۔ وہ سیدھا ہوا فائلز کو دیکھنے لگا۔ ایک فائل میں دو ایکڑ زمین تھی جبکہ

دوسری فائل میں دس کڑوڑ کا چیک "حیدر کی مسکراہٹ گھیری ہوتی گئ اسنے فائلز بند کر دی۔۔۔ کیا ہوا "کمال صاحب کو ایسی امید نہیں تھی کہ وہ فائلز بند کر دے گا۔۔ کم ہیں یہ "فائلز اسکی جانب کھسکاتے وہ سکون سے بولا کمال صاحب نے اسے حیرانگی سے سنجیدگی سے دیکھا۔ اس کیس کو کلوز کرنے کے لیے کیا لینا چاہتے ہو "وہ کھل کر بولے ویری گڈ اصل بات تو اب کی ہے آپ نے۔۔ ایک قانون دان کے کمرے میں اکر رشوت دینے پر معلوم ہے کون سی دفع لگتی ہے "اسنے کفلینگز اتار کر رکھے اور سفید شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر دیے۔۔۔ اس قانون دان کے پاس رشوت کے علاوہ آتا ہی کیا ہے "کمال صاحب بھی پوری جانکاری لے کر آئے تھے حیدر پھر سے مسکرایا۔ یہ بھی ٹھیک ہے لیکن رشوت مجھے پسند بھی آنی چاہیے "وہ شانے آچکا گیا۔ کتنا ایکڑ لینا ہے تمھیں "۔ وہ اس کل کے آئے لڑکے کی باتوں کے گھمانے کے انداز پر ذرا چیڑ سے گئے ۔۔۔ میں معافی چاہتا ہوں لیکن یہاں آپ کو تھوڑی سے ڈیسا پوائنٹمنٹ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ وہ مسکرایا۔ یہ کیس کلوز کرنے کا کتنا لوگے حیدر سالار مرتضی "کمال صاحب اب غصے سے اسکی ٹیبل پر ہاتھ مارتے بولے حیدر نے تیکھے تیوروں سے انکے اس عمل کو گھورا اور سر ہلا دیا۔ سب سے پہلی بات میرے۔ کمرے میں آپ کی آواز مجھ سے اونچی نہ ہی ہو تو مناسب ہے کمال صاحب اور دوسری اور سب سے اہم بات۔۔۔ میری پہچان اپنے دانتوں میں چبا کر آپ نے خود کو باور کرا دیا ہے کہ میں آپکی مدد کوئ نہیں کروں گا "وہ ہاتھ کھڑے کر کے بولا تمھارا باپ جو تمھیں ذرا بھی اہمیت نہیں دیتا جس نے تمھیں ساری زندگی خود سے دور رکھا تم اسکی دشمنی مجھ سے نہ نبھاؤ بیٹے

ہاتھ ملاؤ پیسہ بناؤ"۔ سینٹیمنٹس میں مجھے نہ ماریں کمال صاحب ہاتھ ملانا ہوتا تو پہلے ملا لیتا۔۔۔ اور پیسہ تو آپ سے زیادہ بنا ہی لیتا ہوں" وہ مسکرا کر بولا جبکہ کمال صاحب کو اسکی مسکراہٹ بلکل اچھی نہیں لگی۔ ٹھیک ہے انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے ایک وکیل کو دھمکیاں دینے کا مقصد اس ملاقات کا آپ پر مہنگا پڑنا بھی ہے لیکن حیدر مرتضی ایسے ہی اس عدالت کی جان نہیں بنا کمال صاحب اپنے بیٹے کو سلاخوں کے پیچھے دیکھنے کی عادت ڈال لیں"۔ جب تمھارے اندر اتنی انسانیت ہے ہی نہیں کہ تم انصاف کے تقاضوں پر پورے اترو تو تم کس بات کا مجھ سے بدلہ لے رہے ہو" کمال صاحب بھڑکے۔۔ بدلہ تو کافی پرانا ہے آپ کی یاداشت کمزور ہو تو الگ بات ہے۔ "۔وہ سنجیدگی سے بولا اسکے ترکی باتر کی جواب پر کمال صاحب مٹھیاں بھینچ گئے کمال نے ضبط سے اسے دیکھا۔ میں پھر آؤں گا" وہ کہہ کر نکلنے لگے آتے جاتے رہیے گا" اسنے لاپرواہی سے کہا اور پر مزاہ مسکان اسکے پیچھے اچھالی جسے کمال صاحب دیکھ کر چلے گئے تھے اور انکے نکلتے ہی اسکی مسکراہٹ پل میں سمٹ گئ۔ وہ دونوں فائلیں وہیں چھوڑ کر گئے تھے۔ اسنے فائلز کو ملازم کے ہاتھ باہر پھیکوا دیا جسے کمال صاحب بھی دیکھ چکے تھے۔۔۔ اسکے باپ تک خبر پہنچاؤ کہ یہ کس کیس میں ملوث ہونے کی کوشش کر رہا ہے" کمال نے اپنے ملازم سے کہا تو وہ گردن ہلا گیا۔۔۔ دوسری طرف حیدر ایک گھیری سوچ میں تھا یہ کیس کوئ عام بات نہیں تھی کمال کوئ عام آدمی نہیں تھا۔ پھر حیدر مرتضی وہ خود بھی تو عام نہیں تھا سوچنا تو سب کو پڑ رہا تھا ۔

---------- زریاب کی پیشانی پر کئ لکیریں

نمایاں تھیں یہ ہی حال سالار کا بھی تھا۔۔۔ دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ تمھاری ماں تک یہ خبر نہ پہنچے بلکہ کوشش کرنا گھر میں کسی کو پتہ نہ چلے" اسنے بیٹے سے کہا بابا وہ کیوں خود مصیبت میں پڑنا چاہ رہا ہے"۔ زریاب چیڑ کر بولا۔ تمھارے بھائی کی ایک رگ فالتو ہے اسی بنا پر۔۔ گاڑی نکالو مجھے اس سے ملنے جانا ہے"۔ وہ گھر پر نہیں ہوتے آج کل" زریاب نے اتری شام کے گھیرے سیاہ بادلوں کو رات کی آمد کی خبر لاتے دیکھا تو باپ سے کہا سالار نے چونک کر دیکھا۔ کیا مطلب ہے"۔ وہ یہ تو ہائی وے پر پائے جاتے ہیں یہ کسی ہوٹل میں دوستوں پر پیسے اڑتے ہوئے یہ اس علیشبہ کا پیٹ بھرتے ہوئے گھر میں اس دن کے بعد چار چکر لگا چکا ہوں مگر وہ گھر پر میسر نہیں" وہ بولا سالار کی پیشانی کی رگیں تن گئیں۔ فون ملاؤ اسے" وہ بولا جبکہ زریاب نے کال ملائی اور ہمیشہ کیطرح پہلی بیل پر کال نہ کبھی ریسیو ہوئی تھی نہ ہونی تھی اب تو انھیں ان سب چیزوں کی عادت ہو گئی تھی دوسری پھر تیسری اور متواتر بیل دینے کے باوجود کال اٹینڈ نہیں ہوئی سالار سر تھام گیا کمال ایک خبیث شخص تھا۔ افنان کے ایکسیڈنٹ کے بعد سالار کا اسپر کیس کرنا اور اس کیس میں اسے ایسا برا پھنسا دینا کہ اسکی ساری ریپوٹیشن پر کیچڑ اچھل گئی تھی وہ اس بھڑاس کو دبائے بیٹھا تھا وہ کسی بھی وقت اس سے بدلہ لے سکتا تھا اور حیدر۔۔۔ افنان کا ایکسیڈنٹ کمال کی وجہ سے ہوا تھا اس رات وہ کمال کے ساتھ ہی تھا۔۔۔ یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا لیکن سالار کو شک پڑ گیا تھا کیونکہ کمال ہی تھا جو ان دنوں اسکے نزدیک تر ہوتا گیا تھا بیز نیس اور ہر چیز میں افنان کے منہ پر کمال کا نام تھا اور وفات کے ایک دن پہلے وہ پریشان تھا کیونکہ اسکی کمپنی بیٹے بیٹھائے لوس

میں جارہی تھی اسکا سارا پیسہ اسکا بیزنس افنان کے بعد کمال نے ہڑپ لیا تھا۔۔ سالار نے اسپر کیس کرا دیا تھا اور کمال دو سال کیس میں الجھا رہا۔ اور پھر معلوم نہیں کیسے وہ باہر نکل آیا تو اسکے بعد غائب ہو گیا۔ سالار کے اندر سے اب تک اس چیز کی بھڑاس نہیں نکلی تھی کہ کمال نے اسکے بیٹے کے گرد گھیرہ بنالیا تھا وہ کمال کو جڑ سے ہی اکھاڑ کر پھینک دے گا اگر اسنے حیدر کو نقصان پہچانے کی کوشش بھی کی ۔۔۔ زریاب باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا اچانک احساس ہوا کہ وہ کچھ دن پہلے ہی ہسپتال سے لوٹا تھا بابا ریلکس ہو جائیں میں حیدر بھائی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں" زریاب سے باپ کی پریشانی دیکھی نہیں گئ تھی۔ افنان کے قتل کے بارے میں لائبہ کے علاوہ سب جانتے تھے۔ آج تک لائبہ کو علم نہیں ہو سکا اسکے دونوں ماں باپ لوگوں کی حوس کی بھیڑ چڑھے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار کمرے سے نکلا اور بنا ناشتہ کیے ہی وہ زریاب کے ساتھ باہر نکلنے لگا حالانکہ روشانے آج یونیورسٹی جارہی تھی حیرانگی سے زریاب کو دیکھنے لگی بڑے بابا" اچانک وہ سالار کے آگے ادھمکی۔ زریاب نے اپنے قدموں کو بریک لگایا۔ یہ آپکے ساتھ جارہے ہیں" وہ پرجوش سی تھی زریاب نفی میں سر ہلانے لگا سالار اتنی ٹنشن میں ہونے کے باجود بھی مسکرا دیا۔ اور اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر میں بھی چھٹی کرلوں" وہ مارے خوشی کے چھک اٹھی۔ بلکل نہیں پڑھنے جاؤ ایک لیکچر نہیں ہو گا باقی تو ہوں گے زریاب نے ٹوکا زیادہ ابا میاں نہ بنو۔ " سالار کے سامنے بات کرنے کا فائدہ ہی یہ تھا وہ فورا اسے سیدھا کر دیتا تھا۔ روشانے سکون سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی جبکہ زریاب نے خون کا گھونٹ بھرا اور باہر نکل گیا جاؤ میرا بیٹا

شاپینگ پر جانا آج لازمی اور جتنی چاہے شاپینگ کرنا یہ کنجوس بھرے گا پیسے۔۔۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں" وہ کھسپائی جبکہ وہ اسکے سر پر چپت لگاتا ہنستا ہوا باہر نکل گیا تھا وہ شاید دنیا کا پہلا سسر تھا جسے اپنی دونوں بہویں اتنی عزیز تھیں۔ زریاب اور سالار کی گاڑی مرتضی ہاؤس سے باہر نکلی اور حیدر ویلا کی جانب چل دی۔ یہ بات ان دونوں کو ہی معلوم نہیں تھی کہ حیدر گھر پر ملے گا بھی یہ نہیں۔۔۔ کہاں گئے ہیں وہ دونوں" زیمل نے روشانے سے پوچھا کیونکہ سالار نے یہ زریاب نے اسکی بات تو سنی نہیں تھی تبھی وہ روشانے سے پوچھنے لگی مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔ میں نے تو اپنی آزادی کی خبر سنی ہے بس" وہ بانہیں پھیلا کر سکون سے لیٹ گئ۔ زیمل نفی میں سر ہلانے لگی۔ بھابھی آپکی اور سالار بھیا کی ہی اتنا سر چڑھائی ہوئی ہے کبھی جو سیریس ہو جائے یہ لڑکی" رمشہ اسے گھورتے ہوئے بولی زیمل ہلکا سا مسکرا دی۔ بھئ میں کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ میرے گھر کے سربراہ نے ہی اپنی دونوں بہوؤں کو سر چڑھایا ہوا ہے"۔ وہ ہنس کر بولی تو روشانے ہلکا سا شرما گئ۔ ویسے آپ بلا کی کام چور ہیں روشانے" رضا اسکے پاس اکر بیٹھ گیا۔۔۔ جبکہ صارم صبح ہی کسی کام سے نکلا تھا۔ آرام سے رہو لڑکے میں کہاں کام چور ہوں اپنے سارے کام خود کرتی ہوں" وہ آنکھیں دیکھا کر بولی جیسا کہ منہ دھونا برش کرنا اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرنا اور ہر وقت موبائل یوز کرنا آپ تو اچھی خاصی مصروف نکلیں" شیٹ آپ"۔ وہ بھڑکی جبکہ رضا ہنسنے لگا تھا نور بھی وہیں اکر بیٹھ گئ آج اسنے بھی اپنی کلاس بنک کر لی تھی۔ رضا نے اسکی جانب دیکھا معلوم نہیں کیوں نور کو وہ چور نظروں سے دیکھتا تھا۔۔۔ جبکہ اب تک یہ بات خود نور نے بھی محسوس نہیں کی تھی۔۔۔

رضا نے فورا نگاہ ہٹالی۔ روشانے کو البتہ اس وقت رضا بے حد برا لگ رہا تھا تبھی وہ منہ پھلا چکی تھی ۔۔ تبھی وہاں لائبہ بھی داخل ہوئی۔ اور سب کو اسکو دیکھ کر کافی خوشی ہوئی وہ پنک ڈریس میں بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔ بھئی آپکی خوبصورتی کی تو داد دینی پڑے گی کیا کہیں آپکو میں تو کہتا ہوں آپ جیسا یہاں کوئی نہیں" رضا نے عمل سے کافی کا کپ لیتے کھل کر تعریف کی لائبہ کے قدم وہیں جم گئے وہ وہ شرما سی گئی کہ اندر بھی نہیں ایا جارہا تھا اس سے۔۔۔ روشانے اور نور دلچسپی سے اسکے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دیکھتی ہنسنے لگی۔۔۔ لائبہ نے ارد گرد نگاہ گھمائی صارم کہیں نہیں تھا سکون کا سانس لیتی وہ ان سب کے پاس آگئی سب سے سلام کر کے وہ ان سب کے ساتھ بیٹھ گئی ۔ جبکہ روشانے کو جوش چڑھا تھا ایکدم اب سب اکٹھے ہو گئے ہیں تو ڈھولکی سی پہلے پری ڈھولکی ہو جائے"۔ اسنے اونچی آواز سے کہا۔۔۔ کتابوں پر بھی دھیان دیا کریں کبھی ابھی ناشتہ اندر نہیں اترا آپکو ڈھولکی سوجھ گئی" تم چپ رہنے کا کتنا لو گے" روشانے چیڑ کر بولی یہ ہی کوئی پچیس تیس ہزار"۔ رضا نے شانے اچکائے نور آپی اسے دیں یار اور نکالیں اسے لیڈیز گینگ میں سے"۔ وہ اسے گھورتی بولی نور کو ایکدم اچھو لگ گیا پانی حلق میں اٹکا یہ میرے پاس کہاں سے آئے پچیس تیس ہزار" وہ حیران رہ گئی آپ رہنے دیں۔۔ یہ اتنی بھی بڑی رقم نہیں"۔ رضا اسکی جانب کافی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا وہ بلکل آیت کیطرح تھی۔۔ بہت خوبصورت بہت دلکش۔۔۔ بس آپی ہو گئی نہ بے عزتی"۔ روشانے نے سر جھٹکا۔ کیوں تنگ کر رہے ہو رضا سب کو" عمل نے اسے ٹوکا۔ میں تو تنگ نہیں کر رہا یہ سب اپنے آپ ڈسٹرب ہو رہیں ہیں دیکھ لیں سکون سے کافی پی رہا ہوں میں تو

اپنی"۔ رضا نے ماں کو وہی کپ دیکھایا۔ ماما مجھے بھی کافی پینی ہے۔۔"۔ آیت کی جانب دیکھتے نور بولی تو آیت نے نفی میں سر ہلایا۔ بلکل ضرورت نہیں ہے یہ عادت مجھے تمھارے بابا کی بھی بری لگتی ہے"۔ آیت جو سبزیاں کاٹ رہی تھی گھور کر بولی تو نور منہ بسور گئ جبکہ رضا نے ایک لمبا گھونٹ بھر کر کپ اسکی جانب بڑھا دیا۔۔۔ نور تھوڑی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ جبکہ رضا نے اسے آنکھ سے اشارہ کہا کہ پی لے۔۔۔ روشانے اور لائبہ بھی دیکھ رہیں تھیں معلوم نہیں کیوں نور کو اسکے دیکھنے کا انداز ٹھیک نہیں لگا پہلی بار وہ کسی سے جھجھک گئ۔ نہیں میں اپنی بنالوں گی"۔ پی لیں ویسے بھی جھوٹا پینے سے پیار بڑھتا ہے"۔ رضا ڈھٹائی سے بولا جبکہ روشانے اور لائبہ کی آنکھیں نکل آئیں اور نور سٹپٹا کر وہاں سے اٹھ ہی گئ۔۔۔ اوئے تمھیں شرم نہیں آتی نور آپی بڑی ہیں تم سے۔۔ ہم دنوں کے بیٹھے ہوئے انکے ساتھ فلرٹ کر رہے ہو"روشانے بولی جبکہ رضا نے شانے آچکا دیا جب تم دونوں بک ہو گئ تو جو فارغ ہے فلرٹ اسی کے ساتھ کیا جائے گا اور ویسے بھی نور دو سال ہی تو بڑی ہے"وہ شانے آچکا کر بولے۔۔۔ موجیں ہیں بھئ نور آپی کی"وہ افسردگی سے بولی رضا اور لائبہ جبکہ ہنس پڑے۔

-------------------------------۔ سالار اس عالیشان جدید طرز کے بنے گھر میں داخل ہوا تو یہ گھر زیادہ بڑا نہیں تھا ہاں دو بندوں کے رہنے کے لیے بہترین تھا۔۔۔ سامنے ہی وال پر حیدر کی تصویر لگی تھی جبکہ دوسری وال پر ان سب کی چھوٹی چھوٹی تصویریں لگی ہوئیں تھیں جتنے لمحے اسنے ان سب کے ساتھ گزارے اس گھر کی نسبت اس گھر کے باہر بڑا لون تھا اور

کافی خوبصورتی سے ڈیکوریٹیڈ بھی تھا۔ سالار کو دیکھ کر وہاں پر جو ملازم ہر وقت موجود ہوتا تھا دوڑ کر آیا۔۔۔ سلام صاحب آپ نے بتایا نہیں آپ ارہے ہیں حیدر صاحب کو میں کہہ بتا دیتا"۔ وہ مؤدب ہو کر بولا۔ نہیں ضرورت نہیں حیدر کہاں ہے"۔ سالار نے سوال کیا۔ وہ وہ ابھی نکلے ہیں جی" ملازم جھوٹ بول رہا تھا وہ دونوں ہی جانتے تھے۔۔۔ جھوٹ مت بولو امین کتنے دن ہو گئے حیدر کو گھر آئے ہوئے" سالار نے گھوری لگا کر سوال کیا جبکہ آمین خجالت کا شکار ہوا تھا۔ وہ حیدر صاحب تو کبھی آتے ہیں کبھی نہیں آتے اب کی باری ایک ہفتے سے گھر نہیں لوٹے"۔ وہ سچ بتا گیا سالار کی پیشانی پر کئ متفکر لکیریں تھیں زریاب خاموش کھڑا تھا۔۔۔ ٹھیک ہے جاؤ تم" سالار نے کہا صاحب آپکے لیے پانی وغیرہ" نہیں ضرورت نہیں ہے" زریاب باپ کو پریشان دیکھ کر پہلے ہی بول اٹھا ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا سوال تو کئ تھے جواب کوئ نہیں۔۔ حیدر کی عادت آج بھی پہلے روز جیسی تھیں لیکن اب ایسا نہیں چلے گا۔۔۔ اسکی بیوی تھی کوئ نام تھا جو اس سے منسلک تھا یہ گرل فرینڈز یہ دوست احباب اسے چھوڑ کر سنسئیر ہونا چاہیے تھا۔ وہ دنوں ابھی بیٹھے بھی نہیں تھے کہ مین دروازے پر اسکی فارچونر کا ہارن کافی بلند تھا۔۔۔ چوکیدار نے دروازہ کھولا۔ آمین بھاگ کر حیدر کے کانوں میں ڈال دینا چاہتا تھا کہ سالار اندر بیٹھا ہے لیکن سالار کو نظر اجاتا تبھی اسکی ہمت نہیں ہوئ دوسری طرف حیدر گاڑی سے اترا تو ساتھ علیشبہ بھی اتری تھی علیشبہ گاڑی سے اتر کر شاپینگ بیگز دیکھنے لگی۔۔۔ رہنے دو امین اٹھا لے گا" ہاتھ بڑھا کر اسنے علیشبہ کو دور سے نزدیک کیا وہ تو پھولے نہیں سمائ اور اسکے ساتھ چپکی وہیں وہ گھر کے اندر داخل

ہوئے جبکہ حیدر کے لبوں میں جلتی سیگریٹ کا شعلہ علیشبہ کو کافی پسند تھا اسکا بس نہیں چلتا تھا حیدر ہر وقت سیگریٹ کے گھیرے کش لگائے۔۔۔ کیونکہ جب وہ کش بھرتا تھا اسکی آنکھوں میں جو نشہ اترتا تھا وہ ناقابل بیان ہوتا تھا۔۔ آمین گاڑیوں سے بیگز نکال کر اندر رکھو" بلند آواز میں وہ جیسے ہی لاونج میں قدم رکھا تو سامنے سالار اور زریاب کو سکون سے بیٹھا دیکھا علیشبہ ایکدم دور ہوئ جیسے چوری پکڑی گئ ہو علیشبہ کی حرکت پر لبوں پر مسکان سی آئ اور اسنے سالار اور زریاب کی جانب دیکھا۔۔۔ میں پھر اجاؤ گی" علیشبہ حیدر سے بولی حیدر نے شانے آچکا دیے۔۔۔ میڈیا اور دنیا جانتی تھی کہ وہ اسکی گرلفرینڈ تھی اسکا باپ بھائ ماں سب جانتے تھے اسے چھپانے کی ضرورت نہیں تھی اور اب تو بلکل بھی نہیں۔۔ علیشبہ جبکہ جلی پاؤں کی بلی کیطرح وہاں سے فرار ہو گئ۔ اور حیدر جو گاڑی کی چابی گاڑی میں ہی لگا چکا تھا علیشبہ وہ گاڑی لے کر جاچکی تھی سالار نے ضبط سے یہ سارے مناظر دیکھے تھے۔۔ کیسے ہو" وہ سالار کو چھوڑ کر زریاب سے ملا۔ میں ٹھیک ہوں آپ ٹھیک ہیں" زریاب نے پوچھا جبکہ وہ ہنسا۔۔ کیسا لگ رہا ہوں۔"۔ اسنے کہا اور سالار کی جانب دیکھا کیسے ہیں ڈیڈ۔۔ آپ کو میرے اس غریب خانے میں آنے کی ضرورت کیونکر پڑی بلا لیا ہوتا۔۔ مام کے ذریعے بلا لیا ہوتا اجاتا" وہ بیٹھ گیا۔۔۔ سالار سرخ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ تمھیں علم ہے کہ تمھاری ایک بیوی بھی ہے۔۔۔ سالار نے بڑے ضبط سے سرخ نظریں اسکی آنکھوں میں گاڑھ دیں آپ یہ بتانے آئے ہیں"۔ حیدر نے بھی اسی ٹون میں سوال کیا۔۔۔

------------------------- جاری ہے میں تمھیں بتانے اور سمجھانے تو بہت کچھ

آیا ہوں لیکن یہ سب حرکات دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے تمھیں خود سے دور کرنا میری بہت بڑی غلطی تھی اور اب تم اسے میری سزا بنانا چاہ رہے ہو" ایکسیلنٹ" حیدر نے ہنستے ہوے تالی بجائی دیکھ لو زریاب بلآخر میرے باپ کو خیال اہی گیا کہ اسنے مجھے اپنے آپ سے دور رکھا تھا مجھے لگتا تھا یہ میرا ہی وہم ہے" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا بھائی کیا ہو گیا ہے یار۔۔ ویسا کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچتے ہیں اور بابا نے صرف آپکے مستقبل"۔ اچھا ٹھیک ہے مجھے وہ باتیں نہ بتاؤ جو میں مانوں گا نہیں" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا اور سر جھٹکا۔ سالار نے خون کا گھونٹ پیا تھا۔۔ کون تھی یہ لڑکی"۔ سالار نے سوال کیا میری گرلفرینڈ" اسنے بنا جھجھکتے جواب دیا۔ سالار اسکی ڈھٹائی پر ایک پل کے لیے تھما تھا اسے اپنا آپ اسکے اندر نظر ارہا تھا کہ مرتضی اسے کس طرح برداشت کرتا ہو گا۔ جبکہ تم جانتے ہو تمھاری بیوی ہے ایک"۔ میں نہیں مانتا زبردستی کے رشتوں کو آپ اچھا سمجھتے ہوں گے میں نہیں۔۔۔ میں جسے چاہوں گا اپنی بیوی بناؤ گا جسے چاہوں گا منگنی کروں گا جسے چاہوں گا جو مرضی رتبہ دوں" حیدر"۔ سالار بھڑکتے ہوئے اٹھا زریاب نے باپ کو تھاما۔۔۔ پلیز بابا بس کر دیں آپ دونوں یہ جنگ ختم کر دیں یہ بے مقصد ہے"۔ زریاب جھنجھلا کر بولا جبکہ وہ دونوں ہی منہ پھیر گئے دوسری طرف زریاب دیکھ رہا تھا وہ دونوں ہی ایک جیسے تھے شاید زریاب زیمل پر گیا تھا۔۔۔ لیکن سختی غصہ جنون اس میں بھی باپ جیسا ہی تھا جسے فلحال تو وہ نہیں مانتا تھا۔۔۔ بھائی یہ بات نہیں کرنے آئے تھے آپ سے۔۔۔۔ آپ کمال کے خلاف کیس لڑ رہے ہیں" زریاب کو جس بات کی فکر تھی وہ بولا۔۔۔ ہاں" اسنے ایک لفظی جواب دیا دیکھ اب بھی باپ کو رہا تھا جو کہ

ماتھے پر بل ڈالے اپنے غصے کو قابو میں کیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ بھائی آپ کیوں اسے چھیڑ رہے ہیں۔۔ چھوڑ دیں اس کیس کو وہ آدمی گھٹیا آدمی ہے ہم جانتے ہیں یار پہلے سے اسے"۔ معلوم ہے لیکن میرے پاس کیس آیا ہے میں کیوں چھوڑوں"۔ اسنے شانے اچکائے۔۔۔ بھائی"۔ زریاب جانتا تھا وہ ایکدم تو نہیں مانے گا۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ زار صاحب تمھارے والد نے مجھے بیرسٹری ہی کیوں کرائی آج جب وہ شخص میرے سامنے ہے تو میری پرواہ ہو گی یہ فضول باتیں ہیں"۔ وہ بولا جبکہ زریاب نے باپ کو دیکھا تم یہ کیس نہیں لڑو گے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہوں گا" سالار کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ یہ کیس میرا ہے اور میں یہ کیس لڑوں گا"۔ حیدر نے نفی کی اور حتمی انداز میں کہا کیوں" سالار نے بھڑکتے ہوئے پوچھا معلوم نہیں" اسنے سر جھٹکتے جواب دیا۔ تمھاری جان کو خطرہ ہو سکتا ہے وہ نیچ آدمی ہے تمھیں سمجھ کیوں نہیں آتی یہ بات"۔ سالار کا ضبط جواب دے گیا۔ حیدر بھی کھڑا ہو گیا مجھے کچھ نہیں ہو گا میری پرواہ نہ کریں آپ" وہ ہاتھ سینے پر باندھے باپ کو دیکھ کر بولا۔ حیدر" سالار جیسے عاجز سا آیا۔ جبکہ حیدر نے باپ کی جانب قدم اٹھائے۔ مجھے علم ہے آپکے دل میں کمال کے لیے کتنی نفرت ہے۔ میں سب جانتا ہوں آپ کیا چاہتے تھے اور عدالت نے دو سال بعد اسے رہا کر دیا۔۔۔ آپ افنان انکل کے گھر نہیں جاتے کیونکہ انکا ملزم آج بھی آزاد ہے آج جب وہ میرے سامنے آگیا ہے آج جب موقع ہمارے ہاتھ میں ہے پھر کیوں مجھے روک رہے ہیں" وہ باپ کی جانب دیکھتا بول رہا تھا جیسے بلکل وسوق سے وہ سچ ہی بول رہا ہو اور وہ ایک ایک حرف وہ ہی ادا کر رہا تھا جو کہ سالار کے اندر تھا۔ سالار نے اسکے

دونوں بازو تھام لیے۔۔۔ جو کھو گیا ہے اسے بھولنا مشکل ہے لیکن اپنے جوان بیٹے کو اس آدمی کے آگے میں چارہ نہیں بنا کر پھینک سکتا تم سمجھو مجھے۔۔۔۔". وہ مجبور سا بولا تھا جبکہ حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرہ زریاب یہ منظر خاموش کھڑا دیکھ رہا تھا لبوں پر مسکان تھی۔۔ بہت عرصے میں بہت کم یہ منظر دیکھنے کو ملتے تھے۔۔۔۔ ڈیڈ میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا"۔ اسنے مظبوط لہجے میں کہا۔ حیدر میں تمھارا مار مار کر حشر بگاڑ دوں گا" سالار پھر سے اسپر برسنے لگا۔۔۔ جو مرضی کریں اس کمال کی گردن توڑ کر سکون ملے گا مجھے"۔ تمھیں کس بات کی اس سے دشمنی ہے آخر کو تمھارے دشمنوں کا معملہ ہے" وہ لائبہ والی بات پر چوٹ کرتا بولا کہ کیوں وہ کیس لڑ رہا تھا جب لائبہ سے اتنا ہی اختلاف تھا۔۔۔ حیدر نے باپ کی جانب دیکھا اگر آپ طنز نہ ہی پھینکیں تو آدمی آپ اتنے بھی برے نہیں ہیں"۔ وہ بولا اور مڑ کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ باپ سے مخاطب ہو یہ تم"۔ سالار نے گھورا اور خود بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی ساری زندگی صرف یہ ہی دیکھا ہے ایک یہاں سے طنز ایک وہاں سے طنز کبھی تو نارمل ہو جایا کریں آپ لوگ"۔ زریاب ان دونوں سے ہی چیڑ تا بولا تھا حیدر منہ پر ہاتھ رکھتا مسکرا دیا جبکہ سالار دونوں کی جانب دیکھتا نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔ تم دونوں کو دیکھ کر ایک احساس تو مجھے بہت زیادہ ہوتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کیا کیا کرتا رہا ہوں" وہ گھیرہ سانس بھر کر بولا حیدر اور زریاب بیک وقت ہنس دیے۔ لیکن بھائی یہ ایک سنجیدہ بات ہے آپ اس کیس کو چھوڑ دیں وہ آدمی اچھا انسان نہیں ہے وہ آپکو نقصان پہنچا سکتا ہے" زریاب اسی موضوع پر لوٹ آیا۔۔۔ میں اپنے پروفیشنل کے ساتھ انصاف کرنا جانتا

ہوں تم فکر نہ کرو میں ہینڈل کرلوں گا وہ سکون سے بولا ایسے یہ معمولی بات کو کمال کو ہینڈل کرنا اتنا بھی بڑا مسلہ نہ ہو۔ "نہیں حیدر" سالار قطعی لہجے میں بولا۔ دونوں نے باپ کی جانب دیکھا تمھیں پیچھے ہٹنا ہو گا کیونکہ یہ میرا حکم ہے اس کیس کو چھوڑ دو اسی میں بھلائی ہے۔۔۔۔ میری تمھاری اور ہماری فیملی کی"۔ وہ بولا تو حیدر کے لیے فکر بھی تھی جسے وہ سمجھ نہ سکا "ڈیڈ مجھے چیڑائیں مت ہاتھ پاؤں نہیں ٹوٹے ہوئے میرے۔۔۔ سالوں سے اس کام میں ہوں ملک کا کامیاب بیرسٹر ہے آپکا بیٹا آپکے بیٹے کی ٹکر کا آج تک چیمبر نہیں آپ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس گیدڑ بھپکیوں سے ڈر کر پیچھے ہٹ جاؤں بات میڈیا میں پہنچ گئ ہے اور مجھے میری عزت غیرت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں" وہ بھڑکتا ہوا بولا۔ جو میں نے کہا ہے اس سے زیادہ نہ ہی کم بات نہ کرنا" سالار نے اسکی کسی بات کو خاطے میں نہیں لیا تھا اور کمال تو یہ تھا کہ وہ بھی نہیں لے رہا تھا۔۔ ایم سوری ڈیڈ میں آپکی یہ بات نہیں مان سکتا اگر تو آپ مجھے یہ سمجھانے آئیں ہیں تو بیرسٹر حیدر کوئ عام آدمی نہیں ہے" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ باور کراتے بولا کہ وہ کوئ ہلکی چیز نہیں ہے۔۔۔۔ بیرسٹر حیدر کی وجہ سے میرے خاندان یہ میرے کسی بھی گھر والے کو کوئ نقصان پہنچا تو اچھا نہیں ہو گا ۔۔۔ سن رہے ہو تم بیرسٹر حیدر" سالار ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا تھا لہجے میں بے حد غصہ تھا وہ پھر سے تپ گیا۔۔ جبکہ حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔ آپکی فیملی کے کسی فرد کا نقصان نہیں ہو گا اگر میں نقصان کروں گا تو صرف اپنا"۔ کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا بابا آپ ایسی بات ہی کیوں کرتے ہیں" زریاب کو اچھی نہیں لگی تھی سالار کی یہ بات۔۔۔ میری فیملی میں وہ بھی شامل ہے زریاب۔۔۔ تم

دونوں اولاد ہو میری اولاد بن کر ہی رہو اور سمجھا دو اپنے اس لاڈلے بھائی کو مجھے یہ کمال کے کیس میں نہیں چاہیے" وہ بھی حتمی بات کہتا اٹھ کر باہر نکل گیا زریاب پھر سے سالار کی پشت اور اس بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔ اور اٹھ کر باپ کے پیچھے چلا گیا کیونکہ یہ لامتناہی سلسلہ تھا جسے آج تک کوئی نہیں سلجھا سکتا تھا جب تک وہ دونوں خود سے نہ چاہتے ۔۔۔۔۔ ---------- گھر میں ڈھلکی پھر شروع ہو گئ تھی۔ رضا تو ان لڑکیوں کے بیچ خود ہی ڈھلک پکڑ کر بھونڈے گانے گا رہا تھا کیونکہ کوئی پاکستانی گانا تو اسے آتا نہیں تھا۔ روشانے جبکہ چیڑ رہی تھی۔ اٹھو بھاگو تم یہاں سے" اسنے ڈھولکی کھینچی"۔ نہیں جاتا میں ۔۔۔ کیا مسلہ ہے تم لوگوں کے ساتھ ۔۔۔ گا تو رہا ہوں وہ بھی اتنا اچھا کیوں صارم صاحب کیسی لگی آپکو میری آواز" وہ دانت نکالتا صارم کو دیکھنے لگا۔۔۔ خدا ایسا سر میرے کانوں میں دوبارہ نہ پڑوائے" صارم جو لاونج کے دروازے سے پشت ٹکائے کھڑا کافی پینے کے ساتھ ساتھ لائبہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔ بولا تو رضا نے گھور کر اسکی صورت دیکھی جبکہ اسی اثنا میں روشانے نے اس سے ڈھولک چھین لی۔ میری لاش پر سے گزر کر تمھیں یہ ڈھولکی پیٹنی ہو گی" وہ چیخا جبکہ سب کے قہقہے اٹھے۔ گزر جاؤ روشانے اسکی لاش پر سے ویسے بھی ایکسٹرا ہے گھر میں" نور نے کہا تو رضا ایکدم سیدھا ہوا۔۔ آویں آپ اپنا نقصان کریں گی" وہ مسکرا کر پورے دانتوں کی نمائش کرتا بولا جبکہ نور نے گھورا بلاوجہ وہ تو اس سے فلرٹ کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔ ہو گیا اب نکلو یہاں سے ورنہ تمھاری شکایت لگا دوں گی میں" روشانے نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔ آپ دیکھ رہی ہیں آنٹی

کیسے فرافر زبان چل رہی ہے آپکی بیٹی کی "رمشہ کی جانب دیکھتے وہ بولا تو رمشہ کچھ شرمندہ سی ہو گئ تبھی لاونج میں زریاب نے قدم رکھا وہ ذرا تھکا ہوا تھا پہلے حیدر اور سالار کی جنگ اور اسکے بعد آفس وہ اب تھک گیا تھا۔۔۔ اور گھر میں محفل جمی ہوئی تھی وہ سب کو اگنور کرتا۔ زیمل کے پاس آ گیا پلیز کچھ کھانے کے لیے دے دیں میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے" وہ بولا اور وہیں چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ زیمل ایکدم اٹھی اور اسکے سر پر بڑے پیار سے ہاتھ رکھا تھا۔ میں لاتی ہوں ابھی"۔ وہ کہہ کر چلی گئ جبکہ وہ کچن سے ہی باہر لاونج کا منظر دیکھنے لگا جہاں روشانے اور رضا کی ایک جنگ جاری تھی صارم بھی وہیں تھا اور آج بھی نگاہیں لائبہ پر ہی تھی جو ایک طرف بیٹھی زردائ جوڑے میں ہمیشہ کیطرح محفل کی جان لگ رہی تھی خیر محفل کی جان تو اسکی زوجہ بھی لگ رہیں تھیں لیکن وہ لڑنے چھیڑنے میں ماہر تھی اسے کہاں شرمانا یہ اپنا منہ بند رکھنا آتا تھا۔۔۔ زریاب اس لڑائ کا مدعا سننے کے لیے باہر نکل آیا اور ان سب کی جانب دیکھنے لگا۔ اچانک ہی روشانے کی نگاہ زرہاب پر گئ زار زار اسکو دیکھیں کیسے ہماری ڈھولکی برباد کر رہا ہے اس کو کہیں نکلے یہاں سے "روشانے منہ پھلائے اسکے سامنے آ گئ اسنے اوپر سے نیچے تک اسے توجہ سے دیکھا۔ پیلے جوڑے میں ماتھے پر پھولوں کی بندی سجائے وہ کھلے بالوں میں عاجز سی تھی دنیا میں کوئ تو اسے بھی عاجز کرنے والا پیدا ہو گیا تھا۔۔۔ وہ اسکو دیکھنے میں ہی مہو ہو گیا کہ پہلی بار سب کے سامنے یہ گستاخی ہو گئ۔۔۔ ہیلو زریاب بھائ لگتا ہے آپ تو کھو گئے اتنی بھی سندررررر"۔ زریاب نے اسکی گردن میں اپنا بازو ایسا جکڑا کہ الفاظ وہیں توڑ گئے۔۔ واپس کرو" اسنے سنجیدگی سے ڈھولکی روشانے کو دینے کا حکم دیا۔۔۔

روشانے پھلے نہ سمائی جبکہ وہاں بیٹھی عائشہ نے یہ منظر حیرانگی سے دیکھا یونیورسٹی میں جو زریاب کا اسکے ساتھ رویہ ہوتا تھا اسے لگتا تھا کہ زریاب کے دل میں روشانے کے لیے کچھ نہیں لیکن آج تو بلکل اسکے برعکس تھا۔۔۔ رضا اپنی جان بچانے کو روشانے کو ہاتھ جوڑتا ڈھولکی دے گیا جبکہ روشانے مسکرادی۔ سب کے سامنے ایک عجیب سا احساس چھو کر گزرا تھا۔ وہ رضا کو منہ چڑاتی پلٹی تو نور منہا اور لائبہ نے اسے مزے سے دیکھا کیونکہ ہر وقت تو لڑتے رہتے تھے وہ۔۔۔ جبکہ وہ شرما سی گئی صارم صاحب آپ بھی یہاں سے ہٹ جائیں"۔ سب کے سامنے زریاب نے صارم کو بھی دوسری طرف جانے کا کہا صارم کا منہ ایکدم بن گیا۔۔۔ اسے زریاب سخت زہر لگتا تھا۔ وہ ایکدم سٹپٹایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔ تمھیں شرم نہیں آتی زریاب نے رضا کو گھورا۔ آپکو آتی ہے سب کے سامنے کیسے اپنی بیوی کی حمایت لی ہے آپ نے ایک پرسنٹ بھی جو آپکے دل میں یہ بات آئی ہو کنوارے بھی موجود ہیں انکے دل پر کوئی بجلی نہ گیر جائے"۔ شیٹ آپ کنوارے"۔ زریاب نے چئیر کھینچ کر بیٹھتے ہوئے اسے جھڑکا۔۔۔ اتنی پیاری پیاری لڑکیوں کے بیچ بیٹھا تھا کھینچ کر اپنے پاس لے آئے اب میں کیا کروں" وہ منہ بناتا بولا جبکہ زریاب جہاں مسکرایا وہیں زیمل ہنس دی۔ اور رضا احتجاجی انداز میں دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عائشہ کا وجود جیسے سلگ گیا تھا اسنے جو منظر دیکھا تھا اس سے صاف واضح تھا کہ۔۔ زریاب اسے اپنی بیوی کے طور پر قبول کرتا ہے وہ اتنے بڑے وہم میں کیسے رہی جبکہ اسکا دل زریاب سے دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھا۔ وہ سارا وقت صرف روشانے کو حسد بھری نظروں سے دیکھتی رہی جسے دیکھ

کر زریاب چند لمحے ٹھر گیا تھا۔۔۔ اور اسکے بعد جیسے اسکے دماغ نے حرکت کی یہ یونیورسٹی میں ٹسیٹ سے زریاب کو خوش کرنے سے کہی آگے کی بات تھی۔ میں چلتی ہوں" عائشہ کا موڈ سارے فنکشن میں ہی آف تھا اور اب تو کھانا کھائے بنا ہی جانے کی باتیں کر رہی تھی کیوں یار بیٹھو تم ابھی تو سب بیٹھے ہیں" روشانے بولی تو عائشہ نے بھڑک کر اسکیطرف دیکھا جسے وہ دوستی میں سمجھ ہی نہ سکی۔ بس مجھے جانا ہے بہت دیر ہو گئ ہے" لٹھ مار انداز میں وہ بولی اور آگے بڑھ گئ روشانے دوسری طرف شانے آچکا کر اندر کی جانب بڑھتی کہ اچانک اسکے سامنے صارم اگیا۔ اف صارم بھائ ابھی ابھی میری نازک ناک ٹوٹ جاتی" وہ بولی جبکہ صارم ہنس دیا۔ اب اتنی بھی نازک نہیں تھی یہ ناک ویسے آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو" صارم نے کہا وہ روشانے کو ان نظروں سے بلکل نہیں دیکھ رہا تھا جن نظروں میں سامنے کھڑی عائشہ نے ان کی تصاویر لیں اور ویڈیو بنانے لگی۔۔۔ سچ میں" وہ شرما سی گئ۔ ہاہاہاں سچ میں ور بہت کیوٹ لگ رہی ہو"۔ ٹھیک ہے تھوڑی اور تعریف کریں ہو سکتا ہے آپکو معافی مل جائے" وہ اترا کر بولی صارم کھل کر ہنسا اور وہ اسکی مزید تعریف کرنے لگا ایک شیطانی سی پر اسرار مسکان کے ساتھ عائشہ نے ویڈیو بند کی اور وہاں سے نکل گئ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لائبہ اپنے گھر اگئ آج ویسے دل نہیں کر رہا تھا لیکن بس ایسا لگا کہ یہاں ماما بابا ہیں اور اسے انکے پاس آنا تھا۔۔ وہ اندر داخل ہوئ اور داخلی دروازہ بند کر کے پلٹنے ہی لگتی کہ افنان کی بائیک پر نگاہ گئ۔۔۔ اور اسنے دروازہ بند نہیں کیا۔۔ وہ کھول کر باہر اگئ ہوا آج بہت ٹھنڈی تھی لون کے درخت جھوم رہے تھے جبکہ اسکے

ریشمی نرم بال ہوا کے دوش پر ادھر ادھر ارر ہے تھے وہ اس بائیک کے پاس آ گئ جس میں حیدر کی جان بستی تھی وہ مدھم مسکراہٹ سے اس گرد آلود بائیک پر اپنی انگلی رکھتی ماضی کی خوبصورت یاد میں کھو گئ۔۔۔۔ حیدر کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور سب ہی اسکے لیے پریشان تھے میں یہ سوال پوچھتا ہوں تم بائیک کی چابی لے کر کیسے نکلے" سالار اسپر بھڑک رہا تھا۔ پہلے ہی اسے چوٹیں لگ گئیں ہیں اور تم اسی پر چلا رہے ہو سالار" مرتضی کی گرجدار آواز پر سالار نے باپ کی جانب دیکھا۔۔۔ یہ آپکے لاڈ پیار نے اسے بگاڑا ہوا ہے" وہ اس دیکھتے ہوئے بولا جو ابھی ابھی ہاسپیٹل سے آیا تھا اور معصوم شکل بنائے دادا میں گھسا ہوا تھا جبکہ جب اسے حیدر کے ایکسیڈنٹ کی خبر ملی تھی اسکے قدموں تلے زمین کھسک گئ تھی۔۔۔۔ وہ پہلی بار محسوس کر سکا تھا کہ اولاد کی تکلیف پر ماں باپ کیسے تڑپ اٹھتے ہیں دوسری طرف لائبہ نم آنکھوں سے حیدر کو دیکھتی یہ سوچ رہی تھی کہ کیوں اسنے اسے چابی دی۔ سالار اسے ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکل گیا حیدر کے دانت باہر نکل آئے۔ میں بابا بتا کر اتا ہوں آپ ہنس رہے ہیں" زریاب نے جلدی سے اٹھنے کی کی۔۔۔ تیری" حیدر نے اپنی زخمی ٹانگ سے ہی اسے دھکا دیا اور وہ گول مٹول سا لڑکا بیڈ سے نیچے گیر گیا۔ حیدر" دادی نے اسے ٹوکا اور زریاب کی جانب بڑھی جبکہ مرتضی نے بھی اسے گھورا تھا وہ ہنستے ہوا دادا کے سینے سے لگ گیا۔۔۔ آپ نہ ہوں تو یہ آدمی مجھے برداشت بھی نہ کرے" وہ منہ بسور کر بولا شرم کرو باپ ہے تمھارا" مرتضی نے ہنسی ضبط کرتے کہا تو وہ سر جھٹک گیا۔ اووو اب میرا بچہ کیوں رو رہا ہے" اس وقت کمرے میں لائبہ حیدر کے علاوہ وہ دادا دادی ہی تھے جو ان دونوں پر جان چھڑکتے تھے ہماری

وجہ سے ہوا ہے حیدر کو اتنی چوٹیں لگ گئیں" وہ رونے لگی حیدر جب کہ مسکرا رہا تھا۔۔۔ مرتضی نے اسے پاس بلا کر پیار کیا۔۔ نہیں میری جان یہ خود بہت شرارتی ہے تمھاری وجہ سے نہیں ہوا چندہ رو مت" مرتضی نے لاڈ سے کہا ویسے دادا جان اگر یہ نہ دیتی تو میں زخمی نہ ہوتا بہت افسوس کی بات ہے پرنسیز"۔ اسنے لائبہ کی ناک کھینچی جو کھینچتے ہی سرخ پڑ گئ لائبہ مزید رونے لگی جبکہ مرتضی نے حیدر کے سر پر ایک تھپڑ لگائ۔ سدھرنے کا سوچنا" وہ لائبہ کو پیار کرتا بولا جبکہ لائبہ پر اسکی مسکراتی نظریں تھیں۔۔ لائبہ ان نظروں کے حصار سے ایکدم جیسے نکلی۔ ماضی حسین تھا یہ آج وہ روز یہ بات سوچتی تھی اور ماضی میں پھر کھو جاتی تھی۔۔ آج وہ اسکا ہو کر بھی اسکا نہیں تھا

----------جاری ہے وہ کلاس میں کھڑا لیکچر لے رہا تھا اور ہمیشہ کیطرح وہ لیٹ ہی تھی وہ آج پورے دو ہفتوں بعد نظر آئ تھی۔ اور اب بھی اسکے چہرے پر کوئ خوشی نہیں تھی کہ وہ پڑھنے ائ ہے زریاب نے ایک نظر گھور کر دیکھا صاف لگ رہا تھا رمشہ کی ڈانٹ پھٹکار پر وہ نکلی تھی۔ مے آئ کم ان" اسنے سوال کیا سب اسکی جانب دیکھنے لگے۔ عائشہ نفرت سے پھنکاری تھی لیکن بظاہر چہرے پر مسکان سجالی یس پلیز اگر آپ نہ آتی تو کلاس کی رونق نہ بڑھتی بیٹھ جایئے" وہ کلس کر بولا منشن نوٹ سر" وہ بول کر اپنی چیئر پر بیٹھ گئ جبکہ کلاس میں کھی کھی کو زریاب کی گھوری نے بریک لگایا۔ وہ پلٹا اور دوبارہ سے سب سمجھانے لگا کہ چلو جب وہاں گئ ہے تو کچھ سمجھ ہی لے جبکہ روشانے کو آج سے پہلے اتنی حواسیاں کبھی نہیں آئیں تھیں اسنے پیپر پر پینٹنگ شروع کر دی سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی کیونکہ معلوم تھا گھر جا کر بھی یہ لیکچر یوں ہی

اسنے سننا تھا تبھی وہ اپنی دھن میں مگن معلوم نہیں کون کون سے شہکار بنا رہی تھی کہ زریاب مڑا تو وہ سر جھکائے بیٹھی تھی جی روشانے بتایئے میں نے کیا سمجھایا ہے یہاں "۔ اچانک اٹھنے والے سوال پر اس نے سر اٹھایا اور نوٹ بک نیچے گیر گئ۔۔۔ عائشہ نے نوٹ بک اٹھائ اور مسکرائی سر روشانے تو آپکا سکیچ بنا رہی تھی "وہ مسکرائ اور جان بوجھ کر سب کے سامنے ڈائری کر دی۔۔ جس پر عجیب عجیب شکلوں کے لوگ تھے ساری کلاس کے قہقہے بلند ہوئے جبکہ روشانے حق ودق رہ گئ ۔۔۔ن۔۔۔ نہیں نہیں سر میں نے ایسا نہیں کہا " روشانے بولی جبکہ عائشہ نے شانے آچکا دیے مجھے تو یہ ہی کہا تھا اسنے سر "۔ وہ روشانے کو ایک ٹھونگا مارتی بولی جیسے بظاہر وہ مذاق کر رہی ہو وہ اسکے ساتھ ۔۔۔ مگر کون نہیں جانتا تھا زریاب کے غصے کو زریاب نے مٹھیاں بھینچ لیں کیپ سائیلنٹ " سرد لہجے میں سب کی جانب دیکھا عائشہ ڈائری مجھے دیکھائیں " اسنے وہ ڈائری عائشہ سے مانگی عائشہ بھی اٹھ کر اسے دینے چلی گئ تھی روشانے کی سیٹی گم تھی اگر آج وہ اسکی نہیں بنا رہی تھی تو پیچھلے لیکچرز کا شہکار تو موجود تھا جس پر بوڈھا زار لکھا تھا جگہ جگہ روشانے سر جھکا گئ۔۔۔ اوکے کلاس بریک کے بعد دوبارہ ہم ایک بار پھر اسی ٹاپک پر ڈیسکشن کریں گے پھر۔۔ کل آپکا ٹیسٹ ہو گا۔۔ یس سر " ڈائری بند کرتے ہوئے وہ بولا۔ تو ساری کلاس تابعداری سے بولی روشانے اب بھی سر جھکائے کھڑی تھی شرمندہ سی ہو گئ تھی۔ زریاب اسکی جانب بڑھا اور اسنے روشانے کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں جکڑا اور اسے کھینچ کر وہاں سے لے گیا۔۔۔ اب دیکھنا تم کیسے ہوتی ہے روشانے کی کلاس " دوسری لڑکی بولی عائشہ ہنس پڑی جبکہ اس لڑکی نے بھی عائشہ کے

ہاتھ پر ہاتھ مارا روشانے سے تو یہاں سب ہی جلتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایکدم اسے کیبن میں دھکیل کر دروازہ بند کرتا اسکی ڈائری اسکے منہ پر مار گیا۔۔۔ اچانک روشانے اپنی پیشانی تھام گئ ہلکی سی خون کی بوند پیشانی پر پھوٹ پڑی جس کا خون اسکی انگلیوں پر لگا تھا وہ حیرانگی سے زریاب کو دیکھنے لگی تھی اور دوسری طرف زریاب کو کوئ فرق نہیں پڑا تھا۔ بہت زور سے لگی تھی یہ ڈائری اسکو۔۔۔ وہ زریاب کو دیکھنے لگی اسنے بہت کچھ کیا مگر وہ کبھی اس حد تک سیریس نہیں ہوا اسکے غصے کی شدت سے روشانے کھڑے کھڑے کانپ اٹھی تھی۔۔ مسخری ہو تم " وہ اسے جھنجھوڑ کر بولا میں میں نے آج کچھ نہیں کیا تھا" وہ اپنی سچائی بیان کرنے لگی تمھیں لگتا ہے میں ڈرامہ ہوں اور ہماری جوڑی بلکل پرفکٹ ہے ایک مسخری جسے صرف مذاق سوجتا ہے زندگی میں کوئ سیریس بات نہیں۔۔۔ اس لڑکی کے ساتھ تمھیں کیا لگتا ہے میں ساری زندگی گزار لوں گا مجھے ایک سینسیبل اور مچیور لڑکی چاہیے تھی اور میرے باپ نے زبردستی میرے ساتھ تمھیں باندھ دیا مجھے سمجھ نہیں آتا کس بات کا دکھ مناؤ اپنے باپ کی بات ماننے کا یہ ایک مزاحیہ لڑکی کا اپنی زندگی میں سنجیدہ مقام کا" وہ چیخا زار میں سچ میں نے آج کچھ نہیں کیا میرے دماغ میں ویسا کچھ نہیں تھا" بے عزتی کے احساس اور اسکے لفظوں پر وہ رونے لگی بکواس بند کرو" وہ چیخا تم سے زیادہ بہتر تو عائشہ ہے نوین ہے ماہ نور ہے اگر میں ان میں سے کسی سے شادی کر لیتا تو کم از کم میری زندگی تو خوبصورت ہوتی۔۔۔ تم صرف دوسروں کو انٹرٹین کرنا جانتی ہو روشانے زین اور میں سیلف ریسپیکٹ کی بہت قدر کرتا ہوں۔۔۔ اگر تمھیں زیادہ جوکر بننے کا شوق ہے تو کسی۔

۔ مزاحیہ شو میں جا کر بیٹھ جاؤ لوگ تمھیں داد دیں گے " اسے پیچھے جھٹکتا وہ غرایا۔ یہ پھر چلی جاؤ کسی سرکس میں۔۔ کیونکہ یہ مسخرہ پن ہر وقت کا ویسی ہی جگہوں پر پایا جاتا ہے عام انسان سنجیدہ بھی ہوتا ہے اپنے آپ کو لے کر اپنے کام کو لے کر اور کم از کم ان کتابوں کو لے کر اسنے کتابیں ٹیبل پر پھینکی تھیں اسکی وہ سر جھکائے مجرموں کیطرح کھڑی تھی حلق میں آنسوں کا گولہ پھنس گیا کچھ دیر بعد روشانے اسکی جانب دیکھنے لگی اسکے گالوں پر آنسو برسات کی طرح برس رہے تھے زریاب سر تھام گیا۔۔۔ اسے اچانک شدید غصہ چڑھا تھا۔ اور بلکل جائز تھا یہ غصہ یہ لڑکی اپنے اپ کو سمجھتی کیا تھی۔۔ کبھی جو اسپر توجہ دی ہو اسکی نیچر پر توجہ دی ہو۔۔ بس اپنی من مانی۔ روشانے ۔۔۔ سوری ٹو سے۔۔ مجھ میں اور تم میں بہت فرق ہے اور یہ فرق تمھارا قائم کردہ نہیں ہے یہ ہم دونوں کے بیچ کا فرق شاید کبھی ختم نہ ہو اور میں یوں زندگی کو گزارنے کا قائل نہیں ہوں مجھے اپنی زندگی میں ایک اچھی مچیور اور کلاسی لڑکی کی ضرورت ہے مجھے نہیں لگتا تمھارا میری زندگی میں کوئی کام بھی ہے۔۔۔ بہتر ہماری علیحدگی ہی ہے فیصلہ ہم دونوں نے کرنا ہے سوچ لو اس بارے میں "۔ اتنی بڑی بات کہہ کر وہ مڑ گیا جا کر اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔ روشانے کو یقین بھی نہیں تھا آج وہ بس اتنی سی حرکت پر یہ سب سنے گی۔۔۔ اسے لگا وجود ہوا میں معلق ہے۔ اور وہ اپنے بکھرے وجود کو سمیٹتی باہر کی جانب قدم اٹھانے لگی۔ اپنی یہ ڈائری لے جایئے مس روشانے احسان ہو گا آپکا مجھ پر " وہ اب بھی جوالا موکھی بنا بولا تو روشانے نے جھک کر وہ ڈائری اٹھالی اور باہر نکل آئی۔۔۔ کیا ہوا ہے سب خیریت ہے " عائشہ نے روشانے سے پوچھا سوری یار میں نے تو مذاق کیا

تھا" وہ ہمدردی کرتی اسکے گیرتے آنسو اور پیشانی پر زخم دیکھتی بولی۔ زار مجھے طلاق دینے کا سوچ رہے ہیں" آنسو صاف کرتی وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی عائشہ کے ہاتھ سے ایکدم کتابیں چھوٹ گئیں۔۔ جبکہ روشانے کچھ بھی ریسپونس لیے بنا ہی وہاں سے چلی گئ اور عائشہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا۔۔۔ اتنی سی بات پر اتنا بڑا فیصلہ واہ اور جب وہ تصاویر وہ اسے دیکھائے گی تب تو اور آسان ہو جائے گا ۔۔۔ وہ اپنی کتابیں اٹھا کر مسکرا کر وہاں سے چلی گئ ۔ ----------

روشانے وہاں سے سیدھا گھر آ گئ تھی اسنے ایان کو بلا لیا تھا اور وہ گھر آ گئ تمھیں کیا ہوا ہے یہ تمھاری پیشانی پر چوٹ کیسے لگی ہے" ایان فکر مندی سے بولا جبکہ وہ اپنی سرخ نظروں میں آنسو چھپاتی ہلکا سا سر نفی میں ہلا گئ طبعیت خراب ہو گئ تھی تو چکر آ گیا۔ زرا بھائ کہاں ہیں" ایان نے تشویش سے اسکی جانب دیکھا انھوں نے ہی کہا تھا تمھیں فون کر لوں" وہ خود بھی تو چھوڑنے اسکتے تھے" دونوں اندر داخل ہوتے ہوئے بول رہے تھے روشانے نے جواب نہیں دیا وہ سیدھا کمرے میں چلی گئ ارے روشانے اتنی جلدی کیسے آ گئیں" رمشہ حیرانگی سے بولی نور اور منہا بھی دیکھ رہیں تھیں طبعیت نہیں ٹھیک ریسٹ کرنے گئ ہو گی" وہ ان سب خواتین کی جانب دیکھتا بولا جنھوں نے سر ہلا دیا۔۔۔ نور نے ایان پر سے نگاہ ہی ہٹالی وہ ہر وقت اسے دیکھتا رہتا تھا نور کافی پینے لگی۔ اگر آپ بڑا نہ مانیں تو کافی ٹیسٹ کر سکتا ہوں" وہ بولا نور کی جہاں آنکھیں پھیلیں منیا کو اچھو لگ گیا اور ساری چائے منہ سے باہر آ گئ۔۔۔ جبکہ زیمل بھی آنکھیں پھاڑے ایان کو دیکھ رہی تھی عمل جبکہ ابھی ابھی اپنے کمرے سے آئ تھی۔ تمھارا دماغ ٹھیک ہے یہ درست کروں" نور نے خود ہی

سچویشن سنبھالنے کا سوچا۔۔۔ درست تو مجھے بھی نہیں لگ رہا" وہ بڑبڑا کر وہاں سے چلا گیا زیمل کے سامنے وہ دونوں ہی شر مندہ رہ گئیں جبکہ نور تو بہت انکمفر ٹیبل ہو چکی تھی جلدی سے وہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔لائبہ ابھی یونیورسٹی سے گھر لوٹی تھی تھکا تھکا سا وجود تھا لیکن آج کافی خوشی کا عالم تھا بہت ایرلی ہی اسکی کارکردگی دیکھ کر ایک سنئیر ڈاکٹر نے اسے اپنے ہاسپٹل میں ہاؤس جاب کی آفر دی تھی اور لائبہ کے لیے اس سے بڑی بات شاید کوئ نہیں تھی وہ خوشی خوشی سے گھر آئ تو گنگنا سی رہی تھی۔۔۔ اب اسے شاپنگ کر لینی چاہیے تھی جب وہ ہاسپٹل جاتی تو انھیں پرانے کپڑوں میں تو نہ جاتی تبھی اسنے شاپنگ کا سوچا اور اسنے روشانے کو کال ملائ مگر دوسری طرف روشانے نے کوئ ریسپونس نہیں دیا حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔ اسنے نور کو کال کی نور کا بھی کوئ ریسپونس نہیں آیا اور جب اسنے زریاب کو کال کی اور اسنے بھی کال پک نہ کی تو اب وہ سہی معنوں میں فکر مند ہوئ اور وہ ایکدم اپنی جگہ سے اٹھی معلوم نہیں مرتضی ہاؤس میں خیریت ہے بھی یہ نہیں۔۔۔ وہ جلدی سے اٹھی اور گاڑی میں سوار ہو کر اسنے مرتضی ہاؤس کی راہ لی تھی ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمال صاحب لڑکا قابو میں نہیں ارہا"۔ اسکے خاص ملازم نے کہا تو کمال کے چہرے پر فکر مندی سی ابھری۔۔۔ سر اگر یہ لڑکا یوں ہی ہمارے پیچھے رہا تو ہمارے بہت کچھ معملات کھل کر سامنے اجائیں گے "۔۔ وہ بول رہا تھا جبکہ کمال نے سر ہلایا اور سامنے سے اپنے بیٹے کو آتے ہوئے دیکھا۔۔ سارا کا سارا معملہ اسی کی وجہ سے پھیلا تھا لیکن

کامل کو اپنا بیٹا بہت عزیز تھا لیکن لگتا تھا سالار کو اپنا بیٹا عزیز نہیں تھا ٹھیک ہے ۔۔۔۔ کسی بھی سنسان شاہرہ پر اگر کسی وکیل کی گاڑی کا زبردست ایکسیڈنٹ ہو جائے تو زیادہ فرق نہیں پڑے گا" وہ اسے ماجرہ سمجھا گئے جبکہ اس ملازم نے مسکرا کر سر ہلایا ---------- لائبہ مرتضی ہاؤس پہنچی تو اندر داخل ہوتے ہی سیدھا صارم سے جا کر ٹکرائی اور ایکدم دور ہوئی صارم مسکرا دیا۔۔ "آپ آئے ہمارے گھر۔۔۔ اس گھر کی رونق بڑھ گئ کیسی ہو لائبہ" وہ بولا تو چہرے پر مسکان تھی لائبہ اسکے آگے سے ہٹنے کی منتظر تھی لیکن اس وقت لاونج میں کوئ نہیں تھا جس کا فائدہ وہ اٹھا رہا تھا اور اسکے آگے دیوار بنا کھڑا تھا۔۔ ہم ٹھیک ہیں آپ ٹھیک ہیں" وہ کچھ جھجھکتی ہوئ بولی۔ جی جی میں تو اپکو دیکھ کر ٹھیک نہیں فریش ہو گیا ہوں۔۔ خیر آج آپ عام دنوں سے ڈفرنٹ لگ رہی ہیں" صارم نے بات بڑھائی۔۔ کیا ہم اندر جا سکتے ہیں" وہ کچھ توقف سے بولی۔ آپ جا سکتی ہیں لیکن آپ مجھ سے بلاوجہ مت گھبرایا کریں" صارم نے جو فیل کیا اسی پر بولا۔۔۔ لائبہ کچھ بول نہ سکی۔ آپ ایزی رہے میں صرف دوستانہ ماحول میں آپ سے بات کرتا ہوں لیکن اگر آپ وہ بھی نہیں چاہتی تو اٹس اوکے آئندہ آپکو مخاطب نہیں کروں گا" وہ جس طرح اداسی سے بولا لائبہ کے نرم دل کو کچھ ہوا۔۔۔ صارم اسکے پاس سے ہٹ گیا جبکہ لائبہ اسکی پشت دیکھنے لگی آپ آپ غلط مت سمجھیے ہمیں ہمیں برا نہیں لگتا" وہ اچانک ہی اسکے پیچھے کہنے لگی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کسی کے دل کے دکھنے کی وجہ وہ بنے۔"۔ تبھی اسنے کہا تو صارم کھل کر مسکرایا گریٹ مجھے تم سے یہ ہی امید تھی" صارم اپنے پلین

کے کامیاب ہونے پر مسکرا دیا۔۔۔ چلو تم اندر جاؤ مجھے ذرا کام ہے" وہ نارمل بولا تو لائبہ سر ہلا کر اندر چلی گئ جبکہ پیچھے صارم پر سوچ نظروں سے اسکی پشت دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اندر ائی لاونج خالی تھا سب سے پہلے روشانے کے کمرے کا دروازہ بجایا جو کہ نہیں کھلا۔۔۔ معلوم نہیں کچھ خیریت نہیں لگ رہی تھی اوو لائبہ پرنسیز آپ۔"۔ ایان تھا کافی کا مگ کچن سے لے کر نکلا تھا لائبہ ہلکا سا سرخ پڑ گئ۔ باقی سب کہاں ہیں"۔ جب آپکو اتنا خوبصورت ہینڈسم انسان دیکھ رہا ہے باقی سب کا سوال کرنے کی کیا ضرورت پیش اگئ" وہ افسوس سے بولا چپ ہو جائیں آپ۔"۔ وہ کہہ تک نور کے کمرے کی جانب بڑھی ایان بھی اسکے پیچھے پیچھے ہو لیا وہ لائبہ کے ساتھ ہی نور کے کمرے میں داخل ہوا اور سکون سے بید پر بیٹھ گیا۔ نور نے اسے حیرانگی سے دیکھا تم بھی بہت کافی پیتی ہو میں بھی پیتا ہوں یہ ہم دونوں کے لیے ہے" آپ سے تم پر وہ بڑے سکون سے پہنچا تھا لائبہ اور نور دونوں ہی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی نور نے گھیرہ سانس بھرا تھا اسکی بستیاں دیکھ کر۔ یہ لڑکا تھپڑ کھائے گا تو اسکی یاداشت اجائے گی"نور بولی یہ کیا بات ہوئ ہونے والے رشتہ داروں سے ایسے مخاطب نہ ہوا کریں بس شرمایا کریں" وہ وجہ دیتا بولا لائبہ کو لگا کمرے کا ماحول بہت گرم ہو گیا ہے اسکی ڈھٹائی اور بے حیائ پر شرما کر وہ وہاں سے نکل گئ جبکہ نور بہت اکورڈ ہو چکی تھی لائبہ اسکے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی۔۔۔ اٹھو اور نکلو یہاں سے۔۔ وہ بھڑکی جبکہ ایان مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔ اگر کچھ دیر اندر کھڑی رہتی تو مجھے بھی دیدار میں آسانی ہوتی مگر آپ جیسی لڑکیاں۔۔۔ دوسروں کے رومینس پر شرما جاتی ہیں جب اپنی باری آئے گی تو کیا ہو گا" وہ نفی میں سر ہلاتا بولا آپ چپ ہو

جائیں ہم سے ایسی باتیں نہ کریں" وہ ذرا گھورنے لگی اچھا تو آپ حیدر بھائی سے یہ نہیں گی حیدر بھائی جو چیز ہے نہ توبہ توبہ" وہ جان بوجھ کر بول رہا تھا جبکہ لائبہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ ہاں دیکھا تو اسنے بھی تھا اسے وہ کافی بولڈ تھا اور اس حد تک کے ایان جو باہر کے ملک سے آیا تھا خود وہ توبہ توبہ کر رہا تھا وہ شرمندہ ہو گئ پھر سے۔۔۔۔ وہ اس سے رشتے میں منسلک تھی لیکن دل سے بھی تو منسلک تھی تبھی اسکی برائ ابھی نہیں لگی۔۔۔ لائبہ اسے مکہ مار کر پھر سے روشانے کے کمرے کے باہر اگئیں۔ یہ آپ آتمایوں بن گئیں ہیں کبھی اسکے کمرے میں کبھی اسکے کمرے میں" ایان تو اسکے سر پر سوار تھا ہمیں لگ رہا ہے کچھ ہوا ہے" وہ فکرمندی سے بولی ہمم ہوا تو ہے۔" کیا ہوا ہے"۔ لائبہ نے جلدی سے پوچھا۔۔۔ وہ شانے آچکا گیا زریاب بھی گھر نہیں لوٹا اب تک" وہ بولا تو لائبہ اور پریشان ہو گئ تھی لاونج میں ہی بیٹھ گئ۔ ایان کے ساتھ باتوں میں گزرنے والے پلوں کا انداز نہیں ہوا اصل تو تب اسنے وقت پر دھیان دیا جب کبیر عارض زین اور سالار گھر میں داخل ہوئے تو انکے ساتھ زریاب بھی تھا۔۔۔ لائبہ جلدی سے اٹھ کر سب سے ملی اور سب نے ہی اسے پیار کیا تھا۔۔۔۔ آج تو واقعی گھر میں رونق لگ رہی ہے" کبیر مسکرایا تو نیناں بھی اپنے روم سے اگئ جبکہ رمشہ بھی انکی آوازیں سن کر آئ تو زین کو رمشہ فکرمند سی لگی۔۔۔ خیریت" اسنے سب کے سامنے ہی پوچھ لیا ایک دوسرے سے نہ کبھی کچھ چھپایا تھا اور نہ ضرورت پڑی تھی۔۔۔ روشانے دروازہ نہیں کھول رہی" رمشہ نے کہا تو ان سب کے چہروں پر حیرانگی سی آئ طبعیت تو ٹھیک ہے فیور تو نہیں ہو رہا" زین عجلت میں اسکے کمرے کی جانب بڑھا اور جیسے ہی اسنے دروازہ بجایا

تو اندر سے کلک کی آواز سے دروازہ کھولا وہ ہمیشہ باپ کی پکار پر دروازہ کھول دیتی تھی اسنے کسی کی جانب نہیں دیکھا جبکہ سالار نے آگے بڑھ کر اسکا چہرہ تھام لیا وہ آگ کی طرح تپ رہی تھی زریاب ڈاکٹر کو کال کرو بخار میں تپ رہی ہے بچی اور کسی کو پتہ ہی نہیں صبح سے" سالار ذرا غصے سے بولا لائبہ نے آگے بڑھ کر اسکی نبض چیک کی بخار کافی زیادہ تیز ہے روشانے کو فوراً ٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے" لائبہ بھی پریشانی سے بولی۔۔ اور سب اسکے یوں اچانک بخار چڑھنے پر چار نچار زریاب کو دیکھ کر رہ جاتے جب بھی وہ سٹریس لیتی تھی سخت بیمار پڑ جاتی تھی۔۔۔ بخار تیز تھا کہ اسے فورا ہاسپیٹل لے جانا پڑا تھا۔ لائبہ ساتھ گئ تھی باقی سب اسکے لیے متفکر تھے "

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے معلوم نہیں کیا ہو گیا ہے جب جب سٹریس لیتی ہے ایسی ہی ہو جاتی ہے اب پتہ نہیں کس بات کو دل سے لگائے بیٹھ گئ ہے" رمشہ کی آنکھیں بھیگ گئیں آیت نے اسکا شانہ دبایا جیسے اسے تسلی دے رہی ہو۔۔۔ نیناں اور زیمل بھی وہیں کھڑی تھی ۔ہوئ ہے ابھی میری سالار سے بات ابھی روشانے کو ایڈمیٹ کر لیا ہے انھوں نے"۔ رمشہ دل پر ہاتھ رکھے رونے لگی تم پریشان نہ ہو وہاں سب ہیں وہ سنبھال لیں گے۔ نہیں زیمل مجھے بھی جانا ہے" وہ بے چینی سے بولی۔ اچھا ٹھیک ہے شیری کہاں ہے"۔ نیناں نے منہا کو اشارہ کیا۔۔۔ شیری جو کمرے میں ہی ارہا تھا۔ اسکی جانب دیکھا۔ تم چچی کو ہاسپیٹل لے جاؤ" وہ بولی تو اسنے سر ہلایا ۔اور رمشہ بھی شیری کے ساتھ ہاسپیٹل چلی گئ تھی۔ سب پریشان تھے اور روشانے کی پریشانی میں ہی رات تمام ہو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لائبہ تم گھر چل لو ریسٹ کر لو گی تھوڑی دیر"

لائبہ جس ہاسپیٹل میں ہاؤس جاب کر رہی تھی وہیں لائی تھی اسے۔۔ اسے کام کرتے اور تھکا ہوا دیکھ زریاب نے کہا۔ تو وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ یہ ہمیں پسند ہے اور اپنی پسند نہیں تھکاتی ہے آپ تھک گئے ہیں تو گھر جا کر ریسٹ کر لیں" ایک بچے نے انکے ہاتھ میں اکر چائے کے کپ دیے تو انھوں نے وہ کپ تھام لیے اور دوسرا لائبہ کو دیا زریاب خاموش ہی رہا۔۔۔ ایک بات پوچھیں آپ سے" اسنے کہا تو زریاب کو اندازا تھا وہ کیا پوچھنے لگی ہے آپ کی اور روشانے کی کوئی بات چیت ہوئی ہے" وہ بولی تو زریاب کو کل کا دن یاد اگیا۔ وہ خاموش ہی رہا کچھ خاص نہیں" نظر چراتا جھوٹ بول گیا۔ اچھا" لائبہ کو یقین تو نہیں آیا لیکن محسوس ہو گیا وہ ذکر نہیں کرنا چاہتا تبھی خاموش ہو گئ۔ اور دونوں چائے پی کر اندر آئے تو زریاب کو باپ کی فکر ہوئی آپ گھر جائیں بابا میں ہوں یہاں پر بلکہ آپ لوگ تھوڑی دیر تک اجایئے گا" وہ سب کی جانب دیکھتی بولی جبکہ سب نے ہی سر نفی میں ہلا دیا اس کے ساتھ ساتھ سب کا بیمار ہونے کا تو ارادہ نہیں" کبیر کھڑے ہوتے ہوئے بولا چلو اٹھو سارے تھوڑی دیر تک اجاتے ہیں زین رمشہ کو لے کر جاؤ" نہیں بھائی میری بچی اب تک ہوش میں نہیں آئی" وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ وہ ٹھیک ہے سو رہی ہے تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ویسے بھی وہ بیمار ایسے ہی ہوتی ہے شرارتی بلی" کبیر مسکرایا تو سب کو ہی محسوس ہوا کہ روشانے واقعی اتنا سنجیدہ ہی بیمار ہوتی تھی۔۔۔ زریاب کبیر اور لائبہ کے فورس کرنے پر زبردستی ان سب کو گھر بھیجا گیا تھا۔ پیچھے زریاب اسی روم میں آگیا جہاں روشانے تھی اور صوفے پر لیٹ گیا۔ لائبہ نے مسکرا کر اسکی جانب دیکھا چلیں آپ بھی ریسٹ کریں میں ذرا ایک پیشنٹ کو دیکھ لوں" وہ کہہ کر

باہر نکل گئ لائبہ کا پیشن بہت پسند تھا زریاب کو وہ ہو بہو ویسی ہی تھی جیسے وہ ایک لڑکی کو پسند کرتا تھا لیکن ہمیشہ لائبہ کو اپنی بھابھی کی صورت ہی دیکھا تھا۔ اسکے الفاظ روشانے کو اتنا پریشان کریں گے اسے اندازا نہیں تھا ایک نان سیریس سی وہ لڑکی سب باتیں خومخواہ سیریس لے گئ تھی وہ سر جھٹک گیا۔۔ جبکہ اسنے یہ نہیں سوچا کہ جب وہ سیریس ہو سکتا تھا ایک معمولی سی شرارت پر تو کیا مقابل سنجیدہ نہیں ہو سکتا تھا جبکہ وہ اسے طلاق کا بھی کہہ چکا تھا اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی تھی۔۔ وہ آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا جبکہ کل یونیورسٹی والا سارا منظر آنکھوں میں گھومنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صاحب آپ آج اچھے لگ رہے ہیں"۔ امین نے کہا تو حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا بے دریغ پرفیوم چھڑک کر وہ ہنستا ہوا پلٹا۔ ویسے تو لڑکیاں تعریف کرتی تھیں تم پہلے مرد ہو جو میری تعریف کر رہے ہو" اسنے اپنا کوٹ پہنا دیکھ آمین کیطرف ہی رہا تھا آمین شرما گیا جبکہ حیدر نے جاندار قہقہہ لگایا اور اسکا شانہ تھپتھپا کر وہ باہر نکل گیا۔ علیشبہ کو گھر سے پک کرنا تھا تبھی وہ تیز ڈرائیو کرتا علیشبہ کے گھر تک پہنچ گیا۔ اسکے گھر کے باہر گاڑی کے ہارن پر ہزتھ رکھ کر جیسے بھول ہی گیا۔ فون پر جبکہ ببیلز دی تو وہ مکمل تیار شیار باہر اگئ حیدر اسے گاڑی کی کھڑکی سے جھک کر دیکھنے لگا اور جیسے ہی وہ قریب آئ اسنے لبوں کو لبوں میں دبا کر سیٹی سی بجائ جس سے علیشبہ کے قدم تو زمین پر نہیں ٹکے تھے حیدر نے اسے ونک دی تھی علیشبہ اترا کر اسکی گاڑی کے پاس اگئ۔ آج ارادے کیوں خطرناک ہیں تمھارے وہ اپنے گولڈن بال جھٹکتی بولی۔ حیدر مسکراتا رہا جن نظروں سے وہ اسے دیکھ رہا تھا غیرت مند لڑکی کے لیے وہ

نظریں سہی معنوں میں حوس سے بھرپور ہوتی تھیں۔۔۔ بیٹھو" حیدر نے پہلی بار اسکے لیے دروازہ آگے ہو کر کھولا تو علیشبہ کو اپنی سلیو لیس میکسی کا انتخاب پرفلکٹ لگا جو حیدر اسے ایک لمٹ سے کبھی آگے آنے نہیں دیتا تھا آج اسکی آنکھیں بتا رہی تھی اسپر علیشبہ کا نشہ چڑھ رہا تھا۔۔ وہ مسکرا کر بیٹھی تو حیدر اور علیشبہ اپنے ایک گھیرے دوست کی برتھڈے پارٹی پر جا رہے تھے دونوں اس راستے پر گامزن ہو گئے۔ راستے میں حیدر نے اسے پھول لے کر دیے علیشبہ کے لیے یہ حیران کن تھا۔ کیونکہ آج سے پہلے ایسا نہیں ہوا تھا۔ اور جلد ہی وہ بیرسٹر حیدر کی شاندار نیو ماڈل فارچنز میں ونیو پر پہنچے اور وہاں ایک طوفان بد تمیزی کہا جا سکتا تھا مچا ہوا تھا وہ دونوں بھی اندر بڑھ گئے لیکن حیدر نے پہلی بار علیشبہ کی کمر میں بازو حائل کیے تھے۔ علیشبہ کا جوش دیکھنے لائق تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشا نے ہوش میں اگئ تھی اٹھتے ہی سیدھی نگاہ زریاب پر گئ اسنے فورا آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد لائبہ آئ تو اسنے لائبہ کی طرف دیکھا۔ آپ جاگ گئیں" لائبہ پیار سے اسکے بال سنوارنے لگی۔۔ ایک بات کہوں آپی آپ سے "روشا نے ڈریپس سے عاجز آتی اسے دیکھتی ہوئ بولی۔ جی جی کہیں"۔ وہ بولی تب تک زریاب بھی آ چکا تھا۔ مجھے آپ کے گھر میں تھوڑی سی جگہ مل سکتی ہے" وہ بولی تو لائبہ سمیت زریاب بھی حیران ہی رہ گیا۔ کیوں نہیں آپکا اپنا گھر ہے" لائبہ نے جلدی سے سمبھل کر کہا اب اسے یقین تھا کہ سب کے پیچھے زریاب ہی تھا زریاب دانت بھینچے کھڑا تھا اب زیادہ مت سوچو میں اپ کے لیے کچھ لائیٹ سا فوڈ ارینج کرتی ہوں "۔ لائبہ اسکا گال تھپتھپا کر بولی جبکہ لائبہ کے نکلتے ہی زریاب نے روشا نے کا چہرہ دیکھا مگر روشا نے

نے آنکھیں بند کر لی وہ ایکدم اسکی جانب جھکا اور ارد گرد دونوں ہاتھ رکھتا شدید برہم لگ رہا تھا روشانے نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں عین اسکی غصیلی گھیرے سیاہ رنگ کی آنکھوں میں آنکھیں جا کر ٹھریں۔ اسے اپنے اوپر یوں تکتا ہوا دیکھ کر وہ بے چین سی ہوئ۔ ڈرامے بند کرو روشانے یہ کیا فضول حرکتیں کر رہی ہو" وہ سختی سے بولا۔ز۔۔۔زریاب۔۔م۔۔۔مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے" بھیگا لہجہ اور بے بس وجود وہ بس اتنا ہی بولی زریاب کو اور غصہ چڑھا تھا یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی ڈرامے کر رہی تھی۔ سب وک اپنی جانب متوجہ کر کے خود کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے اچانک اسنے اسکا چہرہ جھٹک دیا۔ گھر والوں کی اٹینشن لینے کے لیے یہ سب کر رہی ہو تا کہ سب گھر والے مجھ پر شک کریں اور تم ساویتری بن جاؤ۔ اپنے ڈرامے بند کرو اور سیدھی شرافت سے گھر چلو" وہ اسے دھمکانے لگا اسکا انداز تو ہمیشہ سے یوں ہی تھا پھر آج جو وہ حرکتیں کر رہی تھی وہ ڈرامہ ہی تھا زریاب کے نزدیک۔۔۔زریاب کا انداز روشانے کے لیے بلکل نیا نہیں تاج اور اب جو روشانے نے ڈرامہ رچایا تھا زریاب کے نزدیک اسکی کوئ ویلیو نہیں تھی۔ روشانے کو حالانکہ بخار تیز تھا وہ تپ رہی تھی۔۔ اور یہ بات زریاب کو اسے چھوتے ہی محسوس بھی ہو گئ تھی لیکن پھر بھی زریاب نے اسکا چہرہ جھٹک دیا۔ روشانے کو یقین ہو گیا کہ وہ بھی حیدر جیسا ہے۔ اسکے آنسو گالوں پر لڑھک آئے۔ لائبہ بھی اچکی تھی۔ روشنے کو روتے اور زریاب کو پیچھے ہوتا ہل دیکھ وہ وہیں جم گئ ۔ زریاب تو وہاں سے نکل گیا جبکہ لائبہ نے ناشتے کی ٹرے ایکطرف رکھی اور روشانے کے پاس آئ تو وہ بخار سے تپتا وجود اس میں چھپا کر بری طرح رو دی لیکن بولی کچھ نہیں اور دوسری طرف

لائبہ اسکے ساتھ ساتھ رونے لگی تھی۔ یہ تو بچپن کی عادت تھی اسکی کوئی بھی روتا وہ اسکے ساتھ رونے لگ جاتی تھی بھلے وہ بلا وجہ ہی ہو۔۔ دوسروں کو حوصلہ وہ تب دیتی جب اس میں خود کوئی حوصلہ ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھر لوٹ آئی کسی نے اسے جانے بھی نہیں دینا تھا وہ اپنے کمرے میں تھی بخار اب بہتر تھا سب اسکا بہت خیال رکھ رہے تھے۔ اور اگلے دو تین دن جب سب نے اسکی بہت کئیر کی تو وہ اسے صحت یاب ہو گئی۔۔ سوائے زریاب کے سب کے ساتھ اسکا رویہ ویسا ہی تھا جیسا ہوتا تھا ایان نے تو اسے خوب تنگ کیا ہوا تھا۔ کہ وہ بیمار ہے تو اسکی توبہ کرا رکھی تھی اس لڑکے نے مزے مزے کی چیزیں لے کر آتا اور عین اسکے سامے چیئر ڈال کر بیٹھ کر کھاتا اور ڈھیٹ اتنا تھا کہ سب بھی کھڑے ہوتے وہ پوچھتا صرف نور سے تھا۔۔۔ سب اب تک اسکی شرارت سمجھ رہے تھے جبکہ نور بھی اسے شرارت ہی سمجھ رہی تھی لیکن عارض کو بلکل پسند نہیں آیا تھا فلحال وہ عمل کی وجہ سے کچھ نہیں بولا۔ روشانے ایان کو خوب سناتی جبکہ صارم۔۔۔ صارم بھی روشانے کے فیور میں ہی رہتا جو زریاب کو تو ہضم کبھی نہیں ہوتا تھا۔ وہ ایک دو بار ہی سب کے ساتھ اسکی طبعیت پوچھنے آیا تھا اور اسکے بعد تو دو دن سے اسکے کمرے میں جھانکا بھی نہیں۔۔۔ سالار نے زیمل کی الگ دوڑیں لگائی ہوئی تھیں۔ یہ اسکی بہو بیمار ہے اسے اچھا اچھا کھانا کھلایا جائے مگر روشانے تھک چکی تھی ان ابلی ہوئی چیزوں کو کھا کھا کر اب تو دل ایان کی چیزوں میں اٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ کچھ دن اور ہاسپٹل رہتی ذرا شغل میلہ لگتا تم تو دوسرے دن ہی گھر میں اگئی۔ کیوں نور میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ" وہ فورا نور

کی جانب بڑھا جو کہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ یہ تمھارے ہر بات نور سے شروع ہو کر نور پر ختم ہوتی ہے تم نہ انسان بن جاؤ" منہا نے اسکے کان کھینچے نور البتہ اکورڈ فیل کرنے لگی کم از کم بھی وہ اس سے ساتھ آٹھ سال چھوڑا تھا اور اسکی یہ بکواس اسے غصہ دلانے لگی تھی اور عارض کے چہرے پر بھی ناپسندیدگی دیکھ چکی تھی۔۔۔ اسنے اب تک شادی نہیں کی تھی کیوں کیونکہ وہ چاہتی تھی جس شخص کو لے کر اسکا باپ خوش ہو وہ اسی سے شادی کرے۔ لیکن ایان کے لیے کوئی پسندیدگی نہیں تھی اسکے چہرے پر تبھی اسے بھی ایان کی اس بکواس پر کوفت ہونے لگی وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ ایان کا ہاتھ ایکدم رکا۔۔۔ مائنڈ کر لیا ہے انھوں نے آپکی حرکات کو مسٹر ایان" لائبہ بولی جبکہ ایان متفکر سا تھا وہ اٹھ کر اسکی پیچھے آیا نور اپنے کمرے کیطرف جا رہی تھی نور" اسنے پکارہ تو وہ رک گئی مڑ کر اسکی صورت تکنے لگی وہ ہینڈسم تھا۔۔۔ بلکل باہر سے آیا ایک ہینڈسم لڑکا۔۔۔ جیسے ڈریسنگ سینس تھی جو ہر وقت بلیک مہنگے مہنگے فرینڈز کی جیکٹس پہنتا تھا۔۔۔ ہر وقت ایک خوبصورت مسکراہٹ سے چہرہ اور بھی دلکش لگتا تھا چہرے پر خوبصورت سی بریڈز تھی جو لڑکے آج کل بنواتے ہیں وہ پرفیکٹ تھا لیکن اسکے لیے بلکل نہیں تھا اور نہ ہی اسے اس نوجوان میں کوئی دلچسپی تھی اور سب سے اہم تو اسکے باپ نے جب پسند نہیں کیا تو وہ کیسے کر سکتی تھی اور کیا وہ اپنی عمر سے اتنے سال چھوٹے لڑکے سے شادی کرے۔۔۔ کتنی بری لگے گی وہ کوفت سے ایان کو دیکھنے لگی جبکہ۔۔ یہ جانے بنا کہ محبت عمروں کا حساب کتاب کب رکھتی ہے۔ آپ ناراض ہو گئی" وہ مسکرایا۔ تو کیا نہیں ہونا چاہیے" نور سنجیدگی سے بولی اوکے ٹھیک ہے ایم سوری۔۔۔ بٹ بلیو می

۔۔۔ میں " تم مجھے پسند کرتے ہو رائیٹ " وہ ترچھی نظروں سے دیکھنے لگی ایان ایک پل کے لیے چونکا۔۔۔ ہاں وہ "میں نہیں کرتی " اسنے اسی ورد انداز میں کہا۔ ایان کو برا نہیں لگا مسکرا دیا۔ مجھے اسی جواب کی امید تھی لیکن میں ہار تھوڑی ماننے والا نہیں ہوں میں طے کر چکا ہوں تمھیں میرا ہی ہونا ہے مائنیڈ اٹ " شیٹ آپ " نور بھڑک اٹھی وہ تکلف کی دیوار گرا رہا تھا میں تم سے بہت بڑی ہوں اور نہ ہی میری دلچسپی تم میں ہے اور نہ ہی بابا کو یہ بات پسند ا رہی ہے کہ تم بھری محفل میں اپنی پسندیدگی کا اظہار کرتے پھرے ایان آئندہ میں یہ سب نہ دیکھو پلیز " وہ اسے جھڑک کر چلی گئ ایان کا منہ کھلا رہ گیا پھر اسنے اپنے آپ وہ سنبھالا۔۔۔ یہ تو ڈے فرسٹ تھا " وہ بالوں میں ہاتھ پھیر تا سوچنے لگا عشق کے امتحان میری جاں اور بھی ہیں " عادت کے مطابق وہ مسکرا کر کہتا وہاں سے چلا گیا ۔ کیونکہ وہ اس معملے کو بہت ہلکا لے رہا تھا ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پارٹی سے رات واپسی پر وہ اپنے مکمل ہوش حواس میں ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ علیشبہ نے ڈرنک ہی تھی تبھی وہ بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی شروع سے ہی اسے شراب میں دلچسپی نہیں تھی۔ شراب انسان کے حواس گم کر دیتی ہے اور اسکے راز افشاں کرا دیتی ہے اور کیا فائدہ وہ ایسی چیز کا اپنے آپ کو عادی بنا لے جو اسے کہیں کا نہ چھوڑے تبھی اپنے تمام دوستوں میں وہ اس چیز سے بہت دور رہا تھا اور اس وقت بھی علیشبہ کی بہکی بہکی باتوں میں جن میں صرف یہ تھا کہ وہ حیدر سے بے پناہ عشق کرتی ہے وہ سیگریٹ منہ میں دبائے بیٹھا سکون سے ڈرائیو کر رہا تھا رات گھیرہ تھی تبھی گاڑی بہت تیز چل رہی تھی اور تیز ڈرائیو کرتے وہ سکون سے

سیگریٹ یہ رات اپنی پسند کی گاڑی اور ٹھنڈی فضا کو انجوائے کر رہا تھا کہ اچانک علیشبہ نے اسکا بازو پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔ تم چاہتے ک۔۔ کیا ہو ایروگینٹ ٹوکسک حیدر۔ م۔۔مجھے کیوں نہیں پسند کر لیتے میں۔۔۔ میں پرفیکٹ ہوں "علیشبہ نے کہا۔۔۔ حیدر نے مسکراہٹ روکی۔ وہ پرفیکٹ تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا پرفیکٹ تو شاید لائبہ بھی تھی اور یقیناً اسے یقین تھا کہ وہ علیشبہ سے زیادہ پرفیکٹ ہو گی لیکن اس لڑکی کا کیا جو اسکے خوابوں میں تھی۔۔۔ اس لڑکی کا کیا جو اسکی جانب ہاتھ بڑھاتی تھی اور جب وہ اسکا ہاتھ پکڑنے لگا اسکا خواب ٹوٹ جاتا اور آج کی بات نہیں تھی ایک عرصے سے وہ حسین لڑکی اسکے خواب میں آتی تھی اور روتی تھی اسکو پکارتی تھی اسے صرف وہ لڑکی چاہیے تھی اپنی زندگی میں نہ کوئی لائبہ نہ کوئی علیشبہ اور نہ ہی ایکس وائے زیڈ۔۔۔ اور عشق تھا اپنے خواب سے روز رات وہ سونے سے پہلے اسکی آمد کی امید لگائے جب سوتا تو وہ چھپ کر سے اسکے خصبا میں اتر آتی ۔۔۔ وہ اسے چپ کرانا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ روتی ہوئی کتنی خوبصورت لگتی ہے مگر کبھی ایسا ہوا ہی نہیں وہ روتی تھی اور وہ اسکے حسن میں محو رہتا تھا اور جب وہ اپنی سرخ حسین نظروں سے اسکی جانب امید سے ہاتھ بڑھاتی تو وہ تھامنے سے پہلے ہی جاگ جاتا ۔۔۔ وہ سیگریٹ کا دھواں فضا کے سپرد کرتا کافی انجوائے کر رہا تھا اس خواب والی لڑکی کو سوچ کر ۔۔۔ علیشبہ نے بے ساختہ اسکا گریبان جکڑا اور گریبان جکڑنے کی دیر تھی سٹیرنگ ہاتھ سے پھسلا اور گاڑی وہ اس سے پہلے سنبھال لیتا علیشبہ کو جھٹک کر۔۔۔ کہ سامنے سے ڈالہ ارہا تھا اسنے گاڑی کو ڈالے کے رخ سے ہٹا لیا لیکن ڈالا اسی سمت ہو گیا جہاں حیدر نے گاڑی کو روکا حیدر نے علیشبہ کو

مکمل جھٹکا اپنی اور علیشبہ کی جان اسے عزیز تھی اسنے گاڑی کو پھر سے روڈ کے دوسری سمت کیا۔۔۔ وہ تب تک مکمل ہوش میں تھا لیکن ڈالا اسی سمت ہوتا عین اسکے سامنے آیا اور گاڑی کو کچل سا گیا۔۔۔ حیدر کو آخری بات یہ یاد تھی کہ دروازے سے باہر چھلانگ لگاتے اسنے علیشبہ کو بھی اپنی سمت کھینچ لیا تھا۔ انھیں شدید چوٹیں آئی تھی حیدر کا سر پتھر پر لگنے کے سبب خون ابل ابل بہنے لگا اور ہاتھ پاؤں پر بھی گہری چوٹیں تھیں جبکہ علیشبہ کو چوٹیں کم آئیں تھیں بے اوسان سی ہوتی گاڑی کا چور دیکھ وہ گھبرا کر کانپتے ہاتھوں سے حیدر کی جانب بڑھی حیدر حیدر" اسنے اسکے خون نکلتے سر کو تھام لیا اور اسکا موبائل تلاش کرنے لگی موبائل ملتے ہی اسنے پہلے کال اوپر ہی سالار مرتضی کے نام پر کر دی۔۔۔ باپ کا نام بھی نام سے سیو کیا ہوا تھا اسنے۔۔۔۔ سالار کے سر پر بم کیطرح یہ خبر پھٹی تھی وہ جو لیپ ٹاپ لیے لیٹا زیمل سے کسی موضوع پر بحث کر رہا تھا ایکدم سب کچھ پھینک کر وہ باہر بھاگا تھا کون ہو تم کہاں سے بات کر رہی ہو ارد گرد نزدیک کی کوئی مشہور جگہ کا بتاؤ" وہ چیخ رہا تھا جبکہ زیمل دل پر ہاتھ رکھے اسکے پیچھے دوڑی تھی۔۔۔ کیا ہوا ہے سالار روکیں مگر سالار کے قدم رک نہیں رہے تھے وہ باہر کی جانب بھاگ رہا تھا زریاب زریاب" زیمل نے پلٹ کر زریاب کے کمرے کا دروازہ بجایا وہ آدھی رات کو اس پکار پر ہریشانی سے باہر نکلا اور سالار کی چیخ و پکار تو ویسے بھی سنائی دے رہی تھی ہائی وے پر ٹھیک ہے اسکے پاس رہو اسکے سر پر کوئی چیز باندھ دو ہیلو فون بند مت کرو۔۔۔ حیدر" وہ دھاڑا مگر کال ڈیس کنیکٹ ہو چکی تھی کیا ہوا ہے بابا" زریاب لمحوں میں اس کا پہنچا تھا۔ "حیدر کا ہائی وے پر ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے گاڑی نکالو فورا" سالار

نے کہا اور دونوں باپ بیٹے باہر بھاگے تھے چیخ و پکار کو سنتے سب ہی نکل آئے تھے اور کبیر عارض اور زین بھی اندھا دھند بھاگے جبکہ زیمل دل پر ہاتھ رکھتے بیٹھتی چلی گئ ایان اور صارم الگ گاڑی میں نکلے تھے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں کو وہ کھولنا چاہ رہی تھی کہ اچانک ایمرجنسی کی کال پر اسکی نیند بھک سے اڑی ۔۔۔ صبح پیپر دیا تھا اور شام کو ڈیوٹی۔۔۔ وہ کافی تھکی ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اٹھی تو سٹریچر پر دو وجود وارڈ بوائے کھینچ کر لا رہا تھا۔ ایکدم ہنگامہ سا مچ گیا تھا۔۔۔ لائبہ کو اس ہنگامے سے ڈر لگتا تھا۔ مس لائبہ " اسکے سئنیر ڈاکٹر نے پیچھے سے بھڑک کر کہا تو وہ آگے بڑھی یہ اسی کا کام تھا پیشنٹ کو ارلی ٹریٹمنٹ دینا وہ سٹریچر کے نزدیک آئ۔ اور جس بھرپور شخص پر نگاہ گئ وہ دھڑام سے گیری تھی۔ یہ بے ساختہ تھا خون سے لت پت تھا اسکا چہرہ اور وہ لاکھوں کیا کروڑو میں بھی پہچان لیتی سئنیر ڈاکٹر کو اس وقت لائبہ پر سخت غصہ چڑھا جبکہ وہ سٹریچر آگے کھینچ کر لے گیا۔۔۔ لائبہ کا وجود پتے کیطرح کانپنے لگا۔۔۔ ڈاکٹر عامر سخت غصہ ہیں ہوش میں آؤ اور اٹھو کیا ہوا ہے تمھیں "۔ اسکی ایک کولیگ بولی وہ اٹھی اور اس سٹریچر کے پیچھے دوڑی جس پر حیدر تھا اسنے نہیں دیکھا دوسرے سٹریچر پر کون تھا س۔۔ سر " شیٹ آپ لائبہ باہر رہیں آپ اور جو لایا ہے اس سے پتہ کریں کہ کون لایا ہے ۔۔۔ ایکسیڈنٹ کیس ہے تو فورا پولیس کو کال کریں "۔ سر ہم ہم اندر اسکتے ہیں "۔ لائبہ کانپتے لہجے میں بولی جبکہ ڈاکٹر کامران بل کھا کر مڑے ڈاکٹر لائبہ "۔ وہ بھڑکے سر ہماری فیملی ہے " بہتے آنسوں سے وہ بولی ڈاکٹر کامران ایک پل کے لیے رکے اس خوبرو نوجوان کی جانب دیکھا جو مدہوش پڑا تھا۔۔۔

نہیں آپ باہر رہیں"۔وہ کہہ کر اندر بڑھے مگر زندگی میں پہلی بار ضد کر کے اندر داخل ہو گئ تھی اسکے سر پر چوٹیں ائیں تھیں جس کی وجہ سے خون بہت بہہ گیا تھا لائبہ نے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی مگر حیدر کو جس طرح ٹریٹ کیا جا رہا تھا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ تو اسکی اتنی سی تکلیف پر ایک ہنگامہ مچا دیتی تھی تو رو کر اور اب اسے اس حالت میں دیکھ کر دم گھٹ رہا تھا۔۔۔ آپ ڈاکٹر ہیں مس لائبہ اور ڈاکٹر کا کام بھلے سامنے پیشنٹ اسکی محبت بھی پڑی ہے ہر صورت میں اپنی نروز پر قابو رکھنا ہے"۔ڈاکٹر کامران مڑ کر اسکی جانب اگئے تھے انھوں نے حیدر کی ٹریٹمنٹ چھوڑی اور لائبہ کو اپنے ساتھ آنے کا کہا لائبہ نے اپنے آنسو صاف کیے اور وہ ڈاکٹر کامران کے ساتھ کھڑی ہو گئ وہ سٹیچیز لگا رہے تھے اسکے سر پر۔۔۔ بلڈ کی کمی ہے۔۔ اوو نیگیٹیو کا اریینج کریں"۔وہ دوسرے ڈاکٹر کی جانب دیکھ کر بولے۔ہ۔۔۔ ہم۔۔ ہمارا ہے او نیگیٹیو" وہ بولی ڈاکٹر کامران نے سر ہلایا جائیں بلڈ دیں" وہ بولے تو لائبہ تیزی سے اس ڈاکٹر کے پیچھے چلی گئ اور دھڑا دھڑ اسکے وجود سے حیدر کے لیے خون کھینچا جا رہا تھا وہ آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی اسکو جوس پلایا گیا تو وہ کچھ نارمل فیل کرنے لگی ڈاکٹر نے اسے منع کیا تھا کہ وہ کچھ دیر ریسٹ کرے لیکن اسے چین نہیں تھی اسے چین ابھی کیسے جاتا۔۔۔ وہ دوبارہ وہاں اچکی تھی۔ سرجری تقریبا کمپلیٹ تھی اسے اور بھی چوٹیں لگیں تھیں لیکن۔۔ سر پر لگنے والی چوٹ کی وجہ سے چوبیس گھنٹے انڈر اوبزرویشن میں رکھا گیا تھا لائبہ ڈاکٹر کامران کے ساتھ باہر نکلی تو سامنے سے زریاب سالار اور باقی سب تقریبا دوڑتے ہوئے اندر آئے تھے لائبہ کیا ہوا ہے حیدر کو کہاں ہے حیدر" زریاب نے

اسے جھنجھوڑ دیا اور لائبہ کا بے ساختہ رونا ایکدم سب کے قدموں سے زمین کھینچ گیا تھا لائبہ کی جانب دیکھتے ڈاکٹر کامران نے نفی میں سر ہلایا۔ زریاب ڈاکٹر کی جانب دیکھنے لگا۔ سر پر چوٹ کافی گھیری ہے چوبیس گھنٹے ہیں انڈر اوبزرویشن کے۔۔۔ آپ لوگ دعا کریں"۔ وہ کہہ کر آگے نکل گئے جبکہ سب نے ایک سانس بھرا تھا کیونکہ لائبہ کے رونے نے تو سب ہی پریشان ہو گئے تھے۔

---------- ڈاکٹر لائبہ آپ ڈاکٹر بن رہی ہیں اور میرے نزدیک آپکی پرسنٹیج سیفر ہے" ڈاکٹر کامران نے اسے جھاڑ دیا جبکہ وہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔۔ ایک ڈاکٹر کا فرض بنتا ہے وہ اپنے نروز پر قابو رکھتے صرف لکھنے کی۔۔ حد تک آپ سب سے بیسٹ تھیوری لکھ کر ٹاپ پر رہنے کو اگر سمجھتی ہیں کہ آپ ڈاکٹر بن جائیں گی تو ایسا کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ آپ کو پریکٹیکل بھی بیسٹ بننا پڑتا ہے بہت کچھ چیئر کرنا پڑتا ہے اور میں نیکسٹ ٹائم یہ سب ئیر نہیں کروں گا اگر آپ اپنی ہاؤس جاب کنٹینیو نہیں رکھنا چاہتی تو آپ یہ ہی بیہور رکھیں ورنہ یہ میری طرف سے لاسٹ وارنگ ہے۔۔ وہ دوٹوک بولے تو لائبہ سر ہلا گئ۔ انھوں نے اسے جانے کا کہا اور وہ باہر آ گئ۔ وہ آج تھک گئ تھی حالانکہ وہ خود کو بہت قابو میں رکھنے کی کوشش کر رہی تھی لیکن بے ساختہ اسے اس طرح خون میں لت پت دیکھ کر وہ بے قابو ہو گئ اندر سے جیسے کچھ ٹوٹ سا گیا اور ایسا محسوس ہوا جیسے وہ جکڑی گئ ہو ایک عجیب حصار میں تبھی وہ بے قابو سی ہو گئ تھی وہ باہر نہیں گئ ڈاکٹر کامران کی ویٹینگ میں ہی بیٹھ گئ۔ اپنے آنسو رگڑ کر صاف کیے وہ ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔ وہ ایک ڈاکٹر بن رہی تھی اور اسکا یہ انداز بلکل مناسب نہیں

تھا وہ اپنے دل اور جزبات کو قابو میں رکھنے کا خود سے ہی عہد کرتی کھڑی ہو گئ دوسرا اور سب سے اہم وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ حیدر کے سامنے جائے لیکن ڈاکٹر کامران کو کیا کہتی۔۔۔۔ وہ اٹھ کر باہر اگئ کھلے بالوں کا جوڑا بنا لیا اسنے چائے کا کپ لیا اور سامنے دیکھا سالار دروازے میں کھڑا اندر دیکھ رہا تھا اس سے چائے کا ایک گھونٹ بھی نہیں اترا۔۔ وہ باپ تھا اسکا تبھی اسکے لیے بے چین ہو رہا تھا وہ اسکے پاس آ گئ سالار کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ جبکہ سالار کے چہرے پر گھیری سوچ کی لکیریں تھیں وہ ٹھیک ہو جائیں گے" اسنے اسے تسلی دی سالار نے سر ہلا دیا اور بینچ پر بیٹھ گیا لائبہ کو وہ کافی پر سوچ لگ رہا تھا تبھی وہ اسے تنہا چھوڑ کر دوبارہ وہی اگئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد حیدر کو روم میں شفٹ کر دیا گیا جبکہ اب وہ خطرے سے باہر تھا۔ لائبہ ابھی کہہ کر گئ تھی اسے کچھ ہی دیر میں ہوش اجائے گا تبھی وہ اسکے ارد گرد رہنا نہیں چاہتی تھی۔ زیمل بھی اچکی تھی اور اسکی کیفیت ایسی ہی تھی جیسی وریشہ کی اسکے لیے ہوتی تھی وہ مدھم سی مسکرا دی اور باہر نکل گئ۔۔۔ کچھ دیر بعد اپنی ڈیوٹی کر کے اسے خبر ملی حیدر کو ہوش آ گیا ہے اسنے شکر ادا کیا تھا۔ اور وہاں سے وہ اپنا آخری اور فائنل پیپر دینے کے لے نکل گئ یہ بہت ضروری تھا تیاری تو کچھ کی نہیں تھی اسنے لیکن پیپر مس نہیں کر سکتی تھی تبھی وہ کالج کی جانب چلی گئ۔۔۔ تقریبا تین ساڑھے تین گھنٹے بعد وہ ہر چیز سے فارغ ہوئ تو اسکی دوست نے اسکے ہاتھ میں سینڈوچ دیا۔ یہ عرشیہ تھی وہ بھی ڈاکٹر بن رہی تھی اور عرشیہ بلکل روشانے جیسی تھی تبھی وہ نہ کسی کو بور ہونے دیتی تھی اور نہ ہی دوسرے کو اسکی سنگت میں بولنے کی ضرورت پڑتی۔ عرشیہ نے ہنستے

ہوئے اسکی جانب دیکھا تمھیں پتہ ہے وہ جو ہیرو آیا ہے اسکی گرلفرینڈ بہت خوبصورت ہے"۔۔وہ اچانک بولی تو لائبہ سے سینڈوچ اترنا مشکل ہو گیا۔ تمھیں کس نے بتایا کہ انکی گرلفرینڈ ہے" سینڈوچ پلیٹ میں رکھتے وہ کیفے میں ادھر ادھر دیکھتی بولی یہ ہاسپیٹل کا کیفے ہی تھا۔۔لو پورے ہسپتال کو خود بتایا ہے اسنے۔۔۔ الٹا وہ اسکے کمرے میں بھی پہنچ گئ ہو گئ اب تک کافی بے چین تھی پھر نیلم نے پوچھا تو کہنے لگی وہ اسکی گرلفرینڈز ہے تو میں نے سوچا بھئ موجیں ہیں ان لوگوں کاش ہم پر بھی کوئ مر مٹے" وہ آہ بھرتی بولی۔۔۔لائبہ نے اسکی جانب دیکھا اور کافی کا گھونٹ بھرا۔۔۔ چلو میری تو بات الگ ہے بھئ تمھارے آگے تو آدھے کالج کے لڑکے ڈھیر ہیں تمھاری زندگی میں کوئ ینگ ہینڈسم مین کیوں نہیں ہے" عرشیہ نے اسکی جانب دیکھا جو وائیٹ ڈاکٹر کوٹ اور ڈارک بلو ڈریس میں ہلکے ہلکے براؤن بالوں کو کھلا چھوڑے بس کیچر سے قید کیے شفاف بے داغ رنگت اور اسپر نہایت خوبصورت آنکھوں میں حسن کو پوشیدہ کیے بیٹھی تھی۔ فضول نہ بولو" لائبہ نے اسکی جانب دیکھا۔ اف۔۔۔ قسم خدا کی لائبہ میں لڑکا ہوتی تو تمھاری خوبصورتی میں ایک دو دیوان لکھ دیتی شاید یہ گانا بھی تمھارے لیے ہے آنکھیں نیلی ہوئ تو حیا بن گئ۔۔۔ آنکھیں اونچی ہوئ تو ادا بن گئ۔ آنکھیں جھک کر اٹھیں تو۔۔۔۔۔ لائبہ نے اسپر پن پھینکا کیفے کے سارے لوگ اسکی بہت ہی بری آواز پر اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے جبکہ لائبہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی پہلے ہی وہ لوگوں کی نظروں سے تھوڑا ڈیسٹرب ہو رہی تھی اوپر سے عرشیہ۔۔۔ چپ ہو جاو تم ۔۔۔سب دیکھ رہے ہیں" وہ گھبرا کر بولی ارے دیکھنے دو۔۔اچھا خیر چھوڑو۔۔۔تو میں بتا رہی تھی

کیا قسمت پائی ہے اس نواب زادہ نے کیا قسمت۔۔۔۔ سنا ہے تمھاری ڈیوٹی لگی ہے وہاں بھئی موجیں ہیں میں بھی چلوں گی اب تمھارے ساتھ اسے دیکھنے باتیں خواتین کریں" چپ رہو ہم بلکل نہیں جائیں گے تمھیں جانا ہے تو جاؤ ڈاکٹر کامران کو بتادوں گی میں کہ اپنے والد سے نکال کر ۔۔۔ وہ مس عرشیہ کو رومز والوں کی فکر ہو گئی ہے" وہ اٹھ کر چلتی ہوئی لابی میں اگئی۔ جہاں سے ڈاکٹرز اور پیشنس گزر رہے تھے لائبہ نے مسکرا کر ایک چھوٹی سی بچی کو دیکھا جو اپنے ماں باپ کے ساتھ تھی وہ بھی افنان اور وریشہ کے ساتھ یوں ہی پھرتی تھی۔ لائبہ تم اتنی سنگ دل آخر ہو کیوں"۔ عریشہ کو پسند نہ آئی اسکی یہ بات"۔ یہاں ہم کام کرتے ہیں یہ سب حرکتیں نہیں میڈیم جو تم سیکھا رہی ہو" وہ اسے یاد دلانے لگی تو عرشیہ نے منہ بسور لیا اور دونوں اپنے اپنے پورشن میں چلی گئیں لائبہ نے ایکدم مسکراہٹ سمیٹی کیوں کے حیدر کے روم کے باہر کافی رش تھا۔ شاید اس سے پولیس اور دوسرے وکیل ملنے آئے تھے۔ آخر کو اتنا مشہور بیریسٹر تھا۔ وہ دوسرے پیشنس کو دیکھنے چلی گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمھیں کسی پر شک ہے" اسکے دوست نے پوچھا حیدر جبکہ خاموش بیٹھ تھا نہیں"۔۔ اسنے ایک لفظی جواب دیا جبکہ وہاں کھڑے سب لوگ جانتے تھے کہ کون ہو سکتا تھا اس حادثے کے پیچھے۔۔۔۔ سر اگر اپکو کسی پر شک ہے تو آپ ہمارے سے کا پریٹ کریں گے تبھی ہم کچھ کر سکیں گے ورنہ"۔ ورنہ" وہ سرخ لہجے میں بولا سالار کبیر عارض زین سمیت ایان اور صارم بھی وہاں کھڑے تھے جبکہ زریاب پولیس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ ورنہ سر ہمیں مشکل ہو گی آپ تو خود اتنے بڑے وکیل ہیں آپ کو تو انداز ہونا چاہیے کسی سے دشمنی

دشمنی تو نہیں"۔ آپ جاسکتے ہیں" وہ عاجز سا بولا"۔ تو پولیس والے کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا ٹھیک ہے جب آپکو کسی پر شک محسوس ہو یہ آپکی یاداشت لوٹ آئے تو بتا دیجیے گا"۔ وہ طنز کرتے ہوا وہاں سے چلا گیا حیدر نے آنکھیں بند کر لیں۔ یہ سو فیصد کمال کا کام ہے" اسکا دوست زریاب کی جانب دیکھتا بولا۔ کبیر نے سالار کیطرف دیکھا اسنے منع کیا تھا کہ حیدر کو اس کیس سے دور رہنے کا کہو۔ سالار البتہ خاموش کھڑا حیدر کو دیکھ رہا تھا تمھیں کہا تھا نہ ان سب معملات سے دور رہو حیدر"۔ وہ ایکدم غصے سے آواز کو بمشکل نیچی رکھتا بولا۔ حیدر نے آنکھیں کھول کر باپ کی طرف دیکھا جبکہ زین نے سالار کے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔ کیوں تمھیں میری بات سمجھ نہیں آتی نہیں لینا میں نے یہ یہاں کھڑے کسی بھی شخص نے اس سے بدلہ تو اپنے دماغ سے ساری بکواس کو نکال کر ایک طرف رکھو اور۔۔۔ اور"۔ وہ ترکی باتر کی بولا بلکل سپاٹ نظروں سے سالار کو دیکھنے لگا۔ ڈیڈ میں صرف اپنا کام کر رہا ہوں یار آپ سمجھتے کیوں نہیں ہیں" وہ چیڑ گیا۔۔۔ انکل ٹھیک کہہ رہے ہیں حیدر وہ نہایت کمینہ انسان ہے۔۔ تم ڈرا رہے ہو مجھے" حیدر غصے سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ ڈرا نہیں رہا بتا رہا ہوں تمھاری جان کی اہمیت ہے سب کے نزدیک اور تم ہتھیلی پر جان لے کر نہیں پھر سکتے" شاہزیب نے کہا تو وہ سر جھٹک گیا۔ حیدر ہم مزید کوئی بات چیت نہیں چاہتا تمھیں یہ کیس چھوڑنا" کبیر آگے بڑھتا بولا بڑے بابا آپ بھی" حیدر نے دانت پیستے۔ بیٹے تمھاری سکیورٹی کو دیکھیں یہ بدلوں کو۔۔۔ بدلا نہیں لے رہا اپنا کام کر رہا ہوں" وہ اپنی ضد پر اڑا رہا حیدر" زیمل اچانک روم میں داخل ہوئی اور حیدر کو بیٹھا دیکھ اسکی طرف بڑھی اور اسے سینے سے لگا لیا حیدر

مسکرا دیا۔۔۔ مجھے تو لگتا تھا آپ اس پریویس موٹو سے پیار کرتی ہیں آپ تو مجھ سے بھی کرتی بلکہ ایک منٹ مجھے تو لگتا تھا آپ اپنے شوہر کے علاوہ کسی سے بھی نہیں کرتی اوہ میری قسمت یہ حسین لیڈی مجھ سے بھی پیار کرتی ہے" وہ شرارتی لبوں لہجے میں بولا تو زیمل نے آنسو سے تر آنکھیں صاف کی اور اسکی پیشانی چوم لی میں تو صرف آپ سے پیار کرتی ہوں" آہستگی سے اسکے کان میں بولی تو حیدر خوشی سے باغ باغ ہو گیا او جیومائے بیوٹیفل لیڈی دل خوش کر دیا" وہ آنکھ دباتا سالار کی جانب دیکھنے لگا جو اسکی حرکتوں کو بمشکل ہضم کرتا تھا۔۔۔ اچھا ڈیڈ ابھی تو اڑ کر کہیں نہیں جا رہا آپ اب اتنی بھی ٹنشن نہ لیں"۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔ سالار اسکے نزدیک آیا اور اسکا چہرہ دیکھنے لگا چہرے پر کوئی چوٹ نہیں تھی ہڈیاں ٹوٹ گئیں ہیں تمھاری مگر حرکتیں نہیں سدھر رہی" وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔ تم کون سا بابا کے سامنے بعض اجاتے تھے اپنا وقت بھول گئے ہو" کبیر نے ہنستے ہوئے کہا۔۔۔ میرا تو وقت ہی وقت ہے بھلے شکلیں ملا لو آج بھی اس سے زیادہ ہینڈسم ہوں" سالار سکون سے بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔ بس کریں ڈیڈ سفید بال اتر آئیں ہیں اتنا اترانا آپکی بوڑھی ہڈیوں کی لیے ٹھیک نہیں ۔۔۔۔ اب بلکہ آپکو اپنی کوئین کو میرے حوالے کر دینا چاہیے"۔ وہ ماں کی جانب دیکھتا بولا جبکہ زیمل کے دل میں ٹھنڈ سی اتری وہ باتیں کرتا ہوا بہت اچھا لگ رہا تھا زریاب اور شاہزیب سمیت ایان بھی مسکرا رہا تھا جبکہ صارم خاموشی سے حیدر کو دیکھ رہا تھا جتنا سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر وہ تھا ٹھیک۔ اس لڑکی کی آنکھوں میں حیدر کا عکس تھا مگر صارم کو یہ عکس نہیں پسند تھا۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔ اب میری جان شیر بوڑھا بھی ہو شیر ہی رہے گا"۔

آہ بوڑھے شیر کو ہمیشہ جنگل کے نئے بادشاہ کے سائے میں رہنا پڑتا ہے مائے بیلوڈ ڈیڈ"۔ وہ مزے سے گردن ہلاتا اسے چڑاتا بولا جبکہ وہاں سب کے قہقہے سالار کے بننے والے منہ پر اٹھے تھے۔ حیدر مزید پھیل گیا ماں سے پوچھ لیں۔۔ بھلے اب سلطنت کس کی ہے" میرے بیٹے کی" وہ تو بنا رکے بولی۔۔ سالار نے نظروں ہی نظروں میں گھورا جبکہ سب ہنس رہے تھے۔۔ حیدر نے ماں کو گلے سے لگالیا۔۔۔ جبکہ سالار بھی ہنس دیا تھا۔۔۔ بس وہ اسکی حفاظت چاہتا تھا جبکہ وہ لڑکا بیوقوفی کر رہا تھا کمال سے الجھ کر -- جاری ہے

آنکھیں بند کیے وہ لیٹا ہوا تھا زریاب اسکے پاس ہی تھا۔۔۔ جبکہ وہ تو غصہ ہوا تھا وہ بچہ ہے جو اسکی پروٹیکشن کے لیے کوئی رکے گا۔۔۔ زریاب سنگل بیڈ پر لیٹا ہوا تھا شاید پورے دن کی محنت نے اسے تھکا دیا تھا تبھی وہ بھی آنکھوں پر بازو رکھے سو رہا تھا۔۔۔ حیدر نے اسکی جانب دیکھا ہاسپٹل کا یہ روم کافی لگژری تھا لیکن اس وقت ملگجا سا اندھیرہ تھا۔۔۔ اسنے زریاب کو غور سے دیکھا اور پھر نیچے دیکھا۔ اسکے بیڈ کے پاس ہی اسکی چپل پڑی تھی وہ ایکدم چپل اٹھانے کے لیے جھکا اور چپل اٹھا کر اسنے کھینچ کر۔۔ زریاب کے ماری آہ" زریاب مچل اٹھا۔۔۔ واٹ از دس بیہیویر بھیا" زریاب نے چڑ کر اسکی جانب دیکھا اور اپنی آنکھیں مسلیں تاکہ ہوش میں اسکے۔۔۔۔ انگلش مجھے بھی آتی ہے لائیٹس جلاؤ پیشنٹ یہاں بھوک سے مر رہا ہے۔۔ اور خود نواب زادہ سونے میں مصروف ہے" وہ بھڑکا اور اپنی ناک گیلی گیلی سی محسوس ہوئی جبکہ بے ساختہ اسکا سر چکر کھا چکا تھا۔۔۔ وہ ایک ہاتھ سے سر تھامتا دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک صاف کرنے لگا تھا۔۔۔۔ زریاب تب تک

لائیٹس کھول چکا تھا۔ حیدر نے اپنی ناک سے نکلتے خون پر نفی میں سر ہلایا۔ زریاب ایکدم اسکی جانب بڑھا بھائی" اسنے جلدی سے حیدر کو تھامہ۔۔۔ اوہو یار میں ٹھیک ہوں بس سر گھوم رہا ہے تھوڑا ایک کام کرو۔۔۔ کچھ مزے دار سا آرڈر کرو بہت بھوک لگ رہی ہے مجھے" حیدر نے سائیڈ پر پڑا ٹشو اٹھا کر اپنی ناک صاف کی۔۔۔ جبکہ زریاب کا چہرہ متفکر تھا۔ میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں"۔ وہ بولا اور باہر نکلا تو اس جانب لائبہ ارہی تھی اسے لگا اب تک وہ دونوں سو چکے ہوں گے تو وہ ایک نظر حیدر کو دیکھ لے گی مگر زریاب کا پریشان چہرہ دیکھ کر وہ۔۔ حیرانگی سے اسکی جانب بڑھی۔ حیدر بھائی کی ناک سے خون بہہ رہا ہے"۔ زریاب کی اطلاع پر وہ بے ساختہ اندر داخل ہوتی کہ قدم کسی سوچ کے تحت وہیں روک لیے۔۔۔ زریاب اسی کی جانب دیکھ رہا تھا وہ۔۔۔ وہ ہم چاہتے ہیں کہ۔"۔ وہ کچھ تذبذب کا شکار لگی تھی۔ زریاب سمجھی نہیں سکا کیا کہنا چاہ رہی ہے وہ۔۔۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہمارا نام نہ لیں انکے سامنے"۔۔ لائبہ کچھ جھجھکتے ہوئے بولی تو زریاب نے بھی کچھ سوچتے ہوئے سر ہلا دیا اگر لائبہ اپنی پہچان نہیں کرانا چاہتی تھی تو وہ فورس نہیں کرنا چاہتا تھا آخر کو حیدر نے اسے کم ذلیل نہیں کیا تھا۔۔۔ آپ چلیں ہم کچھ دیر تک آتے ہیں"۔ وہ رک گئ زریاب کو اس وقت صرف حیدر کی فکر ہو رہی تھی وہ صبح تک تو ٹھیک تھا پھر کیوں اسکی ناک سے خون بہنے لگا اچانک ہی۔۔۔ اسکا دل پریشان ہو رہا تھا تبھی وہ اندر آگیا حیدر لیٹا ہوا تھا بلکل شاداب چہرہ ویسا ہی۔۔۔ زریاب نے گھیرہ سانس لیا میں تو ڈر گیا تھا بھیو اور آپ بلکل ہٹے کٹے لیٹے ہوئے ہیں" وہ ذرا آنکھیں گھما کر بولا۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے حیدر مرتضی کوئ ہلکی چیز ہے تمھارے باپ

سے۔۔ کہیں گناہ آگے کی چیز ہے اب میری بات سنو۔۔۔۔ جلدی سے بریانی کڑاہی اور اچھی اچھی چیزیں منگالو اور میٹھے میں بھی کچھ ورنہ میں انسانوں کو کھا جاؤں گا اتنی بھوک لگی ہے مجھے " لیکن آپکو کسی ایسی ویسی چیز کی اجازت نہیں ہے میں خود یہ سب منگا کر کھا سکتا۔۔۔۔ ہو بائے دا وے " زریاب نے اسے چیڑایا اور سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر آرڈر کرنے لگا ٹانگیں توڑ کر تیری ہی ٹانگوں کے پائے بنا کر تجھے ہی کھلا دوں گا" وہ بولا تو زریاب نے ہوا میں ہاتھ ہلایا۔۔۔ زار" حیدر بھڑکا کیا زار۔۔۔۔ جب اجازت ہی نہیں تو اپکو کچھ نہیں ملے گا۔۔ یخنی رکھی ہے آپ اپنی یخنی پی لیں "۔ وہ بولا اور بریانی اور بروسٹ آرڈر کر کے وہ صوفے پر لیٹ کر ٹانگ جھلاتا اپنے آرڈر کا انتظار کرنے لگا تقریبا دس منٹ میں آرڈر اس تک پہنچ گیا تھا کمرے میں اشتہا انگیز خوشبو نے حیدر کی جان پر بنادی تھی۔ زار خدا کی قسم۔۔ جان لے لوں گا ادھر لے آؤ کھانا"۔ حیدر بھڑکا مگر زریاب نے منہ نہیں لگایا اور اس سے پہلے زریاب کچھ کھاتا حیدر نے ڈریپ ہاتھ سے نکالی اور اس تک پہنچ کر وہ اسکی گدی پر تھپڑ جڑ چکا تھا۔۔۔ زریاب چیخا حیدر بھائی "۔ اسکے چیخنے پر حیدر نے اسکے آگے سے پلیٹ چھینی۔۔ اگر تو میری جگہ اس بستر پر لیٹا ہوتا تو تجھے میرے غم کا اندازا ہوتا کہ کیا مصیبت ہے یہ بستر پر پڑے رہنا یار اور تجھے اپنے کھانے کی پڑی ہے" وہ سکون سے کھاتا بولا۔ زریاب نے منہ میں بڑبڑاتے روسٹ کھولا تو حیدر کو روسٹ کی خوشبو اسکے پاس لے آئی یہ میں کھاؤ گا" وہ پلیٹ کھینچ چکا تھا سالے تیری " حیدر نے کھینچ کر کہنی ل اسکے سینے پر ماری اور زریاب نے حیدر کی گردن اس سے پہلے جکڑتا کہ دروازہ کھول کر۔۔ لائبہ اندر آگئی اور ان دونوں کو اس

حالت دیکھ کر وہ حیران رہ گئ۔ دوسری طرف حیدر کے منہ میں روسٹ کی لیگ جبکہ بقیہ حصہ زریاب کے منہ میں تھا وہ دونوں بچپن میں جس طرح لڑتے تھے اس طرح لڑ رہے تھے۔ حیدر کے منہ سے روسٹ چھٹا اور وہ ایکدم سیدھا ہوا۔ زریاب بھی سیدھا ہوا۔ لائبہ۔۔ دونوں کی جانب دیکھنے لگی آپ دونوں کی یہ چیخ و پکار باقی تمام پیشنٹس کو بھی ڈسٹرب کر رہی ہے" وہ پہلی بار اتنے کانفیڈنس سے بولی تھی زریاب تو دنگ ہی رہ گیا جبکہ حیدر اسے غور سے دیکھ رہا تھا لائبہ نے حیدر کی جانب نہیں دیکھا۔ پیشنٹ کون ہے آپ دونوں میں سے"۔۔ وہ اجنبیت سے بولی اور زریاب کی جانب دیکھا۔ یہ ہیں ڈاکٹر" زریاب بھی آفیشلی بولا لائبہ نے حیدر کی جانب دیکھا تو۔۔ لگا صدیوں سے ان آنکھوں کو دیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔ اندر کی کیفیت کو وہ جانتی تھی یہ اسکا خدا کہ اسنے کیسے خود کو اسکی نظروں میں دیکھنے سے بعض رکھا تھا حیدر البتہ زریاب اور لائبہ کی نسبت بلکل سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا آپ۔۔۔" وہ تھم گئ۔ زریاب چاہتا تھا وہ اسپر واضح نہ کرے وہ دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھ رہا تھا لبوں پر ہاتھ رکھے اسنے مسکان کا گلا گھونٹا۔ آپ اپنے ۔۔۔ اپنے بیڈ پر لیٹے یہ ہاسپیٹل ہے آپکا گھر نہیں"۔ وہ حیدر کو سنبھل کر جواب دیتی بولی۔۔ حیدر سیدھی شرافت سے بیڈ پر لیٹ گیا۔ جبکہ زریاب نے اووو کی شیپ میں لبوں کو گول کیا تو حیدر نے اسکو گھورا۔ آپ اپنی ڈریپ ہٹا چکے ہیں"۔ لائبہ نے ڈپٹا حیدر ایک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا لائبہ کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔۔ وہ مڑ گئ۔ عرشیہ کو ہاتھ کے اشارے سے اندر بلایا۔ ان کے ڈریپ دوبارہ لگائیں اور آپکو یہ سب کھانا الاوڈ نہیں ہے مسٹر حیدر" وہ بولتی جا رہی تھی شاید اس لیے کہ وہ اسے

پکڑ نہ لے عرشیہ تو ویسے بھی حیدر کو دیکھنے کی خواہش مند تھی وہ جلدی سے اندر آئی اور حیدر کو مسکرا کر دیکھا حیدر کی نگاہ لائبہ پر سے ہل بھی نہیں سکی تھی لائبہ کی پیشانی پر اپنے آپ پسینے کی بوندیں سی ٹھہر گئی۔ عرشیہ نے اسے دوبارہ ڈریپ لگائی۔ مسٹر حیدر آپ باہر سے جو چاہے کھا سکتے ہیں یہ ذرا سخت ٹائیپ کی ڈاکٹر ہیں۔۔"۔ عرشیہ اپنے نمبر بناتی اٹھلا کر بولی حیدر نے اب بھی نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔ لائبہ جبکہ باہر نکلنے لگی۔ رکو"۔۔ حیدر کی پکار پر اسنے گھبراتی نظروں سے زریاب کی جانب دیکھا۔ زریاب خود سوچ میں تھا کیا حیدر اسے پہچان چکا ہے۔۔ لائبہ پلٹی۔ کیا نام ہے تمھارا" حیدر کا سوال غیر متوقع تھا۔ آپکو کیا کرنا ہے ہمارا نام جان کر"۔ وہ سمجھ گئی وہ اسے پہچان نہیں سکا افسوس تو آج بھی پہلے روز کیطرح ہوا مگر کوشش کر کے اسنے خود کو سنبھال ہی لیا۔۔ ایسا لگ رہا ہے آپکو کہیں دیکھا ہے مگر یاد۔۔ نہیں ارہا" وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے کی کوشش کر رہا تھا زریاب اور لائبہ سانس روکے کھڑے تھے نہیں ہم دونوں ہی نیو ہیں۔۔۔ ڈاکٹر عرشیہ آپکو ڈاکٹر کامران بلا رہے ہیں" اس سے پہلے وہ نام بولتی واڈ بوائے جھانک کر کہتا بھاگ گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر کامران نے ہی اسے دوسرے کام پر لگایا تھا جبکہ عرشیہ ڈاکٹر کامران کا نام سن کر وہاں سے گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہوئی۔ آئی تھینک آپکا گڈ نیم ڈاکٹر زیشاہ ہے"۔ زریاب نے سکون سے کہا تو لائبہ نے سر ہلا دیا۔ ہم یہاں نئے ہیں اور ہماری کسی سے جان پہچان نہیں اب آپ دونوں کی آواز۔۔ باہر نہ آئے کوشش کیجیے گا۔ اور آپکی ناک سے جو بلیڈنگ ہوئی ہے یقیناً آپکے جھکنے کی وجہ سے ہوئی ہے احتیاط آپ نے خود کرنی ہے آپ بچے نہیں ہیں"۔ وہ ترچھی نظروں سے

اسے دیکھ کر باہر نکل گئ۔ اور جیسے ہی باہر نکلی وہ دل تھام گئ۔ کتنے سال کتنے سال بعد اسکا اس سے سامنا ہوا اور وہ آج بھی اسے پہچان نہیں سکا۔۔۔ اسکی آنکھیں بھیگ گئیں وہ اتنی ہی غیر اہم تھی اسکے لیے کہ اسے وہ یاد نہ رکھتا اور اگر وہ اتنی غیر اہم تھی تو لائبہ کو اپنا آپ اسپر زبردستی مسلط نہیں کرنا تھا تبھی وہ اس رویے کا اظہار کرتی باہر نکل آئ تھی۔ اسے عرشیہ کو روکنا تھا اب۔۔۔ زریاب حیدر کی صورت تکنے لگا جو گھیری سوچ میں لگ رہا تھا۔ معلوم نہیں میرا سر کیوں پھٹ رہا ہے"۔ سوچنے کی کوشش بند کریں حیدر بھائ۔"۔ زریاب نے ٹوکا تو حیدر لیٹ گیا بھوک اڑ گئ تھی ۔ یہ لڑکی۔۔۔۔ یہ لڑکی وہ ہی تھی۔ وہ زریاب سے کچھ نہیں بولا تھا مگر سوچ رہا تھا اور جتنا سوچ رہا تھا اتنا اسکے سر کا درد بڑھ رہا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اسکے خواب میں بھی یہ ہی لڑکی تھی۔۔ وہ حیران تھا اسے نہیں لگتا تھا اسکی زندگی میں ایسی کسی لڑکی کا کوئ وجود ہو گا۔۔۔ لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اسے یہ یاد آگیا تھا کہ یہ لڑکی وہ ہی ہے جو اسکے خواب میں آتی تھی معلوم نہیں کیوں زیادہ سوچنے سے اسکا سر شدید پھٹ رہا تھا جبکہ اسے لیٹے لیٹے غصہ چڑھنے لگا۔۔۔ بھائ" زریاب نے اسے خود ہی بنا لڑے جھگڑے بنا کوئ بات کیے لیٹتے دیکھا تو۔۔ ایکدم اسکو ہلایا۔ چلے جاؤ یہاں سے" وہ اچانک شاوٹ ہوا۔ زریاب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا جبکہ حیدر اپنی کیفیت کو خود سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلی صبح سب اس سے ملنے کے لیے آئے تھے جبکہ رات کی نسبت وہ اب بلکل نارمل تھا زیمل اسکے پاس بیٹھی تھی حیدر بے چین سا تھا البتہ سب کے ساتھ بات بھی کر رہا تھا مگر نگاہ تو دروازے کی جانب اٹک کر رہ گئ تھی۔۔۔ زریاب

یہ سب نوٹ کر رہا تھا مسکراہٹ چہرے پر تھی۔۔۔۔ لیکن لائبہ اب تک یہاں نہیں آئی تھی۔ آج انکی سپیشل کلاس تھی وہ اسی میں مصروف تھی زریاب سمیت سب کو یہ بات پتہ تھی سوائے حیدر کے۔۔۔۔ خیر اسکو بتانا بھی کیوں تھا اسنے جتنی انسلٹ لائبہ کی کی تھی وہ یہ ہی ڈیزرو کرتا تھا زریاب نے سالار سمیت گھر کے ہر فرد کو ان دونوں کی پہلی ملاقات کی اطلاع دے دی تھی زیمل البتہ اس بات پر راضی نہیں تھی۔۔۔ کہ اسکے بیٹے کو بیوقوف بنایا جائے مگر جب سالار راضی تھا تو زیمل کو زبردستی ہونا ہی پڑا لیکن اس شرط سے کہ جس دن لائبہ کے بارے میں حیدر اس سے سوال کرے گا وہ اسے سب سچ بتا دے گی جبکہ باقی سب متفق تھے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے لائبہ خود بھی کوئی اہمیت رکھتی ہے وہ کوئی کٹپتلی نہیں تھی جو سب کے کہنے پر وہ کرتی جاتی جو دوسرے کہہ رہے تھے اگر فلحال وہ کوئی شناخت نہیں چاہتی تھی تو اسکی شناخت چھپانے میں سب اسکا ساتھ دیتے روشانے اور ایان کو تو بہت مزا ارہا تھا جبکہ صارم کو جب یہ خبر ملی تو۔۔ وہ خاموش ہو گیا اسے لائبہ سے مطلب تھا اور کسی بات سے نہیں۔۔۔۔ اچانک وہ سب الرٹ ہو گئے اس وقت اس روم میں انکی فیملی ہی موجود تھی۔۔ سالار صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ اسکے ساتھ زریاب بھی اور زیمل حیدر کے پاس بیڈ پر بیٹھی تھی۔ ڈاکٹر کامران روم میں داخل ہوئے تو سب سیدھے ہو گئے۔ ہاؤ آر یو حیدر" وہ ہلکا سا مسکرا کر پوچھنے لگے فائین" وہ مسکرایا۔ دیٹس گریٹ مجھے آپکی رات کی رپورٹ ملی ہے آپکو بلیڈنگ ہوئی ہے" وہ کچھ ماتھے پر بل ڈالے پوچھ رہے تھے حیدر کچھ نہیں بولا سالار ایکدم کھڑا ہو گیا۔۔ زیمل بھی پریشانی سے اسے دیکھنے لگی اینی ویز زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔

بس آپکے کچھ ایم آر ہوں گے تو اسکے لیے ابھی کچھ دیر تک آپکو شفٹ کیا جائے گا ڈائیٹ آپ وہ ہی لیں گے جو آپکو لکھی گئ ہے یہ بریانی اور روسٹ کھانا ہاسپیٹل میں پیشنٹس کو الاؤڈ نہیں ہے" وہ ساتھ ساتھ تنبہہ بھی کر گئے لائبہ انھیں ساری رپورٹ دے چکی تھی حیدر شرمندہ سا ہوا زریاب بھی جبکہ وہ باہر چلے گئے وہ ساتھ نرس سے کچھ بول رہے تھے سالار نے دونوں کی جانب دیکھا یہ مجھ سے لڑ رہے تھے اپکو پتہ تو ہے بابا یہ ہمیشہ مجھ سے لڑتے ہیں" زریاب بولا تو حیدر نے منہ بنایا فیڈر دے دیں اسکے منہ میں کہیں آپکا لاڈلا رونے نہ لگے" وہ اسکا مذاق بناتا بولا جبکہ سر بھی جھٹکا۔ حیدر انسان کے بچے بن جاؤ" سالار نے گھورا۔ آپ انسان ہیں" اسنے چیڑانے کی بھرپور ٹھان لی تھی ایک تھپڑ پڑ جائے گا تمھاری اولاد کے" سالار زیمل پر بھڑکا اچھا بس کریں حیدر" زیمل نے ساتھ کے ساتھ اسے بھی گھورا۔ اچھا یار۔۔ کیا بورنگ جگہ ہے کوئ آتا نہیں جو ایک بار آتا ہے دوسری بار آتا نہیں۔۔۔۔ نانسینس"۔ وہ ذرا چیڑ چیڑا سا لگا آپکو کس کا انتظار ہے حیدر بھائ" زریاب نے آنکھیں گھمائیں جبکہ حیدر نے۔۔ سیب اسکے سینے پر کھینچ کر مارا۔ آہ"۔ زریاب نے دوھائی دی جبکہ سالار نفی میں سر ہلانے لگا۔ ذرا جو مردوں والی کوئ بات ہو" سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جبکہ حیدر کا چھت پھاڑ قہقہہ اور زریاب کی آنکھیں ابل آئیں۔ بابا"۔ زریاب نے احتجاجاً ماں کی جانب دیکھا جبکہ زیمل سر تھام گئ میں دعا کرتی ہوں میری کوئ بیٹی ہونی چاہیے تھی تاکہ میں اس جنگ سے باہر نکلتی۔۔۔۔ زیمل افسوس سے تینوں کو دیکھنے لگی۔۔ وہ دنوں دیکھنے میں بلکل اپنے باپ جیسے تھے یہاں تک کے بیٹھنے کا بولنے کا۔۔ ہر انداز باپ جیسا تھا۔

ڈیڈ پھر سوچ لیں کچھ ابھی وقت ہے "حیدر نے شرارتی نظروں سے باپ کو دیکھا۔ اوئے کھوتے ۔۔۔۔ باپ ہوں۔۔ شرم ہے یہ بیچ دی" جب میرے باپ نے بیچ دی تھی تو میں کہاں سے خرید تا۔ وہ آئی برو اچکا کر سکون سے بولا جبکہ سب انکی نوک جھونک پر مسکرا رہے تھے۔ حیدر کی نظریں اب بھی دروازے پر تھی۔۔ اور اچانک دروازہ کھلا اور علیشبہ اندر۔۔ داخل ہوئی اوہ حیدر سوئیٹ ہارٹ" وہ ایکدم حیدر کی طرف بڑھی تھی جبکہ حیدر۔۔ ایک دم سنبھل کر اسے جھٹک گیا سالار زیمل زریاب تینوں ان دونوں کو دیکھ رہے تھے ہنی میں نے اتنی کوشش کی کہ میں تم سے ملنے آؤ بٹ خود اتنی انجرڈ تھی کہ بس۔ " وہ حیدر کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام گئی۔ سالار نے دانت بھینچ لیے جبکہ زریاب اب اپنے امڈنے والے قہقہے کو روکنے کی بھرپور کوشش میں تھا۔۔ زیمل اسکی حرکتوں سے شرمندہ سی ہو گئی دوسری طرف سالار کی پوری نظریں حیدر پر تھی۔۔ اور بس دو منٹ لگنے تھے وہ حیدر کو اب رکھ کر تھپڑ مارتا کہ اس سے پہلے ہی حیدر نے علیشبہ کے کان میں کچھ کہا کہ۔۔ وہ ایکدم اٹھی سالار کی جانب دیکھا اور وہاں سے فرار ہو گئی۔ دوسری طرف حیدر پر سکون ہوا۔ تو سالار۔۔۔ نے بھڑک کر زیمل کی جانب دیکھا آپ پر ہی گیا ہے "زیمل تو خفت زدہ رہ گئی۔ ماما یار ایسا ویسا کچھ نہیں ہے دوست ہے وہ میری"۔ وہ صفائیاں دینے لگا۔ حیدر بھائی یہ کیسی دوست تھی جو آپکی گود میں بیٹھنے کے لیے بے تاب۔۔۔ زریاب شکل گم کر اپنی پھوپھو جیسی عورتوں والی حرکتیں نہ کر " وہ چیخا۔ سالار تنگ آگیا تھا دونوں سے جبکہ زریاب کھل کر ہنسا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سر آپکی کوئی کمپلین ہے۔۔"۔ زریاب نیچے کنٹین

پر ابھی گیا تھا جبکہ سالار اور زیمل کچھ دیر پہلے ہی گھر کے لیے نکلے تھے۔ حیدر خاموشی سے لیٹا موبائل استعمال کر رہا تھا کہ اچانک ایک کم عمر سا لڑکا آکر اس سے سوال کرنے لگا جبکہ اسکے پیچھے وہ بھی اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔۔ بالوں کو ڈھیلا سا جوڑا بنایا ہوا تھا ڈاکٹر کوٹ میں وہ لڑکی شاید دنیا کی حسین ترین لڑکی تھی حیدر نے موبائل پھینکا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔ لائبہ نے کمرہ خالی دیکھا تو کچھ پریشان سی ہوئی جس پریشانی کو وہ چھپا گئی۔۔۔۔ جی ہاں کمپلین تو بہت ساری ہیں۔"۔ لائبہ پر نظروں کا فوکس کیے وہ بول رہا تھا جبکہ لائبہ ایک ڈاکٹر کی طرح اسکی ہارٹ بیٹ مشین پر دیکھنے لگی ۔جی سر بتایئے سٹاف کمپیلین۔۔۔۔ فوڈ کمپلین یہ جو بھی آپکو ہاسپٹل میں کمپلین محسوس ہوئی ہے "۔۔ڈاکٹر زیشاہ میرے روم میں بس ایک بار آئیں ہیں۔"۔ ان سے کہیں یہ تو یہ اس روم میں آتی نہ اور اگر اگئیں تھیں تو آتی جاتی رہا کریں"۔ وہ سکون سے بولا جبکہ لائبہ نے حیدر کی جانب دیکھا۔ بڑی بڑی خمار زدہ پلکیں اور ہلکے سنہری رنگ کی نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی حیدر بے یقین سا ہوتا تھا جب اسے دیکھتا تھا کہ خوابوں میں دیکھے گئے انسان کیا حقیقت بھی ہو سکتے تھے۔۔۔۔ وہ لڑکا حیران رہ گیا یہ کیسی کمپلین ہوئی"۔ کیا مطلب ہے اس بات کا" وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی مطلب تو واضح ہے ڈاکٹر آپ سمجھی نہیں ویسے آپ اچھے وقت پر آئیں ہیں جب میرا کھوچر بھائی یہاں نہیں ہے"۔ وہ بولا جبکہ۔۔ لائبہ نے اسکی ڈریپ چیک کی ختم ہونے کے قریب تھی حیدر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ کہ وہ اسکی ڈریپ نکال دے۔۔۔ لائبہ ایک لمہہ کے لیے اسے دیکھتی رہی۔ معاذ ڈاکٹر عرشیہ کو بھیج دیں ذرا۔"۔ وہ اس لڑکے سے بولی اور رپورٹ ریڈی کرنے لگی سر

جھکائے وہ حیدر کی ڈیٹیلز لکھ رہی تھی۔۔۔ حیدر نے سر جھٹک دیا بائے داوے آپ کے بھائی آپ سے زیادہ سمجھدار ہیں"۔ وہ گھیرہ سانس بھر کر بولی۔۔۔ نکاح شدہ ہے" حیدر کو اچھا نہیں لگا زریاب کی تعریف کرنا لائبہ سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھتی رہی جبکہ حیدر بھی سنجیدہ تھا تبھی عرشیہ روم میں اگئ۔ یار میں ڈاکٹر کامران کی ڈانٹ سن کر آئی ہوں" ہم انھیں ہی رپورٹ دینے جارہے ہیں آپ پیشنٹ کی ڈریپ نکال دیں"۔ وہ عرشیہ سے کہہ کر جانے لگی۔ یہ آپکی ڈاکٹر اتنی ہی کھڑوس ہیں یہ اب ہو رہیں ہیں" حیدر نے عرشیہ کی طرف دیکھا جبکہ لائبہ کے قدم اسکی بات پر رک گئے بے تاثر نگاہ سے اسے دیکھا حیدر کو تو یہ نگاہ اندر تک ہلا گئ۔۔۔ عرشیہ ہنسنے لگی۔ جبکہ لائبہ باہر نکل گئ۔ اسکی شناخت بدلی تو وہ اس میں دلچسپی لے رہا تھا اور اگر آج اسے پتہ چل جائے کہ وہ لائبہ ہی ہے کیا تب بھی اس سے بات کرنے کے بہانے تلاش کرے گا وہ۔۔۔ وہ خود سے سوال کرتی کچھ افسردہ سی ڈاکٹر کامران کے پاس اگئ۔۔۔ ڈاکٹر کامران سے اجازت طلب کر کے وہ اندر آئی۔ اور رپورٹ حیدر کی انکے سامنے رکھی۔۔۔ کیا لگتے ہیں آپ کے حیدر"۔ انکا اچانک سوال لائبہ کو کچھ کنفیوز کر گیا ک۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں" بمشکل وہ بولی۔۔۔ ڈاکٹر کامران کو تسلی نہ ہوئی اسکی حالت تو پورے ہاسپیٹل نے دیکھی تھی جب تک حیدر کو ہوش نہیں آیا۔۔۔ لائبہ آہستگی سے اسے سچ بتا گئ سر جھکا ہوا تھا تبھی آپ نے اپنی شناخت بدلی ہے مجھے عرشیہ نے انفارم کیا ہے ۔۔۔ سوری سر" وہ شرمندہ سی تھی مجھے کوئی ایشو نہیں ہے لیکن اگر آپ کنٹرول رکھیں خود پر تو میں حیدر کی واحد ہونے کی حیثیت سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں"۔ جس سنجیدگی سے وہ بول رہے

تھے لائبہ کے قدموں تلے زمین کھسکی تھی حیدر کی ریپورٹس ٹھیک نہیں ہیں" وہ ریپورٹس جو انھوں نے آج صبح کرائ تھی وہ اچکیں تھیں وہ ریپوٹس لائبہ کے آگے رکھ دیں ۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے لائبہ سانس روکے انھیں دیکھنے لگی۔

جبکہ ڈاکٹر کامران کافی متفکر تھے بیٹھ جائیں" انھوں نے لائبہ کو بیٹھنے کا کہا تو لائبہ۔۔ چیئر کھینچ کر بیٹھ گئ۔ یہ حیدر کی رپورٹس ہیں"۔ انھوں نے تمام رپورٹس اسکے سامنے رکھی وہ رپوٹس دیکھنے لگی اور یہ سٹی سکین ہے۔۔۔ ان تمام رپورٹس سے پتہ چلتا ہے کہ حیدر کے سر پر لگنے والی چوٹ کافی گھیری ہے۔۔ اور جو بیک سائیڈ پر لگی ہے" انھوں نے ایک اور سٹی سکین اٹھا کر اسکے سامنے رکھی اور۔۔ پین سے پوائنٹ آؤٹ کرنے لگے۔ یہ بیک سائیڈ ڈیمیجڈ ہے چوٹیں اندر تک گھیری لگی ہوئ ہیں اور یہ رگ۔"۔ وہ پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گئے۔ یہ رگ دب گئ ہے۔۔"۔ وہ خاموش ہو گئے۔۔ میڈیسنز اور اچھی ٹریٹمنٹ سے یہ سویلنگ ختم بھی ہو سکتی ہے اور۔۔ نہیں بھی دونوں میں سے کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس۔۔۔ اس کا ان پر کیا نقصان" وہ ایکدم رک گئ۔ جیسے خود ہی معملے کی تہہ تک پہنچ گئ ہو ڈاکٹر کامران نے اسکی پریشانی سے بھرپور آنکھوں میں دیکھ کر سر ہلایا رات جھکنے کہ وجہ سے اسے بلیڈنگ ایسے ہی نہیں ہوئ ہے مقصد اسکی یاداشت پر کافی اثر آئے گا۔ وہ بہت ساری باتیں بھول بھی سکتا ہے اور یاد بھی رہ سکتی ہیں یہ پیشنٹ کی اپنی ابلیٹی ہے ۔۔۔ میڈیسنز اسکو اب تک جو دی جارہی تھیں وہ میں نے اب چینج کر دیں ہیں۔ ہماری کوشش ہو گی حیدر کو وہ میڈیسنز دی جائیں۔۔ جس سے وہ جلد ریکور کر جائے لیکن۔۔ یہ ساری سچویشن حیدر پر

ہی ڈیپینڈ کرتی ہے۔۔۔ ان حالات میں زیادہ غصہ کرنا اپنے حواس کھو دینا اور جنونی ہو جانا عام بات ہے۔ وہ نارمل نہیں ہے اپنے جزبات اپنے ہر عمل میں شدت پسندی کا شکار ہو سکتا ہے اور نہیں بھی نہیں۔۔۔ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے تجزیے غلط ہوں لیکن سو فیصد وہ اسی کیفیت کا شکار ہو گا۔۔۔ اسکی یاداشت پر۔۔ اتنا اثر ہو سکتا ہے کہ کبھی کچھ اسے یاد رہ جائے گا اور کبھی کچھ بھی نہیں ان حالات میں پیشنٹ خود بہت سینسیٹیو ہو جاتا۔ یہ ممکن ہے اسے نہ یاد ہو کہ اسکا نکاح ہوا ہے۔" وہ بولا لائبہ کے ہاتھ سے ایکدم پیپر چھوٹ گیا جی بلکل یہ پھر وہ اب کس کیس کو لڑ رہا تھا یہ پھر آخری بار وہ کس سے کیا کہنے والا تھا۔ وہ دونوں صورتوں کا شکار ہو سکتا ہے یہ تو وہ سب یاد کر لے گا یہ پھر بھول جائے گا۔۔۔ اور اسے دوبارہ یاد دلانے کی کوشش کا مقصد اسکا اوور ری ایکٹ ہے وہ کسی بھی بات پر نارمل انسانوں کیطرح بیہیو کرے یہ نہیں کہا جا سکتا اور نہ ایکسپیکٹ کیا جا سکتا۔۔ مجھے جہاں تک لگتا ہے۔۔ وہ اس صورتحال کا شکار۔۔ ہو بھی رہا ہے۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھ رہی تھی۔۔ یہ حیرانگی کی بات ہے وہ اپنی بیوی کو نہیں پہچان سکا تو اس سے تو ہمارے خدشات درست ثابت نہیں انھ۔۔۔ انھوں نے ہمیں نہیں دیکھا ہم۔۔۔ ہم دس ب۔۔۔ بارہ سالوں سے ایک۔۔۔ ایک دوسرے کے سامنے نہیں گئے۔۔۔ وہ وہ نہیں پہچانتے ہمیں پہلے بھی"۔ وہ بولی جبکہ ڈاکٹر نے سر ہلایا۔ کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ تمھیں دیکھ کر بھی نہ پہچانتا صرف دس بارہ سالوں میں وہ بھول جاتا تمھارا چہرہ۔"۔ ڈاکٹر نے ذرا توجہ سے اسکی جانب دیکھا جبکہ وہ بمشکل سانس بحال کر سکی تھی۔ ج۔۔۔ جی ک۔۔ کیونکہ۔۔ وہ۔۔" وہ ذرا رک گئی۔

وہ۔۔۔ وہ مجھے پسند نہیں کرتے"۔ کہتے ہوئے کچھ۔۔ لہجہ بھیگ گیا۔ ڈاکٹر کامران اسکی کیفیت سمجھ رہے تھے لیکن انھیں یقین تھا کہ وہ اس کیفیت کا شکار ہو گیا تھ اسے لائبہ یاد نہیں رہی تھی اسے وہ ہی چہرے یاد تھے جو اسنے زیادہ دیکھے تھے اور اب تک دیکھتا آیا تھا کسی بھی نئے چہرے کی پہچان اسکے دماغ میں نہیں تھی۔ ٹھیک ہے مان لیتے ہیں آپکی بات کو لیکن آپ ابزرو کریں۔" وہ اسپر ساری بات ڈال گئے۔ لائبہ نے سر ہلایا۔ ڈاکٹر کامران اسکی جانب دیکھ رہے تھے اسکا حسین چہرہ سرخ پڑ گیا اور کیفیت ایسی تھی ابھی رو پڑے گی۔ لائبہ ایک ڈاکٹر پر یہ سب سوٹ نہیں کرتا تمھیں نہیں لگتا تمھیں اپنے ہز بینڈ کو سنبھالنے کے لیے سٹرونگ ہونا چاہیے۔۔۔ وہ میمری لاسٹ اور ہائ ایموشنز کا پیشنٹ بن چکا ہے کیا تم اسکے ساتھ اس کیفیت اس کنڈیشن کے ساتھ رہ سکو گی"۔ وہ غور سے اسکی جانب دیکھ رہے تھے لائبہ سر جھکا گئ آنسو ٹپ ٹپ گیرنے لگے۔ یہ ساری ڈسکشن میں اسکے فادر اور بھائ سے بھی کر سکتا تھا۔ لیکن تمھارے علم میں ڈالنا اس لیے ضروری ہے تم خود ایک ڈاکٹر بن رہی ہو پیشنٹ کی سینسیٹیوٹی اور یہ کمزوری جو فلحال اسکے اندر ہے اسکو تم سے زیادہ بہتر طریقے سے کوئ ہینڈل نہیں کر سکتا۔ وہ گھیرہ سانس لے کر اٹھ گئے کیونکہ انکی سرجری کا ٹائم تھا۔۔۔ اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے وہیں چھوڑ کر وہ خود باہر نکل گئے جبکہ لائبہ سر ٹیبل پر رکھ کر بے ساختہ رونے لگی۔ وہ ٹھیک کہہ رہے تھے وہ حیدر۔۔ کے ساتھ اس طرح کیسے رہے گی وہ خود اتنی کمزور ہے کہ حیدر کو اپنے ساتھ ساتھ سنبھال نہیں سکے گی۔۔۔ اسنے اپنی آنکھیں صاف کیں اسے نفرت سی ہو گئ تھی اپنے آنسوں سے۔ ہر بار صرف رونے کے

علاوہ اسکے پاس کوئی حل نہیں ہوتا تھا اسنے حیدر کی ساری رپورٹس احتیاط سے اٹھالی۔۔۔۔ وہ رپورٹس کو دیکھ کر پھر سے غمزدہ رہ گئی۔ یہ ساری باتیں سالار کو بتانا ضروری تھیں لیکن حیدر کے علم میں جانا نہیں وہ اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کر کے اٹھ گئی اور باہر ا گئی ۔

---------- سالار کمرے میں داخل ہوا تو حیدر تکیوں سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا چہرے پر نہایت سنجیدگی تھی۔ اسنے ادھر ادھر دیکھا زریاب کہیں نہیں تھا۔۔۔ زریاب کہاں ہے" سالار کی بات پر حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔ مجھے نہیں پتہ میں یہاں سے کب ڈسچارج ہوں گا" اسنے دوٹوک باپ سے پوچھا۔ ابھی تمھاری چوٹیں ٹھیک نہیں ہوئی حیدر اور ایم آر کی رپورٹس بھی معلوم نہیں آئیں ہیں یہ نہیں ڈاکٹر کامران ایک سرجری میں بیزی ہیں وہ فری ہوتے ہیں تو میں پتہ کرتا ہوں" وہ سہولت سے جواب دینے لگا جبکہ حیدر۔۔ کو غصہ چڑھنے لگا۔ آپ نے اب تک معلوم نہیں کیا میں آخر کب تک یہاں بیٹھا رہوں کیا میرے پاس کام نہیں" وہ بھڑک کر بولا۔ ریلکس میں کرتا ہوں پتہ" وہ بولا حیدر کی آنکھیں سرخ ہونے لگی تھی۔ مجھے نہیں پتہ آپ جلد مجھے یہاں سے نکالیں۔ میں فارغ نہیں ہوں یہاں بیٹھا رہوں اور اور یہ میرا سر درد کیوں نہیں جاتا" وہ ایکدم چیخا۔۔۔ سالار گھبرا کر اس تک بڑھا۔ حیدر" وہ حیدر کے دونوں بازو تھام گیا جبکہ حیدر نے باپ کے ہاتھ جھٹک دیے۔ مجھے کوئی میڈیسن دیں میرا سر پھٹ رہا ہے"۔ وہ پیچھے گیرنے لگا سالار کے ہاتھ پاؤں زندگی میں پہلی بار پھولے تھے پیشانی پسینے سے بھر گئی۔ ڈاکٹر"۔۔ وہ باہر بھاگا جبکہ حیدر اب چلانے لگا تھا۔ سالار باہر کسی ڈاکٹر کو

دیکھ رہا تھا کہ زریاب باپ کو پریشانی سے ادھر ادھر پھیر تا دیکھ وہ جلدی سے باپ کی جانب بڑھا لیکن ابھی کچھ پوچھتا ہی کہ حیدر کی چیخ و پکار پر وہ اندر بھاگا وہ سر تھامے چیخ رہا تھا میرا سر پھٹ رہا ہے " اسنے چیزیں اٹھا۔۔ کر پھینکنا شروع کر دیں زریاب خود بھکلا گیا تھا کہ حیدر کو کیا ہوا ہے۔۔۔ ڈاکٹر کامران سمیت لائبہ بھی دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئ تھی۔ وہ ایکدم حیدر کے قریب گئ وہ اپنا ہاتھ چھڑوا رہا تھا سب کو جھٹک رہا تھا۔ ڈاکٹر کامران نے اسکی حالت زیادہ خراب دیکھتے ہوئے۔ اسے انجیکشن جو زبردستی ہی لگا تھا لگا دیا جس کی وجہ سے حیدر کا وجود ایکدم ڈھیلا پڑ گیا اور وہ کچھ دیر وہ چھت کو گھورتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اسکی نکھیں بند ہو گئ لائبہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے ڈاکٹر کامران نے لائبہ کی جانب دیکھا ان کے خدشات غلط نہیں تھے۔ جبکہ لائبہ۔۔ نے سالار اور زریاب کو دیکھا جو کہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ حیدر کی میڈیسنز چینج نہیں کیں " ڈاکٹر کامران نے نرس کی جانب دیکھا۔ س۔۔ سر میں نے آج سے کرنی تھی لیکن " آپ اتنی لاپرواہ ہیں " وہ ایکدم بھڑکے۔ ڈاکٹر لائبہ آپکو میں نے انفارم کیا تھا پھر آپ نے کیوں نہیں چینج کرائیں " وہ پھر لائبہ پر بھڑکے جبکہ لائبہ بھی سر جھکا گئ۔ وہ اتنے آرام سے لاپرواہی برت گئ تھی۔۔۔ ڈاکٹر میرے بیٹے کو کیا ہوا ہے " سالار مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکا۔ ڈاکٹر کامران کو لائبہ پر کافی غصہ آیا تھا آپ میرے روم میں آئیں "۔ وہ سالار کو کہہ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ لائبہ اور زریاب بھی ان کے پیچھے گئے تھے ----

------------------------۔ کس روم میں ہے وہ "۔ کمال نے

سیگار سلگا کر اپنے ملازم سے پوچھا۔ وہ اس وقت اپنی گاڑی سے نکلا تھا اور ہاسپٹل کے باہر کھڑا تھا ملازم نے روم نمبر بتایا تو وہ اس جانب چلنے لگا۔۔۔ تقریبا۔۔ شام ڈھل گئ تھی اور ہوا بھی کافی خوش گوار تھی۔ وہ اپنی مضبوط چال چلتا اندر بڑھنے لگا اور کچھ ہی دیر میں وہ اس کمرے کے باہر تھا ۔ ملازم نے دروازہ کھولا۔ اور کمال نے قدم اندر رکھا تو حیدر۔۔ بیڈ پر بیٹھا تھا۔ کمرے میں کوئ اور نہیں تھا کمال مسکرا دیا۔ کیسے ہو بیرسٹر حیدر مرتضی "۔ وہ مسکرا کر بولا جبکہ حیدر نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا وہ حیران تھا کہ جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلا تھا نہ ہی زریاب تھا اور نہ ہی سالار یہ زیمل میں سے کوئ بھی۔۔۔ اسنے گھیرہ سانس بھرا یقینا وہ لوگ بھی ادھر ادھر ہوں گے اور وہ لڑکی وہ لڑکی اسے یاد تھا۔۔ وہ لڑکی بھی یہاں نہیں آئ تھی۔ وہ کمال کو دیکھنے لگا کیا ہوا غصہ ارہا ہے کیا تمھیں۔۔۔ جو ایسے دیکھ رہے ہو۔۔ کہیں۔۔ وہ سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔۔ تبھی دروازہ کھلا اور سالار اور زریاب سمیت ایان بھی اندر داخل ہوا تھا۔ سالار کمال کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا۔ یہاں کیا کر رہے ہو تم "وہ ایکدم بھڑک کر کمال تک پہنچا اور پوری قوت سے اسکا گریبان جکڑ لیا۔۔ جبکہ اسکے ملازم نے سالار پر گن تان لی۔ زریاب ایکدم سامنے آیا اور اسکے ملازم اور اپنے باپ کے بیچ کھڑا ہو گیا۔ جبکہ کامل نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ملازم کو کسی بھی قدم سے روکا تھا۔ بیٹے کے غم میں ہے یہ بوڑھا شیر۔۔ خیر۔۔ میں تو یہاں عیادت کرنے آیا تھا تمھارے ہاں۔۔ مہمانوں کی اس طرح مہمان نوازی کی جاتی ہے "۔ وہ بولا حیدر اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ بابا ریلکس "زریاب نے باپ کو روکا جبکہ سالار نے گریبان جھٹکا دفع ہو جاؤ یہاں سے میرا

میرے بیٹوں کا تم سے یہ تمھارے بیٹے سے کوئ واسطہ نہیں ہے دفع ہو جاؤ ہماری زندگیوں سے بہتر ہو گا تمھارے لیے"۔ وہ ضبط کرتا بولا۔ گڈ" کمال مسکرایا ویری گڈ یہ تو مسلہ ہی ختم ہو گیا پرفیکٹ سالار مرتضی یقینا ہمارا تم لوگوں سے دوبارہ کبھی سامنا نہیں ہو گا یار تم نے تو یہ بات کہہ کر دل خوش کر دیا۔۔۔ چلو پھر دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں تمھاری طرف میں۔۔"۔ وہ ہنستا ہوا بولا جبکہ سالار کو لگا افنان کی قبر پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈال دی ہو اسنے وہ زخم جو اسکے سینے میں عرصے سے تھے آج اپنی اولاد کے لیے وہ سب فراموش کر بیٹھا تھا حیدر کا اتنا بڑا نقصان سن کر اسکا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔ وہ مزید حیدر کا نقصان نہیں چاہتا تھا وہ اسکا بیٹا تھا اسکی جان بستی تھی اس میں اسکا نقصان مطلب اسکی اپنی موت تھی حیدر میں ہمیشہ اسے اپنا عکس دیکھتا تھا اور آج۔۔۔ آج اسکا بیٹا۔ جس جگہ پر کھڑا تھا وہ مزید اسے کسی کھائ میں نہیں پھینک سکتا تھا یہ سچ تھا حیدر کو بیرسٹر بنانے کا مقصد افنان کے قاتلوں کو اسکے ناکام تک پہچانا تھا لیکن۔۔۔ وہ یہ سب کر کے اپنے ہاتھ نہیں جلا سکتا تھا شاید اولاد کے آگے مجبور ہو گیا تھا۔۔۔ تمھارا یہ دوستانہ ہاتھ تھام کر میں توڑ نہ دوں کمال تم یہاں سے جتنی جلدی دفع ہو جاؤ بہتر ہو گا" سالار۔۔ غصے کی آخری حد پر تھا اسکی برداشت سے کمال باہر تھا۔ ویسے حیدر صاحب آپ کچھ نہیں بولے کہیں ڈر تو نہیں رہے"۔ شیٹ آپ" زریاب نے ایکدم اسکا رخ موڑا۔ اگلی بار یہاں دیکھائی مت دینا" زریاب نے اسے باہر دھکیلا۔ یہ جو تمھارے اور تمھارے بیٹوں کے اطوار ہیں یہ انھیں کسی دن پھنسوا دیں گے۔۔ مجھے اچھا نہیں لگے گا سالار میرا دوستی کا ہاتھ تم تھام نہیں رہے" وہ سنجیدگی سے بولا جبکہ زریاب نے اسے باہر نکل جانے کا کہا

۔ کون ہے یہ "حیدر کی بے ساختہ آواز پر جہاں کمال کے جاتے قدم رکے وہیں زریاب اور سالار جو چاہ رہے تھے کہ یہ شخص نکل جائے۔۔ ایکدم مڑے۔ کمال ماتھے پر بل ڈالے حیدر کی جانب دیکھنے لگا۔ کون ہو تم۔"۔ وہ بولتا ہوا اس تک پہنچا۔ اور تم نے۔۔ میرے ڈیڈ کا گریبان کیسے پکڑا" کھینچ کر ایک مکہ کمال کے منہ پر مارا تھا اسنے۔۔۔ جبکہ کمال دروازے میں جا کر لگا اسکا ملازم گن لوڈ کر چکا تھا جس کی گن پر حیدر نے لات ماری۔ حیدر۔"۔ وہ دونوں اسکی جانب لپکے حیدر خود ہی دور ہو گیا۔ عافیت چاہتے ہو تو لے کر جاؤ اسے یہاں سے" وہ کمال کے ملازم سے بولا جبکہ کمال نہ جانے کیا سمجھا تھا ایکدم مسکرا کر سالار کی جانب دیکھا۔۔۔ سالار۔۔ نے اپنی پوری زندگی میں پہلی بار شدت سے پریشانی کو محسوس کیا تھا اور کمال اپنے ملازم کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔ ٹھیک ہے ہیں آپ"۔ زریاب نے۔۔ حیدر کو پکڑا مجھے کیا ہونا ہے کون تھا یہ آدمی ایسا لگتا ہے کہ دیکھا ہے مگر۔۔ کچھ یاد نہیں ارہا خیر تم لوگ کہاں تھے۔۔ یار عجیب قسم کے لوگ ہو ایک وہ محترمہ ہیں ویسے ڈیڈ میں اب ٹھیک ہوں مجھے ڈسچارج ہو جانا چاہیے"۔۔ وہ باپ کی جانب دیکھ کر بولا۔۔۔ سالار آگے بڑھا اور ایکدم اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔ وہ اونچا لمبا چوڑا نوجوان تھا سالار کے اسطرح ایکدم سینے سے لگانے پر حیران رہ گیا اسکے باپ نے شاید جہاں تک اسے یاد تھا اسکی زندگی میں پہلی بار اسے سینے سے لگایا تھا۔۔۔ کوئی مسلہ ہے"۔ وہ بولا۔ نہیں کوئی مسلہ نہیں اور یہ کون تھا یہ بھی مت سوچو۔۔۔ ایک کام کرتے ہیں واقعی گھر چلتے ہیں میں ڈاکٹر سے بات کرتا ہوں"۔ سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جو سر ہلا گیا۔۔ میں اپنے گھر جاؤں گا"۔ وہ بولا سنجیدگی سے۔ حیدر تمھاری ماں

تمھاری ہی منتظر ہے "۔ اوہ ڈیڈ مام کو میرے بنا رہنے کی عادت ہے اپنی ویز کچھ کھانے پینے کے لیے کیا کچھ نہیں ملتا یہاں " وہ لاپرواہی سے بولتا بیٹھ گیا زریاب نے بھی خود کو سنبھالتا نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔ حیدر ان دونوں کے پریشان چہروں کو دیکھ رہا تھا اور اسے یقین ہونے لگا تھا کہ کوئ مسلہ ہے "۔ ابھی تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک تمھیں یہ ہی کھانا کھانا ہو گا"۔۔ سالار کسی چھوٹے بچے کیطرح اسکا خیال رکھ رہا تھا حیدر ان سب چیزوں کا عادی نہیں تھا وہ غصے سے زریاب کو دیکھنے لگا۔ میں بچہ نہیں ہوں " وہ بولا۔ جبکہ۔۔ زریاب سے مزید یہ سب برداشت نہیں ہوا تو اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔ تمھاری طبعیت خراب ہو گئ تھی دوپہر کے وقت جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے تمھیں کچھ اور کھانے سے منع کیا ہے۔ کیا ہوا تھا مجھے "۔ وہ باپ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتا بولا۔۔ جبکہ سالار نے گہیرہ سانس بھرا کچھ خاص نہیں۔ تم ریسٹ کرو"۔ وہ کہہ کر اسکے ہاتھ میں باؤل دے گیا جو سوپ کا تھا۔ حیدر کے سر میں پھر سے درد شروع ہو گیا میں پی لوں گا" اسنے باپ ہے ہاتھ سے باؤل کھینچ لیا سالار خود بھی نگاہ چرا گیا تھا ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر عرشیہ کمرے میں داخل ہوئ تو اسکے ساتھ لائبہ بھی تھی حیدر نے جھک کر ذرا اسکی جانب دیکھا۔ لبوں کی تراش میں مسکراہٹ ٹھری زریاب بھی اسکا چہرہ دیکھتا مسکرا دیا۔ جب سے یہ بات پتہ چلی تھی تب سے ہی دل پریشان تھا افسردہ تھا یہاں تک کے زیمل تو بے حد بے چین تھی اس سے ملنے کے لیے لیکن سالار نے سب کو سختی سے روکا تھا حیدر پر کچھ بھی واضح کرنے کے لیے۔۔۔ لائبہ نے اسکی ڈائیٹ چیک کی۔۔ ڈاکٹر مجھے یہ مردوں کا

کھانا نہیں کھانا" حیدر نے لائبہ پر نظریں لگائے عرشیہ سے کہا۔۔۔ یہ بات اگر آپ مجھ سے کر رہے ہیں تو میری طرف دیکھ سکتے ہیں حیدر صاحب" وہ بولی تو حیدر نے نگاہ گھمائی۔ بالفرض نور آپکے پیچھے ہو تو اپکو کیسے دیکھ سکتا ہوں" وہ بولا تو عرشیہ کا منہ سے بنا جبکہ زریاب ہنسنے لگا۔ آپ نے کچھ کھایا نہیں" لائبہ نے اسکی باتوں کو اگنور کیا۔ میرا تو دل نہیں لگ رہا اس جگہ پر آپ محترمہ کھانے پینے کی بات کر رہی ہیں"۔ حیدر بولا جبکہ لائبہ نے سنیدگی سے اسکیطرف دیکھا۔ ہاسپیٹل دل لگانے کے لیے نہیں ہے آپ کا علاج کیا جا رہا ہے یہاں۔۔ آپ کی ہارٹ بیٹ بھی تیز ہے۔"۔ ہو سکتا ہے کسی کو دیکھ کر ہو رہی ہو"۔ حیدر بھائی بس کر میرے بھائی۔"۔ زریاب نے اپنے قہقہے کو روکا اور اسکا شانا تھپتھپایا اگر تم یہاں سے اب دفع ہو جا تو مجھے برا نہیں لگے گا" حیدر نے ناگواری سے زریاب کو دیکھا پھر تو مجھے بھی چلے جانا چاہیے" عرشیہ بولی جبکہ حیدر مسکرایا آپ تو ماشاللہ شکل سے ہی ذہین لگ رہی ہیں"۔ عرشیہ کا منہ سا اتر گیا۔ جبکہ لائبہ نے اسپر سے نگاہ ہٹالی تھی وہ رپورٹ ریڈی کر رہی تھی۔ آپ انکو فلحال کچھ کھانے کے لیے دیں" زریاب کی جانب دیکھ کر وہ بولی اور باہر نکلنے لگی۔ مس زیشاہ" حیدر نے روکا۔ لائبہ نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ آپ اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں رہتی ہیں حالانکہ ڈاکٹر کو مسکراتے رہنا چاہیے تاکہ مریض کا دل لگا رہے" وہ گھیرہ سانس بھرتا بولا جبکہ لائبہ نے اسکی جانب نظریں اب اٹھائیں تھیں اور جیسے ذہن کی سکرین پر ایک جھپاکا سا ہوا تھا حیدر کے۔۔۔ ویسی ہی نظریں تھیں۔ بس آنسوں کے سرخ ڈوروں کی کمی تھی۔۔۔ لائبہ مزید کچھ بولے وہاں سے باہر نکل گئ۔ جبکہ حیدر سنجیدہ ہو گیا عرشیہ لائبہ کے

ریسپونس اور حیدر کی اترتی صورت پر طنزیہ ہنس کر نکل گئ۔ اچھا اب غصہ نہ ہونا آپ کو کس نے کہا ہے ایک ڈاکٹر کے ساتھ فلرٹ کرنے کے لیے" زریاب نے اسکو غصہ کرنے سے روکا۔ یہ فلرٹ نہیں ہے" حیدر بولا خیر میں نہیں مان سکتا کہ آپ کو پہلی نظر میں محبت ہو گئ کسی سے" زریاب کانوں کو ہاتھ لگانے لگا۔ یہ لڑکی میرے خوابوں میں آتی ہے کانٹ یو بلیو"۔ زریاب کے منہ سے ایکدم پانی کا فوراہ نکلا جو وہ پینے لگا تھا۔ آپ کو اپنا خواب یاد ہے" خوشگوار حیرت سے بولا۔ ہاں یہ خواب تو میں عرصے سے دیکھ رہا ہوں یاد ہی ہونا ہے مجھے"۔ آپکو۔۔۔۔۔ک۔۔ کوئ لائبہ یاد ہے" وہ کچھ توقف لیتا بولا۔ اسکی طبعیت کی کسی قسم کی خرابی نہیں چاہتا تھا حیدر سنجیدہ ہو گیا۔۔۔ یاد ہے" وہ بس اتنا ہی بولا اور خفگی سے تکیہ پھینک کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹ گیا۔ اب تم دیکھنا میں اس ہاسپیٹل کی ناک میں دم دے دوں گا" وہ پلینگ کرنے لگا۔ کون ہے لائبہ "زریاب۔۔۔نے اتمی کوشش کی تھی بس کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر کے سارے تجزے غلط ہوں اور اسکا بھائ بلکل نارمل ہو۔۔۔۔ تمھاری بھابھی۔۔ زیادہ افسری نہ مارو مجھ پر بلاوجہ ٹیسٹ لینے کھڑے ہو گئے ہو۔ معلوم ہے مجھے لائبہ کون ہے ڈیڈ کی چہیتی کو کیسے بھول سکتا ہوں فلحال بکواس بند کرو اور مجھے بتاؤ۔۔ تم گھر کیوں نہیں دفع ہوتے"۔ وہ اسکی جانب سر اٹھا کر بولا۔ آپکی ڈیوٹی پر۔۔ڈیڈ نے ہایئر کیا ہے مجھے" زریاب تھکا تھکا بولا۔ یہ ڈیڈ مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو رہے ہیں وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ آپ انکے بیٹے ہیں" زریاب بولا۔ ہا" حیدر طنزیہ ہنسا۔ خیر تم جاؤ میں ٹھیک ہوں"۔ زریاب کچھ بولتا۔ کہ حیدر نے ٹوک دیا ۔ پلیز مجھے پرائیویسی چاہیے ۔۔۔۔

---------- جاری ہے تقریبا آدھی رات کا وقت تھا جبکہ حیدر کے پاس نیند نام کی کوئ چیز بھی نہیں بھٹک رہی تھی وہ موبائل یوز کر کے اکتا چکا تھا اسنے موبائل بستر پر پھیکا اور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرا تو ایکدم تکلیف کی ٹیس سی اٹھی اور اسنے اپنا ہاتھ فورا کھینچ لیا۔ سامنے ہی زریاب اسکے لاکھ سنانے کے باوجود وہیں تھا وہ سو رہا تھا۔ وہ ٹھاپاؤں میں چپل ڈالی اور گھیرہ سانس بھرا ہفتہ ہونے کو آیا تھا وہ یہیں پر تھا۔ اور اسی بے کار ہاسپیٹل کے یونیفارم میں۔۔۔ اسنے امین سے دو چار دن پہلے اپنے کپڑوں کے لیے کہہ دیا تھا اور وہ لے کر بھی آیا تھا مگر اسے چینج کرنا یاد نہیں رہے۔ اور وہ حیرانگی سے خود پر ہی افسوس کرتا اپنے کپڑے اٹھا کر واشروم میں چلا گیا۔۔۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو۔ اسکا چہرہ دھل کر اور بھی نکھر گیا تھا جبکہ اپنے لباس میں وہ۔۔ مزید ہینڈسم لگ رہا تھا سر پر پٹی بندھی تھی جبکہ بلیک شرٹ اور بلیک ہی پینٹ پہن لی تو اسکا روشن چمکدار چہرہ۔۔ اس سیاہ رنگ میں آب و تاب سے چمکنے لگا تھا۔ اسنے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اور روم کا دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ باہر نکل کر احساس ہوا کہ وہ زندہ ہے وہ سیدھا چلتا گیا ایک لمبی راہداری اور ایک کمرے کے ساتھ جڑا دوسرا کمرہ اور ہاسپیٹل بھی کافی خوبصورتی سے بنایا ہوا تھا۔۔۔ کافی فریش ماحول تھا کسی لگژری ہوٹل کیطرح۔۔۔ اسے راہداری کے آخر میں مڑنے والے ایک نکڑ سے کچھ آوازیں آنے لگیں وہ برحال سیدھا چلتا جارہا تھا مقصد یہاں سے باہر نکلنا تھا دونوں جیبوں میں بازو ڈالے وہ۔۔ جیسے ہی اینڈ میں پہنچا۔۔۔ ویسے ہی تھم گیا۔ وہ سامنے ہی بیٹھی تھی کسی سے بات کر رہی تھی جبکہ اسکی وہ ہی دوست اسکے ساتھ

تھی۔۔۔ حیدر کی جانب دیکھتے ہی ایکدم اپنی جگہ سے اٹھ گئ۔ حیدر اسی کی جانب مڑ گیا جبکہ ساتھ کھڑا صارم بھی مڑا صارم اور حیدر کی نگاہوں کا تبادلہ ہوا حیدر بے حد سنجیدہ دیکھ رہا تھا عرشیہ تو حیدر کے حلیے پر فدا ہی ہو گئ پہلے وہ کم ہاسپیٹل کے سٹاف کے لیے کرش بنا ہوا تھا کہ اب مزید وہ اپنے آپ کو سنوار کر نکلا تو عرشیہ تو اسے دیکھتی ہی رہ گئ۔ صارم نے گھیرہ سانس بھرا میں پھر بھی تمھیں کہوں گا۔۔ تمھیں گھر چلنا چاہیے تھک گئ ہو گی تم پورے ایک ہفتے سے یہاں موجود ہو" صارم کا فکر مند لہجہ حیدر کو چونکا گیا وہ سکون سے دونوں ہاتھ رکھے ٹیبل پر صارم کو گھور رہا تھا۔ نہیں صارم بھائ ہم ٹھیک ہیں آپ ہماری فکر نہ کریں" وہ ہلکا سا مسکرائی۔ میں جانتا ہوں تم کتنی ٹھیک ہو فلحال میں جا رہا ہوں تم اپنا خیال رکھنا" صارم بولا اور ایک نظر حیدر کو دیکھ کر لائبہ کا ہاتھ جو بے دھیانی میں وہ ٹیبل پر ہی رکھے کھڑی تھی اسے تھپتھپا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ حیدر نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔ لائبہ ایکدم خفت زرہ سی رہ گئ اور عرشیہ کو ہنسی آنے لگی۔۔۔ کون تھا یہ" وہ سوال کرنے لگا غصے سے۔۔۔۔ آپ سے مطلب"۔ لائبہ اپنی فائلز کو الٹا سیدھا کرنے لگی وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔ میں بتا دیتی ہوں یہ لائبہ کا فیانس۔۔۔۔ عرشیہ "لائبہ کو اسکا یوں جھوٹ بولنا اچھا نہیں لگا پہلے کم حیدر سے جھوٹ بولا جا رہا تھا جو وہ مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔۔ اوہ تو آپ فیانسی بھی رکھتی ہیں۔۔ کم از کم اس ڈھکن سے کوئ بہتر لڑکا ڈھونڈ لیا ہوتا اپنے لیے دنیا میں لڑکوں کی کمی نہیں تھی". وہ وہاں سے ہٹتا۔۔ عین لائبہ کے سامنے اگیا کہ اس سے پہلے وہ پھر بھگاتی۔۔۔ لائبہ ایک قدم دور ہوئ۔۔ اسے اپنے اتنے نزدیک دیکھ کر کچھ گھبرا بھی گئ تھی حیدر

صاحب پہلے آپ نظر نہیں آئے تھے نہ " عرشیہ مزے سے بولی حیدر نفی میں سر ہلانے لگا جبکہ لائبہ نے عرشیہ کو گھورا تو وہ ہنستی ہوئی چپ ہو گئی۔ ا۔۔۔اپ اپنے کمرے سے باہر کیوں آئے ہیں"۔ وہ کچھ الجھ کر اسکی جانب دیکھنے لگی جو کافی فریش اور کچھ جیلسی کا شکار لگ رہا تھا۔ آپ سے مطلب" اسنے ٹکا سا جواب دیا اور ایک جلتی کڑھتی مسکراہٹ اسپر پھینکتا عرشیہ کی جانب مڑ گیا ۔۔۔لائبہ کو اسکی فکر ستانے لگی تھی جبکہ وہ ٹیبل پر جھکا عرشیہ سے باتیں کر رہا تھا۔ اس ہاسپیٹل میں کچھ اچھا کھانے کو مل سکتا ہے مجھے بھوک لگی ہے بہت ویسے تو میں یہاں سے بھاگنے والا تھا مگر اب پلین چینج ہو گیا تو کیا تم مجھے جوائین کرو گی ڈاکٹر۔۔۔۔ اسنے ہاتھ بڑھا کر عرشیہ کے کوٹ پر لگا بیج پڑھا کیونکہ نام اسے یاد نہیں ارہا تھا عرشیہ "۔۔۔ وہ بولا جبکہ عرشیہ چہرے پر ہاتھ رکھتی ہنسنے لگی وائے ناٹ بیرسٹر حیدر صرف میں ہی نہیں آپکے ساتھ تو یہ شرف حاصل کرنے کے لیے ہاسپٹل کے سٹاف میں ہلچل سی ہے" لائبہ حیرانگی سے یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔ لگتا تو نہیں" وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھتا بولا جس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ مم یہ تو وہ ویسے بی اپنے فیانس کے علاوہ کسی سے نہیں بولتی " اوہ۔۔۔ "۔ حیدر کے لب اوشیپ میں تبدیل ہوئے۔۔۔ ہمارا کوئی فیانس نہیں ہے فضول مت بولو"۔ لائبہ نے فوراٹو کا سا جواب دیا جبکہ حیدر مسکرانے لگا۔ چلیں "۔ پوری ڈھٹائی سے اسنے عرشی کا ہاتھ پکڑا عرشیہ پھولے نہ سمائی جبکہ لائبہ کو فکر کے ساتھ اب جلن بھی ہونے لگی تھی۔ حیدر اسے مکمل اگنور کیے وہاں سے جانے لگا۔۔ کنٹین کا کھانا بہت مزے دار ہوتا ہے" عرشیہ اسے بتا رہی تھی حیدر "۔ پیچھے سے وہ بے ساختہ پکار گئی حیدر ایڑیوں پر پلٹا۔ اس پکار پر

جیسے دماغ میں عجیب بے چینی سی ہوئی جس کی وجہ سے اسکی پیشانی پر تیوری پڑنے لگی۔۔۔ لائبہ فورا سنبھلی تھی۔۔۔اپ کو باہر کا کھانا الاؤ نہیں ہے آپ ایسا کچھ نہیں کر سکتے اور ڈاکٹر کامران ابھی دس منٹ میں ہاسپیٹل میں ہوں گے۔۔ ڈاکٹر عرشیہ ۔۔۔۔واڈ شاید آج رات آپکی ڈیوٹی میں آتا ہے ". وہ سہولت سے عرشیہ سے بولی جبکہ عرشیہ کی یاداشت لوٹ آئی اف خدا میری جان لے لیں گے ڈاکٹر کامران حیدر صاحب یہ ڈنر ڈیو رہا اپ ٹھیک ہوں گے میں آپکو پرسنلی ڈنر کراؤ گی "وہ مسکرا کر کہتی وہاں سے اپنا سامان اٹھا کر بھاگ گئی جبکہ لائبہ نے بے دھیانی میں حیدر کا ہاتھ تھاما اور سیدھا چلنے لگی۔۔۔ جب آپکو الاوڈ نہیں ہے تو آپ ایسا کچھ نہیں کھائیں گے۔" وہ بولتی جا رہی تھی حیدر نے اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ دیکھا وہ کچھ الجھ سا گیا۔ ہاں یہ الجھن تھی ایسا نہیں لگ رہا تھا۔۔ یہ ہاتھ پہلی بار تھاما گیا تھا وہ کمرے میں داخل ہوتی کہ حیدر رک گیا۔ لائبہ مڑی۔۔۔ کیا میں تمھیں جانتا ہوں۔"۔ وہ سوال کر رہا تھا۔ ن۔۔۔ نہیں "۔ لائبہ جلدی سے بولی۔۔ حیدر سر ہلا گیا چہرہ متفکر تھا لائبہ کی جان حلق میں ہی اگئی اس طرح اسے پریشان دیکھ کر وہ بنا کچھ کہے اندر جانے لگا کہ لائبہ ایکدم بول اٹھی۔ کیا کھانا چاہتے ہیں آپ "وہ بولی حیدر خوشگواریت سے پلٹا وہ مسکرایا تو لائبہ تھوڑا پر سکون ہوئی اور یہ تو عادت بہت پرانی تھی وہ ہر اسکے نقصان میں صرف اسی کی وجہ سے۔۔ اسکا ساتھ دیتی تھی لیکن اب احتیاط بہت ضروری تھی۔۔۔۔ام جو بھی آپ کھلانا چاہیں "۔ ایسا کچھ نہیں ملے گا جو نقصان دہ ہو "لائبہ ساتھ ساتھ ٹوک گئی۔ آپکو بڑی فکر ہے میری "وہ اسکے ساتھ چلنے لگا۔ کیونکہ آپ میرے پیشنٹ ہیں "لائبہ نے آہستگی سے کہا۔۔ تو یہ سب پیشنٹس کا خیال

یوں ہی رکھا جاتا ہے" وہ سنجیدگی سے بولا۔ جی بلکل ہم آپکو کوئی سپیشل ٹریٹمنٹ نہیں دیتے" وہ اسکی جانب دیکھنے لگی۔ پھر یہاں سے نو دو گیارہ ہو جاؤ" وہ مڑ گیا کیوں" لائبہ بولی کیونکہ میں سب میں شامل نہیں ہوں اور نہ ہی میں وہ سب کرتا جو سب کرتے ہیں" وہ اکڑ کر جواب دیتا وہاں سے جانے لگا جبکہ لائبہ کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھری۔۔۔ وہ بلکل ویسا ہی تھا۔۔۔ ٹھیک ہے مرضی ہے آپکی اچھا کھانا آپکا منتظر تھا"۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھتی بولی۔ اکساؤ مت مجھے "یہ میرا کام نہیں لائبہ بولی جبکہ حیدر نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔ اوکے سوری آپ ہائپر مت ہویئے ہم کسی کو یہ ٹریٹمنٹ نہیں دیتے "وہ سچ بول گئ حیدر کے چہرے سے تناؤ سا ہٹا لیکن اب میرا موڈ نہیں" وہ سکون سے ویٹینگ صوفوں پر بیٹھ گیا۔۔۔ لائبہ گھیرہ سانس کھینچ گئ۔۔۔ ٹھیک ہے پھر روم میں جائیں" وہ غصہ دیکھانے لگی حیدر مسکرانے لگا۔۔۔ بس ایک چیز مل سکتی ہے" اچانک وہ اٹھا تو لائبہ کی جانب قدم بڑھانے لگا لائبہ گھبراتی ہوئ دور ہٹنے لگی۔ ک۔۔۔و۔۔ن کون سی چیز"۔ گھیری ہوتی دھڑکنوں میں وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔ سیگریٹ"۔ وہ بولا جبکہ لائبہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔ ہاسپٹل میں سیگریٹ الاؤڈ نہیں ہے"۔ اور آپکی کنڈیشن۔۔۔۔ سیگریٹ ملے گی تو کچھ کھاؤ گا ڈاکٹر ورنہ بھول جاؤ اب میں کچھ کھاؤ"۔ وہ سکون سے کہتا مسکراتا ہوا وہاں سے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا لائبہ کو اسکی ہر ضد کا اندازا باخوبی تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہفتہ بعد گھر لوٹا تھا۔ وہ بھی صرف فریش ہونے کے لیے تھکا تھکا سا گھر میں داخل ہوا سالار زیمل رمشہ آیت نیناں منہا نور ایان تقریبا سب گھر

والے حیدر کی طبعیت پوچھنے گئے ہوئے تھے جبکہ روشانے کو اسنے نہیں دیکھا تھا۔۔۔ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا کہ اسے رونے کی آواز آنے لگی کچھ حیرانگی سے اسکے قدم نیچے ہی ٹھر گئے۔ وہ آواز کے تعاقب میں گیا تو ڈائیونگ ٹیبل پر بیٹھی وہ سر ٹیبل پر رکھے روئے جارہی تھی ۔۔۔ کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو " زریاب کے سوال پر ایکدم روشانے نے سر اٹھایا۔۔ اور زریاب کو دیکھ کر آنسو صاف کر لیے۔ جواب دیے بنا ہی وہاں سے جانے کے لیے اٹھ گئ تھی۔ میں نے تم سے سوال کیا ہے کوئ "زریاب نے غصے سے اسکا بازوں پکڑا۔۔ لیکن مجھے نہیں جواب دینا ہے "روشانے نے اپنا بازو کھینچ کر چھڑایا۔ زریاب کو حیرانگی سی ہوئ اس لڑکی میں کبھی اتنا دم نہیں تھا کہ وہ اسکے آگے بول سکتی ۔۔۔ روشانے مجھے غصہ نہ دلاؤ " زریاب ضبط کرتا بولا۔ میں اسکے علاوہ اور کیا کر سکتی ہوں " وہ اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔ آپکا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے زریاب " وہ وہاں سے پھر جانے لگی۔ کس بات کا اٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہو تم مجھے پہلی بار سنایا کیا میں نے تمھیں جو تم نے ایک ادھم اٹھا لیا"۔ زریاب نے پھر سے اسکا بازو پکڑا۔ نہیں آپ نے مجھے ذلیل کرنے کا سرٹیفیکیٹ لے لیا تھا دو سال پہلے علم ہے مجھے لیکن مجھے یہ علم نہیں تھا کہ اپنے مزاج کے برعکس نہیں چل سکتے ذرا سی اونچ نیچ مجھے طلاق تک پہنچا سکتی ہے " وہ بولی تو آنکھیں بھیگ گئیں میں اس وقت غصے میں تھا اس بات کی کوئ اہمیت نہیں ہے". زریاب نے کہا جبکہ روشانے کو بہت تکلیف ہوئ تھی وہ الفاظ جو وہ اپنے منہ سے نکال کر اسکی اہمیت کو خود نہیں سمجھ رہا تھا کیسے لاپرواہی سے بول گیا تھا۔۔۔ میرے نزدیک بھی اس نکاح کی کوئ اہمیت نہیں ہے اگر میں آپکے لیے ناقابل

برداشت ہوں تو آپ اپنی طلاق کی خواہش شوق سے پوری کریں" وہ پھر سے اپنا بازو چھڑاتی بولی جبکہ زریاب۔۔ حیران تھا وہ کیسے بول رہی تھی اس سے۔ بکواس بند کرو اپنی" اسکے بازو کو دوبارہ جکڑ کر اپنی گرفت میں قید کرتا وہ بولا۔۔۔ بلکل بند" وہ آنکھیں نکال کر اسکی جان نکال لینا چاہتا تھا روشانے کے گالوں پر آنسو ٹپ ٹپ گیرنے لگے۔۔۔۔نہ میں تمھیں طلاق دوں گا نہ مجھ سے الگ تم ہو سکتی ہو۔۔۔ میں نے اس دن غصے میں وہ سب کہا تھا جس کا تم اتنا رویہ مجھے دے رہی ہو تمھارے پاس دماغ ہے بھی جو مائینڈ کرے گا" آپ مجھے ذلیل کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے" روشانے کو شدید رونا آیا تھا۔ جتنی تمھاری عقل ہے میں تمھیں اسی معیار پر رکھتا ہوں مجھے آئندہ اپنا یہ رویہ مت دیکھانا بہتر ہو گا تمھارے لیے" کہتے ساتھ ہی جھٹکے سے اسنے اسے چھوڑا اور مڑ گیا روشانے اسکی پشت دیکھنے لگی۔۔۔ کیا وہ کوئی وجود نہیں رکھتی تھی کیا وہ انسان نہیں تھی کیا واقعی وہ اتنی کم عقل اور پڑھ مغز تھی۔۔۔ پہلے تو وہ اس بات پر رو رہی تھی کہ سب حیدر کی طبعیت پوچھنے چلے گئے تھے اسے چھوڑ کر اور اب تکلیف میں آنسو بالوں پر گر رہے تھے صرف یہ سوچ کر کے اسکا وجود بتایا بھی تو یہ کہ کچھ نہیں تھی وہ نہ اسکی حیثیت کو وہ سمجھتا تھا نہ اسے کوئی اہمیت دیتا تھا بس جب جیسے بھی اسکا دل کرے روشانے کو اسی طرح ڈھلنا چاہیے۔۔۔۔ وہ مڑ گئی اپنے کمرے میں چلی گئی اس دن کے بعد سے عائشہ سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی ایسا نہیں تھا وہ نہیں کر رہی تھی روشانے کو خود ہی موقع نہیں ملا تھا۔۔۔ وہ اپنا چہرہ چھپائے پھر سے رونے لگی تھی اسی اثناء میں گھر میں صارم بھی داخل ہو گیا تھا اور وہی رونے کی آواز سن کر وہ روشانے کے کمرے میں آگیا۔۔۔ اوہ

تمھیں کیا ہو گیا گڑیا"۔ وہ حیرانگی اور پریشانی سے بولا روشانے نے سر اٹھایا اور اپنے آنسو صاف کیے۔ اول بات چھپا کر وہ پیچھلی بات پر چلی گئ۔۔۔ سب چلے گئے حیدر بھیا کی طبعیت پوچھنے اور مجھے گھر چھوڑ گئے"۔ وہ روتے ہوئے بولی جبکہ صارم ہنسنے لگا آپ ہنس رہے ہیں"۔ تو اور کیا کروں ہنسو نہ تو بچوں کی طرح رو رہی ہو میں تو پریشان ہو گیا تھا" وہ اسکے سر پر ہاتھ مارتا بولا جبکہ یہ منظر زریاب نے دیکھ لیا۔۔ روشانے ہلکا سا مسکرا دی۔ چلو اٹھو میں چھوڑ آتا ہوں۔ ایسے نہیں روتے۔ "۔ وہ پیار سے بولا روشانے کو گھر کا ہر فرد بچوں کیطرح ہی ٹریٹ کرتا تھا سوائے اس شخص کے جو دروازے میں کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔ اچانک صارم کی نظر خود زریاب پر گئ ارے زریاب گھر پر تھا تو تم اسکو کہہ دیتی" صارم بولا زریاب سنجیدگی سے اندر داخل ہوا۔۔۔ صارم"۔ بے حد سرد لہجے میں اسنے صارم کو پکارہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا روشانے کو زریاب کا انداز کچھ ٹھیک نہیں لگا وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور اچانک زریاب نے اسکا گریبان جکڑ لیا روشانے کی چیخ نکلی آئندہ روشانے کے آس پاس بھی دیکھائی مت دینا وہ روتی ہے یہ ہنستی ہے تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اسے کا ہنسنا رونا دیکھنے کے لیے میں زندہ ہوں ابھی" بھڑکتا ہوا کہتا وہ اسے دھکیل گیا۔۔۔ صارم نے کبھی روشانے کے بارے میں اس نظریے سے نہیں سوچا تھا جبکہ لائبہ کو وہ پسند کرتا تھا۔ روشانے کے سامنے شرمندگی سی ہوئ تھی اسے۔۔۔ زریاب کو ایک نگاہ دیکھ کر وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا پاگل ہیں آپ "روشانے حونک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ۔۔ وہ بھائ ہیں میرے اور آپ ان سے یہ کیا بات کر رہے تھے" تمھارے شہری کے علاوہ کوئ بھائ نہیں ہے"

اور اپنے غم رو نگنے لیے تمھیں وہ شخص ملا جس سے نفرت ہے مجھے اپنی نفرتیں اپنے پاس رکھیں زریاب بہت ہو گئ ہے میں کم عقل میرے پاس دماغ نہیں میں پڑھ مغز میں اپکے معیار کی نہیں یہ میرے اندر جتنے بھی عیب نکال ہیں مگر اچھائ اور برائ میں فرق خود جانتی ہوں میں اور اگر آپکی طرح پڑھ لکھ جانے سے میرا دماغ بھی ہر انسان کو شک کی نظر سے دیکھے تو مجھے نہیں پڑھنا اور".

زریاب کچھ بولتا کہ وہ بھیگی نظروں سے اسے خود ہی ٹوک گئ۔ آپ میرے شوہر نہیں ہیں ابھی ابھی میں اپنے باپ کے گھر میں ہوں تو جس سے چاہے بات کرو بولوں یہ جو مرضی کروں مجھ پر حکمرانی کرنا بند کریں" وہ چلائ زریاب رنگ رہ گیا جبکہ وہ بھاگ کر باتھروم میں بند ہو گئ۔۔۔

دوسری طرف زریاب خاموش کھڑا رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر روم نمبر 805 کا پیشنٹ میڈیسن نہیں لے رہا نہیں ہی وہ کچھ کھانے پر آمادہ ہیں انکی طبعیت کسی بھی وقت ڈاؤن ہو جائے گی". نرس نے اکر ڈاکٹر کامران کو اطلاع دی تو انھوں نے پیشانی پر بل ڈالے اور اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔ لائبہ جو وہیں بیٹھی تھی اسے رات والی حیدر کی بات یاد آئ۔ اور وہ۔۔ حیران ہی ہو گئ وہ ضد کا اتنا پکا تھا وہ دونوں ہی اسکے روم کی جانب چل دیے۔۔۔ جبکہ ڈاکٹر کامران پہلے ہی غصے میں تھے۔ وہ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور وہاں اتنے سارے لوگ کو دیکھ کر پیشانی پر اور بھی بل پڑ گئے۔ پلیز کچھ دیر کے لیے پیشنٹ کا روم خالی کر دیں"۔ لائبہ آہستگی سے بولی۔۔ جبکہ سالار نے سب کو وہاں سے جانے کا کہا۔۔ سالار صاحب کافی سمجھدار انسان ہیں آپ یہ ہاسپٹل ہے پلیز احساس کریں" وہ ناگواری سے بولے اصولوں کے اتنے

ہی پابند تھے سالار خاموش رہ گیا پہلے ہی وہ خود حیدر کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اگر کچھ بولتا تو یقینا اس ڈاکٹر کو سنا دیتا۔۔۔ میڈیسن کیوں نہیں لے رہے تم "ڈاکٹر کامران سنجیدگی سے بولے۔ اپنی ڈاکٹر سے پوچھیں ان سے ایک چیز مانگی تھی اب تک نہیں ملی مجھے" وہ تب سے لائبہ کو ہی گھور رہا تھا۔ ڈاکٹر کامران سمیت سالار نے بھی لائبہ کی جانب مڑ کر دیکھا وہ اسکا چہرہ پھیکا پڑ گیا اب کیا جواب دیتی کہ وہ کیا مانگ رہا تھا۔ کچھ بولیں گی آپ اب "ڈاکٹر کامران غصے سے بولے۔ سر س۔۔ سوری ہم بھول گئے"۔ وہ ڈاکٹر کامران کے سامنے سارا الزام خود پر لیتی بولی۔۔۔ حیدر کو البتہ اچھا نہیں لگا لائبہ کا اسطرح۔۔ سر جھکانا وہ سیدھا ہوا سالار نے اسکی بے چینی دیکھی تھی ڈاکٹر آپ لاپرواہی برت رہی ہیں" وہ بھڑکے۔۔ سر ہم" وہ پھر سے کچھ کہہ نہ سکی اگر آپکے پیشنٹ کو کچھ بھی ہوتا ہے ذمہ دار آپ ہوں گی" ریلکس اولڈ مین آپ میری ڈاکٹر کو اس طرح نہیں ڈانٹ سکتے یہ میرا اور انکا مسلہ ہے آپ اپنی ٹانگیں کیوں پھنسا رہے ہیں" وہ سیدھا ہوتا بول پڑا۔ حیدر" سالار نے ٹوکا ۔ ایک منٹ ڈیڈ دیکھیے ایکس وائے زیڈ۔۔۔ مجھے نہیں یاد کیا نام ہے آپ کا یہ آپکا مسلہ نہیں تو میری ڈاکٹر کو ڈانٹنا بند کرو۔۔ اور آئندہ ڈانٹنے کی کوشش بھی مت کرنا وکیلوں سے پنگا ڈاکٹروں کو ویسے بھی مہنگا ہی پڑتا ہے" وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔۔ جبکہ ڈاکٹر کامران نے لائبہ کی جانب دیکھا جو خود بے حد شرمندہ تھی۔۔۔ ڈاکٹر کامران بس برداشت کر کے نکل گئے جبکہ لائبہ انکے پیچھے بھاگی۔۔۔ سوری سر پلیز ہم انکی طرف سے معافی چاہتے ہیں" لائبہ بولی جبکہ ڈاکٹر کامران بے ساختہ ہنس دیے۔۔۔ لائبہ کو غش کھا گئ کیا وہ ہنستے بھی تھے مجھے اپنی جوانی یاد آ گئ

اسے دیکھ کر خیر میں اپنی بے عزتی روز برداشت نہیں کروں گا اپنے پیشنٹ کو سمجھاؤ تمیز سے رہے"۔ اگلے ہی لمحے بھڑکتے ہوئے وہ بولے تو لائبہ جلدی سے سر ہلا گئ جبکہ دوسری طرف سالار نے حیدر کیطرف دیکھا۔ جس کی پیشانی پر غصہ تھا۔ کیا مانگا تھا تم نے اپنی ڈاکٹر سے "وہ اپنی بات زور دیتا بولا۔۔۔ سیگریٹ" وہ سکون سے مسکرایا حیدر"۔ سالار کو لائبہ پر اب ترس آنے لگا۔ ڈیڈ ٹیک ایٹ ایزی۔۔۔۔ پلیز میں بہت بور ہو چکا ہوں"۔ بور تم نے ہاسپیٹل کی ناک میں دم دے دیا ہے ہر نرس کے منہ پر یہ ہی بات ہے کہ روم نمبر 805 دوائ نہیں لے رہا۔۔۔ اب وہ بے چاری لڑکی کیا جواب دے گی" ڈیڈ آپکو اچھی نہیں لگتی وہ" حیدر ایکدم جوش سے بولا سالار مسکرا دیا ۔۔۔۔ پیاری ہے"۔ میں بھی یہ ہی کہہ رہا ہوں لیکن زریاب ۔۔۔۔۔ وہ رک گیا کیا زریاب۔" سالار نے غور سے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے لائبہ لائبہ لائبہ پیچھے پڑا ہوا ہے میرے۔" وہ ذرا غصے سے بولا سالار لب دبا گیا۔ تمھیں یاد ہے لائبہ " سالار نے سوال کیا۔۔۔ کیوں میری یاداشت چلی گئ ہے جو مجھے یاد نہیں ہو گی سب یاد ہے مجھے" حیدر سر جھٹک کر بولا۔ اچھا تو بتاؤ"۔ سالار چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔ ڈیڈ میرا موڈ نہیں۔۔۔ موڈ خراب کرنے کا یار" حیدر زچ ہوا حیدر تم جانتے ہو نہ تمھارے لیے صرف لائبہ ہی ہے" کیوں" وہ بھڑکا کس لیے۔۔۔۔ بچہ نہیں ہوں میں نہ ہی مجھ سے زبردستی کریے گا آپ۔۔۔ منہ اٹھا کر کوئ بھی لائبہ میں اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتا" وہ تمھاری زندگی میں شامل ہے"۔ حیدر کی مٹھیاں بھینچنے لگیں سالار ایکدم ہوش میں ایا وہ کس بات پر فورس کر رہا تھا اسے۔۔۔ کون میری زندگی میں شامل ہے ذرا کھل کر بتائیں" بے

حد غصے سے وہ ایک ایک لفظ چبا تا بولا تھا۔ کوئ نہیں ریلکس ہو جاؤ۔". نہیں جواب دیں اب اسنے اچانک گلاس پھینک کر مارا۔ آپ جس کو چاہے میری زندگی میں شامل کر دیں گے اور جب چاہیں گے نکال دیں گے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کٹپتلی نہیں ہوں میں اور ایک بات یاد رکھیے گا ڈیڈ میں لائبہ سے نفرت کرتا ہوں کیونکہ میری زندگی کی بنیاد اسپر رکھی گئ تھی۔۔۔ میں اپنے رشتوں سے اسکی وجہ سے دور ہوا میں اپنے دادا کو آخری وقت میں دیکھ نہیں سکا کیونکہ میرا باپ نہیں چاہتا تھا میں واپس آؤ آپکو کیا لگتا ہے یہ چار دن کی آپکی محبت مجھے سب بھلا دے گی". وہ دھاڑا اور ایکدم سر تھام گیا۔۔۔ سالار کو خود پر شدید غصہ چڑھا سرخ ہوتی نظروں سے دروازہ کھول کر خفگی سے سالار کو دیکھتی لائبہ اندر داخل ہوئ اور ایکدم اسکی جانب بڑھی وہ جو اپنے بالوں کو جکڑے ہوئے تھا۔ ایکدم اسے اپنے سامنے دیکھ۔۔۔ دیکھتا رہ گیا ایکو آپکی سیگریٹ مل جائے گی لیکن پہلے ایکو کچھ کھانا ہو گا۔۔۔ دوائ لینی ہو گی اسکے بعد"۔ وہ آہستگی سے بولی اسپر جھکی ہوئی تھی۔۔۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے" حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔ دوائ نہیں لیں گے تو یہ ہی ہو گا"۔ لائبہ نے کہا جبکہ سالار باہر نکل گیا۔ حیدر نے باپ کو جاتے ہوئے دیکھا اور تکیوں کے سہارے بیٹھ گیا سر میں درد تو تھا لیکن اب وہ ٹھیک تھا لائبہ نے اسکا کھانا نرس سے منگا لیا تھا اسکے آگے رکھا۔۔۔ کھائیں"۔ تم بھی جوائن کرو مجھے" وہ ضدی لہجے میں بولا۔ جبکہ لائبہ نے گھیرہ سانس بھرا۔۔۔ ہم کھانا کھا چکے ہیں"۔ ٹھیک ہے پھر لے جاؤ" وہ سکون سے بولا۔ آپکی وجہ سے ہمیں ڈانٹ پڑی ہے اب آپ نکھرے مت دکھائیں ڈاکٹر ہیں ہم کوئ" وہ رک گئ ہاں کوئ" وہ مسکرایا کچھ نہیں۔۔ میری بیوی

نہیں ہو جو میرے نکھرے دیکھو گی رائیٹ" وہ ہنسا۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔ لائبہ بولی جبکہ حیدر کھانا کھانے لگا۔ آپ کھانا کھالیں ہم دوائ بھیجوادیں گے" وہ جانے لگی اگر تم یہاں سے گئ تو یہ ٹرے دیوار میں پڑے گی جا کر" وہ سہولت سے مسکراتا ہوا بولا۔ پاگل ہیں آپ" وہ بھڑکی کتنی بار پوچھو گی" لائبہ غصے سے سٹول پر بیٹھ گئ جبکہ حیدر اسکی جانب دیکھتا رہا اور سکون سے کھاتا رہا

---------- جاری ہے غصہ کیوں تھے آپ" اسنے آہستگی سے سوال کیا۔ وہ تو ڈیڈ پر اجاتا ہے" وہ بولا اور کھاتا رہا۔ اپنے والد پر اس طرح بھڑکنا اچھا نہیں" لائبہ نرمی سے بولی۔ تو اور کیا کرو ایک ہی بات کے پیچھے پڑیں ہیں" وہ سر جھٹک کر بولا۔ لائبہ چپ رہی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔ حیدر نے سر اٹھایا تو وہ تمھارا فیانس دوبارہ دیکھائی نہیں دیا ۔۔۔ وہ میرے فیانسی نہیں ہیں اور کس طرح بتاؤ آپکو" وہ ذرا غصے سے بولی۔ یہ تو اچھی بات ہے وہ شاپر تمھارا فیانس نہیں اور اگر ہوتا بھی تو میں تمھاری منگنی ٹٹوا دیتا۔۔۔ کیوں" لائبہ نے سوال کیا ۔ کیونکہ وہ پرسوچ ہوا۔۔ اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے سامنے اگیا۔ کیونکہ مجھے تم اچھی لگتی ہو" گھیری نظروں سے اسے دیکھنے لگا لائبہ کا دل تھا حلق میں ہی اگیا۔۔۔ تمھاری یہ آنکھیں یقین نہیں کرو گی یہ آنکھیں میری یاداشت میں ہیں مجھے ایسا لگتا ہے ان آنکھوں کو میں نے اکثر دیکھا ہے پھر یاد آیا میرے خواب میں ایک لڑکی کا بسیرا تھا اور وہ لڑکی اور اسکی آنکھیں بلکل تمھاری جیسی تھیں اور جب سے تمھیں دیکھا ہے دوبارہ وہ خواب نہیں آیا سونے کا دل نہیں کرتا آنکھیں دروازے پر لگی رہتی ہیں ایسا نہیں میں یہ سب باتیں پہلی بار کسی لڑکی سے کہہ رہا ہوں۔۔ لیکن دل سے شاید کسی

کے لیے پہلی بار نکل رہی ہیں۔"۔ وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھام گیا لائبہ کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی تیرنے لگی۔۔۔ ہم۔۔۔ ہمارا نکاح ہوا ہوا ہے مسٹر حیدر اور۔۔۔۔ ہم اپنے شوہر سے بے حد۔۔ بے شمار۔۔ اور شاید اس سے بھی کہیں گناہ زیادہ محبت کرتے ہیں اور کسی بھی انسان کے لیے انھیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے"۔ کیونکہ ہم نے سانسیں انکے نام سے لی ہیں۔۔۔ انکے ساتھ کو سوچا ہے انھیں بن دیکھے چاہاہے اور دیکھنے کے بعد عشق کیا ہے۔۔ اتنی سختی محبت میں کسی اور کے ا جانے سے فرق نہیں پڑے گا". نہ کوئ تیسرا۔۔ ہمارے درمیاں اسکتا ہے" وہ بولتی گئ۔۔ حیدر مرتضی اپنی جگہ جم ہی گیا جبکہ لائبہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ اپنا خیال رکھیے گا آپکی صحت بہت سارے لوگوں کے لیے ضروری ہے" وہ کہہ کر باہر نکل گئ جبکہ حیدر کو لگا اسکے سر پر کوئ ہتھوڑے مار رہا ہو۔۔۔ بے ساختہ ناک گیلی سی ہونے لگی۔ اور اسنے چکراتے سر سے بس پہلی بار اپنی ناک سے بہتا خون دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کچھ گڑبڑ ہے کچھ ہے گڑبڑ مجھے یقین ہے سالار دبا رہا ہے اس گڑبڑ کو۔۔۔۔ حیدر کو میں یاد نہیں ایسا نہی ہو سکتا اس جیسے کایاں وکیل کو تو۔۔ یقین ہو جانا چاہیے کہ اسکا ایکسیڈینٹ میں نے کرایا ہے اور یہاں اسے یہ بھی نہیں پتہ کے۔۔۔ میں ہوں کون". کہیں سر اسکی یاداشت تو نہیں چلی گئ۔ ملازم نے کہا مجھے بھی پہلے ایسا ہی لگا لیکن وہ اپنے گھر والوں کو اور سب کو پہچان رہا ہے پھر مجھے ہی نہ پہچاننے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے ۔۔۔ کہیں اسکی چال تو نہیں" اسکا بیٹا کمرے میں داخل ہوا وہ بیرسٹر ہے بابا یہ مت بھولیے گا وہ بھی بے حد مشہور جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ پھانسی کے آرڈرز ملنے کے بعد بچاتا ہے۔

۔۔ اسکا مقصد پیسا ہے وہ نہایت چالاک آدمی ہے۔۔"۔ وہ بولا جبکہ اسکے باپ نے سر ہلایا لیکن پھر بھی مجھے یقین ہے کچھ مسلہ ہے۔۔۔ پتا لگواو۔۔ اسکی جانب سے نگاہیں بند نہیں کی جاسکتی۔۔۔۔ سالار نے کہہ دیا لیکن حیدر ایسا شخص نہیں جو اپنے باپ کے کہنے پر چلے۔۔۔۔ مجھے اسکی رپورٹس چاہیے "وہ ملازم سے بولا جبکہ ملازم نے سر ہلایا۔ بابا کوئی کمزوری اسکی ہمارے ہاتھ لگنی چاہیے اسکے بعد حیدر مرتضی کو نچانہ دیا تو نام بدل دینا۔۔ اسے نچانے کے لیے تمھارا باپ کافی ہے تم اپنی منگنی پر دھیان دو". وہ مسکرائے تو وہ بھی مسکرادیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہیلو نور بات سنیں میری "۔ ایان کی پکار پر نور جو کوکینگ کلاسز کے لیے جارہی تھی رک گئ۔ عارض گھر پر ہی تھاوہ گربڑائ تھی تھوڑا۔۔۔ میں چھوڑ دیتاہوں". نہیں ایان بابا ارہے ہیں وہ چھوڑ دیں گے"۔ وہ سہولت سے بولی خوامخواہ انکل کو زحمت دی تم نے "بڑی ہے وہ تم سے آپی کہا کرو". عارض کی سخت آواز پر وہ پلٹ کر اسکی جانب دیکھنے لگا ایان نے اپنی ہنسی ضبط کی۔۔۔ ماموں ضروری تو نہیں ہر بڑا آپکا بہن بھائ ہو۔۔۔ لیکن نور تمھاری بہن ہی ہے "نور کو اندر بیٹھنے کا کہہ کر وہ وہاں سے خود بھی گاڑی میں بیٹھ گیا جبکہ ایان خاموشی سے انکی جاتی ہوئ گاڑی کو دیکھنے لگا۔۔۔۔ نور خفیف سی ہو گئ۔۔ بیٹے میں چاہتاہوں اب تمھاری شادی ہو جائے "عارض کی بات پر نور نے سر ہلا دیا۔ کسی کو پسند کرتی ہو".۔ اسنے سوال کیا نہیں بابا جس کو آپ چاہیں"۔ میں نے ہمیشہ تمھاری پسند کو اہمیت دی ہے لیکن اپنے سٹینڈرڈ کا لڑکا۔۔ تمھیں ملے یہ ہی خواہش کی ھے۔۔۔۔ صارم مجھے پسند ہے تمھارا ہم عمر ہے اور بہترین لڑکا ہے "عارض بولا تو نور نے ایکدم سر اٹھایا اسے صارم

میں دلچسپی نہیں تھی ۔۔ تمھیں کوئ اعتراض ہے ؟ عارض نے سوال کیا۔ نہیں" وہ پھیکا سا ہنسی۔۔۔ پھر تو کوئ مسلہ ہی نہیں میں بلاتا ہوں اسکی فیملی وہ منہا کے ساتھ ہی تمھاری رخصتی کی بات بھی چھیڑ تے ہیں" اتنی جلدی بابا۔۔۔ بیٹا آپ بڑی ہو گئ ہو آپکی شادی سب سے پہلے ہونی چاہیے تھی". وہ بولا تو نور خاموش ہو گئ۔ جبکہ عارض چھوڑ کر چکا تھا کہ وہ اب صارم کی فیملی کو بلائے گا جلد از جلد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیدر کی طبعیت کافی خراب ہو چکی تھی لائبہ مسلسل رو رہی تھی آخر اسنے یہ بکواس کیوں کی وہ خوش تھا وہ اسے خوش رہنے دے سکتی تھی وہ کسی سے بات نہیں کر رہا تھا ہر کسی سے جھگڑ رہا تھا۔۔۔ سالار زریاب زیمل یہاں تک کے کسی کو بھی کمرے میں داخل نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔ ایان۔۔ نور منہا سب کے کوشش کی تھی لیکن جب کوئ کمرے میں داخل ہوتا وہ چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنا شروع کر دیتا تبھی ڈاکٹر کامران نے سب کو منع کر دیا تھا جب تک وہ خود نہیں چاہتا کوئ نہیں جائے گا اور حقیقت صرف لائبہ جانتی تھی جبکہ وہ خوفزدہ سی چھپ گئ تھی ۔۔۔ روشانے اتنے دنوں میں پہلی بار اسکی طبعیت پوچھنے آئ تھی سب باہر بیٹھے تھے متفکر تھے۔ کیا ہوا ہے بابا" روشانے نے زین کی جانب دیکھا کچھ نہیں بیٹے بس بھائ کی طبعیت نہیں ٹھیک دعا کرو آپ"۔ زین پریشانی سے بولا سالار کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کمال کے جا کر اتنے ٹکڑے کرے اسکے بیٹے کو کہاں پہنچا دیا تھا اسنے ۔۔۔ ایک ایک بندہ متفکر تھا۔ وہ اندر ہیں" روشانے نے پوچھا ہمم"۔ میں جاؤں" وہ پوچھنے لگی نہیں اسنے کسی سے نہیں ملنا۔۔ ایسے کیسے نہیں ملنا میں بتاتی ہوں ایک تو اتنے دنوں بعد آئ ہوں اوپر

سے اتنا اٹیٹیوڈ میرے سامنے نہیں چلے گا وہ بھڑکتی ہوئی اٹھی اور کوئی روکتا کہ غڑاپ سے اندر گھس گئ۔۔۔ زریاب پریشانی سے اٹھا حیدر غصے سے بھرا بیٹھا تھا اسے نقصان نہ پہنچا دے۔۔۔۔ اسلام علیکم حیدر بھیو"۔ اسنے روشانے کی جانب دیکھا اور جیسے تناؤ میں اپنے آپ کمی ہوئی تھی وہ نہیں جانتا تھا کیسے مگر ہو گئ تھی۔ اتنے دنوں بعد یاد اہی گئ تمھیں"۔ وہ خفگی سے بولا۔۔۔ لو بھلا پہلے دن ہی میں تو اڑ کر اجاتی مگر کسی نے آنے نہیں دیا"۔ وہ منہ بنا گئ۔۔۔۔ ایک نمبر کے گدھے ہیں سارے کے سارے"۔ وہ تپ کر بولا۔ ٹھیک کہہ رہے ہیں" وہ تو خود غصے میں تھی حمایت کرتی بولی۔ اس میں تمھارا شوہر بھی شامل ہے۔۔۔ وہ تو سب سے بڑے ہیں بس بتایئے گا مت کہ میں نے کہا ہے" وہ ہنسی جبکہ حیدر مسکرا دیا۔ چلا کو بلی۔۔۔ لڑائ کی ہے تم نے اس سے"۔ اسکا ذہن دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا تبھی سکون سے روشانے کی باتیں سننے لگا۔ لڑائ نہیں تو۔۔ میں تو نہیں لڑتی کسی سے آپکے بھائ میں خود سے اتنا گھمنڈ ہے وہ سمجھتے ہیں عقل قل ہیں" وہ سر جھٹک گئ۔ حیدر سنجیدہ سا ہوا۔۔۔ میں کان کھینچوں گا اس کے وہ تمھیں تنگ کرتا ہے" وہ بولا تو روشانے دل پر ہاتھ رکھ گئ۔۔۔ ایک آپ ہی میرے اصل بھائ ہیں بس کریک ہے اپنے بھائ کی ایک رگ ذرا بس وہ ٹھیک کر دیں۔"۔ ہاں یہ تو مجھے بھی پتہ ہے بلکل ڈیڈ پر گیا ہے کھبتی بڈھی رو"۔ وہ بولا تو روشانے ایسے ہی نہیں کہتی تھی حیدر اسکا فیورٹ ہے کیونکہ حیدر کے پاس سیم وہی باتیں تھیں جو روشانے کے پاس تھیں۔ شکر ہے کوئ تو سمجھتا ہے ظلم دیکھیں مجھ پر" وہ سر جھٹکنے لگی۔ ہاہا" حیدر اسکے کیوٹ کیوٹ منہ بنانے پر ہنسا۔ ویسے ایک بات تو بتائیں کس بات پر خفا ہیں جو سب کو لائن

میں بیٹھا دیا ہے اور دی گریٹ سالار مرتضی کو بھی"۔ روشانے ہنستی ہوئی بولی۔ ڈیڈ باہر ہیں"۔ حیدر نے سوال کیا لو بھلا پورا خاندان باہر بیٹھا ہے" اور الٹا ڈر رہے ہیں کہ وہ لوگ اندر آئے تو آپ انکے سر پر کچھ مار کر سر پھوڑ دیں گے" وہ ہنستی ہوئی بولی حیدر بھی ہنس دیا میں پاگل ہوں میں کیوں کروں گا ایسا"۔ وہ شانے آچکا دیا۔۔۔ کس بات پر غصہ تھا ویسے آپکو". روشانے بولی تبھی لائبہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔ آپ نے پھر میڈیسن نہیں لیں" لائبہ تھک گئی تھی اس سے۔ میرا تم سے کوئی مطلب نہیں مجھے ڈاکٹر چینج کرنا ہے اپنا" وہ تڑخ کر بولا۔۔۔ لائبہ لب دبا گئی۔۔۔ لیکن یہ تو بہت پیاری ڈاکٹر ہے حیدر بھائی". روشانے نے جلدی سے حمایت لی۔ اتنی ہی سنگ دل بے رحم اور۔" وہ رک گیا۔ ہیں واقعی آپ سنگ دل ہو بے رحم ہو" روشانے نے آنکھ دبائی لائبہ نے ہلکا سا گھورا۔ اگر آپ سب کی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو ہم کام کرنے آئے ہیں آپ دوائی نہیں لیں گے تو بیمار رہیں گے مسٹر حیدر آپ ہمیں تنگ کر رہے ہیں اب۔۔۔ وہ بولی جبکہ حیدر نے سر جھٹکا ڈاکٹر چینج ہو گی تو دوائی بھی لے لوں گا اور ٹھیک ہو کر یہاں سے دفع بھی ہو جاؤ گا زیادہ میری فکر میں اپنی جان ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں ہے" وہ بولا۔ روشانے ہنسی روک رہی تھی۔ لائبہ نے گھیرہ سانس بھرا۔ آپکو کیا شکایت ہے مجھ سے"۔ وہ بلآخر پوچھنے لگی وہ بار بار دوائی روکتا تو ٹھیک نہیں تھا کل بھی اسکی ناک سے خون نکلنے لگ گیا تھا ایک حیدر اس سے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ سر سے پاؤں تک کسی اور کی ہو اور شکایتیں مجھ سے پوچھ رہی ہو"۔ وہ گھور کر بولا۔۔۔ بھڑک الگ گیا تھا جبکہ روشانے کو بھی اگنور کر گیا۔ یہ کس نے کہا یہ تو آپکی ہی ہیں" روشانے نے معاملہ سلجھایا لائبہ

ایکدم چونک گئ۔ حیدر بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ میرا مطلب یہ ہے میں سمجھ گئ ہوں آپ ڈاکٹر صحابہ کو پسند کرتے ہیں تو اس میں مسلہ کیا ہے غصے والی بھی بات نہیں ہم ڈاکٹر کو وکیل کے لیے پسند کر لیتے ہیں تہہ ہو گیا"۔۔وہ مزے سے بولی ہاں اتنا ہی آسان ہے نکاح شدہ ہیں محترمہ" وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بیٹھ گیا جبکہ لائبہ کو لگ رہا تھا وہ جلد ہی پاگل ہو جائے گی۔ روشانے نے اوو کے شیپ میں لبوں کو گول کیا ہو گئ بات آپکی وقت ضائع ہو رہا ہے پلیز دوائ لیں" اسنے دوائ نکال کر اسکی ہتھیلی پر رکھ دی۔ حیدر نے اسکے ہاتھوں کا لمس پھر سے اسی طرح الجھ کر محسوس کیا لائبہ نے فوراہاتھ کھینچ لیے۔پی لیں" وہ بولی۔۔۔اگر یہ منہ نہ ہوتا تو مجھ سے یہ کام کوئ نہیں کرا سکتا تھا لیکن ڈاکٹرنی صاحبہ یہ بات یاد رکھیے مجھے اپنا ڈاکٹر بدلنا ہے جو کنواری ہو بس وہ ہی ڈاکٹرنی چاہیے مجھے"۔روشانے کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا حیدر بھی بے ساختہ اپنی فرمائش پر ہنسنے لگا جبکہ لائبہ نفی میں سر ہلاتی اسے دوائ پلا کر پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔اب بھاگ جائیں گی یہ محترمہ دو کام کرنے آتی ہیں مجھے ڈارنے اور دوائ پلانے" وہ چیڑ کر بولا۔ بھئ آپ سامنے بیٹھ جائیں میرے بھائ کو اچھا نہیں لگ رہا"۔ آپ کے بھائ پاگل ہیں" لائبہ سکون سے بولی۔ یہ بات کوئ اور کہتا تو ایسا کیس ٹھوکتا اسپر یاد رکھتا وہ لیکن کیا کر سکتے ہیں دل آئے گدھی پر پری کیا چیز ہے"۔وہ مزے سے بولا جبکہ روشانے کا قہقہہ ابھرا جبکہ لائبہ آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی۔ بہت ہی بد تمیز اور منہ پھٹ ہیں آپ" وہ بولی جبکہ حیدر شانے آچکا گیا۔۔۔مجھ سے فری مت ہونا زیادہ میرا دماغ خراب ہو میں اپنی پسند کو بھی نہیں بخشتا"۔ دیکھائی دے رہا ہے ہمیں" لائبہ کہہ کر جانے لگی۔ آپ لڑیں

گا مت دوسروں سے آپکو آپکی پسند کا کھانا مل جائے گا"۔ کہہ کر نرمی سے وہ باہر نکل گئ جبکہ روشانے نے حیدر کی جانب دیکھا۔۔۔ یارررررررر" وہ ایکدم بستر پر گیرا۔ میرا دل کیوں آیا اسپر" وہ روشانے کو دیکھنے لگا۔ تو آپ کوئ طریقہ ڈھونڈے مجھے بھی میری بھابھی پسند اگئ ہے"۔ روشانے نے کہا جبکہ حیدر پر سوچ ہو گیا۔۔ کیا وہ صارم نام کا لڑکا اسکا شوہر ہے۔۔ وہ سوچ میں پڑ گیا جبکہ روشانے کے دیکھا دیکھی اب سب اندر اگئے تھے کیونکہ لائبہ باہر بتا چکی تھی وہ ٹھیک ہے اب

-------------------------- چائے پی لو" روشانے ہاسپیٹل کی لابی میں کھڑی ویٹ کر رہی تھی زین کا تبھی زریاب نے اسکی جانب کپ بڑھایا۔۔۔ میں اس قابل ہوں کہ اپکے ساتھ کچھ کھا پی سکوں۔" روشانے نے جلتی انکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔ پلیز روشانے مجھے تنگ مت کرو میں سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں بابا الریڈی بہت پریشان ہیں"۔ حیدر بھائ آپ سے بہت زیادہ اچھے ہیں اور آپ مجھے بلکل اچھے نہیں لگتے اور آپ"۔ وہ غصے سے کہہ کر جانے لگی جبکہ زریاب نے اسکی کلائی تھام لی۔۔ کیا معافی مانگو تب مانو گی" وہ بولا جبکہ روشانے حیرانگی سے پلٹی مانگیں". وہ سکون سے بولی جبکہ زریاب کے لیے مشکل ہو گیا آپ نہیں مانگ سکتے"۔ وہ طنزیہ مسکرا کر چلی گئ۔ چیلنج نہ کرو مجھے"۔ کر دیا"۔ روشانے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی وہاں سے چلی گئ کیونکہ زین بھی آگے سے اگیا تھا۔

--------------------------- سالار کار ڈرائیو کر رہا تھا زیمل کی سوں سوں کی آواز پر اسنے چیڑ کر اسکی جانب دیکھا تمھارے بیٹے نے تگنی کا ناچ نچا دیا ہے مجھے بلکہ سب کو اور تم اب بھی اسکے غم میں رو رہی ہو"۔ آپ کو تو کوئ مسلہ

ہے شروع دن سے میرے بیٹے سے" وہ غصہ کرنے لگی۔ ہاں۔۔ اپنی اولاد سے ہی مسلہ ہے مجھے بہت اچھے"۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگا اب کیا ہو گا سالار کیا وہ کمال ہماری زندگی سے نکل گیا۔"۔ وہ فکر مندی سے بولی کبیر بھی اسی بات پر پریشان ہے جو حیدر کو اتنا بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے وہ بہت کچھ کر سکتا ہے میں نے پہلے ہی روکا تھا اسے مگر اسکے بھیجے میں کوئی بات نہیں ٹھہرتی بد دماغ گھامڑ آدمی"۔ وہ بھڑکا زیمل اسے گھورنے لگی۔ گھورو مت مجھے" وہ بولا۔ اتار دیں مجھے مجھے واپس آنا ہی نہیں چاہیے تھا اپکے ساتھ آپ بس میرے بیٹے کی برائی کرتے ہیں"۔ لائبہ کو دیکھا تم نے وہ کس طرح خیال رکھ رہی ہے" سالار نے بات بدلتے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے سالار حیدر لائبہ سے نفرت کرتا ہے اور صرف ہماری غلطی کی وجہ سے ہم نے واقعی اسپر ذیادتی کی ہے بابا کی وفات پر بھی۔۔۔ زیمل مجھے پرانی باتیں نہیں دھرانی"۔ وہ جیسے اس موضوع پر بات ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ زیمل خاموش ہو گئی۔ کمال والے معاملے میں کچھ سوچنا پڑے گا تم پریشان مت ہو۔ حیدر کے ڈسچارج کی بات چیت کی ہے میں نے مگر ابھی لائبہ اور ڈاکٹر کامران نہیں مان رہے کیونکہ اسکی طبعیت خود باخود بگڑ جاتی ہے۔۔۔ اور اسے یاد بھی نہیں رہتا کہ اسکی طبعیت خراب ہوئی تھی۔"۔ سالار فکر مند تھا مجھے لگتا ہے انھیں لائبہ اور اپنے نکاح کے بارے میں یاد نہیں ہے"۔ ہمم ایسا ہی لگ رہا ہے"۔ زیمل تکلیف سے پھر سے رونے لگی جبکہ سالار لب بھینچ گیا اس کی زندگی کا ہر دکھ اسنے دور کر دیا تھا لیکن اولاد کو ملنے والے دکھ سے وہ خود باہر نہیں نکلا تھا وہ اسے کیسے آزاد کرتا ہاتھ بڑھا کر اسنے اسے سینے ڈے لگا لیا۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا وہ شیر ہے

میرا۔۔مجھے یقین ہے وہ جلد ٹھیک ہو گا۔"۔ وہ آہستگی سے اسے حوصلہ دینے لگا معملات سنبھل نہیں رہے سالار بگڑتے جا رہے ہیں روشانے اور زریاب کے بیچ بھی ان بن ہے۔ میں بہت دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں روشانے زریاب سے کٹی کٹی رہتی ہے۔ زریاب نے ہی بکواس کی ہو گی یہ دونوں ہی پاگل ہیں" وہ بھڑکا۔ آپکی بہویں کچھ نہیں کر سکتی کیا جو میرے بیٹوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں وہ پھر لڑنے لگ گئے تھے۔۔۔ سالار ہنسنے لگا۔ اگر تم ان دونوں کی حمایت کرتی اور ایک روایتی ساس نہ بنتی تو مجھے پہلے روز کیطرح تم پر پیار آتا" وہ بولا جبکہ زیمل کچھ کھسک کر دور ہو گئ۔ سالار البتہ ہنسنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے عارض نے صارم سے اپنی بات کہہ کر خاموشی اختیار کر لی جبکہ صارم سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا یعنی اس آدمی کا مقصد اسے یہاں بلانے کا اپنی بیٹی اسکے سر پر مسلط کرنا تھی۔ انکل میں آپکی بہت عزت کرتے آہوں اور اسی وجہ سے آپکے گھر کے ہر فرد کی لیکن یہ فیصلہ میں خود نہیں کر سکتا مام کے ذمہ ہے یہ فیصلہ کرنا تو انھیں جو بہتر لگے گا وہ ہی"۔ وہ ادھوری بات کہہ کر چپ ہو گیا گویا اپنی طرف سے اسے ٹال رہا تھا۔۔۔ اچھی بات ہے میں بھابھی سے بات کرتا ہوں پھر میں نے تمھارے والد سے بھی بات کی ہے وہ کافی خوش ہوا ہے مجھے یقین ہے تمھاری والدہ بھی خوش ہوں گئیں۔" وہ مسکرایا صارم مسکرا بھی نہ سکا ایسا نہیں تھا نور کوئ اسکے قابل نہیں تھی الٹا وہ دونوں ایک دوسرے کے ایج فیلو بھی تھے لیکن اسے نور میں بلکل انٹرسٹ نہیں تھا وہ نارمل سی ایک لڑکی تھی جس کی کچھ خاص ایکٹیویٹ نہیں تھی جو نہ کچھ کرتی تھی ایک نارمل سی لڑکی سے شادی وہ کرنا نہیں چاہتا تھا اور

سب سے اہم بات وہ ان باتوں کو ایک طرف اٹھا کر رکھ بھی دے وہ لائبہ کو پسند کرتا تھا اور اب ہر گزرتے دن کے ساتھ اسکی پسند محبت میں بدلنے لگی تھی وہ جانتا تھا وہ کسی اور کے نکاح میں ہے لیکن یہ جان کر بھی وہ اپنی پسند بدل نہیں پا رہا تھا۔۔ وہ عارض کو خاموشی سے دیکھتا رہا جبکہ عارض کافی خوش تھا۔ تمھیں کوئی اور تو نہیں پسند" عارض کو کچھ یاد آیا تو بولا اس عمر کے لڑکے ویسے بھی کسی اور میں پسندیدگی رکھتے تھے اسکے پوچھنے پر وہ ایکدم سیدھا ہوا۔۔ کہنا چاہتا تھا ہاں پسند ہے آپکی بیٹی نہیں لائبہ لیکن وہ چپ ہی رہا۔ عارض اسکی خاموشی سے کچھ اخز نہیں کر سکا اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔۔ مجھے تم بہت پسند ہو" وہ مسکرا کر کہہ کر اٹھ گیا۔ جبکہ صارم اسکے کیبن میں ہی بیٹھا رہ گیا اسنے سر تھام لیا وہ انھیں باقائدہ منع نہیں کر سکا تھا وہ سوچ چکا تھا ڈیڈ کو کہہ کر وہ یہ قصہ ختم کرا دے گا جب اسے نور پسند ہی نہیں تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا وہ شادی کر لے۔ وہ عارض کو کچھ کہے بنا ہی وہاں سے چلا گیا۔ جبکہ دوسری طرف نور ڈائیونگ ٹیبل پر بیٹھی ناشتہ کر رہی تھی کہ ایان اسکے پاس ہی ادھمکا اسنے ایکدم چونک کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔ ایان مسکرا رہا تھا وہ اپنے مخصوص حلیے میں تھا بلیک شرٹ اور جینز پہنی ہوئی تھی وہ بلاشبہ بہت ہیڈسم تھا صارم سے بھی زیادہ لیکن کس قدر شرمندگی کہ بات تھی خاندان کی سب سے بڑی لڑکی عمر میں سب سے چھوٹے لڑکے سے شادی کر لے وہ ایکدم ذہن جھٹک گئی۔ کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ" وہ بلاوجہ اسپر غصہ کرنے لگی۔ کوئی مسلہ نہیں ہے میں تو کچھ دینے ایا تھا تمھیں" ایان نے اپنی پینٹ کی پاکٹ سے چاکلیٹس نکال کر اسکی جانب بڑھادی نور نے ان چاکلیٹس کو دیکھا وہ کل عارض سے فرمائش کر رہی

تھی پھر زریاب کے پیچھے لگ گئ مگر زریاب کے پاس وقت نہیں تھا۔ کیونکہ حیدر کے پاس وہ ہی ہوتا تھا تو وہ منہ بنا گئ تھی۔ مجھے نہیں چاہیے "نور نے کہا اور دوبارہ ناشتے پر دھیان دیا۔ کیوں۔۔ چاکلیٹس کھانا تو نہیں چھوڑ دی ایک ہی دن میں "وہ ہنسا۔۔۔ تم زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کیا کرو بابا نے دیکھ لیا تو شدید خفا ہوں گے "وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ ایک بات بتاؤ تم ماموں جان سے اتنا ڈرتی کیوں ہو" ایان اسکی متفکر آنکھوں میں دیکھتا بولا نور نے اسکی جانب دیکھا۔۔ میں ڈرتی نہیں ہوں انکی عزت کرتی ہوں ان سے محبت کرتی ہوں اور انکے ہر فیصلے کا احترام کرتی ہوں۔۔ پلیز ایان تم مجھ سے فری مت ہوا کرو۔۔ اور یہ جو تم نے مجھے تم تم کہنا شروع کر دیا ہے تمھیں عزت کرنی چاہیے میری "وہ بھڑک کر اٹھی باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن ماموں جان مجھے پسند کیوں نہیں کرتے کیا کمی ہے مجھ میں "ایان اپنی ہی بات پر ٹکا رہا۔ چھوٹے ہو تم مجھ سے سمجھ نہیں ارہا تمھیں "وہ بھڑکی۔۔ ایان چیئر سے اٹھا اور ایکدم اسکے سامنے کھڑا ہو گیا۔ نور ایک قدم دور ہوئی۔۔ ایان نے بے باکی اور ڈھٹائی سے اسکی کلائی جکڑی اور اسے اپنی جانب کھینچا۔۔۔ نور اسکے خوشبوں میں بسے سینے سے جو لگی تو جھنجھوڑا سی گئ یہ وہ کیا کر رہا تھا۔ مرد چھوٹا ہو یہ بڑا۔۔ عورت نازک ہی رہتی ہے۔ " آہستگی سے کہتا۔۔ وہ اسکی پھٹی پھٹی آنکھوں میں مسکرا کر دیکھنے لگا۔۔۔ نور" عارض کی گرجدار آواز پر اسنے چہرہ موڑا وہیں ایان نے بھی مڑ کر دیکھا عارض اور آیت کھڑے تھے جبکہ آیت کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا نور کے لئے ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ ایان نے اسکی کلائی چھوڑی اور دور ہو گیا۔ عارض نے نہایت غصے سے ایان کی جانب دیکھا۔

سوری ماموں وہ میں "ایان ابھی کچھ کہتا ہی کہ عارض نے اسکا گریبان ایک جھٹکے سے ایک بازو سے جکڑ لیا۔ نور منہ پر ہاتھ رکھ گئ۔۔۔ میری بیٹی کے آئندہ قریب مت دیکھنا ایان ورنہ تمھارے لیے اچھا نہیں ہو گا" عارض بھڑکا۔ عارض کیا کر رہے ہیں آپ بچہ ہے چھوڑ دیں" آیات نے جلدی سے اسکا گریبان چھڑایا ایان اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑا تھا۔ پسند کرتا ہوں میں نور کو" وہ بنالحاظ کے بولا تھا جبکہ عارض کو اتنا غصہ چڑھا کہ کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر مارا۔۔ سالار اور زیمل بھی تب تک اندر داخل ہو گئے تھے وہ حیدر کی طبعیت پوچھ کر واپس لوٹے تھے۔۔۔ عارض" سالار کی آواز پر بھی وہ نہیں پلٹا۔ اپنے اپ کو دیکھا ہے تم نے میری بیٹی کا سٹینڈرڈ تم سے کبھی میچ نہیں کر سکتا ایک الھڑ نوجوان کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر پھرتے رہتے ہو۔۔ ان میچور انسان ہو تم میں اپنی بیٹی کا فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہتا ہوں اور یقیناً میرے فیصلے میں تمھارا وجود بھی نہیں ہے" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔ ایان نے سالار کی جانب دیکھا سالار بھی حیران نظروں سے ان سب کو دیکھ کر معملہ سمجھنا چاہ رہا تھا۔ کیا ہوا ہے کیوں بھڑک رہے ہو پاگل ہو گئے ہو" وہ ایان اور عارض کے بیچ آ گیا۔ یہ ہمارے گھر پر نقب لگا رہا ہے بے ہودہ لڑکا آوارہ۔۔ باہر سے آیا ہے تو جو مرضی کرتا پھیرے گا اسکی مرضی چلے گی اب" عارض چیخا جبکہ سالار نے اسکو قابو میں کیا جو دوبارہ ایان پر جھپٹ رہا تھا۔۔۔ عارض کے تھپڑ سے ایان کے گال سرخ ہو گئے تھے دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا" سالار بھڑکا نہیں ہوا لیکن اس سے کہہ دیں آپ اگر یہاں رہنا ہے تو شرافت سے رہے ورنہ یہاں سے نکالنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی مجھے" نور کا ہاتھ جکڑ کر وہ ایان کو وارن کرتا

وہاں سے نکل گیا جبکہ ایان کا چہرہ غصے کی شدت سے مزید سرخ ہو گیا تھا وہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلا گیا جبکہ عمل بھی وہیں کھڑی تھی سالار زیمل اور آیت ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہ گئے۔۔ عارض نور کو کمرے میں لے آیا اور اسکی جانب خفگی سے دیکھنے لگا۔۔۔ تم پسند کرتی ہو اسکو" وہ سختی سے استفسار کر رہا تھا ن۔۔۔ نہیں ب۔۔۔ بابا جو جو آپ نے میرے لیے پسند کر لیا مجھے وہ ہی پسند ہے "نور سہم کر بولی در حقیقت عارض کے غصے سے وہ ہمیشہ یوں ہی کانپ جاتی تھی۔ عارض نے گھیرہ سانس بھرا۔۔ آیت کمرے میں تب تک اچکی تھی۔ تیاریاں کرو نور کی شادی کی منہا کے ساتھ ہی نور کی بھی رخصتی ہو گی"۔ وہ بولا اور وہاں سے چلا گیا جبکہ نور جو کانپ رہی تھی ایکدم ماں ہے سینے سے لگ گئ۔ آیت خود پریشان تھی یہ عارض کو ہو کیا گیا ہے سچ کہا جاتا تو اسے بھی ایان پسند تھا اگر تو وہ اسکی بیٹی کو پسند کرتا تھا کیا برائ تھی ایک ایسے شخص سے شادی کرنے میں جو آپکو دل سے چاہتا ہو بانسبت اس شخص سے شادی کرنے میں جو آپکو جانتا نہ ہو پسند نہ کرتا ہو۔ تم پریشان نہ ہو وہ غصے میں ہیں اس وقت" وہ نور کو چپ کرانے لگی۔۔۔ ماما میں سچ میں ایان میں انٹرسٹیڈ نہیں ہوں اور اور اس وقت بھی میں اسے روک ہی رہی تھی بابا غلط سمجھ رہے ہیں وہ جانتے ہیں میں ایسی نہیں ہوں میں نے انکی اجازت انکی خواہش اور پسند کے بنا کبھی کچھ نہیں کیا وہ مجھ سے اس طرح بدگمان نہیں ہو سکتے" وہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی جبکہ آیت نے اسے پیار سے چپ کرایا۔ بس غصہ تیز ہے انکا ابھی سالار بھائ کبیر بھائ سیدھا کر دیں گے انھیں۔" وہ ہلکا سا مسکرائی جبکہ نور بہت ڈر گئ تھی اسے اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی یوں ایام کے قریب

کھڑے ہونے سے اور اسکے باپ کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا اس وقت وہ سر تھام گئ جبکہ ایت اسے تسلی دے رہی تھی کہ وہ پریشان نہ ہو لیکن بچپن سے ہی وہ عارض کے قریب تھی اسکی کسی بھی بات سے بہت جلد گھبرا جانا اور۔ ۔ اسکی ناراضگی کی پرواہ بہت ہوتی تھی اسے ۔۔۔ ----------لائبہ بہت دنوں بعد گھر گئ تھی ۔ وہ بہت تھک گئ تھی وہ نیند ٹھیک سے نہیں لے پا رہی تھی ہر وقت کی ڈیوٹی نے اسے بھی بیمار کر دیا تھا جس کی وجہ سے اسے فلو اور ہلکا سا فیور ہو چکا تھا۔ سرخ سرخ ناک کو رگڑ رگڑ کر اسنے اور خوبصورت کر لیا تھا جبکہ سرخ نظریں حسین ترین تھیں۔۔۔ وہ گھر میں آرام کی غرض سے ابھی لیٹنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ اسکا سیل فون بجنے لگا۔ اسنے کال پیک کیں جی عرشیہ " وہ تھکاوٹ سے چور ہوتی بستر پر بیٹھ گئ۔ کہاں ہو تم " عرشیہ کی جھنجھلاتی ہوئ آواز پر وہ چونک گئ۔۔ گھر پر۔۔۔ خیریت حیدر ٹھیک ہیں "۔۔ وہ جلدی سے پوچھ بیٹھی۔ یار حیدر کیا چیز ہے اسنے ایک ادھم اٹھایا ہوا ہے ہاسپیٹل میں اینڈ یو نو ڈاکٹر کامران کا بی پی شوٹ ہو چکا ہے حیدر کی وجہ سے جس ڈاکٹر کو اسنے ضد کر کر کے چینج کرایا ہے اب اسکی ایک بات ماننے کو تیار نہیں ہے۔ اسنے صبح سے میڈیسن نہیں لی ہے ڈو یو نو۔۔ "۔۔ عرشیہ زچ ہو چکی تھی۔ لائبہ نے گھیرہ سانس بھرا ٹھیک ہے ہم آتے ہیں " اسنے کہا بہت مہربانی۔ "۔ کھٹاک سے فون بند کر گئ جس سے لائبہ کو اندازا ہوا کہ حیدر نے واقعی ان سب کا خون پی لیا ہے۔۔ وہ کچھ دیر ارام کرنا چاہتی تھی اسکا جسم ٹوٹ رہا تھا تھک چکا تھا لیکن۔۔ آرام نہیں کر سکی وہ اسی حلیے میں اٹھی۔ اسنے بلیک پلین کرتا اور بلیک ہی کیپری پہنا ہوا تھا جو اسکی

نکھرتی ملائی کی مانند رنگت پر ایسے اٹھ رہا تھا جیسے وہ چمکتا نور ہو جو سیاہ لحاف میں قید ہو۔۔۔ اسپر زکام کی شکایت بخار سے بوجھل نظریں کوئی بھی اسے دیکھ کر اسکے حسن میں پاگل ہو سکتا تھا بہک سکتا تھا۔ اسنے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا سیاہ دوپٹہ ہلکا سا سر پر لیا جو ڈھلک کر دوبارہ نیچے اچکا تھا اور اپنا کوٹ اٹھا کر وہ۔۔ پھر سے ہاسپیٹل کے لیے نکل گئ تقریبا بیس منٹ لگے تھے اسے وہ دوبارہ ہاسپیٹل میں تھی عرشیہ نے اسکی جانب دیکھا اور مسکرا دی۔۔۔ یار نظر لگ جائے گی تمھیں نظر اتار لو اپنی "۔۔ عرشیہ مسکرا کر بولی جبکہ لائبہ۔۔ ہلکا سا شرما گئ ٹشو سے ناک صاف کی اور ابھی اندر بڑھتی کہ ہیل کی ٹک ٹک پر پلٹی۔۔۔ مہنگی خوشبوں میں بسی وہ لڑکی علیشبہ ہی تھی جس نے پینٹ پر بلو سیلولیس شرٹ پہنی ہوئ تھی اور گاگلز چہرے پر سجائے وہ سکون سے چلتی ہوئ لائبہ کے پاس سے گزرتی اسپر ایک نخوت بھری نگاہ ڈال کر سامنے چلی گئ۔۔۔۔ زہر لگتی ہے مجھے یہ اور اور تم۔ ۔حیدر کی زندگی میں اسے برداشت کر کیسے رہی ہو " عرشیہ تو بھڑک کر بولی۔ لائبہ معمولی سا مسکرا دی۔ ہم حیدر اور اپنی زندگی کو ایک نہیں سمجھتے۔۔ اب انھیں ہماری ضرورت نہیں رہے گی۔ "وہ کہہ کر پلٹ گئ۔ لیکن یوں اپنے حق سے پیچھے ہٹنا تو حماقت ہوتی ہے لائبہ "۔۔ عرشیہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔۔ کون سا حق " وہ لاپرواہی سے کہتی فائلز چیک کرنے لگی اسکی ڈیوٹی جو۔۔ کہ چھ گھنٹے بعد ہی تھی اسنے پہلے پی چارج سنبھال لیا پھر اپنی بکس بھی اٹھالیں پریکٹس تو بہت اچھی چل رہی تھی اب اسنے آخری پیپرز دینے تھے۔۔۔ اور اسکے بعد بھی کچھ پیپرز دے کر وہ ایک مکمل ڈاکٹر بن جاتی وہ اپنی بکس اٹھا کر چلی گئ۔ لائبہ " عرشیہ کو اسپر غصہ آیا مگر لائبہ نے نوٹس نہیں لیا۔ لائبہ

اپنے واڈ میں جاتی کہ صارم کو سامنے سے اتا دیکھ گھبرہ سانس بھر گئ۔ صارم اسے سانس روکے دیکھنے لگا۔ اس رنگ کا حسن جمال بڑھا دیا تم نے" وہ مسکرایا۔ تو لائبہ نے حیرانگی سے اسکی طرف دیکھا۔ اپ کے پاس ان باتوں کے علاوہ کوئ بات نہیں"۔ وہ واڈ کی جانب چلتی گئ۔ باتیں تو بہت ہیں لیکن تم سننا نہیں چاہتی" صارم اسکے ساتھ ساتھ تھا سننے کا جواز نہیں" آہستگی سے کہہ کر وہ پیشنٹ سے اسکا حال پوچھنے لگی۔ نظر لگ جائے گی تمھیں" صارم نے مسکرا کر کہا۔۔لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی ٹھیک ہے تم مجھ سے دوستی تو کر سکتی ہو پسند نہ ہی سہی"۔۔ صارم نے اپنے سے کوشش کی تھی اجنبیت کی اس دیوار کو گیرانے کے لیے۔ لڑکا لڑکی دوست نہیں ہوتے" لائبہ نے سہولت سے جواب دے دیا۔ ام م م م ایک اچھا دوست کوئ بھی ہو سکتا ہے لڑکی ہو لڑکا ہو ماں ہو بوڑھا ہو جوان ہو۔"۔ اسکی بات پر لائبہ نے مڑ کر دیکھا اور صارم کہہ سکتا تھا وہ اپنا دل تھام گیا جب اسنے اپنی سرخ ہوتی ناک کو ٹشو سے ہلکا سا صاف کیا اور مسکرا دی۔ آپ ہمیں ایمپریس کرنا چاہ رہے ہیں" اسکی بات پر صارم خوش ہو گیا چلو کچھ تو فایدہ ہوا اس گفتگو کا" وہ نرمی سے بولا۔ ہم کام کر رہے ہیں"۔۔ وہ صارم سے کہہ کر باہر نکل گئ۔ آپ کے ساتھ ہم بھی کر لیں گے" وہ اسکے انداز میں بولا کافی خوش لگ رہا تھا ایک تو اسے دیکھنے سے دل بھی تھک رہا تھا اوپر سے وہ اس سے باتوں میں لگی ہوئ تھی بے دھیانی تھی یہ کچھ اور بس اچھا لگ رہا تھا۔

---------- روشانے علیشبہ کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی جو عین حیدر کے بیڈ پر۔ل چڑھی بیٹھی تھی بس نہیں چل رہا تھا اسکے سینے سے ہی لگ جائے جبکہ

زریاب بھی خاموشی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ دونوں ہی آئے ہوئے تھے حیدر بہت دکھ ہو رہا ہے تمھیں ایسے دیکھ کر۔۔ بس تم نہ ٹھیک ہو جاؤ جلدی سے "۔ علیشبہ نے اپنے نہ دیکھتے آنسو صاف کیے۔ جبکہ حیدر بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہا تھا عادل اور اسفر بھی ملنے آنے کا کہہ رہے تھے میں نے خود ہی روک دیا کہ تمھاری طبعیت ٹھیک ہو جائے اچھا وہ میں ". علیشبہ ایک سانس بولے جا رہی تھی جبکہ حیدر کی توجہ صرف دروازے کی جانب تھی۔۔۔ تم مجھے سن بھی رہے ہو" وہ اسکا ہاتھ ہلاتی بولی ہمم ہاں۔ "حیدر بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔ میں کہہ رہی تھی میرا ایک گرینڈ فصی لندن سے آیا ہے کیا میں اسے تمھارے گھر ٹھہرالوں تم تو آج کل ہاسپیٹل میں ہوتے ہو"۔ وہ بولی اور نہایت نرمی سے۔ اسکا ہاتھ سہلانے لگی۔ ٹھیک ہے تم ابھی جاؤ میں بعد میں بات کروں گا" اسکا سر درد کرنے لگا تھا وہ اجزسا آتا وہ بولا تھا۔ تھنکیو تھنکیو حیدر "علیشبہ تو اسکے گلے ہی لگ گئ حیدر کو غصہ چڑھنے لگا لیکن اسکے ری ایکشن سے پہلے ہی وہ دور ہو گئ۔ کوئ ضرورت نہیں ہے اپنے کسی بھی عاشق کو میرے بھائ کے گھر میں داخل کرنے کی۔ "۔ زریاب "حیدر نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔ یہ میرا مسلہ ہے "۔۔ وہ دوٹوک بولا۔ بھیا آپ "۔ علیشبہ ناگواری سے زریاب کو دیکھنے لگی۔ جبکہ حیدر کا سر درد اب بڑھتا جا رہا تھا جاؤ تم سب یہاں سے "وہ ایکدم چلایا کہ علیشبہ اپنی جگہ اچھل پڑی زریاب اور روشانے فکرمندی سے اٹھے وہ صبح سے دوائ جو نہیں لے رہا تھا جبکہ اسنے اپنی ضد پر ڈاکٹر چینج کرائ تھی۔ روشانے کمرے سے نکل گئ وہ ڈاکٹر کو بلانے نکلی تھی۔ ڈاکٹر علینہ روم میں آئیں اور حیدر کو سر تھامے دیکھ ایکدم سے وہ۔۔ اسکی جانب انجیکشن لے کر بڑھیں کہ

حیدر نے ہاتھ اٹھا کر انھیں سرخ نظروں سے دور رہنے کا کہا۔ ہا۔۔۔ہاتھ بھی مت لگانا مجھے "وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر بولا حیدر آپکی طبعیت زیادہ بگڑ جائے گی۔ کیوں "۔چیخا۔ بھائی "۔۔زریاب نے اسے سنبھالنا چاہا۔ ہٹو دور ہو جاؤ مجھ سے۔ کیوں بگڑے کی می۔۔۔ آہ "وہ اپنے بال جکڑ گیا کیفیت ایسی تھی جیسے ابھی اسکا سر پھٹ جائے گا علیشبہ توجہ سے یہ سب دیکھ رہی تھی یہ سب تھا کیا۔۔۔ حیدر کو کیا ہوا تھا۔ عرشیہ یہ حال دیکھ کر فوراواڈ کی جانب بڑھی۔ تو لائبہ اسی طرف ارہی تھی حیدر کی طبعیت بگڑ گئ ہے لائبہ ". اسنے اسے اطلاع دی اور لائبہ پریشانی سے اس کمرے کی جانب چلنے لگی صارم بھی اسکے پیچھے پیچھے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر علینہ نے حیدر کے زبردستی انجیکشن لگا دیا تھا زریاب نے علیشبہ کی جانب بھڑک کر دیکھا۔ میرے بھائی کی طبعیت خرابی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ۔ "وہ ایکدم اسپر چڑھ دوڑا اسے بہت برا لگا تھا کہ علیشبہ اپنے کسی عاشق کو اسکے بھائی کے گھر میں کیوں رکھے گی۔۔۔ مائنڈ یور لینگویج میں تمھاری طبعیت تمھاری اسی بھائی سے صاف کرا سکتی ہوں سمجھے تم اور حیدر نے مجھے پوری اتھورٹیز دی ہوئی ہے۔۔ میں جو مرضی کر سکتی ہوں گھر کی چابی میرے پاس ہے۔ "۔ وہ بولتی جارہی تھی جبکہ زریاب کا پارہ ہائی ہونے لگا بس نہیں چلا کہ کھینچ کر تھپڑ اسکے مار دے انجیکشن کے بعد لائبہ کے آنے سے پہلے ہی حیدر نیند میں چلا گیا تھا۔ زریاب کچھ نہیں کر سکا جبکہ علیشبہ بھی تیور دیکھتی چلی گئ تھی۔۔ وہ باہر نکلنے لگی دماغ میں سوال یہ تھا کہ حیدر کے ساتھ کوئی بڑا مسلہ ہے۔۔ ایسے ہی کسی انسان پر بیٹھے بٹھائے دورے نہیں پڑ سکتے اسنے ایک واڈ بوائے کو پکڑ لیا۔ یہ اس پیشنٹ کو کیا ایشو ہے "۔ اسنے

پانچ سو روپے اسکی جیب میں رکھتے پوچھا۔ جبکہ واڈ بوائے خوش ہو گیا میڈیم جی اس پیشنٹ کی تو یاداشت ہی ٹھیک نہیں ہے جبکہ۔۔ سنا ہے اسکے دماغ پر ایسی چوٹ لگی ہے کہ اسپر کسی بھی وقت ایسی حالت پڑ سکتی ہے۔"۔ وہ بولا علیشبہ خوشگواری حیرت سے اس کمرے کی جانب دیکھنے لگی۔ جو حیدر کے پاس رہ کر نہیں کر سکی اب اسکے پیچھے کرنے کا موقع مل گیا تھا اسنے ایک نمبر پر کال ملائی۔ دوسری طرف ڈاکٹر علینہ نے ایک دن کی رپورٹ ڈاکٹر کامران کے سامنے رکھی۔ لائبہ وہیں کھڑی تھی اسے شدت سے بخار چڑھا ہوا تھا لیکن اس نے اپنے بخار کو رتی بھی اہمیت نہیں دی تھی سر میں اس پیشنٹ کو نہیں سنبھال سکتی سوری" علینہ تھکتی ہوئ بولی۔ یہ پیشنٹ اپنی تباہی کا خود ذمہدار ہو گا انھیں میرے خیال سے ڈاکٹر لائبہ ہی ہینڈل کریں تو بہتر ہے"۔ نخوت سے لائبہ کو دیکھ کر وہ بولی۔ ڈاکٹر کامران نے سر ہلایا اور۔۔ علینہ کو وہاں سے جانے کا کہا۔ علینہ تو وہاں سے نکل گئ جبکہ ڈاکٹر کامران لائبہ کی جانب دیکھنے لگے آپ چاہتی ہیں ہاسپیٹل آپکے شوہر کی وجہ سے بند کر دوں"۔ وہ سنجیدگی سے بولے۔ سوری سر آئندہ ایسا نہیں ہو گا اب ہم خود خیال رکھیں گے". پلیز ڈاکٹر لائبہ حیدر کو جلد۔ از جلد ٹھیک کر کے ہماری ہاسپیٹل کی جان بخشی کروا دیں بہت شکریہ"۔ بس یہ ہی کسر رہ گئ تھی کہ وہ ہاتھ جوڑ دیتے ۔ لائبہ سر ہلا کر باہر نکل گئ۔ ---------- بھائ چاہتے کیا ہیں آپ" زریاب بھی غصے سے بولا میری ڈاکٹر کہاں ہے صبح سے وہ میرے کمرے میں نہیں آئ"۔ حیدر اصل مدعے پر آیا زریاب سر تھام گیا اس وقت وہ اکیلا تھا روشانے کچھ دیر پہلے ہی گئ تھی۔ بس" وہ حیدر کو دیکھنے لگا

ہاں" حیدر نے سر جھٹکا۔ تبھی لائبہ اور صارم آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے حیدر لائبہ کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی تھی جسے دیکھ کر دل اور دماغ ٹھنڈا ہو جاتا جسے دیکھ کر اسے ایسا نہیں لگتا تھا اسکا سر پھٹ رہا ہے اسکو کچھ ہو رہا ہے بس وہ پر سکون ہو جاتا تھا۔۔۔ سرخ ناک بوجھل سرخ آنکھیں وہ کمرے میں ائ اور وہ اسے دیکھنے میں اتنا ہی مہو تھا کہ وہ اسکے پیچھے صارم کو نہیں دیکھ سکا وہ آہستہ آہستہ چلتی اسکے نزدیک آتی گئ۔ صارم اور لائبہ کو ایک ساتھ دیکھ کر زریاب کو بھی بہت غصہ چڑھا تھا وہ صارم کے نزدیک آیا۔ ہمیں باہر چلنا چاہیے "۔زریاب نے سختی سے اسے کہا اور باہر نکلنے پر مجبور کر دیا جبکہ صارم نے سنجیدگی سے سسکی جانب دیکھا ایک پاگل کے پاس اس معصوم لڑکی کو چھوڑ کر تم اچھا نہیں کر رہے" صارم میں تمھارا منہ بھی توڑ سکتا ہوں وہ میرے بھائ کی بیوی ہے جسے یاد تک نہیں کہ وہ اسکی بیوی ہے" صارم اسکی آنکھوں میں آیا۔۔۔ مان لو تم سب حیدر پاگل ہو چکا ہے۔۔ جلد اسے صرف پاگل خانے کی ضرورت ہے اور لائبہ کو ایک پاگل کے ساتھ باندھ کر کے تم لوگ لائبہ پر ظلم کر رہے ہو جو کہ میں ہونے نہیں دوں گا یاد رکھنا"۔ صارم بھڑک کر کہتا وہاں سے چلا گیا جبکہ زریاب۔۔ اسکی پشت گھورتا رہا گیا۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لائبہ نے اسکی جانب دیکھا۔ اور دوبارہ نظریں جھکا کر رپورٹ لکھنے لگی۔ حیدر نے اسکی یہ اگنورنس دیکھی تو بیڈ سے نیچے اتر گیا۔ لائبہ نے اسکی طرف دیکھا وہ اسی کی جانب چلتا ارہا تھا۔ آپ۔۔۔ آپ کیوں اترے ہیں بیڈ سے" لائبہ ایک قدم دور ہوتی بولی۔ اور وہیں حیدر ن اسکے سیاہ شرٹ میں چھپے بازو کو اپنے مظبوط ہاتھوں کی سخت

گرفت میں جکڑا اور اسکو کھینچ کر دیوار پر مارا کہ لائبہ کو لگا اسکی کمر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئ ہو۔
آہ"۔ بے ساختہ وہ سسکی حونک نظروں سے حیدر کو دیکھنے لگی ح۔۔۔ حیدر" وہ ڈرنے لگی تھی
۔۔۔ کہاں تھی تم صبح سے " اسنے دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ جماتے اسے اپنے دونوں بازوں کے
حصار میں قید کر لیے کہ۔۔ اسکے پاس وہاں سے نکلنے کی کوئ راہ نہ بچی۔ پورا دن پورا دن۔۔۔ میں
نے تمھارا انتظار کیا اور تم۔۔ نے ایک بار بھی میرے کمرے میں آنے کی زحمت نہیں کی کیوں" وہ
دیوار پر غصے سے ہاتھ مارتا۔۔ تقریبا چیخا تھا۔ لائبہ نے اپنا اٹکا ہوا سانس بحال کیا۔۔ ہم۔۔۔ آپ
نے خود ہی ڈاکٹر بدلنے کے لیے کہا تھا ہم نے آپکی خواہش پوری کی ہے پھر بھی آپ غصہ کر رہے
ہیں " وہ نرمی سے بولی تھی جبکہ حیدر نفی میں سر ہلانے لگا میری نظروں سے دور مت جایا
کرو۔۔۔۔ اور یہ میں تمھیں لاسٹ وارنگ دے رہا ہوں یہ تو میری نظروں کے سامنے آتی ہی نہ
اور اگر اگئ ہو تو اب جانے کی بات نہ کرنا۔ " وہ پھنکارہ آپ " وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی ششششش"۔
حیدر نے اسکے سرخ ہوتے لبوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ کر مزید کچھ بولنے سے ٹوک دیا۔ لائبہ کو لگا
اسکے پورے جسم کی جان بس ان لبوں پر اکر ٹھر گئ ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ سٹپٹا گئ جبکہ حیدر نے محظوظ ہو کر یہ منظر
دیکھا تھا۔ لائبہ کو ایک لمحہ لگا حوش وحواس میں آنے میں اسنے حیدر کے سینے پر اپنے کانپتے ہاتھوں
سے دباؤ ڈالا اور۔۔ بمشکل اسکے چٹانی وجود کو خود سے دور کیا۔ ہ۔۔۔ ہم آپ۔۔۔ آپ کی
فرمائشیں پوری کر۔۔ نن کرنے کے لیے ہیں کیا؟ آپ کو ہم بتا چکے۔۔۔ ہاں ہاں پتہ کہ نکاح میں

ہو کسی کے۔۔۔ لیکن اب میری نظروں میں ہو تو بھول جاؤ سب کو"۔ وہ سر جھٹک کر بولتا۔۔۔ صوفے پر بیٹھ گیا۔ ایسے کیسے بھول جائیں ہم نے نکاح کیا ہے"۔ لائبہ کی آواز زکام کی شکایت کے باعث بیٹھی بیٹھی سی تھی۔ حیدر نے اسے بھرپور نظروں سے دیکھا سیاہ لباس میں وہ نہایت حسین لگ رہی تھی۔ تمھارے اس نام نہاد شوہر پر ایسا کیس بناؤ گا شادی تو دور کی بعد آزاد فضا میں کبھی سانس بھی نہیں لے پائے گا اور زیادہ اسلامی بہن بننے کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر۔۔۔ بفیل کرو اس بات کو بیرسٹر حیدر تم سے محبت کرنے لگا ہے"۔ گھیری نظروں سے دیکھتے گھمبیر لہجے میں کہتے۔۔ وہ لائبہ کو سن کر گیا تھا وہ کچھ لمحے اسکی نظروں کے زیر اثر رہی بلکل ایسے جیسے چھوئی موئی سی ہو رہی ہو پھر بخار بھی تھا تو اسکی آنکھیں بھاری بھاری سی ہو رہیں تھیں۔ وہ باہر نکلنے لگی کیونکہ اسکے پاس سے بھاگ جانے کے علاوہ لائبہ کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا لیکن حیدر کو یہ منظور نہیں تھا کہ وہ اسکی نظروں سے پھر غائب ہو جائے۔ مجھے ڈاکٹر چینج نہیں کرنی اب ضد نہیں کروں گا دوائی بھی لوں گا اور کھانا بھی کھاؤ گا۔۔ بس ایک شرط مان لو۔ "اسکی کلائی کو گرفت میں لیتے وہ بہت آہستگی سے اور نہ محسوس طریقے سے اسکے بے حد نزدیک آگیا یہاں تک کہ لائبہ اسکی سانسوں کی آہٹ کو اپنی گردن پر محسوس کرنے لگی تھی اسکا دل اس بری طرح دھڑک رہا تھا جیسے ابھی نکل کر باہر آجائے گا۔ ک۔۔ کیسی شرط"۔ وہ سوال کر گئی آخر کو اسنے ٹھیک ہونا تھا ضد پر اڑے جاتا تو جان بوجھ کر بیمار رہتا۔۔ دن میں کم از کم دس بار میرے سامنے آؤ گی اور رات میں پانچ بار" وہ بولا تو لائبہ نے ماتھے پر بل ڈال کر اسکی جانب دیکھا۔۔ نزدیکی بہت تھی۔۔۔ حیدر

مسرور سا تھا نہ سر میں درد نہ کسی بات کا غصہ نہ چیڑ چیڑا پن وہ جیسے ٹھنڈی سی تھی اسے دیکھتے ہی وہ پر سکون ہو جاتا تھا اچھا محسوس کرتا تھا اسپر پیار آتا تھا اسکا گھبرانا اچھا لگتا تھا بس یہ نکاح والی بات نہ ہوتی وہ کھڑے کھڑے نکاح کر لیتا لیکن اب اسے اپنے ٹھیک ہونے کا انتظار کرنا تھا کھڑے کھڑے سوال سا پیدا ہوا اسے ہوا کیا تھا؟ وہ جیسے گھیری سوچ بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگا لائبہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے جاننا چاہ رہی تھی کہ آخر وہ کیا سوچ رہا ہے۔ زیادہ لگ رہا ہے"۔ حیدر نے خود ہی اس سے پوچھا۔ ٹھیک ہے پانچ بار اجانا لیکن رات میں بھی آنا پڑے گا۔۔ تم دھوکے باز ہو۔۔۔ ایک بار چہرہ دیکھا کر پورے دن اپنے حصار میں قید کر لیتی ہو۔" پر تپش لہجہ سلگتی شکایتی نظریں لیکن دکھ بس ایک ہی وہ یہ اظہار لائبہ سے نہیں کر رہا تھا جو اسکے لیے جان بھی دے دے۔۔ وہ یہ اظہار ایک اجنبی ڈاکٹر سے کر رہا تھا جسے دیکھ کر وہ اسکی خوبصورتی اسکے لہجے کی مدھرتا اسکے حسین چہرے کا عاشق ہوا تھا۔ ہم ڈاکٹر ہیں آپ کی ملازمہ نہیں۔۔۔ دوائ آپکو۔۔ لینی ہو گی کسی کے بھی ہاتھ سے۔۔۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ کمرہ نمبر 805 کے پاس ہی بیٹھیں رہیں ہزاروں پیشنٹ آتے ہیں جنھیں ہماری ضرورت ہوتی ہے۔" وہ غصہ کرنے لگی۔ حیدر نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا تو کیا پورے دن میں وہ ہزاروں پیشنٹس تم سے اپنی محبت کا اظہار بھی کرتے ہیں جو تم مجھے نولفٹ پر رکھ رہی ہو۔۔ اگر میں نکل کر۔۔ کسی کو یہ آفر کروں نہ جو تمھیں کر رہا ہوں۔۔ تو ہزاروں لڑکیوں کے دل کی دھڑکن بن سکتا ہوں"۔ اسنے جیسے اپنی اہمیت بھی واضح کی تھی کہ اگر وہ اسپر مرمٹا تھا تو یہ مقصد نہیں تھا کہ وہ ہوئ ہلکی چیز ہے۔ ہو گیا"۔ لائبہ

لاپرواہی سے بولی حیدر اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھنے لگا۔ اب لیٹ جائیں اور پہلے کچھ کھائیں پھر دوائی لیں"۔۔ وہ بولی اور پھر سے اسکا ہاتھ تھام گئی حیدر اسکی جانب دیکھتا رہا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں یار زندگی میں پہلی بار کسی سے محبت کا اظہار کر رہا ہوں اور وہ منہ لگانے کے لیے تیار نہیں ہے اس سے زیادہ ٹنشن کی بات کیا ہو گی میرے لئے"۔ وہ فکر مندی سے بیڈ پر بیٹھتا بولا جبکہ لائبہ نے ٹشو اپنی سرخ ہوتی ناک پر رگڑا اور۔۔ بالوں کو کان کے پیچھے اڑیس کر۔۔ وہ حیدر کے کھانے کی ٹرے اسکے آگے رکھنے لگی۔ آپ یہ جلدی سے ختم کریں تب تک ہم۔۔ ڈاکٹر کامران سے مل لیں"۔ وہ کہہ کر جانے لگی حیدر کو غصہ چڑھ گیا۔ میں یہ ٹرے پھینک دوں گا"۔ سنجیدگی اور ضد سے کہتا وہ اسکی آنکھوں میں گھور کر دیکھنے لگا۔ لائبہ تھک گئی تھی غصے سے پلٹی۔ اور عین اسکے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔ دونوں اب ایک ہی بیڈ پر بیٹھے تھے جبکہ۔۔ بیڈ پہلے ہی تنگ تھا تبھی ایک دوسرے کی قربت میں تھے۔ کھائیں"۔ وہ بھڑک کر بولی جبکہ حیدر پر سکون ہوتا مسکرا دیا۔ وہ سر ہلا کر اسے دیکھتے ہوئے کھانے لگا لائبہ اسکی کوڈیری نظروں سے خائف ہوتی سر جھکا گئی۔ اچھا ٹھیک ہے نہیں تنگ کرتا۔۔ کچھ بتاؤ اپنے بارے میں"۔ وہ خود کو قابو میں کرتا اس سے سوال کرنے لگا۔ بتا چکیں ہیں ہم آپکو"۔ اسنے سر جھکائے ہی کہا۔ اس بکواس کے علاوہ کچھ نہیں ہے تمھارے پاس بتانے کے لیے۔۔"۔۔ حیدر چیڑ گیا۔ سب سے بڑا سچ بتایا ہے آپکو باقی کچھ خاص نہیں ہے۔" میرے کوئی ساس سسر سالا رسالی کوئی تو ہو گا۔ "وہ پوچھنے لگا نظریں بہک رہیں تھیں لیکن خود پر پڑے پھیرے بیٹھے وہ اپنی نظروں کی ہر گستاخی کو قابو میں کرنا چاہ رہا تھا جبکہ یہ تو وہ ہی جانتا تھا کہ وہ اس

سیاہ لباس میں بیمار بیمار سی بوجھل بوجھل نظروں سے اسے کبھی کبھی دیکھتی بے حد حسین دیکھ رہی تھی۔۔ لائبہ نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔ نہیں" بس مختصر جواب دیا۔ حیدر نے سر ہلا دیا پریشامی والی بات نہیں ہے میں ہوں نہ"۔ وہ تسلی دینے والے والے انداز میں بولا۔ اپنی مرضی ہے کوئی آپکی کوئی غنڈہ گرتی ہے ہم بتا چکے ہیں ہمارے پاس ہماری مرضی کا انسان ہے" وہ گھور کر بولی۔۔ حیدر نے سر جھٹکا۔۔ جب میں مانتا ہی نہیں تو کیس انسان کون سا انسان"۔ اسنے سکون سے کہا جبکہ لائبہ گھیرہ سانس بھر گئی کچھ دیر توقف ہوا۔۔ نظروں کا تبادلہ ہوا جن میں ایک شخص نظریں چراتا رہا جبکہ دوسرا شخص۔۔ ڈھٹائی سے اسکو آنکھیں ٹکائے مسکراتا دیکھتا رہا جیسے سارا حق اسکو دیکھنے کا خود لکھوا کر لایا تھا۔ آپ۔۔۔ آپ بتائیں کچھ اپ۔۔۔ اپنے بارے میں" وہ آہستگی سے بولی۔ جبکہ حیدر اسکے بولنے اور گھبرانے پر کھل کر ہنسا میں۔۔۔ اوکے میں بتاتا ہوں"۔ اسنے کھانے کو بس کیا۔۔ لائبہ نے دیکھا بہت تھوڑا کھایا تھا اسنے۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔۔ کھانا پورا کھالیں ورنہ ہم جا رہے ہیں کسی اور کو سنائیے گا یہ سب"۔ وہ اٹھا گئی۔ ٹھیک ہے بیٹھ جاؤ زیادہ اماں نہ بنو۔۔۔ ایک تو جب سے اس بستر پر لیٹا ہوں ہر کوئی آنکھیں دیکھا رہا ہے"۔۔ وہ غصے سے گھور کر اسے دوبارہ اپنے نزدیک بیٹھا گیا۔۔ یہاں تک کے لائبہ کا ہاتھ بھی اپنے ایک ہاتھ میں تھام لیا۔۔ لائبہ ان ہاتھوں کی جانب دیکھنے لگی جو ایک دوسرے میں تھے۔ اسنے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر حیدر اپنے انگوٹھے کی مدد سے اسکی کلائی کو نرمی سے سہلا رہا تھا۔ اور ہاتھ چھوڑنے کا ارادہ تو اسکا دیکھتا ہی نہیں تھا۔ ہاں تو میں اپنے بارے میں بتا رہا تھا اور وہ یہ کہ۔۔ میں۔ سالار مرتضی کا بیٹا ہوں حیدر

مرتضی "۔ ایک بھائی ہے دیکھا ہی ہو گا وہ جو پیاری سی لڑکی آتی ہے وہ اس گھوچو کی بیگم ہے۔۔ ماما ہیں انکا نام زیمل ہے شی از ٹو لویگ ڈیڈ سے بھی زیادہ اور"۔ وہ جیسے پر سوچ ہوا۔۔ لائبہ کا دل دھڑکا کاش اسے یاد ہو۔ کاش کاش وہ یہ یاد رکھتا ہو کہ اسکا بھی نکاح ہوا تھا ابھی۔۔ اور"۔ جبکہ حیدر کے دل پر اس پورے عرصے میں پہلی بار جیسے دھکا سا پڑا۔ مزید کچھ یاد نہیں ارہا تھا۔ اسکا چہرہ بتا رہا تھا وہ سوچنا چاہتا ہے مگر کوئی سوچ نہیں ارہی۔ لائبہ نے جلدی سے اسکی مدد کی۔۔ آپ اپنے فادر سے لڑتے ہیں۔۔ ہم نے دیکھا ہے اکثر کیوں"۔ وہ اسے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی تبھی اسکی مدد کی تھی۔ حیدر کو لگا ہاں جیسے اب کچھ یاد آیا ہو۔ ہاں وہ میری اور ڈیڈ کی بنتی نہیں ہے۔ کیوں" لائبہ نے جاننا چاہا۔ انھوں نے"۔ وہ رک گیا لائبہ متوجہ تھی اسکا رواں رواں حیدر کو سن رہا تھا۔ انھوں نے اپنی دوست کی بیٹی کے لیے مجھے اپنے اپ سے دادا سے دادی سے دور کر دیا۔۔۔ میں اپنی فیملی میں رہنے کا عادی نہیں رہا۔۔۔ ہوسٹلز پھر ملک سے باہر بس رشتوں کی بھوک بھی ہوتی تو واپس پلٹنے نہیں دیتے اس لیے کیونکہ وہ مجھے بیرسٹر بنانا چاہتے تھے اس لیے کہ۔۔ وہ چاہتے تھے میں انکے دوست کی موت کا بدلہ لوں مجھے دادا سے آخری وقت میں ملنے نہیں دیا کیونکہ میرے پیپرز تھے مجھے دارای سے آخری وقت میں ملنے نہیں دیا مجھے نفرت ہے اس لڑکی سے بے حد بے شمار"۔ وہ ایک ساتھ ہی بہت کچھ بتا گیا لائبہ کو لگا جیسے وہ یہ سب سننے کی ہمت نہیں رکھتی تھی لیکن ان ساری باتوں میں ایک بات قابل توجہ تھی وہ یہ کہ۔۔ انکے دوست کی موت کا بدلہ۔۔ اس اس بات کا کیا مطلب تھا۔ ک۔۔۔ کی۔۔ کیسا بدلہ۔"۔ لائبہ کانپتے لہجے میں سرخ ہوتی بھیگی نظروں

سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی انگ انگ میں بے چینی تھی۔ حیدر نے اسکی سرخ نظروں میں دیکھا۔۔ یاد نہیں" نرمی سے اسکے چمکتے چہرے کو دیکھتا بس اتنا ہی بول گیا تھا جبکہ بے اختیاری خود پر اتنی تھی کہ ہاتھ بڑھا کر اسکے چہرے کی نمائش کو اپنی پوروں میں چنا تھا۔۔ اس سے زیادہ حسین منظر کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ لائبہ کو لگا وہ یہاں چھپ گیا ہو اسے یاد ہو وہ کہنا نہیں چاہتا وہ بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔۔ وہ ایکدم اٹھ گئی۔ اس وقت وہ جیسے ہواؤں میں معلق تھی ہم ہم را۔۔ رات میں ائیں گے "۔ بس اتنا کہہ کر وہ فرار ہو گئی جبکہ حیدر اسے روکتا کہ۔۔ وہ جا چکی تھی حیدر سوچنے لگا اسے اسکے یاد دلائے بنا کچھ یاد کیوں نہیں تھا۔ پہلی بار اسنے اس بارے میں سوچا تھا۔ اسنے ان دوائیوں کی جانب دیکھا جو ٹرے میں تھی اور کھول کر دوائی ہی لی۔۔ وہ جا چکی تھی لیکن بیڈ پر شکنیں دیکھ وہ مسکرا دیا۔ ایک دن تم میری بانہوں میں ہو گی پھر دیکھوں گا کیسے بھاگتی ہو دامن بچا کر۔ "۔ وہ شانے آچکا گیا مزید کچھ سوچنے کا دل نہیں کیا تو اس ملاقات کو دوبارہ ذہن میں یاد کرنے لگا۔ ۔ وہ جانتا تھا اب دوبارہ سب اسکے ارد گرد جمع ہونے والے ہیں ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریاب نے یہ سب پہلی بار کیا تھا۔ اور اسے اب بہت کچھ اوور بھی لگ رہا تھا وہ کیا سوچے گی اسکے بارے میں پوری دنیا میں نشر کر دے گی وہ کئی سوچوں میں گم ہوا تو پھر خیال آیا کہ اگر دنیا کے بارے میں سوچتا رہا تو واقعی اپنا رشتہ خراب کر لے گا تبھی گھیرہ سانس بھرتے وہ اسکے کمرے سے باہر اگیا لیکن جیسے ہی باہر نکلا تو وہ اپنی مستی میں مگن اوپر اپنے کمرے میں ہی ارہی تھی ابھی زین کے کمرے سے نکلی تھی۔ وہ اوپر آئی اور بنا کچھ دیکھے کمرے میں

گھس گئ زریاب ایکدم چھپ گیا۔ روشانے کمرے میں آئ اور ایکدم چیخ نکلی کہیں کسی غلط کمرے میں تو نہیں گھس گئ تھی وہ۔ نہیں اسکی تصویر لگی تھی دیوار پر کمرہ تو اسی کا تھا پھر یہ اتنا پیارا کیسے ہوا اور بلکل صاف جبکہ صبح اسنے رمشہ سے ڈانٹ کھائ تھی اچھی خاصی کہ وہ بلکل بھی کسی کام پر توجہ نہیں دیتی ہر وقت دھیان اسکا ادھر ادھر لگ ارہتا ہے۔ اسکا پورا بیڈ اوو ائیٹ اور پنک لائٹس سے جگمگا رہا تھا جبکہ بیڈ پر ایک بکے رکھا تھا اور ساتھ ہی پھولوں سے سوری لکھا تھا۔ اسکی پسند کی کھانے پینے کی بہت ساری چیزوں کا ڈھیر اجسے صوفے پر رکھا تھا۔ روشانے خوشی سے جھوم ہی گئ۔ جبکہ زریاب اسے چھپ کر دیکھ رہا تھا۔ کس نے رکھا ہو گا یہ بابا نے "۔ وہ ابھی کہہ رہے تھے انھوں نے ایک سرپرائز ارینج کیا ہے اوہ مائے گاڈ لیکن سوری کیوں " وہ سوری پر توجہ دینے لگی زریاب نے دانت پیس لیے اس بیوقوف لڑکی کے لیے اتنا خرچہ کیا اتنا دماغ لگایا جو یہ سب بھی اپنے باپ سے ملوث کر چکی تھی۔ زین اس وقت اسے سخت زہر لگا تھا۔ اور جیسے ہی وہ باپ کو تھینکس کرنے کے لیے دوڑی وہ باہر آیا اور اسے بیچ میں ہی آچک لیا روشانے پھر سے چلائ جبکہ زریاب نے اسکے لبوں پر ہتھیلی رکھ کر اسکو خاموش کرا دیا۔ وہ اسے خوبصورتی سے دیکھنے لگا نظروں کے حصار میں جکڑ لیا۔ اور آہستگی سے وہ اسکے چہرے کے نزدیک جھکتا اسکے کان کی لو کے بے حد نزدیک اگیا ایم سوری میں آئندہ تمھیں بلکل بیوقوف نہیں سمجھوں گا"۔۔ وہ بولا نرمی سے محبت سے چاہت سے روشانے کانپ سی گئ اسکی آنکھوں میں دیکھا ہی نہیں گیا۔ جبکہ اسکے شرمانے پر زریاب مسکرا دیا۔ کچھ کہو گی نہیں۔۔۔ تمھارے نزدیک تو بڈھی روح ہوں میں۔ بلکل رومنٹک

نہیں ہوں آج جو پکڑا تو زبان تالو سے جا کر لگی"۔ وہ آہستگی سے اسکے گال کو اپنے انگوٹھے سے سہلا رہا تھا روشانے اب تک بھی دنگ تھی کہ یہ ہو کیا رہا ہے"۔ جبکہ زریاب مسکرا دیا تھا اسکے چہرے پر کھلتا گلال کافی دلکش اور حسین تھا وہ سو فیصد بہت خوبصورت تھی روشانے آہستگی سے اسکے چنگل سے نکلی زریاب دیوار سے ٹیک لگا گیا۔ ا۔۔ اپ نے کیا ہے یہ سب" وہ حیران نہ ہوتی تو اور کیا کرتی بوڑھوں پر بھی جوانی چڑھ گئ ہے واہ۔"۔ دانت نکال کر اسے کلسسانے کا کوئ موقع تو چھوڑنا نہیں تھا زریاب کی مسکراہٹ کو بریک لگا۔ شیٹ آپ"۔ بس بس اب مجھ پر سر نہ بن جایئے گا اینڈ تھنکیو تنگ کر رہی تھی وہ تو میں"۔ وہ جلدی سے بولی زریاب نفی میں سر ہلانے لگا اب شرافت سے کل یونیورسٹی چلی جانا میں سنوں نہ تم ادھر ادھر پھر رہی ہو۔ اف" روشانے سر تھام گئ زار آپ آپ اپنی رخصتی کی رات پر بھی۔۔ مجھے پڑھنے بیٹھا دینا" وہ خفگی سے بولی اور نہ صوفے کی جانب بڑھ گئ ۔استغفر اللہ کچھ تو شرم کرو روشی میں یہ باتیں کروں تو بھی اچھا لگتا ہے۔ بہت بے شرم ہو " زریاب بولا جبکہ وہ شانے آچکا گئ۔ آپکے بنا نہیں جانا میں نے یونیورسٹی"۔ بس یہ ایکٹینگ بند کرو میڈ ٹرمز آنے والے ہیں یار تمھارے وہ بولا جبکہ وہ چاکلیٹس کھول کر لاپرواہی سے کھانے لگی۔ کہا نہ آپکے "ہاں بولو بولو اب تمھیں کہا ہے میں نے بلکہ حکم دیا ہے اور تم نے نہ مانا تو سزا بھی مل سکتی ہے تمھیں پھر وہ سزا تمھارے لیے خوشگوار نہیں ہوتی یاد رکھنا۔ چاکلیٹ کا ہلکا سا ٹکڑا اسنے اسکے چہرے پر لگایا۔ بے باک سی گستاخی تھی جس سے روشانے تو پوری کی پوری ہی کانپ گئ اور اس گستاخی کے بعد زریاب بہک ہی اٹھا۔۔ چہرے سے گردن تک کا سفر کا سہولت سے طے پا گیا اسے

یاد نہیں رہا اور اگر وہ خود کو روک کر پیچھے نہ ہٹتا تو بہک بہک اٹھتا وہ پیچھے ہوا روشانے جو اسکی شرٹ جکڑے کھڑی تھی مدہوشی سے اسے دیکھنے لگی۔ جاؤ گی نہ "وہ آہستگی سے تو پوچھنے لگا وہ ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلانے لگی زریاب کھل کر ہنسا۔۔ بنتی ہے میرے سامنے بہت کچھ ہو تم چوہیا" وہ اسکا گال تھپتھپاتا گردن پر بنا سرخ نشان گھیری نظر سے دیکھتا وہاں سے چلا گیا جبکہ روشانے پیچھے بید پر جا کر گیری اب تک اسے اسکی محبت سے چور لمس کا احساس ہو رہا تھا اپنی بات منوا گیا تھا وہ "وہ منہ بسور گئ اب تو بلکل بھی نہیں ہلتا اپنی بات سے یعنی اسے دوبارہ یونیورسٹی جانا ہی تھا وہ روٹھے پن سے دوبارہ چاکلیٹ کھانے لگی جبکہ دوبارہ سے منظر یاد آنے پر وہ شرما گئ لیکن انھوں نے یہ نہیں کہا وہ آئندہ مجھ سے بدتمیزی نہیں کریں گے" وہ احتجاجاً سوچنے لگی۔۔ اور پھر سر جھٹک گئ وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا وہ جانتی تھی بس سختی بھی کر جاتا تھا لیکن ہمیشہ روشانے نے اسکی محبت کو اہمیت دی اور قدر کی تھی۔ یہ اسکا وہم تھا زریاب اس سے بہت محبت کرتا ہے جبکہ وقت تو کچھ اور ثابت کرنے پر طلا ہوا تھا وہ خاموشی سے بیٹھا اپنے پاؤں کو گھور رہا تھا۔ چہرے سے معلوم ہوتا تھا کسی گھیری سوچ میں ہے جبکہ سر پر بندھی پٹی بکھرے بال متفکر چہرہ اور کچھ الجھا سلجھا بکھرا ہوا سا حلیہ یہ بیان کر رہا تھا کہ وہ معمول سے مختلف ہے۔ لائبہ ناک کر کے اندر داخل ہوئ آج ہوا کافی خوشگوار تھی اسے یہ ہوا مزید خوشگوار ضرور لگتی اگر تو اسکی طبعیت اچھی ہوتی بے بے آرامی نے بخار کو مزید بڑھا دیا تھا اور وہ جا بھی نہیں سکتی تھی یہاں سے وہ جاتی تو وہ میڈیسن روک دیتا جو بات فکر کی بن جاتی تبھی اسنے اپنے آپ کو اپنی طبعیت کو پس پشت ڈال کر حیدر کو اہمیت دی اور وہ اسکے

کمرے میں آئی تو ہاتھ میں کچھ کھانے پینے کی چیزیں بھی تھیں جو کہ اسکی پسند کی تھیں۔ وہ سنجیدگی سے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ پہلے سے ہی اس سے بھی زیادہ سنجیدہ لگ رہا تھا لائبہ فکرمند سی اسے دیکھنے لگی۔ طبعیت ٹھیک ہے اپکی"۔ اسنے پوچھا حیدر نے اسکی جانب دیکھا وہ پنک کلر کے کرتے اور وائیٹ کیپری میں وائیٹ ہی دوپٹہ گلے میں لیے اور وائیٹ کوٹ پہنے بال ہمیشہ کی طرح ہلکے سے جوڑے میں قید کیے ہوئے تھی جبکہ ملائی کی مانند دمکتے چہرے میں چیریاں سے گھلی ہوئی تھیں اور چہرے کی چمک غضبناک تھی کوئی بھی اسکی جانب متوجہ ہو سکتا تھا۔ لائبہ اسی کیطرف دیکھ رہی تھی۔ اگر کچھ فیل کر رہے ہیں تو بتائیں ہمیں ہم ابھی ڈاکٹر کامران سے بات"۔ لائبہ پلٹتی کہ حیدر کے ہاتھ میں اسکی کلائی اگئی۔ اسکی آواز وہیں تھم گئی اور وہ مڑ کر حیدر کو دیکھنے لگی۔ میں ٹھیک ہوں نہ" اسکا سوال لائبہ کو ہلا گیا تھا وہ سوالیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھتا رہا جیسے جاننا چاہ رہا ہو کہ واقعی ٹھیک ہے وہ۔ ک۔۔ کیا مطلب ایسا کیوں پوچھ رہے ہیں آپ جانتے ہیں آپکا ایکسیڈنٹ ہوا تھا جب ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو طبعیت کا خراب ہونا عام بات ہے" لائبہ سنبھل کر بولی ٹھیک ہے میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں میرا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا میں کیا کر رہا تھا جب میرا ایکسیڈنٹ ہو میں کہاں تھا کس کے ساتھ تھا اور۔۔"۔ سوالات کی بھنچاڑ تھی جو اسکے پاس تھی لائبہ اسکی جانب دیکھتی رہی۔ وہ نہیں چاہتی تھی وہ یہ سب سوچے۔ ہلکا سا مسکرا دی ماحول کی کثافت کو کم کرنے لگی۔ حیدر ماتھے پر تیوری ڈالے دیکھنے لگا وہ اتنی اہم بات کر رہا تھا اسے ہنسی ارہی تھی۔ آپ بلکل ٹھیک ہیں بیمار لوگ ایسے سوال نہیں پوچھتے اور جہاں تک ایکسیڈنٹ کی بات رہی تو آپکو

اس لیے نہیں یاد کیونکہ آپ بے ہوش ہو گئے تھے پھر آپ کو کیسے یاد رہتا کہ کیا ہوا"۔ وہ جیسے اسکا مذاق بنانے لگی تاکہ وہ ان سوچوں سے نکلے اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی حیدر نے گھیرا سانس بھرتے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔ شرم آنی چاہیے تمھیں کوئی یہاں پریشان ہے اور خود مسکرا رہی ہو"۔ اسنے ترچھی نظروں سے خفگی سے دیکھا آپکا اور ہمارا کوئی ہنسی مذاق کا تعلق نہیں اپکو دوائی دینے آئے تھے پھر بچوں کی طرح بیہیو کرتے ہیں ویسے آج آپکی فیملی سے کوئی نہیں آیا" وہ اسکے لیے انجیکشن ریڈی کرتی پوچھنے لگی۔ ضرورت بھی نہیں ان لوگوں کی مجھے ویسے بھی میں ان سب کی اتنی شدید توجہ کا عادی نہیں"۔ وہ سر جھٹک کر بولا اور لائبہ کو دوبارہ توجہ سے دیکھنے لگا لائبہ نے ایک گھیرہ سانس بھرا تھا۔ وہ اس پنک ڈریس میں بلکل ویسی ہی لگ رہی تھی۔۔ اوپر سے ڈرپ میں انجیکشن بھرتے ہوئے۔۔ وہ جھکی تو بالوں کی لٹیں آوارہ گردی کرتی اسکے چہرے پر جھکنے لگی وہ۔۔ محو سا یہ نظارہ تک رہا تھا اس اب وہ خواب نہیں آتا تھا وہ خواب سے نکل کر اسکے سامنے جو آگئ تھی حیدر محو تھا اسے دیکھنے میں کہ اچانک ہی دروازہ کھول کر عرشیہ نے اندر جھانکا۔ لائبہ ڈاکٹر کامران کا بیٹا ہاسپیٹل میں ہے اور یو نو واٹ۔۔ انھوں نے پہلے دن ہی سب کو ایک ٹانگ پر کھڑا کر دیا ہے۔۔ پلیز ہوش میں رہنا اور ویسے سر نے تمھیں کہا تھا کہ تم ساری ڈیٹیلز دو گی تو بھاگو اب نیچے" اسے اطلاع دے کر وہ وہاں سے چلی گئ جبکہ لائبہ کے ہاتھوں میں عجلت اگئ حیدر نے ناگواری سے یہ سب دیکھا وہ گھبرا گئ تھی۔ کبھی اپنے شاپر سے۔۔۔ ملواو"۔ اسنے بات کا آغاز کیا۔ ۔ کیا مطلب"۔ لائبہ کو سمجھ نہیں آئی۔ مطلب وہ ہی جس کے نکاح میں ہو تم" وہ سڑتا ہوا بولا

جبکہ۔۔لائبہ ہلکا سا مسکرا دی وہ بیمار ہیں آج کل۔۔ چیڑ چیڑے سے رہتے ہیں کسی سے ملتے نہیں ٹھیک ہو جائیں گے تو ضرور ملواو گی" وہ اطمینان سے کہہ کر حیدر کی جان تو سلگا گئ تھی۔۔اوپر سے عجلت میں بھی تھی کہ وہاں سے وہ جانا چاہتی تھی کل ہی ڈاکٹر کامران نے اسے اطلاع دی تھی انکا بیٹا ہاسپیٹل جوائن کر رہا ہے۔۔ حیدر سنجیدہ سا ہو گیا۔۔لائبہ نے اسے ڈریپ بہت احتیاط سے لگائ اور۔۔۔وہ یوں ہی مسکراتی ہوئ پلٹ گئ۔۔ دروازے تک وہ پہنچی ہی تھی کہ حیدر کو اسکی بلاوجہ کی مسکراہٹ اور اسکے شوہر کے نام پر آگ بگولہ ہوا تھا اسکاری ایکشن اسنے اپنے ہاتھ سے بڑی بے رحمی سے ڈریپ کھینچ کر دور پھینکتے ہوئے دیا وہ ایک لمحے کے لیے ٹھر گئ۔ گیٹ آوٹ"۔۔وہ رک کر اسے دیکھ رہی تھی مگر حیدر کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔۔کچھ پہلے سے ہی تھا اور اب تو ایکسیڈنٹ کے بعد مزید ہو چکا تھا۔ آئ سیڈ گیٹ آوٹ" وہ دھاڑا اور اس سے پہلے کچھ اور چیز پھینکتا لائبہ اسکا حکم مانتی باہر نکل گئ۔ جبکہ پیچھے سے اسنے توڑ پھوڑ بھی شروع کر دی تھی۔ لائبہ اب وہاں سے جا نہیں سکتی تھی وہ فکر مند تھی کہیں وہ خود کو نقصان نہ پہنچالے وہ ہمت کرتی دوبارہ کمرے میں اگئ۔ کیوں آئ ہو تم یہاں مرنا چاہتی ہو میرے ہاتھوں سے" وہ چلایا کس بات پر غصہ ایا ہے آپکو۔" وہ اسکے نزدیک جانے لگی۔ ڈاکٹر میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔"۔۔وہ سرخ نظروں سے اسے دیکھتا بولا اچھا ٹھیک ہے ہو جاتے ہیں" وہ آہستگی سے اسکا ہاتھ تھام گئ۔۔ حیدر نے۔۔ اسے اسی الجھن بھری آنکھوں سے دیکھا جس نظروں سے اسے چھونے کے بعد ایک جان انجان سا احساس ہوتا تھا لائبہ نے ہاتھ کھینچ لیا جبکہ حیدر سر تھام گیا۔ اور وہی ہاتھ جو لائبہ نے کھینچا تھا اس ہاتھ کو سختی سے

جکڑ لیا۔ تم اپنے شوہر سے طلاق کب لو گی۔۔ کب تک میں تمھاری وجہ سے یوں سلگتا رہوں گا جواب دو" آنکھوں میں آنکھیں گاڑے وہ اسے اپنے نزدیک کھینچ کر بولا تھا۔ لائبہ بے بسی سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔ لبوں پر قفل ڈل گیا۔ ڈاکٹر مجھے جواب چاہیے "۔ وہ اسے جھنجھوڑ گیا۔ ج۔۔۔۔جب۔۔۔ جب آپ کہیں گے "۔۔ آہستگی سے وہ کہہ گئ اور حیدر جیسے تھم گیا حیرانگی تھی آنکھوں میں جیسے شعلے اڑاتی آگ پر کسی نے ہلکی پھلکی پانی کی پھوار کر دی تھی۔ وہ اسکے بازو جس سخت گرفت سے تھامے ہوئے تھا اچانک اسکے بازوؤں پر گرفت ڈھیلی ہو گئ یہ لائبہ ہی جانتی تھی کہ اسنے کس شدت اور جنون سے اسکے بازوؤں کو جکڑا ہوا تھا اور لائبہ کو کتنی تکلیف ہو رہی تھی ۔ حیدر کا تناؤ کم ہوا تو مزاج بھی ڈھیلے ہو گئے۔ سچ کہہ رہی ہو" اسکی جھکی جھکی بھیگی پلکوں کو دیکھتے وہ سوال کرنے لگا جبکہ لائبہ نے سر ہلا دیا۔ اوہ" وہ جیسے مسرور سا ہو گیا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں میں نے آج تک کسی کے لیے یہ سب محسوس نہیں کیا۔۔۔ تم۔۔ تم میری دوا ہو تم میرے ساتھ رہو گی مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں لیکن جب جب میں یہ سوچتا ہوں تم کسی اور کی ہو خون کھولتا ہے میرا تم مجھ پر رحم کھاؤ اس شخص سے آزاد ہو کر بس میری ہو جاؤ۔ "۔ وہ آہستگی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈال گیا لائبہ بے ساختہ کانپ اٹھی جبکہ اسکے وجود کی مدھم مدھم کپکپاہٹ حیدر کو محسوس ہو رہی تھی۔ لائبہ میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی وہ نظریں اٹھا کر اسکو سن سکے۔۔ وہ الفاظ جنھیں سننے کے لیے کان ترستے رہے وہ الفاظ وہ سن لے آج اسکی آنکھوں میں دیکھ لے کہ لائبہ ہی کے لیے کتنا بے چین تھا وہ۔۔۔ اب ہ۔۔ ہم جائیں " وہ مدھم آواز میں سر جھکائے بول رہی تھی۔۔۔ حیدر

ایکدم ذرا چونکا۔ تم بیمار ہو"۔ پہلو میں ہیٹ سی محسوس ہوئی تو اسنے سوال کیا۔ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی ہم بہت دنوں سے بیمار ہیں آپ نے توجہ آج دی ہے"۔ وہ افسوس کرنے لگی بیماری کی وجہ "وہ انکھیں سکیڑ کر شکی نظروں سے اسے دیکھنے لگا لائبہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی اور اچانک وہ اسکے شک کو بھانپ گئ۔ اسنے ابھی کچھ دیر پہلے اطلاع کی تھی اسکا شوہر بیمار ہے۔۔ جبکہ وہ اب اسپر شک کر رہا تھا۔ آپکی خدمت "وہ۔۔ کہہ کر اسکے حصار سے نکل گئ جاؤ مت یار مجھے عجیب محبت کر بیٹھا ہوں میں بھی" وہ چیڑ گیا ویسے کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں ہم اپنے گھر نہیں گئے جب سے آپ نواب اس ہاسپیٹل میں آئیں ہیں ایکدم آرام کی گرز سے گئے بھی تو معلوم ہوا آپ دوائ نہیں ہے رہے تو پھر آنا پڑا بس شاید بے آرامی کی وجہ سے بیمار ہو گئے"۔ اسنے تفصیلی جواب دیا۔۔ جو کہ حیدر کو کچھ مطمئین کر گیا تھا۔ یعنی تم اپنے شوہر سے محبت نہیں کرتی اور تمھاری شادی اس سے زبردستی ہوئی ہے "حیدر اسکی رضامندی سے یہ ہی اخذ کرنے لگا۔ ۔ لائبہ نے لمبا سانس کھینچا۔ کچھ ایسا ہی سمجھ لیں آپ ہم چلتے ہیں اور پلیز نرسوں کو تنگ مت کیا کریں حیدر ہم پڑھتے بھی ہیں پھر آپکا بھی دھیان رکھتے ہیں تھوڑا سا رحم ہم پر بھی کھا لیا کریں" وہ عاجز آتی بولی تھی اور حیدر کو اسپر اتنا پیار ایا کہ اگر وہ اسکی مکمل ہوتی تو شاید ہی وہ اس کمرے سے اسے نکلنے دیتا۔ مجھے لگتا ہے مجھے تم سے جلد از جلد نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ میں تمھیں جس طرح ٹریٹ کرنا چاہتا ہوں وہ نکاح کے بغیر ممکن نہیں۔۔۔ گھیری نگاہوں سے اسے تکتا وہ بولا جبکہ لائبہ ایکدم بھاگ اٹھی حیدر مسکرا کر دھپ سے بستر پر گیرا وہ چاہتا تھا وہ مزید بیمار ہو جائے تاکہ اس

ہاسپیٹل سے کبھی نہ جا سکے پاؤں جھلاتے مدھم سی انگریزی دھن گنگناتے وہ جتنا خوش تھا شاید دنیا میں اتنا کوئ شخص خوش ہو سکے ۔ ---------- سر یہ ریپورٹس ہیں۔۔ حیدر مرتضی شارٹ میمری کیس ہو چکا ہے۔۔ جس کی وجہ سے وہ آپکو پہچان نہیں سکے جہاں تک مجھے لگتا ہے۔۔ دو تین مہینے کی ریسنٹ میمری اسے بلکل یاد نہیں اور پرانی باتیں یاد بھی ہیں تو وہ کسی کی مدد کے بناوہ سب یاد نہیں کر پا رہا اس کے علاوہ ہائ ایموشنز کا شاکر ہے وہ۔ "کمال کے ملازم نے حیدر کی ریپورٹس جو کہ ہسپتال سے ہی اسے ملیں تھیں۔۔ لا کر کمال کے سامنے رکھیں تو کمال ایکدم ریپورٹس اٹھا کر پڑھنے لگا۔ واقعی"۔ وہ اور اسکا بیٹا ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ جی سر ایسا ہی ہے۔۔ اور سالار مرتضی اس بات کو رویل نہیں کرنا چاہتا میڈیا میں یہ بات کھلی تو اسکے بیٹے کی پوزیشن برباد ہو جائے گی " ملازم ہنسا۔ کمال کے چہرے پر بھی خباثت سے بھرپور مسکراہٹ اٹھی۔ تو کرونہ برباد۔۔ اس کی ریپوٹیشن اتنی برباد کر دو کے وہ پاگل ہو جائے۔۔۔ یہ ہیڈ لائنز ہر چینل پر ہونی چاہیے۔ ملک کا جانا مانا بیرسٹر۔۔ قابل عقلمند ذہانت سے بھرپور۔م سب سے مہنگا وکیل حیدر مرتضی ایکسیڈنٹ کے بعد پاگل ہو گئے ہیں ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے ایک قیمتی شخصیت کو۔۔ کھو دیا ہے۔ درخواست ہے پاگل خانے والوں سے۔۔ کہ وہ انھیں جلد صحت یاب کرنے کی کوشش کریں۔"۔ اسنے ہیڈ لائنز دی تو اسکا بیٹا ہنسنے لگا۔ بٹ ڈیڈ ۔۔۔ وہ پاگل نہیں ہوا ہے"۔ اسے پاگل کرنا ہے کیونکہ شیر زخمی ہونے کے بعد زیادہ گھیرہ وار کرتا ہے اسے اسی کے ہائ ایموشنز میں ایسا الجھاؤ کہ وہ خود کو پاگل تصور کرے وہ جوش میں آئے اور

ایسی حرکات کرے کہ سیدھا۔۔ جیل جائے تاکہ۔۔ اسکے پیچھے سے یہ تمام کیسیز جو تمھارے خلاف کھڑے ہیں میں بند کرادوں۔۔ اور سالار مرتضی اپنی اولاد کی زندگی کی بھیک مانگنے مجھ تک آئے۔"۔ وہ انتقامی لہجے میں بولا اور اسکا بیٹا سب سمجھتے ہوئے گردن ہلا گیا۔ اور آپکا کیس بھی تو بند ہونا چاہیے آخر کب تک یہ تلواریوں ہی لٹکا کر پھیریں گے" اسنے کہا تو۔۔ اسکا باپ سر ہلانے لگا وہ سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو یونیورسٹی آنے کا میڈیم نے سوچ ہی لیا" روشانے کی جانب دیکھتے عائشہ نے سوال کیا ہاں سوچ لیا۔"۔ وہ خوشی سے بولی۔ ایک منٹ یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں روشانے میڈیم اتنا خوش یونیورسٹی آنے پر" عائشہ حیران ہوئی۔ ہاں زار نے بائے فورس بھیجا ہے بٹ اٹس اوکے میڈ ٹرمز سٹارٹ ہونے والے ہیں ویسے بھی" وہ کتابیں نکالتی بولی کہیں اس بار ٹاپ کرنے کا تو ارادہ نہیں" اسکے منہ سے زریاب کا نام سن کر الگ ہی جلن محسوس ہوئی تھی اسنے ترچھی نظروں سے اسے دیکھتے طنزیہ لہجے میں کہا۔ روشانے ہنس دی۔ بس کچھ ایسا ہی سمجھ لو اچھا مجھے پریویس ٹیسٹ دینا" اسنے مانگے۔۔۔ کنٹین نہیں جانا کیا" عائشہ نے اسکا ذہن بٹانا چاہا نہیں ابھی موڈ نہیں تم نے جانا ہے تو چلی جاؤ اوکے" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی جبکہ عائشہ۔ ۔نے سر جھٹکا اور اسکے پاس سے ہی اٹھ گئی۔ روشانے تمھاری یہ اطمینان بھری مسکراہٹ اب میرے چہرے کا حصہ بنے گی وہ ہلکا سا مسکرائی تھی۔ جبکہ روشانے جوش میں زریاب کو سرپرائز کر دینا چاہتی تھی۔ اس بار واقعی ٹاپ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی وہ کل سے پیپرز شروع ہو جاتے اور اسکا سارا فوکس اب پڑھائی پر تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ماما آپ ماموں جان

سے بات کریں مجھ میں کیا کمی ہے جو وہ اختلاف کر رہے ہیں مجھے نور پسند ہے"۔ پاگل ہو گئے ہو ایان کتنی بڑی ہے وہ تم سے" وہ سخت برہم ہوئی۔۔ماما محبت کے اگے عمر بھی دیکھی جاتی ہے کیا" وہ حیرانگی سے ماں کو دیکھنے لگا ہاں پاکستان میں دیکھی جاتی ہے یہ تمھارے ملک کیطرح ملک نہیں ہے جہاں لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی سے شادی کر لیں۔۔ یہاں وہی سب ہوتا ہے جو ماں باپ چاہتے ہوں اور لڑکیاں یہاں ماں باپ کی اجازت کے بنا سر بھی اٹھا نہیں سکتی اور تم یہ چاہتے ہو کہ نور تمھارے حق میں فیصلہ کرے اسے اپنا باپ بہت عزیز ہے جبکہ تم کل کے آئے لڑکے ہو" عمل نے اسے حقیقت کا آئنیہ دیکھایا فضول باتیں ہیں یہ محبت محبت ہوتی ہے محبت کے درمیان یہ پاکستان اور آسٹریلیا کا کوئ کھیل نہیں ہے آپ بھی مجھے بیوقوف سمجھ رہی ہیں لیکن میں ہونے نہیں دوں گا یہ سب میں ماموں جان سے خود بات کروں گا نور سے کروں گا وہ مان جائے گی اپنی بات کہتے ہوئے ہی اسے یہ بے اعتباری تھی کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ وہ نہیں مانے گئ لیکن عارض کا رد عمل دیکھ کر وہ زندگی میں پہلی بار متفکر ہوا تھا اسے لگا تھا شادی کر لینا محبت کر لینا اتنا کوئ مشکل کام نہیں لیکن محبت کرنا واقعی مشکل نہیں لیکن محبت کو حاصل کر لینا بہت مشکل تھا وہ ماں کے پاس سے اٹھ کر باہر نکل آیا۔ ایان رک جاؤ مت کرو یہ سب" عمل نے پیچھے سے اسے آواز لگائ مگر اسنے ایک نہ سنی اور اوپر نور کے کمرے کی جانب اگیا بنا دروازہ بجائے بغیر اجازت طلب کرے وہ نور کے کمرے میں داخل ہو گیا نور اپنی الماری کھولے کھڑی تھی ایان نے اندر قدم رکھتے ہی دروازہ بند کر دیا اور نور یکدم پلٹی۔ بال کھلے تھے اسکے وہ سکون سے۔۔۔ شاور لینے جانے کا سوچتی

کبرڈ کے پاس کھڑی کپڑے دیکھ رہی تھی کہ آندھی طوفان کیطرح وہ کمرے میں آیا اور دروازہ لاک کر دیا۔ ایان "وہ حیران رہ گئ۔ یہاں کیا کر رہے ہو تم اور دروازہ کیوں بند کیا ہے تم نے "نور پریشانی سے دروازے کی جانب بڑھتی کہ ایان نے اسکے دونوں بازوں تھام لیے۔ نور میرے ساتھ یہ سب مت کرو ایک بار ماموں سے بات کرو۔۔ یار کیا مسلہ ہے مجھ میں ۔۔ میں واقعی ہی تم سے محبت "۔ ایکدم ہی نور کا ہاتھ اٹھا اور اسکے منہ پر پڑا تھا۔ کیا محبت "وہ چیخی۔ میرے کمرے میں اکر دروازہ لاک کر کے تم یہ باتیں مجھے بتا رہے ہو اگر کسی نے دیکھ لیا میری میرے باپ کی عزت کی دھجیاں اڑ جائیں گی تمھیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی مجھے تم میں دلچسپی نہیں ہے "وہ غصے سے چیخی جبکہ ایان اسکے سامنے ساکت کھڑا رہ گیا ارے بھئ نہیں ہے تم میں کوئ انٹرسٹ میں ایک مچیور آدمی سے شادی کرنا چاہتی ہو اور تم میرے کرائٹیریا پر پورا نہیں اترتے ایان یہ بات تمھیں خود سمجھنی ہو گی" وہ غصے سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی م۔میری محبت "۔ بھاڑ میں گئ تمھاری محبت۔ اچار ڈالو اس محبت کا جب مجھے کرنی ہی نہیں تم سے شادی "وہ اسے جھنجھوڑ کر بولی۔ دفع ہو جاؤ ایان اور خدا کے واسطے دوبارہ اپنی شکل مت دیکھانا مجھے نفرت ہو گئ ہے تم سے "وہ اسے اپنے کمرے سے باہر دھکیل گئ۔ عمل نیچے کھڑی اپنے بیٹے کی حالت سے پریشان یہ منظر دیکھنے لگی جبکہ نور نے اسکے منہ پر ہی دروازہ دے کر مارا وہ اپنے باپ کے خلاف کبھی نہیں جانا چاہتی تھی۔ ایان جبکہ وہیں کھڑا رہ گیا زندگی میں جب وہ سیریس ہوا تو اسکی سنجیدگی کو انمچیور کا نام دے دیا گیا اس وقت اسکی حالت بہت بری تھی بمشکل سانس لیتے وہ پلٹا تو سیدھا ماں کی نظروں سے نظریں جا ملیں

۔۔۔۔۔ اور وہ نظریں چرا کر باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے بیٹے کی
خاطر عمل نے ایک بار عارض سے بات کرنا چاہی لیکن عارض کا ری ایکشن اتنا شدید اور برا تھا کہ
عمل میں اگلا لفظ کہنے کی ہمت نہیں ہو سکی تھی ایان ماں کی بے عزتی پر تلملا اٹھا اور فیصلہ کر لیا کہ وہ
لوگ یہاں سے دوبارہ واپس چلے جائیں گے جبکہ ایان اور عمل کی سنجیدگی اور انکی حرکات دیکھ کر کر
عارض نے صارم کے والد سے بات کر لی وہ اس بات پر کافی خوش ہوئے تھے اور پاکستان لوٹنے کی
بات بھی کی جبکہ صارم کو عارض کی اس عجلت پر نہایت نفرت ہوئی تھی کیونکہ نہ ہی اسے نور میں
انٹرسٹ تھا نہ ہی وہ شادی کرنا چاہتا تھا۔ جو اسے پسند کرتا تھا اس سے کر دیتے شادی ضروری تھا عمر
سے عمر کا جوڑنا۔۔ اور مرد چھوٹا ہو یہ بڑا مرد ہی رہتا۔۔۔ اور ہمیشہ عورت سے بڑا ہی کہلاتا ہے وہ
ان بے وجہ کے فرق کو نہیں مانتا تھا وہ لائبہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا بمشکل ہی سہی وہ اس
سے بولنے لگی تھی اور اب یہ سب وہ عارض پر سخت برہم تھا یہاں تک کے جبکہ اسکے باپ نے اس
سے اس رشتے پر بات کی تو وہ صاف مکر گیا اور وہاں سے وہ ہی رد عمل آیا جس کا اسے یقین تھا کہ وہ
اپنے دوست کی خاطر بیٹے کی کسی بات کو اہمیت نہیں دے رہے تھے۔۔ صارم تپ ہی گیا۔۔ جب
وہ شادی ہی نہیں کرنا چاہتا اس لڑکی سے۔۔ وہ کیوں زبردستی سب مل کر اسے اسکے ساتھ چپکا رہے
تھے وہ اس ہی ادھیڑ بن میں تھا۔۔ اور ابھی کچھ دیر پہلے بھی ڈیڈ سے بات کر کے اٹھا تھا پارہ ہائی تھا
اور اسنے نور سے بات کرنے کا سوچا شاید اسے یہ بتانے کے بعد کے وہ اس سے شادی نہیں کرنا چاہتا
نور خود سے کوئی سٹیپ اٹھا لے وہ کمرے سے نکلا اور اوپر سیڑھیاں چڑھنے لگا سب سے اوپر پورشن

سالار کا تھا۔۔ اور وہ پورشن پورے گھر سے ہی مختلف تھا درمیانہ میں منھا روشانے اور نور کے کمرے تھے جبکہ نیچے زریاب شیری عارض زین کے ہونے کے ساتھ ساتھ حیدر کا بھی تھا اور وہ کمرہ نہیں بلکل باپ کیطرح۔۔ ایک الگ پورشن ہی تھا اور۔۔ سالار کے پورشن سے بھی کہیں گناہ خوبصورت تھا جیسے پورے گھر کی جان بس ایک کمرے میں بھر دی تھی لیکن وہ شخص یہاں اکر رہتا نہیں تھا۔ اسنے دروازہ ناک کیا اور ادھر ادھر دیکھا یہاں کوئ تھا تو نہیں اگر کوئ اسے دیکھ لیتا تو کوئ بھی مطلب سمجھ سکتا تھا تبھی اسنے احتیاط ضروری سمجھی تھی۔ نور کمرے میں ہی تھی شاید اپنے انسیٹیوٹ جارہی تھی ایکدم پہلی بار صارم کو اپنے کمرے میں دیکھ وہ چونک گئ اور کچھ جھجھک گئ یہ جھجھک فطری تھی۔ صارم نے البتہ ضبط سے دیکھا تھا اسکا یوں چونکنا پھر جھجھک جانا۔ کیسی ہو" اسنے اخلاقاً پوچھ لیا۔ ٹھیک ہوں" وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ میں نے تم سے ضروری بات کرنی تھی تم جانتی ہو گی عارض انکل زبردستی میری اور تمھاری شادی کرانا چاہتے ہیں تو میں تمھیں صرف یہ آگاہی دینا چاہتا ہوں کہ میں تمھیں پسند نہیں کرتا۔۔ نور ایسا نہیں کہہ تم اچھی نہیں ہو خوبصورت نہیں ہو اور یقیناً تم ہو لیکن میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں۔۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو لیکن میرے لیے نہیں ہو میں تمھیں یہ ہی مشورہ دوں گا کہ اس زبردستی کے رشتے میں بندھنے کے بجائے تم۔۔ ایان سے ہی شادی کر لو وہ تمھیں پسند کرتا ہے اور جو آپکو پسند کرے آپکو ہمیشہ اسکا انتخاب کرنا چاہیے۔ مجھے امید ہے تم میری بات سمجھو گی۔۔ تاکہ آگے ہمیں کسی بھی مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے میں شاید تمھیں کوئ خوشی نہ دے سکوں تو پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ"۔۔ نپے تلے لفظوں

میں کہہ کر وہ باہر چلا گیا البتہ نوریوں ہی شاکڈ کھڑی رہ گئ۔ صارم جب کمرے میں آیا تو ایک اچھا احساس ہوا تھا لیکن اسکے لفظوں نے اسے گویا اسے ہوا میں معلق کر دیا۔ وہ جس سے اسکی شادی طے پائ تھی وہ ہی آتا یہ مشورہ دے گیا تھا کہ وہ ایان سے شادی کر لے وہ یہ بات اپنے باپ کو بتانا چاہتی تھی۔۔۔ بے ساختہ اسکی آنکھوں میں آنسو پھیل گئے اور۔۔ وہ نیچے عارض کے کمرے میں ا گئ۔ اسنے آج تک عارض سے کچھ نہیں چھپایا تھا۔ وہ نیچے کمرے میں آئ تو عارض بیٹھا۔۔ کسی سے بات کر رہا تھا جب سے شادی کا یہ ذکر چھیڑا تھا وہ آفس کم جاتا تھا۔ سب ہی اس شادی پر باخوبی راضی تھے جبکہ نور کو محسوس ہوا کہ وہ صارم کے والدین سے بات کر رہا تھا وہ لوگ کل آنے والے تھے جہاں تک باتوں سے وہ تجزیہ کر سکی۔۔۔ عارض کے چہرے کی خوشی اور اطمینان دیکھ کر وہ الفاظ جو کہنے آئ تھی وہ وہیں جم گئے۔۔ ارے نور بھی آگئ ہو نور سے بات کرو " عارض نے موبائل نور کے ہاتھ میں دے دیا وہ سنبھل بھی نہیں سکی تھی صارم کے ماں باپ اور بہن سامنے ہی بیٹھے تھے۔ وہ کافی خوش اخلاقی سے مخاطب تھے اس سے۔۔ وہ خاموشی سے سب کو دیکھنے لگی کیا ہوا نور آنٹی بول رہی ہیں " آیت نے بیٹی کا شانا تھپتھپایا تو وہ ہوش میں آئ۔ وہ ہلکا سا زبردستی ہی سہی مسکرا دی تھوڑی دیر ان لوگوں سے بات کی اور بوجھل دل لے کر وہ اوپر آگئ۔ اگر وہ بابا کو یہ بات بتاتی بھی ہے تو کیا وہ مان لیں گے۔ کہیں انھیں یہ نہ لگے کہ وہ یہ کام ایان کی وجہ سے کر رہی ہے ایان تو آج صبح ہی جا چکا تھا عمل اور ایان حالانکہ سالار کبیر دونوں نے اسے روکنا چاہا مگر عارض کے رویے نے اسکا بہت دل دکھایا تھا وہ معذرت کرتی واپس چلی گئ تھی سالار اور کبیر نے عارض پر

غصہ بھی کیا لیکن وہ اپنی بات سے ذرا بھی نہیں ہلا تھا اور اسے یقین تھا وہ مستقبل میں بھی اپنی بات سے نہیں ہلے گا بے ساختہ اسکی آنکھیں نم ہو گئیں اور چاہنے کے باوجود وہ کسی کو کچھ بھی بتائے بنا خاموشی اختیار کر کے حالات کے دھارے پر خود کو چھوڑ گئ تھی وہ نہیں جانتی تھی صارم کیا کرے گا آگے ۔۔۔ شاید وہ خود ہی انکار کر دے ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ جب وہ انکار کر دے گا تو اسکے لیے بھی آسانی ہو جائے گی لیکن اپنے منہ سے نہ وہ یہ سب کہہ سکتی تھی اور نہ ہی اپنے کردار پر سوال اٹھوا سکتی تھی۔ نم آنکھوں کو اسنے صاف کیا دل بوجھل اور افسردگی کا شکار تھا ایسا نہیں تھا وہ صارم کو پسند کرتی تھی بس اپنے باپ کی رضا میں خوش تھی۔۔ لیکن اب دل و دماغ کی کیفیت میں یکسر تبدیلی ا گئ تھی تو۔ ۔ آنکھیں بار بار بھیگ جاتیں ۔ ۔۔۔ ---------- ڈاکٹر میں اپنے بیٹے کو یہاں سے لے جانا چاہتا ہوں گھر میں بھی اسکا اچھا علاج چل سکتا ہے۔"۔ سالار کی بات پر ڈاکٹر کامران لائبہ اور پاس ہی چیئر پر بیٹھے زریاب نے اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پر پریشانی تھی کس بات کی یہ ان میں سے کسی وہ معلوم نہیں تھا۔ بہتر تھا حیدر کی تمام ٹریٹمنٹ ہاسپیٹل میں ہی ہوتی وہ کسی بھی وقت اپنی طبعیت سے آؤٹ آف کنٹرول ہو سکتا ہے اسے فوراٹریٹمنٹ ملنے پر کم از کم کسی نقصان سے تو بچے رہیں گے آپ لوگ۔۔۔ ڈاکٹر کامران کی باتوں سے سب سے زیادہ بے چینی لائبہ کو ہوتی تھی اور بس نہیں چلتا تھا وہ اسکے سارے دکھ ساری تکلیفوں کو اپنی پلکوں پر چن لے اس وقت بھی وہ بے چینی سے پہلو بدل گئ تھی۔ ڈاکٹر میں نہیں چاہتا حیدر کو اس بات کی اطلاع ہو کہ وہ کسی مسلے کا شکار

ہے میں جانتا ہوں اسے وہ اس بات کا کوئی بھی اثر لے سکتا ہے۔۔ میں چاہتا ہوں سب نارمل ہی رہے۔۔ اور وہ اپنے ایکسیڈینٹ کو نارمل ایکسیڈینٹ ہی سمجھے "۔۔ سالار ملنے مدعا بیان کیا۔۔ حیدر کو آپ لوگوں کو اسکی کنڈیشن سے آگاہ کر دینا چاہیے "۔ڈاکٹر کامران نے مشورہ دیا۔ن۔۔۔ نہیں " لائبہ بے ساختہ بولی تو وہ سب اب اسے دیکھنے لگے ہمارا مطلب وہ جزباتی ہیں خود میں یہ نقص محسوس کریں گے تو خود کو واقعی ہی نقصان پہنچالیں گے۔ "۔ وہ بولی تو یہ سب تو حقیقت ہی تھی۔ ڈاکٹر کامران گھیری سانس بھر گئے۔ ٹھیک ہے پھر لائبہ تمھیں ہر وقت حیدر کے ساتھ رہنا ہو گا۔ ۔ اسکی ویکلی رپورٹ اسکی ڈائیٹ اسکی میڈیسنز یہ سب مجھے۔۔ ہر ہفتے تمھیں پہنچانی ہوں گی۔ "۔ ڈاکٹر کامران نے لائبہ سے کہا جبکہ لائبہ سر ہلا گئ سالار مدھم سا مسکرا دیا اس لڑکی کا انتخاب اپنے بیٹے کے لیے بلکل غلط نہیں تھا اور جہاں تک رہی حیدر کی بات تو وہ پیدائشی پاگل تھا اور یہ بات تو وہ ابھی زیمل کو بھی سنناتا تھا جس پر وہ اس سے سخت خفا ہو چکی تھی کیونکہ اپنی غلطی ماننا تو ان باپ بیٹوں نے کبھی سیکھی ہی نہیں تھی نا باپ اپنی غلطی کو اس عمر میں بھی مانتا تھا اور نہ ہی بیٹے اپنی بات سے پیچھے ہٹتے تھے۔ یہ ریز کی بھی ہو سکتا ہے آپ لوگوں کو بہت خیال اور احتیاط کی ضرورت ہے " وہ بولے تو لہجے میں فکر مندی تھی اور حیدر کی کنڈیشن کی سنگینی سب سمجھ گئے تھے۔۔ سالار اور زریاب باہر نکل آئے جبکہ لائبہ ڈاکٹر کامران سے ضروری ڈسکشن کرنے لگی تھی۔ وہ روم میں آئے تو حیدر۔۔ سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے موبائل استعمال کر رہا تھا دروازہ کھلنے پر ایکدم اسنے ٹانگ سیدھی کر کے دیکھا اور باپ کی جگہ اگر لائبہ ہوتی تو زیادہ اچھا لگتا۔۔ اسنے گھیرہ سانس

بھرا۔ ٹھیک ہو" سالار نے اسکے مظبوط شانے پر ہاتھ مارا۔۔ مجھے کیا ہوا ہے" وہ شانے آچکا گیا۔ کچھ نہیں ہوا تمھیں البتہ تم نے سب کا خون پی لیا ہے ہاسپیٹل میں تبھی ڈاکٹر کامران نے تمھیں ڈسچارج دے دیا ہے گھر چلو اب" کیا" حیدر حیرانگی سے۔۔ باپ کو دیکھنے لگا۔ مجھے لگتا ہے بابا بھائی کو ہاسپیٹل کچھ زیادہ ہی اچھا لگ گیا ہے مجال ہے جو یہاں سے جانے کی بات پر خوش ہوتے ہوں" زریاب معنی خیزی سے بولا جبکہ مسکراہٹ الگ روک رہا تھا حیدر نے پانی کی بوتل اٹھا کر اسپر پھینک دی۔ منہ بند رکھا کرو اپنا۔ مجھے کیوں ڈسچارج کیا ہے ابھی تو میں ٹھیک نہیں ہوا" وہ تلملا کر بولا۔ بلکل ٹھیک ہو تم" سالار نے اسے گھورا اور تبھی لائبہ بھی کمرے میں داخل ہو گئ حیدر نے اسے ایسے دیکھا جسے اس دنیا میں اس سے زیادہ اور کوئ قیمتی چیز ہی نہیں۔۔ لائبہ البتہ خاموشی سے۔۔ اسکے پاس آئ اور اسکے ساتھ داخل ہونے والی دوسری نرس سے کہہ کر اسنے حیدر کے ہاتھ سے برنول نکالنے کے لیے کہا۔ نرس نے اسکا ہاتھ تھاما ویسے ہی حیدر نے ہاتھ کھینچ لیا میں کہیں نہیں جا رہا" وہ بھڑکا۔۔۔ حیدر" سالار نے ٹوکا جب تم ٹھیک ہو گئے ہو تو۔۔ یہاں رہنے کا کیا مقصد ہے ویسے بھی زیمل تمھارا ویٹ کر رہی ہے اور بچے ہو تم جو ہاسپیٹل پسند آگیا تو اب یہیں رہو گے" سالار اسے غصے سے دیکھنے لگا۔ حیدر کے ماتھے پر تیوری چڑھنے لگی جبکہ۔۔ لائبہ نے ایکدم ہی آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھام لیا۔ یہ کیا بکواس ہے کل اقرار کیا اور آج بھیج رہی ہو" وہ مدھم آواز میں اسے گھورتا بولا تھا۔ غصہ مت ہوں آپکی ڈیوٹی اب تک میرے پاس ہی ہے"۔ وہ آہستگی سے اسے بتا رہی تھی جبکہ سالار اور زریاب کسی بات میں مشغول ہو چکے تھے اور نہیں بھی ہوتے تبھی حیدر نے

ان لوگوں پر توجہ نہیں دینی تھی۔ تو کیا اب تم میرے گھر آؤ گی" وہ خوشگواریت سے بولا جی نہیں" لائبہ نے ترچھی نظروں سے دیکھا حیدر کی پیشانی پر پھر بل پڑ گئے جب ڈاکٹر اجازت دیں گے تب اجاؤ گی " وہ ہار مانتی بولی۔ اور وہ تمھارا شوہر "۔ حیدر کو چین ہی کہاں تھا۔ لائبہ جیسے لاجواب سی ہو گئ آج ہی ساری باتیں کر لینے کا ارادہ رکھتے ہیں بھائ آپ ڈاکٹر ہمارے ہاں آتی جاتی رہیں گی بلکہ ڈاکٹر اپ رات کا ڈنر ہمارے ساتھ کیجیے گا میں آپکو پرسنلی انوائیٹ کرتا ہوں" زریاب لائبہ کی جانب دیکھ کر بولا جبکہ لائبہ نفی میں سر ہلاتی کہ حیدر کی گھوری پر سر اثبات میں ہلا گئ۔ زریاب ہنسنے لگا۔۔ اور حیدر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ یہ ڈاکٹر کامران ہیں کہاں" حیدر باپ سے پوچھنے لگا۔ کیوں تمھیں کیا کام ہے" سالار بھی اٹھا نہایت نہ اہل ڈاکٹر ہے ٹھیک ہونے کے بعد اس پر ہی کیس کرنا ہے میں نے سب سے پہلے ایک پیشنٹ اپنے منہ سے کہہ رہا ہے بیمار ہے مگر پھر بھی اسے گھر دفع کرنا ہے واٹ انان سینس "۔۔ ٹھیک ہے آ گئ ہمیں سمجھ گھر چلو اب" سالار نے کہا تو وہ باپ کو گھورنے لگا دل بلکل نہیں تھا یہاں سے جانے کا وہ پیچھے ہی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ حیدر نے پلٹ کر ایک نگاہ اسپر ڈالی۔ اور جیسے آنکھوں میں ہی جتا گیا کہ میں انتظار کروں گا"۔۔ لائبہ کچھ نہیں بولی اور وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں اپنے گھر جاؤں گا" گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ بولا جبکہ سالار نے اسکی جانب دیکھا۔ حیدر مجھے تنگ مت کرنا دوبارہ یہ بات کہہ کر تم میرے ساتھ ہی رہو گے"۔ سالار نے نرمی سے کہا کیوں کچھ انوکھا ہو گیا ہے کیا۔"۔ حیدر نے استہزائیہ کہا۔ بھائ آپ ابھی مکمل ٹھیک نہیں ہیں جب آپ ٹھیک ہو جائیں بھلے اپنی

مرضی کر لینا لیکن فلحال اپنا ہمارے ساتھ رہنا ضروری ہے یار"۔ زریاب اسے سمجھاتے ہوئے بولا جبکہ حیدر اور زریاب کے بجائے سالار خود ڈرائیو کر رہا تھا حیدر نے پلٹ کر زریاب کو دیکھا۔۔۔ مجھے اس زندگی کی بلکل عادت نہیں ہے جس زندگی پر آپ لوگ مجھے اس یوزلیس ایکسیڈنٹ کے بعد ڈالنا چاہ رہے ہیں میں اپنے گھر اپنی جگہ اپنے لوگوں میں خوش ہوں۔۔ مام کی وجہ سے میں تم لوگوں کے ساتھ جا رہا ہوں لیکن یہ طے ہے کہ۔۔ میں اپنے گھر ہی جاؤ گا"۔۔ اسنے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔ چلیں ٹھیک ہے مرضی ہے آپکی ڈاکٹر زیشاہ کو اجازت تو صرف ہمارے گھر کی ہے وہ آپکے گھر کیوں آئیں گی شاید ہاسپیٹل تک ہی تھا آپکا فلرٹ" زریاب نے اسے اڑے ہاتھوں لیا۔ کس نے لگائی ہے اسپر پابندی" حیدر نے چیڑ کر کہا اسکے ماں باپ بھی ہیں شاید نواب زادے حیدر صاحب" سالار جیسے ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔ ایسی کی تیسی سب کی دیکھ لوں گا میں۔۔۔ میرا خون پینے کی ضرورت نہیں ہے"۔ وہ بولا تو زریاب ہنسی روکنے لگا جبکہ سالار کے لبوں پر بھی محظوظ کن مسکراہٹ تھی۔ تم پسند کرتے ہو ڈاکٹر کو"۔۔ سالار نے سوال کیا۔۔ آہاں شاید" وہ ایکدم چونک کر حیدر کو دیکھنے لگا۔۔ مسکرا دیا آخر کو اسکا ہی بیٹا تھا۔ اپنی پسند سے بھی انجان تھا ہو بہو اسکے جیسا جواب دیا تھا۔۔۔ لیکن تمھارا اور اسکا کیا جوڑ" وہ جان بوجھ کر اسے چھیڑنے لگا جبکہ زریاب مسکراتے ہوئے موبائل اٹھا چکا تھا جہاں اسکے واٹسیپ پر میسجیز کا ڈھیر لگا ہوا تھا روشانے کے دو دن پہلے ہوئے ٹیسٹ کا ریزلٹ تھا۔ اور حیران کن طور پر وہ اچھے مارکس لائی تھی۔۔ وہ مسکرا دیا۔ انعام بنتا ہے" اسنے میسیج کیا اور۔۔ گاڑی میں ہونے والے گرم سرد ماحول پر دھیان دیا۔ ڈیڈ میرا

خون پی کر آپکو کون سا ثواب ملتا ہے"۔ حیدر بھڑکا۔ ٹھیک ہے بھڑ کو مت سوچتے ہیں ڈاکٹر کو وکیل سے بہلانا اتنا بھی مشکل نہیں"۔۔ وہ۔ بولا جبکہ حیدر مسکرا دیا۔ دیٹس گریٹ" اسنے سکون سے کہا۔ اور انھیں کچھ نوک جھونک میں وہ تینوں باپ بیٹے گھر پہنچ گئے تھے۔ گھر میں حیدر کی آمد پر ایسے تیاریاں تھیں جیسے معلوم نہیں کون اگیا ہو۔۔ یار ماما جی نہیں ہوں میں ایسے سب گلے مل رہے ہیں مجھ سے" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا جبکہ زیمل نے نم آنکھوں سے اسکے شانے پر تھپڑ لگایا۔ میرا بیٹا سہی سلامت گھر لوٹ آیا اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں میرے لیے" وہ مسکرا دی حیدر بھی مسکرا کر ماں کو سینے سے لگا گیا۔۔ اور اچانک سب سے ملنے کے بعد اسکی صارم پر نگاہ گئ تو وہ حیرانگی سے اسکو دیکھنے لگا۔ یہ ڈاکٹر کا شوہر تھا اسکے بقول تو یہاں کیا کر رہا تھا" ایکدم زریاب جیسے سب سے پہلے ہوش میں آیا۔ میرا دوست ہے بھائ آپکی عیادت کو آیا تھا" وہ سنبھل کر بولا۔ صارم آگے بڑھا جلن تو شدید ہوئی تھی کہ آخر وہ سہی ہو کر لوٹ کیوں آیا تھا۔ تمھارا دوست" حیدر تذبذب کا شکار ہوا۔ بلکہ جانے ہی والا ہے۔۔ بس آپ سے ملنے کو رک گیا تھا ٹھیک ہے صارم پھر ملاقات ہو گی" زریاب نے کہا صارم وہاں سے ہٹ گیا غصے سے اسکی پیشانی کی رگ جیسے تنی ہوئی تھی۔ ایکطرف عارض نے دماغ خراب کیا ہوا تھا اور اب یہ نیا ڈرامہ اس وقت تو لائبہ ہاسپیٹل میں تنہا تھی وہ اچھا موقع دیکھ کر۔۔ ہاسپیٹل کے لیے نکل گیا۔ حیدر البتہ مڑ کر اسکی پشت دیکھتا رہا اسکے چہرے پر کئ سوال تھے جنھیں گھر والوں کی گفتگو نے اسکے دماغ سے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ حیدر بھیو آپ یقین نہیں کریں گے بتائیں کیا ہوا ہے" ایکدم روشانے اچھلتی ہوئی آئ اور زریاب کی پر

تپش نظروں نے اسکے روشن چہرے کو حصار میں قید کر لیا وہ گھیرہ سانس بھر گیا معلوم نہیں کیوں دن بدن وہ اسے مزید اچھی لگنے لگی تھی کیا وہ اسکے لیے اسکی مرضی اور پسند میں ڈھلنے کے لیے محنت کر رہی تھی اس وجہ سے وہ اسے اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ وہ مسکرا کر اسے دیکھنے لگا حیدر سے تو بہت ہی فری تھی حیدر کچھ دیر سوچتا رہا۔۔۔ میں آیا ہوں اس سے بڑھ کر کیا بے یقینی کی بات ہو گی" حیدر نے آنکھ دبائے جبکہ روشانے منہ بنا گئ جبکہ سب ہنسنے لگے اوہو نہیں بھئ اور بھی کچھ ہے" وہ بہت جوش میں تھی۔۔۔ نکمی کا پہلی بار ہی کوئ ٹیسٹ اچھا ہوا تھا وہ بھی کسی کی ہیلپ کے بنا زریاب محظوظ کن نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ ام م م م م" حیدر سوچتا رہا۔ تم پھر سے فیل ہو گئ ہو گی سنا تھا کافی نکمی ہو" حیدر نے دکھتی رگ پر پاؤں رکھ دیا جبکہ ایکدم بے ساختہ سب کے قہقہے بلند ہوئے۔۔ ہیلو بس مزید میں کچھ نہیں سننے والا۔" سالار ہی بیچ میں کودا ویسے بھائ نے کچھ غلط بھی نہیں کہا آپکی بہو کے بارے میں". زریاب نے بھی بیچ میں حصہ لیا جلتے ہیں یہ مجھ سے" روشانے تو بھڑک ہی گئ۔۔ ہاں اس کے پاس ہے ہی کیا جلنے کے علاوہ تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے"۔ وہ سب اس بات کے منتظر تھے جس کے لیے روشانے بے حد خوش تھی۔ بڑے پاپا میرا ریزلٹ آیا ہے اور میں نے بہت اچھے مارکس لیے ہیں" وہ اچھلنے لگی جبکہ سب سر تھام گئے بھلا یہ بھی کوئ اتنے اچھلنے کی بات تھی اب جس کے آئے ہی زندگی میں پہلی بار ہو وہ اتنے نمبروں پر اچھل کود ہی کرے گا ۔" سالار نے اسکی تعریفوں میں پل باندھ دیے تھے اور حیدر نے بھی بھرپور ساتھ دیا تھا باپ کا جبکہ عارض اور کبیر نے بھی واہ واہ اٹھالی تھی۔ روشانے فخریہ نظروں سے زریاب کو دیکھنے لگی جس

نے آنکھوں میں ہی اسے داد دی تھی۔ ساری داد ان سب سے ہی وصول کرو گی یہ ہمیں بھی موقع دیں گی محترمہ" اسنے سکون سے میسیج کیا۔۔ جسے روشانے نے ریڈ کیا تو دل بے ساختہ دھڑک اٹھا اس دن کے بعد وہ بہت بدل گیا تھا۔ روشانے کو لگتا تھا وہ ہواؤں میں ہے بس اگر وہ اتنی سی چیزوں سے خوش ہوتا تھا تو وہ اسکے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار تھی یہ پڑھنا لکھنا تو عام سی بات تھی۔ اسکی بات پر بے ساختہ روشانے کے چہرے پر کھلنے والے گلال۔۔ بے حد حسین تھے زریاب کی مسکراہٹ مزید گھیرہ ہو گئ۔۔ جبکہ اسنے اشارے سے اسے وہاں سے اٹھنے کا کہا۔ روشانے کا چہرہ تپ ہی گیا جبکہ وہ خود اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب جا چکا تھا۔۔ سب حیدر کے ساتھ پھر شادی کی ڈسکشن میں لگ گئے تھے۔۔ جبکہ کھانا بن رہا تھا شاندار ڈنر کا اہتمام تھا آج۔۔۔ روشانے میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ اٹھ کر اسکے اشارے پر اسکے پیچھے چل دے وہ زبردست اگنور کر کے بیٹھی رہی حیدر سے بات کرنے لگی۔ جبکہ اسکا موبائل مسلسل بج رہا تھا۔۔۔ زریاب غصے سے گھور کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سو کر اٹھا تو کھڑکی پر نگاہ گئ رات کی تاریکی اسے دیکھائے دے رہی تھی۔۔ اس پورشن میں وہ شاید ہی دوسری بار آیا تھا جبکہ یہ زبردست کمرہ اور لاونج نما حال اور ایک الگ سے پورشن اسی کے لیے ڈیڈ نے بنوایا تھا لیکن اسے رہنے کبھی نہ دیا۔۔ وہ تلخی سے مسکرایا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔ سر بھاری پن کا شکار تھا اسنے موبائل اٹھا کر دیکھا۔ اور یاد آیا کہ اسنے ڈاکٹر کا نمبر تو لیا نہیں تھا وہ۔۔ سر جھٹک گیا۔۔۔ لگ رہا تھا اسکی سکیلز کا بھی ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔ وہ کچھ دیر ادھر ادھر دیکھتا رہا اور پھر اٹھ کر کپڑے چینج کرنے اور

فریش ہونے چلا گیا۔ موڈ اف اف سا تھا۔۔۔ وہ فریش ہو کر باہر آیا تو سامنے ہی لائبہ کو دیکھ کر ایک بار پھر حیران ہوا تھا وہ لائبہ کی نگاہ اب تک اسکی جانب نہیں اٹھی تھی یہ شاید کسی کی بھی نہیں۔۔۔ وہ حیران تھا اور پھر جس طرح اسے سب کے ساتھ انولو دیکھا تو دماغ میں نہ جانے کیوں اختلافات کی جنگ سی چھیڑ گئ جسے سہنے کی پوزیشن میں وہ شاید ابھی نہیں تھا۔۔۔ ماتھے پر بل ڈالے وہ سامنے ڈاکٹر کو دیکھتا رہا جو نور منہا اور روشانے سے مسکرا کر باتیں کر رہی تھی وہ دوبارہ کمرے میں چلا گیا حالانکہ اسکا منتظر تھا وہ مگر اسے یہاں دیکھ کر سوالوں کی بھنچاڑ نے اسکے سر میں درد شروع کر دیا تھا۔ وہ اپنے سر کے درد سے عاجز اچکا تھا۔ بھڑکتے ہوئے اسنے کشن اٹھا کر پھینک کر مارا اور سر تھام کر صوفے پر ہی بیٹھ گیا۔ ایسا لگ رہا تھا یہ درد اسکی جان نہ لے لے بے ساختہ آہ نکلی تھی اسکے لبوں سے اور وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔ جھنجھلا کر کھینچ کر مکہ کانچ کی ٹیبل پر مارا اور چھناکے سے ٹوٹنے والی ٹیبل کی آواز نے باہر موجود لوگوں کے قدموں تلے زمین کھسکا دی تھی۔ ایکدم وہ حیدر کے پورشن میں داخل ہوئے اور اسکی کیفیت دیکھ کر۔۔۔ لائبہ سب سے پہلے اس تک پہنچی تھی حیدر آپ " اچانک اسے یاد آیا یہاں آنے سے پہلے وہ انجیکشنز لے کر آئ تھی کل اسکا مکمل سامان یہاں پہنچ جاتا حیدر حیدر۔۔ حیدر ٹھیک ہو تم پانی لاؤ۔۔ حیدر میرے بیٹے " کئ آوازیں تھیں جو وہ سن سکتا تھا مگر اسکے سر کے درد نے جیسے اجازت نہیں دی وہ آنکھیں کھول کر کسی کو دیکھے۔۔۔ سر کے بڑھتے درد سے وہ اب چلانے لگا تھا لائبہ سمیت وہاں سب کے اوسان خطا ہو گئے اور لائبہ نے بنا کچھ سوچے سمجھے اسکے گوشت میں انجیکشن پورا اتار دیا۔۔ انجیکشن لگتے ہی

اسکی سرخ ہوتی آنکھیں نمی کا شکار ہوتی پلکیں واہوئیں۔۔ وہ فانوس کو کچھ دیر دیکھتا رہا اور اسکے بعد۔۔ آنکھیں بند کرلیں۔ زیمل بے چینی سے۔۔ روپڑی اسکا جوان بیٹا۔۔۔ تھا وہ اور جس اذیت سے وہ گزر رہا تھا وہ کم نہیں تھا سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جو باپ کا اشارہ سمجھتے حیدر کے بھاری بھر کم وجود کو بمشکل اٹھا کر بیڈ پر ڈال چکا تھا یہاں تک کے اسکی سانسیں اکھڑ گئیں۔۔ کیوں ہوئی اسکی ایسی طبعیت وہ ٹھیک تھا ابھی کچھ دیر پہلے " زیمل لائبہ سے استفسار کرنے لگی۔۔ لائبہ کو خود علم نہیں تھا جبکہ سالار کے وجود میں کمال کے لیے نفرت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ ۔۔۔ ---------- اگلی صبح اسکی آنکھ کھلی تو رات کی نسبت وہ بلکل نارمل تھا جبکہ۔۔ اسنے ارد گرد دیکھا زریاب وہیں صوفے پر سو رہا تھا وہ چیڑ گیا وہ بچہ نہیں تھا جو اسکی پروٹیکشن کی جاتی جبکہ کل رات اسکے ساتھ کیا ہوا اسکو کچھ یاد نہیں تھا۔ وہ رات کے بارے میں سوچنے لگا اسے یہ یاد تھا کہ ڈاکٹر نے رات آنا تھا۔۔ کیا وہ اس کے بعد سے اب تک سوتا رہا" وہ خود پر ہی حیران ہوا۔ کیا ہو گیا ہے حیدر " وہ جیسے خود سے مخاطب ہوتا سر نفی میں ہلاتا زریاب پر تکیہ اچھالتا لاپرواہی سے واشروم میں گھس گیا۔ فریش ہو کر تقریبا دس منٹ میں وہ باہر نکلا تھا زریاب اب بھی گھوڑے گدھے بیچے سو رہا تھا۔ حیدر نے اپنی عادت کے مطابق تیار ہوتے ہوئے ایل سی ڈی اون کرلی۔ وہ لاپرواہی سے سرچینگ کرتا نیوز چینل تک پہنچ گیا۔۔۔ اور نیوز چینل پر چلنے والی نیوز سننے لگا۔۔ یہ آدمی کہیں دیکھا تھا جو نیوز رپورٹرز کے بیچ میں کھڑا چلا رہا تھا۔۔۔ جی ہاں حیدر مرتضی کا لائسنس ختم کر دینا چاہیے وہ اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا ہے۔۔۔ وہ ایک مستقل

بیمار مریض بن چکا ہے۔۔۔ حیدر مرتضی جانا مانا وکیل پاکستان کا روشن مستقبل مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اسکی مینٹلی حالت ٹھیک نہیں اور یہ رہی حیدر مرتضی کی رپورٹس۔۔ اگر آپ لوگ کو یقین نہ آئے تو اس رپورٹ کو دیکھ سکتے ہیں مجھے لگتا ہے حیدر مرتضی کا چیمبر ختم کر دینا چاہیے۔ حیدر مرتضی دماغی مریض بن چکا ہے اس حالت میں وہ اگر کوئی کیس لڑتا ہے تو وہ۔۔ نہ انصافی کر جائے گا میری عدالتی سے درخواست ہے اس بارے میں قانونی کروائی کی جائے یہ سب حیدر مرتضی کے والد سالار مرتضی چھپا رہے تھے لیکن ایسا ممکن نہیں ہو سکتا سالار مرتضی "کمال نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کیمرے میں دیکھا۔ ایسا ممکن نہیں حیدر مرتضی یہ نہیں جانتا کہ وہ کون سا کیس لڑ رہا تھا حیدر مرتضی سنبھل گیا ہے وہ دماغی پیشنٹ بن گیا ہے وہ ایک پاگل ہے وہ ایک پاگل ہے"۔ برتن چھنا کے سے گیرے اور ٹوٹ کر بکھر گئے حیدر نے پلٹ کر اس تعقب میں دیکھا جہاں سے برتن گیرنے کی آواز ابھری تھی لائبہ دروازے میں ہی کھڑی تھی۔۔ وہ رک گئ تھی ناشتہ لے کر۔۔ وہ اسی کے پاس ارہی تھی زریاب ایکدم اٹھ بیٹھا وہ یہ سب سمجھنا چاہ رہا تھا جبکہ حیدر مڑ کر لائبہ دروازے میں ہی کھڑی تھی۔۔ وہ رک گئ تھی ناشتہ لے کر۔۔ وہ اسی کے پاس ا رہی تھی زریاب ایکدم اٹھ بیٹھا وہ یہ سب سمجھنا چاہ رہا تھا جبکہ حیدر مڑ کر لائبہ کو دیکھنے لگا۔۔ اور ذہن کی سکرین میں جیسے کئ مناظر ایسے آندھی طوفان کی طرح گردش کرنے لگے جیسے۔۔ لمحوں میں سب گھوم گیا ہو۔۔ اور پھر ایک چہرے پر آکر جم گئے۔ لائبہ "یہ واحد نام تھا جو اسے دیکھ کر۔ ۔ حیدر کے دماغ میں کلک ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ بنا تاثر کے

چند لمحے لائبہ کو دیکھتا رہا۔۔لمحے گزرتے گئے آنکھوں میں بے یقینی تھی اور پھر کچھ توقف کے بعد نگاہ گھما کر پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے زریاب کو ایک نگاہ دیکھا اور پھر وہ چلتا ہوا باہر نکل گیا اسنے ان دونوں میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی اسکی سرد بے تاثر اور بے یقین نظروں نے ہی ان دونوں کے قدموں تلے زمین کھینچ لی تھی۔ وہ باہر نکلا گھر میں شاید ابھی کوئی جاگا ہی نہیں تھا حیدر کو اس وقت کسی کی پرواہ بھی نہیں تھی وہ اپنے ہی قدموں پر کانپا ہوا تھا اپنی ذات کی نفی تو شاید اسکے لیے بن مانگی موت کی طرح تھی بھیا"۔ زریاب اسکے پیچھے لپکا مگر حیدر گاڑی نکال کر وہاں سے جا چکا تھا کہاں گیا تھا وہ یہ کوئی نہیں جانتا تھا۔ زریاب نے یوں ہی شیشے کی مورت بنی لائبہ کو افسوس سے دیکھا وہ کانپ رہی تھی جبکہ وہ باپ کو بتانے اندر بھاگا تھا پریشانی سے اسکے چہرے پر بھی پسینے کے قطرے سے بن گئے۔ بابا" اسکی آواز میں انجانا خدشہ تھا انھونی کا احساس تھا۔ سالار اپنے پورشن سے نکلا اور زریاب کا متفکر چہرہ دیکھ کر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتا نیچے آیا تھا زیمل بھی اسکے پیچھے تھی کیا ہوا ہے "حیدر کی فکر تو سب کو ہی تھی تبھی وہ حیدر کے لیے متفکر سا ہوتا بولا کہ کہیں اسکی پھر سے طبعیت تو خراب نہیں ہو گئی۔ بھائی کو سب پتہ چل گیا ہے بابا وہ وہ حرامی کمال اسکے ہاتھ حیدر بھائی کی رپورٹس لگ گئی ہیں اسنے بھائی کی رپورٹس نیوز چینل پر چلوا دی ہے اور" زریاب رک گیا۔ سالار اپنے عصابوں کو قابو میں رکھتا آگے کی کہانی بھی جاننا چاہتا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ اسے دھچکا لگا تھا کمال اسکے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ چکا تھا اور وہ کسی بھول میں بیٹھا تھا اسنے عدالت میں اپیل کی ہے بھائی کا چیمبر ختم کر دیا جائے انکا لائیسینس کینسل کر دیا جائے۔"

زریاب کے الفاظ سے اسکی پیشانی پر چند متفکر لکیریں پڑ گئیں۔ زیمل نیناں آیت اور رمشہ تو اپنا دل تھام گئیں تھیں۔۔ جس چیز کے لیے حیدر کو خود سے دور رکھا وہ ہی اس سے چھن جائے گی وہ واقعی پاگل ہو جائے گا۔ زیمل سالار کی جانب دیکھنے لگی۔۔ جو ہر وقت ہر گھڑی۔۔ میں فیصلے کر لیتا تھا اور آج ایسے چپ کھڑا تھا گویا کوئی حل نہ ہو کیا کریں گے اب اپ زیمل نے اسکی آنکھوں میں دیکھا سالار نے نگاہ چرا لی۔۔۔ سالار مرتضی میر ابیٹا تکلیف میں ہے آپ کی وجہ سے" وہ بھڑکی شاید پہلی بار اسپر وہ سب کے سامنے ایسے بولی تھی تاریخ ایک بار پھر دھرائی جا رہی تھی سالار نے ضبط سے اسکی جانب دیکھا۔ ریلکس میں دیکھ لوں گا" اور ہمیشہ کیطرح اسنے یہ تسلی کے چند لفظ اسکو تھما دیے زیمل اسکے ہاتھ تھام گئی۔ لیکن مجھے کیوں نہیں لگ رہا اس بار بات اپکے ہاتھوں سے نکل گئی ہے سالار کیونکہ اس بار آپکے سامنے آپکا اپنا عکس کھڑا ہے" وہ آنسوں سے تر آنکھوں سے اسے دیکھتی بولی تھی بیٹے کی فکر سے اسکے ہاتھ بھی کانپ اٹھے تھے سالار نے ایسا نہیں چاہا تھا کہ کبھی زیمل یہ اسکے دونوں بیٹے تکلیف میں آئیں اور وہ یوں بے بس رہ جائے۔۔ سالار مرتضی ہاں پہلی بار خود نہیں جانتا تھا آگے کیا ہونے والا ہے۔ زریاب گاڑی نکالو" اسنے بیٹے کو حکم دیا وہ پلٹ کر باہر کی جانب دوڑا سالار کی پیشانی پر کئی لکیریں تھیں اسنے لائبہ کا بلکل زرد چہرہ دیکھا اور۔۔ نگاہ چرا تا وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔ وہ سب حیدر کے گھر کیطرف نکلے تھے راستے میں اسکی طبعیت بگڑ سکتی تھی عارض زین اور کبیر بھی ان کے ساتھ ہی تھے۔ لائبہ "نور نے اسے ہلایا اور بلکل بچپن میں حیدر کی کسی بھی بات سے جیسے ہرٹ ہو کر اسکی آنکھیں آنسوں سے تر ہو جاتی تھیں بلکل اسی طرح اسکی

آنکھیں بھیگ چکیں تھیں۔ اپ۔۔۔اپی "۔ وہ بے بسی سے رو دی کوئی اسے تسلی نہیں دے پا رہا تھا کہ سب سنبھل جائے گا کیونکہ تسلی کسی کو خود بھی نہیں مل رہی تھی معلوم نہیں حیدر کیا کرنے والا تھا اسکی طبعیت پر یہ بات کیا اثر کرتی سب انجان تھے۔ لائبہ کا دل کہہ رہا تھا وہ ہاسپٹل گیا ہے۔ ۔ اسی احساس کے تحت وہ نور سے اپنا آپ چھڑاتی ہاسپٹل کے لیے نکل گئی۔ کہاں جا رہی ہو تم " منہا اور نور نے اسے روکنا چاہا اندر زیمل کے رونے کے باعث الگ حالت خراب ہو رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر اسکا سر اس وقت پھٹ رہا تھا تو یہ حقیقت تھی لیکن شدت جنوں کے باعث وہ مکمل ہوش حواس میں تھا۔۔ یہ تکلیف نا قابل برداشت تھی جبکہ ناک سے ہلکا ہلکا خون بہنے لگا تھا۔ وہ گاڑی کی رفتار بڑھا گیا معلوم نہیں اسکی یادداشت میں جیسے ہلکا ہلکا جھپاکا ہو رہا تھا جیسے اسی طرح گاڑی چلاتے اسکا ایکسیڈنٹ ہوا ہو۔ لیکن مکمل وہ کچھ یاد نہیں کر پا رہا تھا اور یہ حیران کن تکلیف تھی اسکے لیے کمال کون تھا وہ اسکے پیچھے کیوں تھا کیوں کر رہا تھا یہ سب یہ سوال اگر اہم تھا تو حیدر مرتضی کے لیے اپنی ذات کے لیے پاگل سننا کسی تکلیف سے بڑھ کر نہیں تھا اسنے خود کو ہمیشہ پرفیکٹ سمجھا اور رکھا تھا اور اپنے باپ پر ثابت بھی کیا تھا آج کوئی دو ٹکے کا شخص بھری دنیا کے سامنے اسکی دھجیاں اڑا رہا تھا آج تک سالار سے ایک روپیہ نہیں مانگا کیونکہ حیدر مرتضی تھا وہ اپنے آپکو سالار کے بیٹے سے زیادہ مرتضی کا بیٹا سمجھتا تھا مرتضی نے اسے پالا تھا اسے محبت دی تھی ہاں سب سے بڑھ کر یا سالار بھی اس سے محبت کرتا تھا تو کبھی مرتضی کی وجہ سے ایسی نوبت ہی نہیں آئی کہ وہ ظاہر کرے۔۔۔ اپنی محبت کو اسکے لیے۔۔۔۔ ہاسپٹل کے

سامنے گاڑی روکتے وہاں گاڑی سے نکلا اور اندر داخل ہوا۔۔ تو قدموں میں تیزی تھی اسنے سیدھا ریسپیشن پر ڈاکٹر کامران کے بارے میں پتہ کیا اور اس طرف بڑھ گیا۔۔ جبکہ دوسری طرف لائبہ کا یقین سچ ثابت ہوا تھا وہ یہیں تھا وہ ڈاکٹر کامران کے پاس ہی آیا تھا۔ لائبہ دوڑتی ہوئی اوپر بڑھی اسکے بال بکھرے ہوئے تھے جبکہ پریشانی سے وہ تقریبا کانپ رہی تھی حیدر نے دروازہ دھاڑ سے کھولا ڈاکٹر کامران اور انکا بیٹا معلوم نہیں کون سی ڈسکشن میں مصروف تھے حیدر کو دیکھ کر ڈاکٹر کامران کھڑے ہو گئے۔ حیدر " اسکی ناک سے بہتے خون کو فکرمندی سے دیکھا جبکہ حیدر اپنے اختیارات سے شاید خود بھی باہر تھا ایکدم اسنے ڈاکٹر کا گریبان جکڑا اور اس سے پہلے انکا بیٹا اس بات کا ایکشن لیتا ڈاکٹر کامران کے ہاتھ کھڑا کرنے پر وہ وہیں رک گیا۔ ابھی وہ اس سے حیدر کے بارے میں ہی ڈسکس کر رہے تھے۔ کیا ہوا ہے مجھے " وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا انگارہ ہوتی انکھوں سے ڈاکٹر کامران کو دیکھنے لگا۔ ڈاکٹر کامران کو یقین تھا جب وہ جان جائے گا سیلف اوبسیسڈ پرسن اس بات کو مشکل سے ہی برداشت کرے گا اور یہ اسکی ذہنی کیفیت کے لیے ٹھیک نہیں تھا وہ مزید بیمار بھی ہو سکتا تھا پیچھے لائبہ ایکدم بڑھی تھی شاید اسے روکنے کے لیے لیکن ڈاکٹر کامران نے اسکو بھی آنکھوں سے وہیں روک دیا لائبہ رک گئ دروازے کو سختی سے تھام لیا۔ اور پھر حیدر کے دونوں ہاتھ اپنے گریبان پر سے ہٹائے۔۔ ڈاکٹر میں نے پوچھا ہے مجھے کیا ہوا ہے " دھاڑتے ہوئے اسنے ٹیبل پر لات ماری لائبہ کی چیخ نکل گئ۔ ڈیڈ " ڈاکٹر کامران کا بیٹا موسیٰ آگے بڑھا رک جاؤ موسیٰ " انھوں نے پھر سے اسے روک دیا۔ حیدر غصے کی شدت سے۔۔ جیسے پھٹنے کا تھا اسکی

پیشانی کی رگیں تن گئیں تھیں۔۔اسکی ناک سے خون بہنے لگا تھا وہ سرخ انگارہ ہوتی آنکھوں سے ڈاکٹر کامران کو دیکھ رہا تھا ٹیک اٹ ایزی حیدر۔۔ تمھیں کچھ نہیں ہوا یہ صرف تمھارے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے تمھارے دماغ پر اثر ہوا ہے اسکے علاوہ تم پرفیکٹ ہو۔۔بلیو می" وہ بولے اور اسپر ثابت کرنا چاہا کہ وہ بلکل ٹھیک ہے۔ حیدر نہیں جانتا تھا وہ۔ل سیدھی طرح بات برداشت کیوں نہیں کر پا رہا۔۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا وہ زور زور سے چیخے۔۔ اسکا سر درد اسکا غصہ۔۔ وہ سب لوگ۔۔ اس شدت سے اسکے اندر لاوا پھٹ رہا تھا کہ اسے لگ رہا تھا وہ اگر چلایا تو یہ سب واقعی ہی اسے پاگل سمجھیں گے لائبہ اسکی حالت دیکھ کر سسکنے لگی۔۔ تم ٹھیک ہو جاؤ گے تم ایزی ہو جاؤ"۔ ہاتھ ہٹائیں" اسنے انکا ہاتھ جھٹکا۔ میری ریپورٹس دیں۔۔ مجھے مجھے آپ سے اپنا علاج نہیں کرنا"نال سے بہتے خون کو اسنے زبردستی ہاتھ سے رگڑ کر صاف کیا اور اسکی ساری شرٹ خون سے تر ہو گئ۔ حیدر اس وقت تمھیں ریلکس ہونے کی۔۔۔ بس چپ"۔ ڈاکٹر کامران پر وہ چیخا اور۔۔ مٹھیاں بھینچ لیں وہ سر تھام گیا تھا۔ دماغ پر ہتھوڑے کیطرح جیسے کمال کا ایک ایک لفظ برس رہا تھا وہ پلٹا لائبہ پیچھے ہی کھڑی تھی۔ اور حیدر نے بے ہوش ہونے سے پہلے بس اسکو پانی طرف دوڑ کر اتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوش میں آتے اسنے اپنے ارد گرد کئ لوگوں کی آوازیں سنی تھیں جبکہ اسنے آنکھیں نہیں کھولیں۔۔۔ وہ نارمل تھا۔ وہ آنکھیں کھولتا اس سے پہلے ہی اسکے دماغ میں منظر کشی ہونے لگی تھی نیوز ریپورٹ۔۔لائبہ ۔۔ڈاکٹر کامران۔ اور اپنی ریپورٹس اسے سب یاد آ رہا تھا۔ ایکدم اسنے اپنی سرخ آنکھوں کو کھولا

تو اسکے گھر والے اسکی فکر اسکی پریشانی میں وہاں موجود تھے زیمل تڑپ کر اس تک پہنچی۔ حیدر" اسکا چہرہ ہاتھوں میں بھر لیا۔ جبکہ ڈاکٹر کامران کے مطابق جو کچھ گزر گیا ہے ممکن تھا اسے یاد نہ ہو اور شاید وہ یاد رکھے ہوئے ہو۔ حیدر۔۔ سنجیدگی سے ماں کو دیکھنے لگا۔ ٹھیک ہو نہ"۔ زیمل نے پیار سے چاہت سے اسکے بال سنوارے جوان بیٹے کو اسطرح دیکھنا شاید ماں باپ کے لیے دنیا کا مشکل ترین کام ہوتا ہو گا۔ اور زیمل اس تکلیف کو محسوس کر رہی تھی۔۔ اسنے اپنے آنسو صاف کیے۔۔ کیا ہوا تھا مجھے" حیدر کے الفاظ ان سب کی اٹکی سانسوں کو بھال کر گئے۔ زریاب مسکرا کر آگے بڑھا کچھ نہیں ہوا یار آپ تو ڈرا ہی دیتے ہیں بس۔۔ چکر آئے تو آپ گیر گئے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے آپکو ویکنیس ہے اور اچھی نیوز یہ ہے کہ ڈاکٹر کامران نے ہمارے والد صاحب کو جھاڑا ہے برو" اسنے ہاتھ کی مٹھی مزے سے اسکی جانب بڑھا دی۔ حیدر زریاب کو دیکھنے لگا۔۔ ایسا جھاڑا ہے خدا کی قسم مزا آگیا۔ اور شکل تو دیکھنے والی تھی ڈیڈ کی آپ ہوش میں ہوتے تو خوب انجوائے کرتے اور ڈیڈ۔۔ اب مان چکے ہیں کہ آپ کو ہاسپیٹل میں ہی رہنا چاہیے۔"۔۔ وہ مسکرایا حیدر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ یہ تو اچھی نیوز ہے" اس نے سکون سے مسکرا کر کہا اور زریاب کے پنچ بنے ہاتھ پر اپنے ہاتھ کا پنچ مارا۔ زیمل نے حیدر کے ہاتھ چوم لیے۔ حیدر پھر سے مسکرا دیا۔ یار اس ایکسیڈنٹ نے تو کچھ زیادہ ہی محبتوں کا حقدار بنا دیا مجھے" وہ نارملی گھبرہ سانس بھرتا بولا تھا زیمل کا تو بس نہیں چل رہا تھا اسے بے پناہ پیار کرے۔ وہ خوفزدہ ہو گئی تھی حیدر سچ جان گیا وہ سچ جان جاتا اپنے آپ کو نقصان پہنچاتا۔۔ وہ خود کے اندر یہ عیب کبھی برداشت نہ کرتا اچھا تھا اسکی یاد میں صبح کی کوئی یاد نہیں

تھی۔ زیمل مسکرانے لگی۔۔ میرا بیٹا ہے ہی ایسا کہ اس سے صرف محبت کی جائے"۔ واہ اور ڈیڈ سے " اسنے ترچھی نظروں سے ماں کو دیکھا۔ زیمل ایکدم سرخ ہوئی۔۔ بہت بد تمیز ہو حیدر " زیمل اپنی جگہ سے اٹھ گئ حیدر ہنسنے لگا۔۔ اور کمرے میں داخل ہوتے کبیر عارض اور زین اور سب کے پیچھے اپنے باپ کو دیکھا تھا اسنے۔ ٹھیک ہو جوان"۔ کبیر نے اسکا شانا تھپتھپایا آئے ون بڑے پاپا۔" وہ مسکرا دیا۔ بیٹے بس اب چٹکیوں میں ٹھیک ہو کیا تم بھی ہاسپیٹل کے ہو کر رہ گئے ہو" عارض نے بھی نارمل لہجہ رکھا تھا کہیں سے بھی کسی نے واضح نہ کیا کہ صبح کیا ہو کر گزر چکا ہے۔ مجھے لگتا ہے بھائ اسکا دل لگ گیا ہے ہاسپیٹل میں کسی ڈاکٹر میں" زین نے چھیڑا تو وہ مسکرا دیا۔ آپکو بڑا پتہ ہے دل کیسے لگاتے ہیں۔۔ " حیدر نے آنکھیں چھوٹی کرتے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا اوو بھائ بس کرو۔۔۔ اب تو سر میں سفید بال اگئے اب بھی لوگ مجھے ہی شک سے دیکھتے ہیں" زین نے ہاتھ جوڑ دیے۔ نہیں شک تو مجھے اپنے باپ پر بھی پورا ہے" وہ خاموش کھڑے سالار کو دیکھتا بولا تھا۔ جو اب بھی خاموش تھا کچھ دیر وہ سب یوں ہی ایک دوسرے کو چھیڑتے رہے اور پھر وہ تینوں ہی وہاں سے نکل گئے۔ زیمل سالار زریاب اور حیدر پیچھے رہ گئے تھے۔ سالار حیدر کے پاس بیٹھ گیا بیٹے کو غور سے دیکھنے لگا۔ تمھیں پتہ ہے میں نے اپنے باپ کو کبھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا بچپن میں میں لڑ بھڑ کر اجاتا تھا اور۔۔ ڈیڈ" وہ باپ کو یاد کر کے مسکرا دیا۔۔ ہمیشہ سے سخت تھے بے فکری سے مارتے تھے" وہ ہنس دیا زریاب زیمل کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی جبکہ حیدر خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اور جب جوان ہوا تو گھر سے ہی بھاگ گیا ڈیڈ کو میرے پروفیشن سے

سخت چیڑ تھی لیکن مجھے تو اپنا کام پسند تھا پھر تمھاری بوڑھی ماں میری زندگی میں اگئ" اسنے زیمل کی جانب دیکھا نظروں میں چاہت تھی جبکہ اسپر خوامخوہ طنز پھینکا تھا۔ زریاب نے زیمل کے شانے پر ہاتھ پھیلا کر ماں کو قریب کیا بس کریں ڈیڈ آپکی سٹوری میں صرف آپ بوڑھے ہیں میری ماں تو آج بھی۔۔ حسین عورتوں میں شمار ہوتی ہے۔"۔۔ وہ آنکھوں کو دلکش جنبش دیتا بولا۔ کھوتے توجہ سے دیکھ" سالار کو تو چپ ہی گئ زیمل کھکھلا دی۔ وہ بہت غور و غوض کے بعد بتا رہا ہے آپکو یہ بات" حیدر نے بیچ میں لقمہ دیا۔ نہایت بدبخت اولاد ہے میری جو میری بات میں اپنی ٹانگیں اڑائے بنا نہیں رہ رہی" سالار چیڑ گیا زیمل کی ہنسی پر اسے سختی سے گھورا۔۔۔ بس کریں زیادہ گھوریاں مارنے کی ضرورت نہیں ہے کہانی کو نٹینیو کریں مجھے مقصد جاننا ہے۔۔ یہ گھوریاں آپ کمرے میں بھی لگا سکتے ہیں"۔ حیدر نے بے زرای سے کہا جبکہ سالار نے گھیرہ سانس بھرا الغرض میں بھی ہو بہو تمھاری ہی طرح بے غیرت تھا آج بہت شدت سے اپنے باپ کا احساس ہو رہا ہے" اسنے گھورتے ہوئے کہا جبکہ حیدر مزے سے اسے دیکھتا رہا۔ میں آپکے تمام کارناموں کا علم رکھتا ہوں ڈیڈ ڈونٹ یو وری۔۔۔ پیدا آپ نے ہی کیا ہے مجھے"۔ سالار کا قہقہہ برجاستہ تھا۔ لیکن ایک مزے کی بات یہ تھی کہ میرے باپ نے کبھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔۔ میں جیسا بھی تھا وہ مجھ سے ہمیشہ محبت کرتا رہا اپنی اولاد سے بڑھ کر مجھ سے محبت کی ہے انھوں نے۔۔۔ اور میرے دل میں بھی آج تک انکی محبت کا عکس ہے۔۔ تو تم بھی خود کو کبھی تنہا نہ سمجھانا میں ماضی کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گا بس یہ یاد رکھنا تمھارا باپ تمھارے ساتھ کھڑا ہے ہر حالات میں"۔ وہ اسکا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں جکڑتا بولا جبکہ حیدر۔ل سنجیدگی سے اسکی صورت دیکھنے لگا۔ یہ بات اگر بیس سالہ حیدر کو ہاسٹل میں گزری اس رات جس رات بخار سے وہ لڑکا پھونک رہا تھا آپ کہتے تو وہ آپکے سینے میں چھپنے کی کوشش کرتا لیکن اب مجھے آپکے سینے میں چھپنے کی ضرورت نہیں ہے ڈیڈ" وہ سرد نظروں سے باپ کو دیکھنے لگا آپکو معلوم ہے آپکے باپ نے آپکو خود سے دور نہیں کیا تھا آپ اپنی مرضی سے دور ہوئے اور میں۔۔۔۔ وہ رکا۔ مجھ میں اور آپ میں بہت فرق ہے ڈیڈ میں آپ سے شکوے نہیں کر رہا لیکن صرف اتنا سمجھا رہا ہوں کہ میں اپنی زندگی کو اپنی مرضی سے جینے کا قائل ہوں سو میرے لیے فکرمند نہ ہوں" وہ آرام سے کہہ کر پیچھے ٹیک لگا گیا سالار چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ کب تک طنز مارو گے مجھ پر" سالار نے ماتھے پر بل ڈالے اسکی جانب دیکھا۔۔ جب تک میرا دل کرے گا" حیدر نے بھی اسی طرح اسے دیکھا۔ ح۔۔" سالار_" زیمل نے جلدی سے سالار کا شانا تھاما میرے بیٹے سے نہ لڑیں۔۔ آپ بس آپکی ہی غلطی ہے ہر کام میں ہر جگہ اور آپ ہی غلط تھے اور ہیں اب چپ ہو جائیں" زیمل نے جلدی جلدی کہا اور۔ل منہ بسور کر اسے دیکھنے لگی جبکہ حیدر ہنس دیا۔۔۔ ماں کا ہاتھ تھام لیا۔ یہ تمھاری اولاد ایک دن خود سر کے بل چل کر میرے پاس یہ ہی نکھرا توڑ کر نہ آئی تو کہنا سالار مرتضی تھا ہی نہیں کچھ "۔۔ سالار سر جھٹکتا اٹھا۔ چلیں پھر شرط لگا لیں ڈیڈ۔۔ آپکی سوچ سے باہر نہ نکل جاؤں تو کہنا حیدر مرتضی تھا ہی نہیں کچھ "۔ جس انداز میں اسنے کہا تھا سالار نے چونک کر اسکی جانب دیکھا حیدر میرے چاند کیا ضرورت ہے آپکو۔۔۔ آپکے ڈیڈ بوڑھے ہو گئے ہیں اور یہ کہانی میرے بیٹے کی ہے اس کہانی میں وہ ہی ہیرو ہے اور آپ تو میری

جان ہیں "زیمل کے پیار پر وہ ذرا مسکرا دیا۔ اور اسکا ہاتھ تھام گیا دوسری طرف زریاب اور سالار کو کچھ ٹھیک نہیں لگا تھا دونوں ایک دوسرے کی جانب دیکھتے رہ گئے جبکہ حیدر ماں سے باتیں کر رہا تھا۔ ---------- جب تک وہ لوگ باہر نہیں آئے لائبہ مسلسل باہر کے چکر لگاتی رہی تھی اسکے اندر جانے کی ہمت نہیں تھی جبکہ دل کی حالت ایسی تھی کہ اڑ کر اس تک پہنچ جائے۔ سالار اور زریاب روم سے باہر آئے تو اسے باہر دیکھا۔ اسے کچھ یاد نہیں نارمل ہے" سالار نے اسے بتایا تو لائبہ کو ایک طرح دکھ بھی ہوا کہ اسکی یاداشت پر اتنا گھیرہ اثر تھا جبکہ دوسری طرف خوشی بھی ہوئی کم از کم اسکا راز نہیں کھلا تھا۔۔ لائبہ نے سر ہلایا۔ اور زریاب باپ سے بات کر کے گھر کے لیے روانہ ہو گیا کیونکہ اسے تھوڑے ریسٹ کے بعد ایک میٹینگ اٹینڈ کرنی تھی ۔ ان معملات میں آ کر کام سے دھیان بلکل ہٹ گیا تھا ۔۔۔۔۔ ---------- جاری ہے وہ گھر لوٹا۔۔ تو کافی دیر ہو چکی تھی میٹنگ کا ارادہ تو بلکل ہی ملتوی کر دیا اور نیند الگ ستا رہی تھی تیزی سے گھر میں داخل ہوتے اسنے صرف اپنے کمرے میں جانے کا سوچا تھا کہ لاونج میں ایک تماشہ لگا دیکھ وہ ٹھٹک کر رکا۔۔ شیری اور روشانے سکون سے مووی انجوائے کر رہے تھے جبکہ گند اتنا تھا ان دونوں کے ارد گرد گویا لاونج نہیں کوڑا دان لگ رہا تھا انکا گھر۔۔۔ وہ ماتھے پر تیریاں ڈالے نفی میں سر ہلاتا ان دونوں کے پاس آ گیا۔ دونوں ایک ہارر مووی دیکھنے میں اتنے مہو تھے کہ کوئ ہوش نہیں تھا پیچھے بھی کوئ کھڑا ہے۔ اور اچانک اس مووی پر زریاب کی بھی توجہ منتقل ہو گئ۔ اندھیرے کمرے کا دروازہ آہستگی سے

کھولا جارہا تھا۔ زریاب کو اول تو یہ مویز کچھ خاص پسند نہیں تھی اور سچ تو یہ تھا اسے ہارر مووی کا فوبیا تھا لیکن آج تک اس چیز کا ذکر کسی سے نہیں کیا تھا وہ انکے پاس رک کر خود ہی پھنس گیا۔ دروازہ کھولا اور ایک ہاتھ بر آمد ہوا روشانے بلکل سیدھی ہو گئ جیسے ابھی وہاں سے بھاگ اٹھے گی جبکہ دوسری طرف شیری۔۔نے کشن سے خود کو چھپانے کی ناکام کوشش کی اور ایکدم دروازہ کھول کر جو چہرہ سامنے آیا روشانے اور شیری کی چیخوں سے بلند چیخیں زریاب کی تھیں وہ دونوں ایکدم پیچھے مڑے جبکہ زریاب تو منہ ہی موڑ گیا۔ یہ کیا بکواس دیکھ رہے ہو تم دونوں "زریاب تو دھاڑا۔ جبکہ وہ دونوں۔۔ اپنی ہنسی روکنے کی کوشش میں اب سرخ ہونے لگے اور جیسے ہی زریاب نے گھیرہ سانس کھینچ کر ریموٹ سے ایل سی ڈی بند کی ویسے ہی ان دونوں کے قہقہے لاونج میں گونجے۔۔۔ شیٹ آپ "زریاب نے خفت زدہ ہوتا انھیں گھورنے لگا زار بھائ آپ ہارر مویز سے ڈرتے ہیں"۔ ۔شیری کشن پھینکتا اٹھا۔ تم نہ چلتے پھیرتے نظر آؤ یہاں سے گھر والے کہاں ہے جو تم دونوں اتنی عیاشی کر رہے ہو" وہ روشانے سے نگاہ چراتا بولا۔ جو اپنے دوپٹے سے بلکل ہی انجان تھی دوپٹہ ایکطرف پڑا تھا جبکہ وہ نواب زادی پیٹ پر ہاتھ رکھے اسکی صورت دیکھتی ہنسے جارہی تھی۔۔ بس بات پلٹنے کی ضرورت نہیں تو زریاب صاحب ہارر مویز سے ڈرتے ہیں۔۔۔چہ چہ چہ "وہ نفی میں بردبرانہ انداز میں سر ہلاتی افسوس کرنے لگی گھر والے کہاں ہیں "زریاب نے اسے اگنور کسی یاد آ گیا تھا کل اسنے اسے بلایا تھا اور وہ کس طرح اگنور کر گئ تھی روشانے کی ہنسی کو بریک لگی۔ جہاں سے آپ ارہے ہیں سب ہم دو معصوم بچوں کو یہاں چھوڑ کر وہیں گئے ہیں میں تو خود حیدر بھیو سے

ملنا چاہتا تھا زار بھائی ویسے بھیو کب ٹھیک ہوں گے کیا وہ اب ساری زندگی ایسے ہی رہیں گے" شیری نے سوال کیا تو زریاب نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔ بھائی جلد ٹھیک ہو جائیں گے۔۔" وہ سب اسکے لیے خود متفکر تھے اسکی جلد صحت یابی کے دعا گو تھے۔۔ وہ اسکا شانا تھپتھپا کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ روشانے اسے خاموشی سے جاتا دیکھنے لگی۔۔ شیری نے وہیں اپنی گیم لگا لی تھی اور وہ اب مزے سے گیم کھیلنے میں لگ گیا جبکہ روشانے کو زریاب کا انداز کچھ ہضم نہیں ہوا اور وہ اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی مارنے کو تیار اسکے پیچھے چل دی پہلے بھی کہاں کچھ سوچ سمجھ کر کرتی تھی۔ اپکو کیا ہوا ہے" زریاب اپنے کمرے میں داخل ہوا تو پیچھے سے آنے والی آواز پر مڑ کر اسنے روشانے کی جانب دیکھا۔ کچھ نہیں" اسنے اسے شدید اگنور کرتے جواب دیا۔ اور اپنی واچ اتارنے لگا جبکہ روشانے سکون سے اسی کی دی ہوئی چاکلیٹ کھا رہی تھی لگتا ہے ہارر موووی آپ زیادہ ہی دل پر لے گئے" اسنے اسکا مذاق بنایا۔ جبکہ زریاب نے گھڑی اتارنے کے بعد اپنی شرٹ کا بٹن کھولا۔۔۔ روشانے چاکلیٹ کھانے میں شدید مہو تھی اور ویسے بھی زریاب کی اسکی جانب پشت تھی تبھی وہ نوٹ نہیں کر سکی کہ زریاب کیا کر رہا ہے زریاب کی آنکھوں میں البتہ بلکل بھی اسکے لیے رعایت نہیں تھی۔ ویسے آپ کتنے کوئی ڈرپھوک" ہنستے ہوئے اسنے چہرہ اٹھایا اور اسکے منہ سے ایکدم بے ساختہ چاکلیٹ چھوڑ کر زمین پر گیری۔ وہ حونک نظروں سے زریاب کو دیکھنے لگی جس نے اب اسکی جانب چہرہ موڑ لیا تھا اور اپنی شرٹ کو اتار کر صوفے پر پھینک دیا۔ روشانے ساکت ہی کھڑی رہ گئی۔۔ زریاب نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا وہ سکون سے کھڑا اب اسے دیکھ رہا

تھا الٹا اپنی پینٹ کی پوکٹس میں دونوں ہاتھ ڈال لیے چوڑا سینا لمبا قد اور بھرپور وجاہت روشانے سانس بھی بمشکل لے پا رہی تھی۔۔۔ اور جیسے ہی اسے ہوش آیا ایسی چیخ ماری کہ مردے بھی اٹھ جائیں پھر گھر میں تو ایک شیری ہی تھا ایکدم زریاب نے آگے بڑھ کر اسے اپنے کمرے میں کھینچا اور دروازے بند کر کے اسکے چلاتے منہ کو اپنی مظبوط ہتھیلی سے بند کر دیا۔ کیا چاہ رہی تمھارا چار فٹیا بھائی پورے خاندان میں نشر کر دے کہ زریاب خان کو دیکھ کر۔۔ روشانے کی چیخیں نکل گئیں" محظوظ کن نظروں سے وہ اسکی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھنے لگا جبکہ روشانے اسکی قربت پر سانسوں کی روانگی بھولی بیٹھی تھی وہ اپنی مکمل وجاہت سمیت اسکے پہلو میں ایسے جڑا کھڑا تھا آج سے پہلے ایسا کچھ نہیں کیا تھا اسنے۔ گ۔۔۔ گگ۔۔۔ گھر گھر والوں کی عدم۔۔ عدم موجودگی میں آپ آپ اپنے کمرے میں ایسی ایسی اوچھی حرکتیں کرتیں ہیں آپ آپ بنا کپڑوں کے پھیرتے ہیں اپنے کمرے میں" وہ حواس باختہ بولی اور زریاب کے سارے رومینس پر جیسے ٹھنڈا ٹھار پانی پڑا تھا وہ خود دنگ رہ گیا۔۔ م۔ میں سب کو بتاؤ گی بھی آپ۔۔ کتنے گندے ہیں۔۔ میں بڑے پاپا کو بتاؤں گی آپ نے یہ حرکتیں کہاں سے سیکھی ہیں" وہ حیران و پریشان تھی زریاب کا بس نہیں چلا کوئی چیز اٹھا کر سر پر مار لے۔ یہ بکواس کس نے کی ہے کہ میں کپڑے نہیں پہنتا" دانت پیس کر وہ اسکی موہنی سی صورت بہت نزدیکی سے دیکھنے لگا جو از حد پریشان تھی تو۔۔ تو یہ سب سب کیا ہے" روشانے نگاہ چراتی اسکے۔۔ سینے پر اپنی انگلی سے دباؤ ڈال گئی۔ جبکہ زریاب۔۔ مسکرا دیا۔ اسکی وہی انگلی تھام لی۔ ز۔ ار" اسکے الفاظ وہیں اٹک گئی۔ تم میری بیوی ہو میں تمھارے سامنے جیسے چاہوں

پھر سکتا ہوں۔". وہ آہستگی سے بولتا اسکے مزید نزدیک ہوا۔ جب سے اسکی چھوٹی سی جان۔۔ اپنے رنگ میں ڈھلتی محسوس ہونا شروع ہوئی تھی تب سے دل کی کیفیت میں خوبصورت سی تبدیلی رونما ہوئی تھی۔ ش۔۔ شرم کریں۔۔ بیوی سے ۔۔۔ سے بھی کوئی پردہ ہوتا ہے اور اور ابھی ہماری رخصتی۔ نہیں ہ۔۔"۔ اسکے لفظ وہیں تھم گئے کیونکہ زور وشور سے دروازہ بج رہا تھا باہر شیری تھا آپی آپ اندر رہیں"۔ اسکی آواز بلند ہوئی اور روشانے چکرا گئی پیشانی عرق آلود ہو گئی یہ تو احسان تھا کہ دروازہ لاک تھا کہو ہاں اندر رہوں" اسکی پریشانی سے محظوظ ہوتے زریاب نے اسکے حسین چمکتے چہرے پر اپنی انگشت شہادت سے سطر کھینچی اور اسکے لبوں پر اکر ٹھرا دی روشانے کا دماغ ماؤف ہو چکا تھا وہ ہمیشہ اسکے حصار میں عجب طرح جکڑی جاتی تھی۔ بولو" وہ حکم دینے لگا۔ آ۔۔۔ اندر اندر رہوں ش۔۔ شیری"۔ وہ بول تو گئی اور پھر ایکدم اپنے لبوں کو دونوں ہاتھوں سے چھپالیا وہ یہ کیا بول گئی اسکے کہنے پر۔۔۔ کیوں کیا کر رہی ہیں آپ اندر" شیری کی بھڑکیلی آواز بلند ہوئی۔۔ یہ زیادہ سالا بن رہا ہے میں بتاتا ہوں اسے" زریاب بدمزہ ہوتا دور ہوا اور دروازہ کھولنے بڑھتا کہ روشانے جلدی سے اسکے اگے آگئی کیا کر رہے ہیں ک۔۔۔ کیا سوچے گا۔۔ وہ ہ۔۔ ہم ہم دونوں کے بارے میں اگر اگر اسنے سب کو بتا دیا آف"۔ روشانے پریشانی سے بولی۔۔۔ پہلی بار اسے یوں پریشان دیکھا تھا وہ دلفریبی سے مسکرا دیا۔ ٹھیک ہے میں دروازہ کھول کر اس سے پوچھ لیتا ہوں اسے کیا مسلہ ہے"۔ اسنے جیسے مسلہ حل کرنا چاہا اور وہ دوبارہ دروازے کیطرف بڑھا جو بج رہا تھا کہ روشانے نے اسکا مظبوط بازو جکڑ لیا۔ آپ آپ پاگل تو نہیں ہو گئے" نہ جائے اسکی دماغی

کیفیت پر شبہ کرنے لگی آپی۔۔ تم روک جاؤ میں بابا کو بتاؤ گا تم زار بھائی کے ساتھ ایک کمرے میں بند تھی وہ بھی اکیلے " شیری کی دھمکی سے روشانے کے چھکے چھوٹ گئے وہ جلدی سے وہاں سے بھاگنے کو دوڑی کہ زریاب نے اسکے لہراتے بالوں کو ہی پیچھے سے اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور اپنی جانب کھینچ لیا۔۔ زبردست جھٹکا لگا تھا روشانے کے نازک وجود کو اور زار کی پشت سے جا کر۔ لگی۔ زار"۔ وہ دل کی دھڑکنوں کا شمار نہیں کر سکی تھی جب اسنے مدھم لہجے میں "ہمم" کہتے اسکی گردن کو چھوا اہستہ آہستہ لمس اسکی جان پر بنا رہا تھا روشانے کو لگا وہ یہیں اسکی بانہوں میں موم کی مانند پگھل جائے گی۔ وہ آنکھیں سختی سے میچ گئ۔ وہ بابا کو سچ میں بتا دے گا" زریاب نے آہستگی سے اسکا رخ اپنی جانب موڑ لیا ایک حسین خوبصورت دلفریب چہرہ اسکے سامنے تھا جو فقت اسکا تھا۔۔۔ فزکس کی ایک تھیوری ہے کچھ خاص آوازوں سے دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔۔ میرے لیے وہ آواز ہمیشہ تمھاری ہنسی کی ہے" وہ آہستگی سے اسکو خود سے مزید نزدیک کر کہ گھیری سانسوں میں اپنا حال دل بیاں کرنے لگا جبکہ روشانے کے لیے یہ الفاظ بے حد قیمتی تھی اسے اپنے کانوں پر بے یقینی تھی یہ وہ ہی شخص تھا جس نے نوبت طلاق تک پہنچا دی تھی اور روشانے کو پھر اسکا سلگتا لمس اپنی سانسوں میں گھلتا محسوس ہوا نرمی سے مسروریت سے وہ ایکدم دم بخود رہ گئ۔ دنیا کا انوکھا احساس محبوب کی قربت سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ چاہت محبت جزبات سے بھرپور لمس ۔۔۔ روشانے کو تیزی سے کبھی ادھر تو کبھی ادھر محسوس ہوتا پھر اسکی شدت بھری سانسوں کی بے تابی وہ حواس گنوا چکی تھی۔ یہاں تک کے اپنا وزن کھو چکی تھی جبکہ زریاب خود نہ جانے اتنا

کیسے بہک اٹھا مدہوش کن لمحات کو طویل کرتا گیا۔ عجیب سکون سا تھا وہ اسکو موڑتا ایکدم بیڈ پر گیرا ۔ روشانے نے مدہوش نظروں بہکی سانوں سے اسکا چہرہ دیکھا دونوں کی سانسوں کی رفتار تیز تر تھی کہ کمرے میں بہکا دینے والی گونج اٹھنے لگی ز۔۔زار" وہ بے قابو ہو رہا تھا جسے روشانے نہ روکتی تو شاید وہ قربت کے ان لمحات کو طویل تر کر جاتا اسنے اپنا چہرہ روشانے سے دور کیا۔۔ اور یوں ہی لیٹا رہا۔ جاؤ۔" اہستگی سے بولا۔ روشانے ایکدم اسکے پہلو سے آزاد ہوئ دوپٹہ کھینچنا چاہا جو زریاب کے تناور وجود کے نیچے دبک گیا تھا۔ اسنے بمشکل خود میں اتنی ہمت پائ تھی کہ وہ باہر اپنے چھوٹے سے بھائ کا سامنا کر پاتی۔۔ زریاب نے اپنے جزبات کے طوفان کو قابو میں کیا اسکے دلکش سراپے کو اوپر سے نیچے تک دیکھا سوچ رہا ہوں بابا کو فورس کروں رخصتی پر"۔ وہ بولا جبکہ روشانے شرم سے سرخ چہرہ لیے رخ موڑ گئ۔ لیکن یہ تمھارا ایم اے ہمارے تمھارے بیچ حائل ہے"۔ وہ ایک سانس بھر گیا کیا ایم آئے" روشانے کو کرنٹ لگا اس سے یہ چند کلاسیز تو پڑھیں نہیں جاتی تھی وہ ایم آئے کا اردہ رکھتا تھا۔ افکورس۔"۔۔ زریاب بولا۔ روشانے کا دل کیا بس اب احتجاجاً یہیں بیٹھ جائے اور رونے لگ جائے وہ ہونٹ نکالنے لگی۔ آنکھیں پٹپٹاتی بلکل ابھی رو دینے کو تھی۔ آآآ ڈرامے نہیں چلیں گے میری جان پڑھنا تو پڑے گا تمھیں۔۔" وہ اسکا حسین چہرہ تھپتھپا گیا۔ بہت برے ہیں آپ " وہ غصے سے بولی یہ نئ بات نہیں" زریاب نے شاور کا ارادہ ملتوی کرتے دوبارہ شرٹ پہن لی اسکی باڈی اب چھپ گئ تھی روشانے سے۔۔ روشانے منہ بسو کر دروازہ کھول گئ۔ اور ایکدم دوبارہ چکر کھا کر گیر جاتی شیری ہاتھ سینے پر باندھے سامنے ہی کھڑا تھا زریاب بلکل

روشانے کے پہلو سے نمودار ہوا۔ اور اس چار فٹیے کو دیکھنے لگا۔ یہ کیا ہو رہا تھا" وہ گھور کر بولا۔ ش۔۔شیری۔ شیری وہ وہ میں نہ۔۔ ز۔۔زار سے نوٹ۔۔ تمھیں کیا مسلہ ہے بھئ زمین سے پورے اگے نہیں ہو اور سالہ بننے کی کشش کر رہے ہو"۔ زریاب سکون سے بولا وہ گول گپا سا تھا بلکل زریاب کو اپنا بچپن لگتا تھا۔۔ سہی سہی۔۔۔۔۔مجھے سب پتہ ہے۔ جیجا جی۔۔۔نہ بڑے پاپا کو بتایا یہ سب تو میرا نام بھی شیری نہیں" وہ زریاب کو دھمکاتا نیچے بھاگ گیا اوئے" زریاب پیچھے سے چیخا۔ روشانے اسکے دھمکانے کے انداز پر مسکرانے لگی تم ہنس رہی ہو"۔ بچہ ہے زار وہ کیسے کیوٹ سا دھمکا رہا تھا آپکو" اسے جیسے بھائ پر پیار آیا۔ یہ بچہ ہے اسے بچہ کہتے ہیں ایسی مخلوق کو بچہ نہیں کہتے۔ مجھے دھمکیاں دے رہا ہے۔۔ بتائے تو سہی یہ بابا کو کچھ ٹانگیں توڑ دوں گا میں اسکی"۔ وہ۔ سر جھٹک کر بھڑکتا بولا۔ آپکی نہ توڑ دوں بھائ ہے میرا"۔ وہ گھورنے لگی۔ بڑی کھینچی کیطرح چلتی ہے تر تر زبان اتنا دماغ پڑھائ میں چلایا کرو" وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھ میں پیار سے جکڑتا۔۔ بولا اور ایک زبردست سی بے باک سے جسارت بھی کر گیا جس کا اثر۔۔ ایک خون کی صورت روشانے کے ہونٹوں کے نزدیک بن گیا۔ وہ اسے پاگل کر دیتا وہ پیچھے کھسکنے لگی۔ آپ آپ کو آج کیا ہو گیا ہے" زریاب اسکی بات پر ہنس دیا۔ کچھ خاص نہیں اس رنگ میں اچھی لگ رہی ہوں اوپس تمھاری چاکلیٹ میرے ساتھ کھاؤ گی" اسنے زمین پر پڑی چاکلیٹ اٹھا کر اپنے ہونٹوں پر لگالی۔ روشانے کو لگا اگر وہ گیر گئ تو اسکا سر پھٹ جائے گا اس بے ہودہ آدمی کا کچھ نہیں جائے گا اور یقیناً وہ یہ ہی چاہتا تھا ج۔۔مجھے یقین نہیں تھا آپ اتنے بے شرم نکلیں گے۔"۔ وہ پیچھے بھاگی۔ یہاں تک کے تیزی

سے سیڑھیاں چڑھ کر وہ اپنے کمرے میں گم ہو چکی تھی جبکہ زریاب مسکرا دیا۔ احساس محبت احساس حق اسپر غالب تھا سرد سانس کھینچ کر وہ دوبارہ کمرے میں چلا گیا تو زمین پر چمکتی چیز دیکھائی دی یہ اسکا بریسلیٹ تھا۔ اسنے اس بریسلیٹ کو لبوں سے چھو لیا ۔

---------- صارم حیدر کی ان تمام حرکات کو صرف ڈرامہ سمجھ رہا تھا لائبہ کی اٹینشن لینے کے لیے وہ پاگل پن کا ڈرامہ کر رہا تھا اچھا ہی تھا وہ تباہ برباد ہو جاتا وہ بھڑک کر سوچ رہا تھا جبکہ دوسری طرف بار بار حیدر کا بیمار ہونا اس رشتے کی بلا کو ٹال رہا تھا ورنہ اسکے ماں باپ تو پل کی چوتھائی میں پہنچ جاتے یہاں اور شام میں ہی فون آیا تھا کہ وہ رات میں یہ اگلی صبح پاکستان پہنچ جائیں گے صارم کوفت کا شکار تھا کہ نور نے اب تک انکار کیوں نہیں کیا۔ لیکن نور کیطرف سے بنی گئی خاموشی پر وہ خون کا گھونٹ بھر گیا وہ سب کو یہ نہیں بتا سکتا تھا وہ لائبہ کو پسند کرتا ہے سالار پھر زریاب اور شاید حیدر خود۔۔ وہ ان سب کو بیقوقت ہینڈل نہیں کر سکتا تھا۔۔۔ انھیں سوچوں میں مشغول تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور روشانے گنگناتی ہوئی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔ اوئے صارم بھائی آپ تو غائب تھے صبح سے "حیدر بھیو کی طبعیت خراب ہو گئی تھی وہ دوبارہ ہاسپیٹل چلے گئے ہیں". معلوم ہے" وہ تلخی سے بولا۔ ویسے اس وقت آپ یہاں کیا کر رہے ہیں کہیں نور اپیا کے دروازے کو تو نہیں ڈھونڈ رہے" وہ کھکھلائی جبکہ شدید چیڑ کر صارم نے اسکی جانب دیکھا۔ چندہ میں ذرا آف موڈ میں ہوں ہم مذاق وذاق صبح کریں گے" اسنے نرمی سے کہا جبکہ روشانے کا منہ اوہ شیپ میں کھل گیا کیا مسلہ ہے مجھے بتائیں میں حل کر سکتی ہوں

"۔۔ وہ بولی۔ نہیں میرا مسلہ کوئ حل نہیں کر سکتا" صارم تپ کر بولا اور آگے بڑھ گیا جبکہ روشانے منہ بنا گئ فری کی سرویس کوئ لیتا ہی نہیں تھا احسان فراموش ٹائپ کے لوگ ہے روشانے تمھارے ارد گرد" وہ خود کے شانے پر ہاتھ رکھتی خود کو ہی تھپک کر چلی گئ جبکہ زریاب نے یہ سارا منظر دیکھا تھا سنجیدگی چہرے پر چاہی ہوئ تھی۔ وہ لاپرواہی سے خود کو خود بھی نہیں سمجھتی ابھی" اسکے دل نے گویا روشانے کے حق میں آواز اٹھائی تو وہ یہ منظر جسے دیکھ کر جلن اٹھی تھی کیونکہ اب پہلے میں بستا دل روشانے کے لیے دھڑک رہا تھا تو اسکا حق تھا وہ زریاب کے علاوٰہ کسی کو نہ سوچے نہ دیکھے ۔۔۔ وہ گہیرہ سانس بھرتا مڑ گیا۔ اگر اس لڑکی کو عقل آ جاتی تو زیادہ مناسب تھا دماغ نے سوچا اور وہ دوبارہ کمرے میں چلا گیا تھا ۔

-----------------.. نور ایک ایک لمحہ بن گن کر گزار رہی تھی باپ سے بات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ تو وہ ماں کے پاس اگئ آیت اپنا کمرہ صاف کر رہی تھی عارض جو کہ ہمیشہ کیطرح پھیلا کر چلتا بنا تھا۔ مما" نور نے پکارہ تو اپنی ہی آواز بہت دور سے سنائ دی۔ ہاں جی "وہ جیسے مصروف سی مڑی۔ وہ آپ آپ سے بات کرنی ہے"۔ وہ بولی تو آیت نے اسکے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر اسکی جانب دیکھا کیا ہوا ہے نور" وہ پریشانی سے اسکی جانب بڑھی۔ جبکہ نور ماں کے سینے سے لگ گئ ہوا کیا پریشان کر رہی ہو تم مجھے" آیت اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتی بولی۔ مما میں صارم میرا مطلب صارم مجھے پسند نہیں کرتے وہ مجھ سے شادی بھی نہیں کرنا چاہتے وہ خود مجھے کہہ کر گئے ہیں آپ آپ یہ شادی رکوادیں" وہ ایک سانس میں آنکھیں بند کرتی سب کہہ گئ جبکہ۔۔

آیت حیرانگی سے اسکی صورت تکنے لگی۔ نور" وہ حیران و پریشان تھی میں سچ کہہ رہی ہوں آپ میرا یقین کریں"۔۔ تم ایان کو پسند کرتی ہو" وہ حیران تھی۔ مما"۔ نور بے یقینی سے ماں کو دیکھنے لگی۔ ہاں بیٹا میں یہ ہی کہوں گی تم اتنی حیران کن بات کرو گی تو ایسا ہی کہو گی صارم نے اگر یہ بات نہیں کہی تمھارے بابا سے اگر اسے کوئ اختلاف ہوتا تو وہ مرد تھا وہ انکار کر سکتا تھا نہ کہ تم اسطرح اکر مجھے جھوٹی کہانیاں بتاتی اگر تم ایان کو پسند کرتی۔۔۔ مما" وہ تڑپ اٹھی۔ اور سرخ نظروں سے بہتے آنسو صاف کرتی وہاں سے پلٹ گئ جبکہ آیت فکرمندی سے اسے دیکھ رہی تھی جو بھاگتی ہوئ سیدھا اپنے کمرے میں گئ تھی ۔۔ ----------

جاری ہے انکار کیوں نہیں کرتی تم" صارم نے اسکی کلائی جکڑی۔۔ جبکہ وہ اسکی سخت گرفت پر مچل اٹھی بہت سارا رونے سے نیند نے احاطہ کر لیا تھا وہ سو کر اٹھی اور بوجھل دل کے ساتھ لون میں آ گئ۔ اور وہیں صارم بھی شاید کہیں جا رہا تھا اسے وہاں دیکھ کر دندناتا ہوا اس تک پہنچا اور۔۔ اسکا بازو فولادی گرفت میں جکڑ لیا۔۔ صا۔۔رم میرا ہاتھ چھوڑیں" نور تکلیف سے مچلی۔ اس سے کہیں گناہ زیادہ تکلیف کو اپنا نصیب نہ کرو نور بی بی انکار کرو اس رشتے سے کیونکہ مجھے تم میں رتی برابر بھی انٹرسٹ نہیں ہے۔"۔ وہ بھڑکا۔ آپ کیوں نہیں کر دیتے انکار میں نے کہا ہے میری بات کوئ نہیں مان رہا۔۔ میں کیا کروں" وہ بے بسی سے بولی۔ تو مناؤ سب کو لیکن مجھ سے شادی مت کرنا یہ تمھارے لیے بہتر ہو گا"۔۔ آپ آپ مرد ہیں آپ آسانی سے سب کو منع کر سکتے ہیں میری بات نہیں مانے گا کوئ میری"۔ وہ رک گئ۔۔ کیوں تمھاری کیوں نہیں مانے گا کیا واقعی تمھارے دل

میں بھی کھوٹ ہے کیا تم بھی ایان سے محبت "۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے ایان مجھ سے چھوٹا۔ چھوٹا ہو یہ بڑا محبت محبت ہوتی ہے نور بی بی کسی سے بھی کسی بھی وقت ہو سکتی ہے مگر مجھے غرض خود سے ہے تم سے نہیں اگر مجھے پتہ ہوتا کہ تمھارے باپ کا مقصد یہ ہے مجھے یہاں بلانے کا تو کبھی یہاں قدم نہ رکھتا۔۔ میں اپنی پوزیشن خراب نہیں کر سکتا اس شادی سے انکار کر دو کیونکہ جب جب میں تمھارے بارے میں سوچ رہا ہوں میرا دم گھٹ رہا ہے میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں نور اور یہ واضح ہے "وہ اسکا ہاتھ جھٹک کر ایک ایک لفظ پر زور دیتا کہتا پلٹ گیا جبکہ نور۔ بے ساختہ رو دی۔۔

-------------------------۔ کمرے میں خاموشی کے ساتھ تنہائی بھی تھی جبکہ ملگجا سا اندھیرہ اور اچھے بھلے موسم میں چلتا اے سی اس بات کا گواہ تھا کہ اندر واقعی حیدر مرتضی ہ لائبہ نے لائٹس اون کیں اور حیدر نے سر اٹھا کر دیکھا وہ اسکے سامنے تھی۔ حیدر نے لب دانتوں تلے دبا لیے۔ آپ پھر اگئے اچھا لگا آپکو دیکھ کر "وہ آہستگی سے مسکرا دی۔۔ حیدر سنجیدگی سے اسے دیکھتا رہا۔ آپکی دوائی کا وقت ہو گیا ہے۔۔ اس بار آپ نے بلایا نہیں تو ہم خود آ گئے۔۔۔ اچھی بات ہے لگتا ہے آپ اب جلد صحت یاب ہو جائیں گے دوائی وقت پر ہی لینی چاہیے اور کھانا بھی کھانا چاہیے۔۔ ڈاکٹر کامران نے کہا ہے اپ بہت جلد اچھے ہو جائیں گے اور " وہ بولتی جا رہی تھی اسی امید سے کہ وہ وہی حیدر رہے جو اس ہاسپیٹل میں جب آیا تھا تو لائبہ کا دیوانہ سا ہو گیا تھا خوش فہمی کے سمندر میں غوطہ زن وہ اپنی ہی جون میں بول رہی تھی کہ اچانک حیدر نے ہاتھ بلند کیا اور لائبہ نے جو دوائیاں نکالیں تھیں حیدر نے ہاتھ مار کر تمام دوائیاں زمین بوس کر دیں۔

کمرے میں مختلف جگہوں پر دوائیاں پھیل گئیں لائبہ پریشانی سے ایک قدم دور ہوئی۔ میں تمھارا ہی ویٹ کر رہا تھا لائبہ۔۔۔ اور وہ اسکا نام جس نفرت سے لے رہا تھا لائبہ دنگ رہ گئی۔۔ چلو اچھا ہوا روبارو ہو ہی گئے" وہ سکون سے بولا۔ اسکی حالت کی پرواہ کئے لائبہ کپکپاسی اٹھی حلق بے ساختہ خشک ہو گیا آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ کیوں کیا ہوا پہچانتی تو ہو تم۔۔ مجھے یہ میرے ساتھ ساتھ تمھاری یاداشت نے بھی جواب دے دیا" وہ اٹھ گیا پاؤں لٹکا کر بیڈ پر بیٹھتے اپنے مظبوط بازوں سے بیڈ کو جکڑتے وہ لائبہ کو ہی دیکھ رہا تھا۔ لائبہ کا وجود واضح لرزش کا شکار تھا۔ حیدر ایک جھٹکے سے اٹھا اور دو ہی قدموں فاصلہ طے کر کے لائبہ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ میں پاگل نہیں ہوں "وہ انگلی اٹھاتا اسے باور کرا رہا تھا آنکھوں میں شعلے تھے ناپسندیدگی۔۔ تھی وہ حیدر مرتضی تھا اپنے لیے یہ الفاظ سننا۔۔ اور پھر لائبہ کا ڈاکٹر بن کر اسے بیوقوف بنانا اسکے لیے ناقابل برداشت سی بات تھی۔۔۔ہ۔۔ ہم جانتے ہیں" وہ آہستگی سے بولی۔ نہیں مجھے آواز نہیں ارہی" وہ اسکے کمزور پڑتے وجود پر حاوی ہو رہا تھا لائبہ اس سے سہم رہی تھی۔ وہ آنکھیں اٹھانا چاہتی تھی۔۔ مگر نہیں اٹھا پا رہی تھی وہ اپنا چٹانی وجود لیے اسکے نزدیک تر ہوتا جا رہا تھا۔ جواب دو" دیوار پر ہاتھ مارتے وہ اسکی بھیگی پلکوں اور نم گالوں کو دیکھ کر گر جا۔۔۔ ہم ہم جانتے ہیں ہم جانتے ہیں" وہ تھوڑا سا اونچا بولی بس نہیں چل رہا تھا وہ چھپ جائے اس سے۔۔ بس لائبہ بن کر اسکی آنکھوں کے سامنے نہ آئے جس سے وہ سخت نفرت کرتا تھا اور اس بات کی گواہ اسکی آنکھیں تھیں۔۔۔ تمھاری جرت بھی کیسے ہوئی میری زندگی میں شامل ہونے کی منہ اٹھا کر میری کمزوری کا فائدہ اٹھا کر۔۔۔ تم میری

زندگی میں شامل ہونے کی کوشش کر رہی تھی تو سنو لائبہ تم سے نفرت تو بڑی پرانی ہے میری یہ آج کی بات نہیں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ تم میری آنکھوں کے سامنے سے بھی گزرو" وہ ایکدم اسکا منہ جکڑتا دھاڑا۔۔۔ لائبہ۔۔۔ کے پاس الفاظ نہیں تھے الفاظ دم توڑ گئے تھے۔۔۔ وہ تھر تھرا رہی تھی۔۔ خاموش تھی حیدر اسے پہچان جائے گا یہ اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا یا وہ سب یاد کر چکا تھا تو باقی سب کو ایسا کیوں نہیں لگا یہ سب کیا ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا وہ پاگل ہو جائے گی یا کھڑے کھڑے اسکی نفرت سہتے سہتے مر جائے گی۔ وہ قدم پیچھے لینے لگی۔۔۔ رک جاؤ وہیں" اسکے ایک حکم پر اسکے قدم رک گئے تھم کر وہ اسے دیکھنے لگی۔۔۔ کبھی مہربان تو کبھی ظالم بن جاتا تھا وہ اگر کچھ سمجھتا نہیں تھا تو اسکے دل کی کیفیت نہیں سمجھتا تھا۔ دل ایسے جیسے کسی نے جکڑ لیا ہو مٹھی میں اور زور سے بھینچ دیا ہو۔۔۔ ہم نے کچھ نہیں کیا۔۔ ہم ہم نے سچ میں کچھ بھی نہیں کیا۔"۔ وہ بے ساختہ رو دی۔۔ حیدر نفرت سے اسکی جانب دیکھتا رہا ڈرامے کم کرو۔۔" وہ لاپرواہی سے بولا۔ ۔کمال کون ہے" حیدر سب سے پہلے کمال کے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ لائبہ نے آنکھوں کو ذرا کھول کر سوچا لیکن اسے کوئی کمال یاد نہیں ارہا تھا۔ ہم نہیں جانتے" وہ آہستگی سے بولی۔ حیدر آنکھیں سکیڑ گیا۔ تو پتہ کرو کمال کون ہے بنا کسی کو یہ بتائے کہ مجھے یاد نہیں" وہ بولا بلکل ویسے ہی حکم دیا جیسے ہمیشہ دیتا تھا۔ لائبہ نے سر ہلایا۔ اور پلکیں جھکا لیں وہ پیچھے قدم لیتی اس سے بھاگنے کو بے چین تھی۔۔ حیدر وہیں رک کر اسے الجھن بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ لائبہ اسکے سوالوں سے جان چھڑانا چاہتی تھی اپنے آنسو گال پر صاف کرتے وہ وہاں سے بھاگ اٹھتی کہ حیدر

کی مظبوط فولادی گرفت میں اسکی نازک کلائی جکڑی گئ۔ تمھارا شوہر کون ہے" یہ سوال حیدر کے لیے بھی اچنبھے کا باعث تھا بے ساختہ ہی وہ یہ سوال بے چین ہوتا کر اٹھا تھا۔۔۔ یہ سوال ۔۔؟۔۔۔لائبہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ جواب دو مجھے مزید بیوقوف بنانے کی ضرورت نہیں ہے لائبہ " اسنے جھٹکا دیا اسکی کلائ کو۔۔ جبکہ وہ بے ساختہ تڑپ اٹھی گرفت ہی سخت تھی جیسے ہڈی توڑ دے گا۔۔۔ آپ "۔ اور اسکے جواب پر حیدر نے اسکی کلائ چھوڑ دی۔۔۔ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا لائبہ جانتی تھی وہ مزید سوال کرے گا اور اسی کے پاس اسکے سوالوں کے جواب تھے وہ بولتی گئ جبکہ حیدر خاموشی سے سنتا رہا۔۔وہ اسے اپنے بارے میں کچھ نہیں بتا رہی تھی بس اتنا بتایا کہ انکا نکاح سالار کی مرضی سے ہوا جبکہ پہلے روز کیطرح وہ اس وقت بھی اس نکاح سے انکاری تھا۔۔بے ساختہ سر میں درد سا ابھرا اور وہ سر تھام کر دور ہو گیا۔ لائبہ ایکدم اسکی طرف بڑھی جبکہ حیدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں تھم جانے کا کہا۔ تم صرف میری یاداشت ہو اس سے زیادہ کچھ نہیں" وہ انگلی اٹھا کر دوبارہ اسکے قریب قدم بھرتا پھنکارہ۔ تم نے مجھے استعمال کیا مجھے بیوقوف بنایا میرے جزبات کا مذاق بنایا میرے گھر والے تمھارے اس کھیل میں شامل ہوئے۔۔ تم سب کو حیدر بچہ لگ رہا تھا جس کے ساتھ تم لوگوں نے کھیل کھیلا اور بس کہانی ختم نہیں لائبہ تم تو مجھے بہت اچھے سے جانتی تھی۔۔۔ اب میری باری ہے میں تمھیں استعمال کروں گا۔۔ دنیا مجھے پاگل سمجھتی ہے میں پاگل نہیں ہوں" وہ بار بار اس بات پر زور دے رہا تھا۔۔۔۔ ہم۔۔ ہم نے آپکو بیوقوف نہیں بنایا ہم آپکے سامنے نہیں آتے۔"۔ بکواس نہ کرنا" وہ ایکدم بھڑکا لائبہ لب دبا گئ۔۔ تم ہمیشہ سے

ایسی ہی ہو لوگوں کو اپنی اس معصومیت سے ایمپریس کرتی ہو میں بھی بیوقوف بن ہی گیا۔" اسنے دانت پیسے۔۔۔ لائبہ بھیگی بھیگی پلکوں سے اسے دیکھتی رہی جو اپنی بے عزتی سمجھ رہا تھا ہر بات کو۔۔۔ مجھے کمال کے بارے میں سب جاننا ہے اور اسکے لیے تمھارے پاس بہت وقت نہیں ہے کیونکہ میں تمھیں زیادہ عرصے برداشت نہیں کر سکتا اپنی آنکھوں کے سامنے۔۔۔" وہ سر جھٹکنے لگا تھا جیسے اپنے سر درد کو چاہنے کے باوجود بھی قبول نہیں کر پا رہا ہو۔۔۔ حیدر کی طبعیت کو سوچتے لائبہ نے اپنا آپ جیسے پیچھے پھینک دیا اپنی عزت اپنی سیلف ریسپیکٹ جتنی بے عزتی اسنے اسکی کی تھی وہ سب بھول کر لائبہ کی ایک چھوٹی سی حرکت پر تلملا گیا تھا سب ایکطرف رکھ کر وہ دوائ دوبارہ نکالنے لگی۔ اگر آپ وقت پر دوائ لیتے رہیں گے تو جلد ہی ہماری صورت سے چھٹکارہ مل جائے گا" وہ بولی اور ہتھیلی اسکے سامنے پھیلا دی جس پر اسنے دوبارہ میڈیسن نکال لی تھی نظریں جھکی جھکی سی تھیں۔۔ وہ محبت وہ محویت وہ پیار۔۔ وہ دیکھنے کا انداز۔۔ وہ عرصہ اتنا مختصر ہو گا یہ اسنے سوچا نہیں تھا لمحوں میں بدل گیا سب۔۔ اسنے اسکی ہتھیلی سے دوائ کھینچ کر اٹھائ اور منہ میں انڈیل کر زبردستی پانی سے حلق میں اتاری۔ بے چینی تو سوار تھی۔ مجھے ڈاکٹر سے ملنا ہے" وہ بولا۔ لائبہ نے سانس کھینچا تھا اپنے آنسوؤں کو حلق میں ہی اتار لیا۔ وہ وہ کچھ دیر تک راؤنڈ لیں گے میں کسی راؤنڈ وانڈ کا انتظار نہیں کروں گا ڈاکٹر کو ابھی بلاؤ کیونکہ مجھے یہاں سے جانا ہے۔" وہ بھڑکا مگر وہ یہاں نہیں ہیں" وہ پریشانی سے بولی حیدر نے بھڑک کر سر اٹھایا ہم ہم بلاتے ہیں" لائبہ نے سر ہلا کر پیچھے قدم لیے تھے۔ حیدر نے جواب نہیں دیا دوائ سے سر کا درد کم ہو گیا تھا لیکن رگوں پر

پریشر نہیں رکا تھا۔۔۔ بہت کچھ یاد ارہا تھا بہت کچھ یاد نہیں تھا۔۔ اور ان بہت کچھ میں سے بے ساختہ وہ لمحے یاداشت کی دہلیز پر اسمائے جو لائبہ کی دید کی خاطر لڑتے جھگڑتے سلگتے گزارے تھے۔۔۔ حیدر نے نفرت سے آنکھیں وا کر لیں وہ اس لڑکی کا احساس بھی نزدیک سے گزرنے دینا نہیں چاہتا تھا اسے بیوقوف بنا رہی تھی وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شکر تھا ڈاکٹر کامران اسی وقت ہاسپٹل میں داخل ہوئے لائبہ نے ان سے حیدر کے متعلق بات کی کہ وہ ان سے بات کرنا چاہتا ہے ڈاکٹر کامران نے سر ہلایا اور۔۔ حیدر کے روم میں داخل ہوئے پیچھے لائبہ بھی تھی حیدر اب بھی ویسے ہی بیٹھا تھا لائبہ کو پشت پر دیکھا پھر ڈاکٹر کامران کو۔۔۔ مجھے آپ سے اکیلے میں بات کرنی ہے" لائبہ کو سہولت سے اگنور کر گیا تھا لائبہ کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہو گیا خفت کے احساس سے وہ سوری کہتی وہاں سے چلی گئ جبکہ ڈاکٹر کامران کو افسوس ہوا۔ بیوی ہے وہ تمھاری " وہ افسوس سے بولے تھے۔ مجھے علم ہے اور شاید یہ بات میری یاداشت سے اب محو ہو بھی نہ اینی ویز مجھے کتنا عرصہ لگے گا اس یاد اور نہ یاد کے چکر میں"۔ وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا ڈاکٹر کامران صوفے پر بیٹھ گئے۔ ہو سکتا ہے تم سب یاد کر چکے ہو یہ ہو سکتا ہے سالوں بھی تم بہت ساری باتیں یوں ہی بھول جاؤ اور بہت ساری باتیں یاد رکھو تمھارا ٹمپر منٹ یوں ہی تمھیں بے سکون رکھے تمھارا غصہ تمھیں نقصان دے تمھیں۔۔ فالو اپ پر رہنا پڑے یہ ان سب کی ضرورت نہ پڑے تم جوان ہو جلدری کور کر جاؤ"۔ اگر میں کہیں اور سے علاج کراؤ امریکہ " وہ تذبذب کا شکار تھا۔ بلکل تم ایسا کر سکتے ہو لیکن وہاں بھی تمھیں یہ ہی جواب ملا تو میں نے تمھاری

رپورٹس کو بہت اچھے سے سٹڈی کیا ہے۔ اور جواب وہ ہی ہے جو میں تمھیں بتا رہا ہوں تمھاری پروپر میڈیسن تمھارا علاج ہے اور ذہنی سکون بھی جتنا پریشر لوگوں کا لوگے اتنا اپنے آپ کو بیمار پاؤ گے "۔ وہ اٹھے انکی ایک سرجری تھا ابھی کچھ دیر میں ۔۔۔ حیدر کی بے چینی بے سکونی انھیں دیکھائی دے رہی تھی۔ مجھے کیسے پتہ چلے گا میں ٹھیک ہو رہا ہوں "۔ وہ بولا۔ تمھیں چیزیں یاد رہیں گی حیدر مرتضی جیسے تم یہ یاد رکھنا چاہتے ہو کہ لائبہ تمھاری بیوی ہے " انکا چھیڑنا حیدر کو شدید ناگوار اگزرا۔ میں چاہتا ہوں میری رپورٹ آپ مجھ تک پہنچائیں میرے گھر والے یہ کوئ بھی ایکس وائے زیڈ میرے بارے میں یہاں سے کوئ معلومات حاصل نہ کرے میری دوائیوں کا مجھے پتہ ہو کسی لائبہ کو نہیں۔۔ اور میری رپورٹس لیک ہوئ ہیں ڈاکٹر یہاں سے۔۔ میں چاہو تو آپ پر کیس بنا سکتا ہوں " وہ اسے دھمکی دیتا بولا تم جب سے آئے ہو مجھ پر کیس بنانا چاہ رہے ہو۔۔ ایک بار ہی بنا لو لیکن یاد رکھنا میں میرا ہاسپیٹل۔۔ کے ساتھ ساتھ تمھاری بیوی بھی اس میں ملوث کہلائے گی اور یقیناً تم ایسا نہیں چاہو گے ". بلاوجہ مجھے ٹیز نہ کریں " وہ غصے سے بولا اوکے ریلکس ہو جاو تمھارے لیے یہ غصہ ٹھیک نہیں "۔ ریلکس ہونے کے لیے کچھ نہیں ہے میرا باپ مجھے کمزور سمجھ رہا ہے میری پروٹیکشن کر رہا آپ جانتے بھی ہیں میرے لیے یہ کتنا مشکل ہے سہنا مجھے کسی کی پروٹیکشن کی ضرورت نہیں ہے حیدر مرتضی اکیلا ہی کافی ہے سب کو۔ ". وہ سر جھٹک کر اٹھا۔ یقیناً اب تم جلد ٹھیک ہو جاؤ گے " وہ ہلکا سا مسکرائے اور اسکے شانے پر ہاتھ رکھا۔ جبکہ حیدر دانت پیس کر انھیں دیکھ رہا تھا اسے ہر شخص پر غصہ چڑھ رہا تھا اور اسے لگ رہا تھا وہ سب یاد کر چکا ہے سوائے

اس بات کے کہ کمال کون ہے اور اسنے اسکے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کامران سے لمبی چوڑی ملاقات کے بعد وہ سر تھامے بیٹھا تھا کہ کمرے میں سالار زریاب آگے پیچھے داخل ہوئے۔ حیدر بھائی آپ ٹھیک ہیں" زریاب نے اسے سر تھامے دیکھا اور ایکدم اسکیطرف بڑھا۔ ہمم ہاں" وہ سیدھا ہوا در حقیقت وہ صرف ایک شخص کو سوچ رہا تھانہ چاہتے ہوئے بھی اور وہ صرف لائبہ تھی۔۔۔ سالار اسکے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ کس بات پر پریشان ہو"۔ وہ اسکے شانے پر ہاتھ رکھتا بولا کسی بات سے نہیں مما کہاں ہیں" اسنے باپ سے سوال کیا جبکہ بات بھی ٹال دی گھر پر ہے" سالار نے بتایا جبکہ زریاب اسکے بیڈ پر بیٹھ گیا تھا وہ کیوں نہیں آئیں انھیں دیکھ کر اچھا فیل ہوتا ہے انھیں لایا کریں میرا سیل فون نہیں مل رہا مجھے میں کافی دیر سے تلاش کر رہا ہوں" وہ سیدھا ہوتا سنجیدگی سے بول رہا تھا زریاب نے ارد گرد دیکھا سیل فون تکیے کے نیچے تھا اسنے نکال کر حیدر کی جانب بڑھا دیا۔ تمھاری ماں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تم اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کو تلاش کرو۔۔ اپنی بیگم پر مارنا یہ لائنیں" سالار ہلکے پھلکے انداز میں بولا ماحول کو اچھا کرنا چاہا تھا تو حیدر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئ۔۔۔ جب آپ خود زبردستی شادی کر سکتے ہیں تو میری بھی کرا سکتے ہیں زار کی بھی کرا سکتے ہیں" وہ شانے آچکا کر بولا میری اپنی پسند کی ہے بھئ آپ اپنا سوچیں ڈاکٹر کے بارے میں کیا خیال ہے" زریاب مسکرایا۔ کون ڈاکٹر" وہ بے توجگی سے بولا جبکہ سالار اور زریاب نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ ڈاکٹر ذیشاہ آپکو یاد نہیں آپ۔" جسٹ آفلرٹ برو۔۔ ریلکس رہو مجھے رشتے بنانے

میں دلچسپی نہیں ہاں البتہ میں فلرٹ سب سے کر سکتا ہوں تو یہ تمھارے لیے نئی بات تو نہیں ہونی چاہیے "وہ سکون سے بول رہا تھا۔۔ حیدر "سالار کو ناگوار اگزری تھی یہ بات اور وہ باپ کے تنک کر بولنے پر اسے ہلکی پھلکی طنز بھری مسکراہٹ سے دیکھنے لگا۔ سدھر جاؤ تم اب بڑے ہو گئے ہو اب تمھیں یہ فضولیات زیب نہیں دیتی"۔ اچھا بابا غصہ کیوں کر رہے ہیں یار۔۔ ایک تو ہسپتال میں بھی شروع ہو جاتے ہیں "حیدر نے بات پلٹ دی میں کہیں شروع نہیں ہوا میں آئندہ تم سے اس بکواس کی امید نہیں رکھو گا"۔ سالار نے حتمی بات کی۔۔ وائے ناٹ ڈیڈ میرے پاس اوپشن بھی ختم ہو گئے ہیں "وہ مسکرا دیا۔ اینی ویز میں نے ڈاکٹر سے بات کر لی ہے کہ میں گھر جا رہا ہوں". کیوں آپ ٹھیک نہیں ہیں ابھی" زریاب پریشانی سے بولا جبکہ حیدر نے۔۔ مسکرا کر اسے دیکھا میں ٹھیک ہو جاؤ گا۔۔ چل کر وجب اپنی زندگی میں واپس لوٹ جاؤ گا یہ شہد بھرے میٹھے لہجے مجھے زیادہ راس نہیں آتے۔"۔ وہ لاپرواہی کی انتہا پر تھا۔ حیدر "۔ بائے ڈیڈ۔" وہ موبائل اٹھاتا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ جبکہ سالار اور زریاب اسکی پشت دیکھنے لگے۔ یہاں تک کے وہ وہاں سے باہر نکل گیا۔۔۔ وہ باہر نکلا تو وائیٹ شرٹ اور جینز میں بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ شاید سب سے انجان تھا۔۔ اور گزرتے ہر شخص نے اسکو پلٹ کر دیکھا تھا حیدر سب کو اگنور کر کے وہاں سے چلا گیا۔۔ لائبہ واڈ سے نکلی ہی تھی کہ حیدر کو جاتے دیکھا وہ فوراً ڈاکٹر کامران کے روم میں بھاگی تھی وہ ابھی سرجری سے فری ہوئے تھے تو سالار اور زریاب کو بھی وہاں دیکھا۔ نہیں میں نے اسے پرمیشن نہیں دی یہاں سے جانے کی"۔ ڈاکٹر کامران ذرا غصے سے بولے جبکہ وہ تینوں حیدر سے عاجز آ چکے تھے

کیونکہ وہ ہاسپیٹل سے جھوٹ بول کر فرار تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ اپنے گھر آ گیا تھا وہ خود کو ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ وہ جیسے ہی گھر پہنچا امین اسکے نزدیک آیا۔ صاحب آپ گھر ا گئے "وہ بہت جوش سے بولا تھا۔ حیدر مسکرا دیا۔۔ہاں کیوں میں نے کہاں جانا تھا ایک تم ایک میں اور ایک یہ میرا گھر اسکے علاوہ جا بھی کہاں سکتا ہے حیدر "۔ سامنے سے علیشبہ اور اسکے ساتھ ایک لڑکے کو دیکھ کر وہ رک گیا۔ علیشبہ کو حیرانگی سے دیکھنے لگا جبکہ علیشبہ آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی شاید اسے یقین نہیں تھا کہ حیدر یہاں آئے گا کیونکہ یہ نیوز تو وہ بھی سن چکی تھی کہ حیدر دماغی مسلے کا شکار ہے۔ ح۔۔حیدر"۔۔وہ مسکرائ مصنوعی مسکراہٹ اسکے چہرے پر سج گئ حیدر نے امین کو دیکھا۔۔۔ صاحب علیشبہ میڈیم نے کہا تھا کہ آپ نے کہا ہے کہ وہ یہاں رہ سکتی ہیں"۔ آمین کی بات پر حیدر نے خود کو سنبھالا۔ کیونکہ اسے واقعی یاد نہیں تھا یہ سب اسنے کب کہا لیکن وہ اپنا تماشا بنانے والے انسانوں میں سے نہیں تھا۔ تبھی اسنے سر ہلایا۔ میرے خیال سے اب تمھیں چلے جانا چاہیے "وہ بولا تو علیشبہ پھیکا سا ہنسی۔ جبکہ اسکا بوائے فرینڈ یہ جو بھی تھا وہ ہچکچا کر وہاں سے خود ہی نکل گیا تھا حیدر صوفے پر بیٹھ گیا۔ علیشبہ اسکے پہلو میں بیٹھ گئ۔ حیدر تم ٹھیک ہو گئے ہو" وہ بڑی چاہت سے سوال کر رہی تھی حیدر نے اسکی صورت دیکھی۔ کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ اتنے دن" وہ بولا لہجہ سپاٹ تھا جبکہ علیشبہ جو اس بات پر خوش تھی کہ حیدر۔۔ کی یاداشت سے فائدہ اٹھا چکی ہے ایکدم پریشان سی دیکھائی دینے لگی تھی۔۔وہ میں میں نہیں تھی۔۔ میں نے تم سے کہا تو تھا کہ اسے فلیٹ چاہیے تو تمھارا گھر یوز کر لوں میں تو تمھارے

علاوہ کسی کو نہیں سوچتی" وہ کھسیانی سی ہنس دی۔ حیدر بھی مسکرایا سر ہلانے لگا۔۔ اور پھر ہنسنے لگا یہ ہنسی عام نہیں تھی ٹھیک ہے جاؤ۔۔ بعد میں بات ہو گی" وہ اسکا برہنہ شانا تھپتھپا کر بولا جبکہ علیشبہ نے اسکے ہاتھ تھام لیے۔ تم ناراض ہو مجھ سے دیکھو میں اسے واپس بھیج دوں گی اب وہ تمھارے سامنے کبھی نہیں آئے گا مجھ سے خفا مت ہونا پلیز" وہ خوشامدی لہجے میں بولنے لگی حیدر ہوش میں اگیا تو اسکا مطلب علیشبہ کا پتہ کٹ جاتا اور وہ بہت ساری عمارارت سے ہاتھ دھو بیٹھتی۔۔ نہیں ہوں خفا جاؤ۔۔" وہ بولا نظریں سرخ ہو رہیں تھیں۔ علیشبہ کو وہ ٹھیک تو نہیں لگا تھا مگر پھر بھی وہ سر ہلا کر اٹھ گئ۔ اور امین جو ایکطرف کھڑا تھا وہ تو سارے تماشے دیکھ چکا تھا علیشبہ اسے بھڑکیلی نظروں سے دیکھ کر وہاں سے چلی گئ جبکہ علیشبہ کے نکلتے ہی امین کانوں کو ہاتھ لگاتا حیدر کے پاس زمین پر ہی بیٹھ گیا۔۔۔ صاحب جی میں تو دعائیں کر رہا تھا آپ ٹھیک ہو جاؤ یہ جھوٹ بول رہی تھی یہ۔۔ تو آپکے ایکسیڈنٹ کے بعد سے لے کر اب تک یہی تھی اتنی عیاشی کی ہے اسنے اپنے اس آدمی کے ساتھ اور۔۔ اور جی یہیں کھانا پینا اور سب"۔ وہ معنی خیزی سے بات دبا گیا۔ حیدر نے سر صوفے کی پشت پر سر ڈال دیا۔ کارل گرل" آمین کے شانے پر ہاتھ رکھتے وہ بولا۔۔۔ آمین وہ ایک کارل گرل ہے اسکے لیے یہ سب معیوب نہیں اینی ویز۔۔۔ علیشبہ پر کوئ بات ظاہر نہیں کرنا مجھے اچھا نہیں لگے گا تم میرے کسی بھی مہمان سے کوئ بدتہذیبی کرو" وہ اٹھتے ہوئے بولا اسکا سر درد کرنے لگا تھا۔ اور سر درد کی وجہ سے اسنے امین سے دوائیاں گاڑی سے نکالنے کے لیے کہا۔ اور سالار کی گاڑی لے کر ہی اپنے گھر پہنچ گیا تھا یہ سوچے بنا کہ اسکا باپ کس طرح جائے گا۔ آمین

جلدی سے بھاگ بھاگ کر اسکے کام کر رہا تھا۔ ڈاکٹر کامران نے اسے ریلکس رہنے کے لیے کہا تھا لیکن اس سے کوشش کے باوجود بھی ریلکس نہیں ہوا جا رہا تھا۔ صاحب یہ دوائیاں اور ایک خط نما کوئی چیز آئی تھی جی آپکے نام کی آج صبح ہی" آمین ایک ڈاک اسکی طرف بڑھتے بولا۔۔ حیدر نے ماتھے پر تیوری چڑھائے وہ ڈاک چاک کی اور۔۔ اسے کھول کر پڑھنے لگا حکومتی نوٹس تھا۔ اور عدالت میں اسے اسکے ایکسیڈنٹ کی ڈیٹیلز اور رپورٹس اور تمام چیزوں سمیت طلب کیا گیا تھا۔ حیدر ہنس دیا۔ ہنستے ہوئے اسنے وہ نوٹس دور اچھال دیا اور ایکدم بیڈ پر گیر گیا۔ اس نوٹس کا مطلب معلوم تھا اسے۔ سرخ ہوتی نظریں خوابوں کی راہ چکنا چور دیکھ سکتی تھی۔ وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔۔ شرٹ کے تمام بٹن چاک کر کے اسنے شرٹ تقریبا کھینچ کر وجود سے دور پھینک دی اور وہ یوں ہی چلتا ہوا باہر نکلا اسکے مظبوط جسم کا عکس روشنیوں میں بننے لگا اور وہ بے چین سا ہوتا گھر کے پیچھلے حصے میں آیا یہاں ایک سوئمنگ پول بنا تھا یہ سوئیمنگ پول کافی بڑا تھا اور حیدر مرتضی کو کوئی خاص شوق تھا سوئمنگ کرنے کا۔۔ وہ تقریبا دوڑتا ہوا آیا اور پانی میں چھلانگ لگا دی۔ پانی میں زور دار شور سا برپا ہوا اور حیدر نے آنکھیں بند کر کے اپنے وجود کو۔۔ اس پانی پر چھوڑ دیا۔ سوئمنگ پول پر وہ بے حس و حرکت پانی پر تیر رہا تھا۔ ذہن میں کئی سوال تھے غصہ تھا دکھ تھا غم تھا۔ خود میں ایک جنون تھا لیکن وہ کیفیت جو سر درد کی تھی پانی میں جاتے ہی کچھ سکون سا ملا اسنے آنکھیں کھول لیں کھلا آسمان تھا۔۔ وہ کافی دیر یوں ہی سانس روکے پڑا رہا تھا۔ اور کچھ لمہے بعد۔۔ اسنے سوئمنگ شروع کر دی۔ اسنے سوئمنگ بھی سالار کے فورس پر سیکھی تھی شروع

میں اسے چیڑ ہو گئ تھی کہ سالار کے شوق کی وجہ سے وہ گھر اپنی ماں اور دادا دادی سے دور رہتا ہے۔۔ سارا سارا دن وہ اسے ان چیزوں میں پھنسا کر رکھتا تھا۔ جبکہ شروع میں اسے غصہ چڑھتا تھا اور اب اسے عادت ہو گئ تھی۔۔۔ تادیر وہ سوئمنگ کرتا رہا پانی میں رہنے سے۔۔ اسکی طبعیت بہت بہتر ہو گئ تھی۔۔ وہ پانی سے باہر نکلا۔۔ تو آمین دوڑتا ہوا آیا۔ اور اسے باتھ گاؤن تھما دیا۔ رہنے دو مجھے خود کو وقت دینا ہے جاؤ یہاں سے" سرد لہجے میں کہتے گاؤن اسنے ایکطرف پھینکا اور ویسے ہی۔۔ وہ بھیگے وجود سے چیئر پر بیٹھ گیا۔ کافی ایزی چیئر تھی پانی کے قطرے اسکے کسرت کر کے بنے جسم سے ٹپک رہے تھے۔ لائبہ "لبوں میں یہ نام ہی پیس دیا تھا اور وہ اپنا موبائل فون ٹیٹولنے لگا۔ جو کہ امین رکھ چکا تھا ٹیبل پر۔۔ ٹیبل پر سے موبائل اٹھایا۔ اور اسکے پاس اسکا نمبر نہیں تھا اور اگر تھا بھی تو اسے یاد نہیں تھا وہ تلخی سے خود پر ہی ہنس دیا۔ موبائل ایکطرف رکھ دیا۔ زندگی میں اسنے کوئ کام اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا۔۔ جو بھی کیا سالار کے حکم اور زور زبردستی پر کیا اسکا باپ۔۔ شروع سے ہی اپنی من مانیاں اور مرضی کرنے کا قائل تھا ایسا نہیں تھا کہ اسے سالار سے نفرت تھی نہیں۔۔۔۔ وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اور وہ جانتا تھا سالار بھی حیدر سے بہت محبت کرتا ہے۔۔ جب جب وہ اسے دیکھتا تھا اسکی آنکھیں چمک اٹھتی تھی اور صرف سالار ہی نہیں باقی سب بھی۔۔۔ لیکن وہ اپنی بات سے اس محبت میں بھی کبھی پیچھے نہیں ہٹا اسنے اسے صرف لائبہ کے دور جانے سے سب سے دور کر دیا جبکہ وہ کسی سے دور ہونا نہیں چاہتا تھا اسنے اسے پڑھائ کے لئے باہر بھیج دیا۔۔ جبکہ وہ یہیں پڑھنا چاہتا تھا مرتضی صاحب کی وفات کے تین دن

بعد حیدر کو خبر دی کہ وہ لوٹ نہ سکے اپنی پڑھائی پوری کرے جبکہ حیدر تڑپ اٹھا تھا اس دن اسکے اندر باپ کے نام کی آگ سی بھڑکی تھی اور اس دن سے۔۔ وہ سالار سے ٹکر لینے لگا تھا۔ دادا کے بنا تو اسکا گزارا نہیں تھا۔۔ وہ اڑ کر اجانا چاہتا تھا لیکن کبھی سالار نے واپسی کی راہ نہیں دی۔ کہ جب تک وہ۔۔ بیرسٹر نہیں بنے گا لوٹے گا نہیں۔۔ پھر دادی کی وفات پر وہ زبردستی پاکستان لوٹ آیا۔ لیکن سالار نے اسے واپس بھیج دیا الٹا اس دن حیدر پر پہلی بار غصہ کرتے اسنے ہاتھ اٹھایا تھا حیدر کو اس دن سمجھ آئی اسکا باپ اس سے چاہتا کیا ہے۔۔۔ وہ اپنی مرضی اسپر تھوپنا چاہتا ہے اور صرف یہ چاہتا ہے کہ اسکے دوست کی موت کا بدلہ لے حیدر لیگل طریقے سے۔۔ اسطرح پھنسائے کہ کبھی وہ باہر نہ نکل سکے اور اسکے بعد حیدر گھر سے فرار خود ہو گیا۔۔۔ اسنے پھر لوٹنے کی کوشش نہیں کی اور جب اسنے لوٹنے کی کوشش نہیں کی تب سالار کو احساس ہو گیا۔ تب تک حیدر کے اندر سے احساس نام کا سارا مادہ ختم ہو چکا تھا۔ پھر اسنے ٹھان لی وہ کامیاب وکیل بنے گا وہ پاکستان کا سب سے مہنگا وکیل کھلائے گا اور یہ بات اسنے ثابت کر دی کچھ ہی عرصے میں اسنے پیسے سے پیسہ بنانا سیکھ لیا اسکے لیے رشوت۔۔ عام بات ہو گی۔۔ وہ اپنی قیمت لوگوں میں بڑھاتا چلا گیا اور پھر اس زبردستی اسکے سر پر تھوپنے گئے اس پروفیشنل سے اسے بھی محبت ہونے لگی اور پھر اتنی ہو گئی کہ اسنے اسی پروفیشنل میں جینا شروع کر دیا لوگوں کی داد اسکے آگے لوگوں کا جھکنا وہ مغرور ہوتا چلا گیا وہ بیسٹ میمری رکھتا تھا وہ کیس کو صرف ایک بار سٹڈی کرتا تھا اور اسکے بعد عدالت میں صرف حیدر مرتضی کا نام رہ جاتا اور۔۔۔ کل اسے عدالت میں پیش ہونا تھا اسی عدالت میں جس

میں اسکی آواز کے آگے کوئ آواز نہیں اٹھا سکتا تھا اسکے بارے میں مشہور تھا حیدر مرتضی پھانسی سے مجرم کو بچا کر لے آتا تھا اور آج وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے بھی کچھ نہیں کر سکتا تھا یہ پھر کرنا نہیں چاہتا تھا وہ چاہتا تو بہت کچھ کر جاتا اگر اسکو یاد ہوتا کمال کون ہے۔۔ وہ اپنے باپ کے دشمن کو بلکل نہیں جانتا تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ کون تھا جس سے اسکا باپ اسے سینگ پھسانے کے لیے چھوڑ رہا ہے۔۔۔ اسنے سوچنے کی کوشش ترک کر دی۔ اسے شام ہو گئ تھی یوں ہی بیٹھے۔۔ باتھ گاؤن اٹھا کر وجود پر پہنتے اور ڈوریاں بند کرتے وہ ہر سوچ کو دور کر دینا چاہتا تھا لیکن اندر کی بے چینی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔ وہ بار بار ان لفظوں کی گونج میں تھا کہ وہ پاگل ہے حیدر مرتضی ایک پرفیکٹ مین پاگل ہے۔۔۔ یہ بات سینے میں چبھ رہی تھی۔۔ اور دوسری طرف لائبہ وہ دانت پیس گیا۔ وہ لڑکی جس سے اسے سخت الجھن نفرت تھی وہ لڑکی اسکے ساتھ رشتے میں بندھ گئ اور وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا یہ سب کچھ ہوا کیسے اور سچ تو یہ تھا جس سے نفرت کا وہ ٹھانے بیٹھا تھا اسی کے پیچھے دیوانہ ہو گیا تھا وہ دل کی کیفیت نہ قابل بیاں تھی ذہن کی الجھن تھی سلجھ کر نہیں دے رہی تھی۔۔ وہ گھیرہ سانس لیتا چیئر کھینچ کر ٹیبل پر بیٹھ گیا جہاں امین نے اسکے لیے کھانا بنایا تھا۔ لوگوں نے اسکی کمزوری سے فائدہ اٹھایا تھا۔ یہ بات وہ چاہنے کے باوجود اپنے اندر سے نکال نہیں سکتا تھا۔ اور ستم یہ تھا کہ وہ۔۔ سب اسکے اپنے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روشانے یونیورسٹی کے لیے ریڈی ہو کر اپنے روم سے نکلی تو سامنے ہی زریاب ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا ناشتہ کرنے میں مصروف تھا اسکے چہرے پر متفکر سی لکیریں تھیں۔ روشانے اس سے کچھ جھجھکتی

ہوئی اسی کی جانب آنے لگی۔۔ اور ابھی زریاب اسکیطرف دیکھتا کہ باقی سب بھی اگئے۔۔ وہ گھیرہ سانس بھرتی اپنی جگہ پر بیٹھ گئ زریاب نے کافی کا کپ لبوں سے لگایا اور اسے پر شوخ نظروں کے حصار میں بھرا اور روشانے گھبرانے لگی ۔۔۔۔ نگاہوں کا زاویہ بدل لیا انکی یہ میٹھی میٹھی گستاخیاں کوئ دیکھ رہا تھا یہ نہیں البتہ شیری کی پوری نظر تھی ٹیبل پر خاموشی تھی اور اسنے چمچ ٹیبل پر پٹخ دی۔۔۔ بڑے پاپا" وہ ایکدم سالار سے بولا۔ سالار نے اسکی جانب دیکھا اور۔۔ زریاب کو اچھو لگ گیا۔۔ کافی کا کپ ٹیبل پر رکھ دیا کیونکہ اسکی انتقامی نظریں زریاب پر ہی تھی۔۔۔ مجھے آپکو آپکے بیٹے کا کارنامہ بتانا ہے "شیری تو بلا جھجھک بولا شیری تم یہ کھاو" زریاب نے ایکدم آچک کر اسکے کے منہ میں سیب ٹھونس دیا۔ جبکہ شیری تڑپ کر منہ سے سیب نکالنے لگا کیا مسلہ ہے زریاب "سالار پہلے حیدر کی وجہ سے۔۔ بھڑکا ہوا تھا اب اس نے بھی شروع کر دیے تھے کارنامے ۔۔۔ بابا فالتو بولے گا جو بھی بولے گا اب" وہ دانت پیس کر شیری کو گھورنے لگا۔ شیری بھی اسے آنکھیں سکیڑ کر دیکھ رہا تھا بڑے پاپا یہ جب سب گئے ہوئے تھے نہ تو زار بھیو کمرے میں۔۔۔۔ شرٹ۔۔ات۔۔۔۔ "کمینے"۔ زریاب کا بس نہیں چلا اسکے ٹکڑے کر دے۔۔۔ تلملا کر اٹھا۔ چلو شیری اب تمھارے جانے کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔"۔ زریاب کا بس نہیں چلا اسے دنیا سے ہی چلتا کر دے سالار زریاب کو گھورنے لگا سمجھ تو وہ گیا تھا بے ساختہ روشانے کا منہ سرخ اناری ہو گیا۔۔۔ روشانے تو آرام سے کھسک گئ جبکہ زریاب زبردستی شیری کو کھینچ کر وہاں سے باہر لے گیا۔۔ اور اسکی گردن پر ایک کھینچ کر تھپڑ لگایا۔ روشانے کی کھکھلاہٹ عقب سے سنائ دی جبکہ

شیری تو بھڑکا۔ میں آپ کو چھوڑو گا نہیں بڑے پاپا کو سب بتاؤ گا اور آپی تم تو رکو نہ ہنس رہی ہو بے شرم۔۔۔ نہیں تو ایک بات تیرے پیٹ میں کیا درد ہے تیری بہن۔۔۔ میری بیوی ہے تجھے کون سی تکلیف ہے جو جینے نہیں دے رہی" زریاب روشانے کو ایک نظر گھور کر شیری سے آخر اسکی تکلیف جاننے کے لیے بولا۔ زار بھیو۔۔۔ جب چوری پکڑی جاتی ہے تو رشوت لگائی جاتی ہے۔ ۔ اور میں آپکا سالا ہوں۔۔ چھوٹا نہ سمجھنا مجھے میری تو نظر ہی آپ پر ہے۔۔"۔ روشانے تو اپنے چھوٹے سے بھائی کی چالاکی پر حیران ہی رہ گئی۔ زریاب نے دانت پیستے ہوئے جیب سے پانچ سو نکالا اور اسکے ہاتھ میں تھما دیا شیری نے بھڑک کر اسے واپس تھما دیے میں سچ کہہ رہا ہوں میں اسکا گلا دبا دوں گا" زریاب کا صبر جواب دے گیا۔۔ شیری۔ "۔ روشانے نے اپنی ہنس کو بریک لگائی۔ آپی تم نہ بولنا بھائی ہوں میں تمھارا میری آنکھوں کے سامنے تمھیں کمرے میں لے کر بند تھے یہ "۔ تو ذلیل کر مجھے۔۔۔ کر ذلیل"۔ زریاب نے پانچ ہزار کا نوٹ پھینکا تو وہ خوش ہو گیا۔ ہاں اگلی باری میری نظروں سے بچ کر رہنا" وہ دانت نکالتا بولا جبکہ اسکی وین اگئ تو باہر بھاگ گیا۔ روشانے لب دانتوں میں دبائے ہنسی روکے اسے دیکھنے لگی جو کہ پیچھلی ملاقات کا پانچ ہزار بھر کر سرخ چہرے سے شیری کی پشت گھور رہا تھا۔ اتنا نہ گھوریں میرے بھائی کو پانچ ہزار پورے کھا بھی نہیں سکے گا وہ بے چارہ"۔ آمین "زریاب نے دل سے کہا۔ کھا نہیں سکے گا یہ تمھارا بھائی۔۔"۔ وہ بھڑکا ۔ روشانے مسکرا دی اب چلیں اگر آپ کا جلنا بھننا بند ہو گیا ہو تو"۔ وہ لاپرواہی سے بولی جبکہ زریاب نفی میں سر ہلاتا گھیرہ سانس بھر گیا۔۔۔ چلیں محترمہ معلوم نہیں اور کتنا پیسہ لگے گا آپ

سے ملاقات کا"۔ وہ طنزیہ بولا۔ زار صرف پانچ ہزار تھے" وہ زچ ہوتی بولی۔۔ میری جان میں غریب سا بندہ ہوں اپنی بیوی سے ملنے کے لیے پانچ پانچ ہزار نہیں بھر سکتا"۔ استغفر اللہ" روشانے اسکی کنجوسیت پر نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ یونیورسٹی پہنچے تو زریاب نے باہر ہی گاڑی روک لی۔۔ اور مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ ڈارک گرین ڈریس میں تھی۔۔ بالوں کی پونی بنائی ہوئی تھی جبکہ شفاف گردن میں باریک سی سونے کی چین بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ زریاب اسکی سیٹ پر بازو رکھ کر جھکتا اسے دیکھنے لگا۔ روشانے شرما سی گئی۔ کیا"۔ وہ آنکھیں بڑی کرتی بولی وہ خود بھی ٹی شرٹ اور جینز میں بہت اچھا لگ رہا تھا اور اچھا اب تو مزید اس لیے لگتا تھا کیونکہ اس سے جو محبت کرنے لگا تھا ورنہ پہلے تو وہ روشانے کا بس استاد بنا رہتا تھا۔۔ ٹیسٹ یاد ہے تمھیں"۔ زریاب اسکی پنک لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر اپنی بھاری انگلی کو پھیرنے لگا۔ روشانے سٹپٹا گئی۔۔ اسکا ہاتھ ایکدم ہٹایا۔ یہ کوئی بات ہوئی بھلا میں نے تو یاد بھی نہیں کیا۔ میں تو بیزی تھی حیدر بھیو بھی بیمار تھے میں۔۔ تو پریشان تھی نہ" وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹانے لگی اوہ اوہ۔۔۔ "زریاب سر ہلانے لگا۔ غلط ٹیسٹ پر سخت سزا یاد رکھنا" وہ اسکا گال تھپتھپاتا اسے وارن کرنے لگا۔۔ زار ایک بات کہوں"۔ اسنے سکون سے کہا۔۔ ہاں بولو۔"۔ وہ پھیل کر بیٹھ گیا۔ آپ یونیورسٹی چھوڑ دیں بہت مہربانی ہو گی" اسنے کہا تو زریاب نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔ تم سدھر جاؤ روشی ورنہ میں تمھیں سدھار دوں گا اچھے سے"۔ وہ نفی میں سر ہلاتا گاڑی کو ان لاک کر گیا۔ جبکہ روشانے اسکے سڑنے پر ہنسنے لگی اور زریاب کو اسپر ڈھیر

سارا پیار آیا۔۔۔وہ جو گاڑی سے اترنے لگی تھی اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا اور اسکے گال پر اچانک ہی کاٹ لیا۔۔روشانے تلملائی۔۔ اب مسکرانے کی باری زریاب کی تھی میں یہ کیسے چھپاؤ گی" درد سے آنکھیں تو سرخ ہوئی تھیں ایکدم دوسری طرف۔۔اسکے دانتوں کے نشان بڑے گھیرے ہو گئے تھے تمھارا مسلہ ہے" وہ آنکھ دباتا باہر نکلا روشانے ہونٹ نکالتی اسے گاڑی میں سے ہی گھورتی رہی جبکہ وہ دلکشی سے اسکے چہرے پر سجے اپنے نشاں جو دیکھتا گاڑی کی کھڑکی سے جھکا اسے دیکھنے لگا۔ یاد رکھنا ٹیسٹ غلط۔۔تو سزا سخت مائنڈ اٹ" وہ مسکراتا ہوا اسے ڈراتا وہاں سے چلا گیا جبکہ روشانے منہ بنا کر باہر آئی اور ماسک لگا لیا کیونکہ ایسے تو وہ یونیورسٹی میں پھیرنے والی نہیں تھی۔ زریاب وہاں سے اپنے آفس میں جا چکا تھا دوسری طرف روشانے کلاس میں آئی تو عائشہ کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ اتنے دنوں بعد کیوں آئی ہو"۔ وہ بولی۔۔جبکہ روشانے نے گھیرہ سانس بھرا اور حیدر کی طبعیت اور گھر کا ماحول بتانے لگی اچھا تم نے مسک کیوں لگایا ہوا ہے"۔ وہ اسے تشویشی نظروں سے دیکھتی بولی۔ جبکہ روشانے ہلکا سا مسکرائی اور نفی میں سر ہلانے لگی کچھ بھی نہیں۔۔۔ بتاو مجھے" عائشہ کو کھٹ پٹ ہوئی اور زبردستی اسکے چہرے سے ماسک کھینچا تو۔۔۔داستان قربت آب و تاب سے چمک رہی تھی۔ عائشہ کی آنکھیں پھیل گئیں جبکہ روشانے گھور کر دوبارہ ماسک کو چڑھا چکی تھی عائشہ کی بولتی بند ہو گئی اور اگلی کچھ دیر میں زریاب کلاس میں آ گیا اور اسکے بعد عائشہ کی نظریں ان دونوں پر ہی تھیں زریاب اسے۔۔ مسلسل دیکھ رہا تھا وہ شخص جو اس لڑکی کو منہ بھی نہیں لگاتا تھا اب صرف اسے دیکھنے میں مصروف تھا کہ کلاس میں کیا ہو رہا ہے اسے پرواہ نہیں تھی

عائشہ جھلس ہی گئ۔ جبکہ روشانے ایک لفظ بھی نہیں لکھ رہی تھی چہرے پر سرخیاں بکھری ہوئیں تھیں۔۔ عائشہ دانت کچکاتی وہاں سے اٹھ کر چلی گئ روشانے کے چہرے کی خوشی اور زریاب کی نظروں کی محبت سخت زہر لگی تھی اسے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے مجھے لگتا ہے شادی کی تاریخیں رکھ دینی چاہیے۔۔ تھوڑا بہتر ہو جائے گا ماحول" کبیر نے سالار کی جانب دیکھا۔ جس نے سر ہلایا وہ حیدر کی طرف سے بہت متفکر تھا جو اپنی من مانی کے سوا کچھ نہیں کرتا تھا۔ ہاں ٹھیک ہے منہا کے سسرال والے کب آئیں گے"۔ وہ سوالیہ نظروں سے کبیر کو دیکھنے لگا۔ اگئے ہیں بس حیدر کی طبعیت کی وجہ سے گھر نہیں بلایا تھا۔ سسرال والے تو نور کے بھی اگئے ہیں بھیا اگر آپ اجازت دیں تو یہ دونوں فرض خوش اسلوبی سے نبھائے جائیں". وہ سالار سے بولا تو سالار نے سر ہلا دیا۔۔۔ تم ایک بار سوچ لو ایان اچھا لڑکا ہے" سالار اور کبیر کے درمیان عمل کو لے کر پہلے بھی بات چیت ہوئ تھی اور دونوں کو ہی اچھا نہیں لگا تھا کہ عمل انکے بیچ نہ ہو۔ عارض کے چہرے پر ناگواری پھیل گئ۔ پلیز بھیا میں اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔۔ عمل اپنے بیٹے کو لے کر جا چکی ہے وہ قصہ ختم ہو گیا ہے میری بیٹی کا جس سے جوڑ ملتا ہے شادی بھی اسی سے ہو رہی ہے میں نہیں چاہتا کہ اچانک ایان کو نور کی عمر سے کوئ دقت ہو جائے اور وہ اسکے سر پر لا کر اپنی عمر کی کوئ لڑکی بیٹھا دے جزباتی لڑکا ہے۔۔ وہ تو۔۔ میں تو اپنی بیٹی کا نقصان نہیں کرنا چاہتا" عارض بولا تو لہجہ کڑک تھا وہ دونوں جو جراہ کرنا چاہتے تھے چپ ہو گئے اور سالار کبیر نے پھر یہ موضوع نہیں چھیڑا۔ شادی کی

تاریخیں پھر رکھ لو رات ہی بلا لو۔۔ مہمانوں کو" کبیر نے عارض سے کہا جس نے سر ہلایا۔ دل تو میرا یہ ہے کہ زریاب اور روشانے کی بھی رخصتی کر دوں ساتھ ہی لیکن۔۔ حیدر سے پہلے زریاب نہیں کرے گا رخصتی۔۔"۔ سالار نے گھیرہ سانس بھرا۔ رہنے دو بھیو۔۔ ابھی کون سا ہمیں جلدی ہے روشانے بھی پڑھ رہی ہے تب تک حیدر اور لائبہ بھی انشاللہ سیٹ ہو جائیں گے پھر دونوں بچوں کی ساتھ ہی کریں گے "عارض نے کہا تو۔۔ کبیر نے بھی حمایت لی تو سالار مان گیا۔ فلحال نور اور منہا کی ہی ہو جائے" کبیر بولا اور وہ تینوں اسکے بعد شادی کی تیاریوں پر باتیں کرنے لگے۔ حیدر کو بلانا ہے تم نے"۔ سو فیصد "سالار نے پیچھے ٹیک لگاتے زیمل سے کافی کا کپ لیا۔ جو اسکے لیے بنا کر لائی تھی ۔ وہ آئے گا لائبہ اور اسکی بات چیت ہو گی تبھی تو اس کے اختلافات ختم ہوں گے مجھے یقین ہے وہ جلد اڈجیسٹ کر جائے گا لائبہ ہے ہی اتنی پیاری بچی" کبیر نے کہا تو سب نے وہاں اس بات پر اثبات میں سر ہلایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عدالت میں کھڑا وہ جج کا فیصلہ سن رہا تھا۔ اسکی ساری رپورٹس اسکا ایکسیڈنٹ۔۔ کب کہاں کیسے ہوا جج کے آگے سب کچھ رکھا تھا جبکہ حیدر ان فائلوں سے لاعلم تھا یہاں تک کے اسکے پاس اسکی رپورٹس بھی نہیں تھی وہ بھی ایک حکومتی وکیل نے اسکے پیچھے ہی سب اکٹھا کر کے پیش کر دیا تھا۔ وہ سیاہ پینٹ کوٹ میں اپنی شخصیت کے اسی رعب اور شان کے ساتھ ہر چیز سے لاعلم جج کا فیصلہ سن چکا تھا۔ وہ دھیرے سے مسکرایا۔ جب تک اسکی ذہنی حالت نارمل نہیں ہوتی تب تک کے لیے اسے سسپینڈ کر دیا گیا اور۔۔ حیدر مرتضی کے نام کے چیمبر پر تالے ڈالنے کے آرڈرز آ چکے تھے۔ جج نے اس سے سائین لیے اور وہ سکون

اور سہولت سے سائین کر گیا یہ الگ بات تھی کہ اسکے اندر وہاں کھڑے کئ لوگوں کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھ کر جو شعلے اٹھ رہے تھے اگر وہ کوئ دیکھ لیتا تو خوف ہی کھاتا۔۔ حیدر سنجیدگی سے۔ ۔جج کے آرڈرز سن کر وہاں سے نکلا تو اسکے چمبر کے وکیل بھی اسکے ساتھ تھے۔ سر" حیدر نے ہاتھ بلند کیا۔ چھٹی مناؤ"۔۔وہ ان سب کو ایک نگاہ دیکھ کر وہاں سے۔۔ تیزی سے نکل گیا۔۔ اور اچانک اسے قدم روکنے پڑے۔ اسنے سالار زریاب یہ اپنی فیملی میں سے کسی کو بھی اس عدالتی کارروائی کا انفارم نہیں کیا تھا میڈیا کے کئ لوگ اسکے سامنے اچانک آ گئے اور وہ ایک قدم پیچھے لے گیا۔۔۔ پہلے ہی ذہنی اذیت کم تھی جو وہ مزید کا شکار کرنے پہنچ گئے تھے۔۔ سر آپ کو نہیں لگتا آپکو کچھ عرصے کے لیے کسی پاگل خانے میں شفٹ ہو جانا چاہیے"۔ ایک جارنلسٹ نے کہا جبکہ باقی سب کے قہقہے ابھرے آپ تو شارٹ میمری لاس کیس بن گئے ہیں وہ ایک فلم بھی تو آئ تھی۔۔ دس منٹ کچھ یاد رہا اگلے دس منٹ سب بھول گئے۔۔ بہت افسوس کے ساتھ آپکو یہ شعبہ ہی چھوڑ دینا چاہیے سر۔۔ بلاوجہ آپ عدالت کا اور اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں" دوسرے نے کہا۔ اور اسے چاروں جانب سے گھیر لیا۔ حیدر اپنے عصابوں کو قابو میں کرنے کی تگ و دو میں تھا اسکی سکیورٹی دوڑ کر ان تک پہنچی اور ان سب کو اس سے دور کیا۔ سر۔۔ آپ اس شعبے کے قابل نہیں رہے۔۔ آپ تو پاگل ہو گئے ہیں۔ حیدر مرتضی پاگل ہو گیا ہے" ایک جرنلسٹ چلایا جبکہ ایسا لگا وہ جان بوجھ کر بولا ہو صرف اسے اکسانے کے لیے حیدر ایکدم پلٹا اور اسنے اسی جرنلسٹ کا گریبان جکڑا اور اس بری طرح ایسے پیٹا کہ لمحوں میں خونم خون ہو گیا وہاں ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا تھا سر سر

رک جائیں" اسکے ساتھی وکیل اسکی جانب بڑھے یہ واقعی اسکے پاگل پن کا ثبوت تھا کہ اسنے اس جرنلسٹ کا چند ہی منٹوں میں حشر کر دیا میڈیا اسے کور تیج کر رہی تھی لائیو چینلز پر حیدر مرتضی کا پاگل پن دیکھایا جارہا تھا۔ تم نے جرنلسٹ کو مارا ہے تمھارے خلاف کیس کریں گے ہم" باقی سب بھی بولے وہ صحافی جو اسکے آگے پیچھے اسکے چند لفظ سننے کے لیے کتے کیطرح پھرتے تھے آج اسی پر کتے کیطرح بھونک رہے تھے حیدر کو لگا اسکا دماغ پھٹ جائے گا وہ اس شدت سے بے قابو ہو رہا تھا اسنے۔۔ وہاں کھڑے ہو کر گالیاں دیں۔۔ یہاں تک کے پولیس کو بیچ میں انولو ہو کر حیدر کو پکڑنا پڑا۔۔ حیدر کی ناک سے خون کی ایک لکیر پھوٹ پڑی تھی اسنے نفرت غصے اور بے زاریت سے ناک صاف کی اور پولیس کے ہمراہ چلا گیا جبکہ۔ یہ سب تو۔ایک پلین تھا جس کا وکٹم وہ بنا تھا۔ کمال کی جانب سے بھیجے گئے یہ صحافی صرف اسے اکسانے کے لیے یہاں پہنچے تھے اور ہوا بھی بلکل ویسے ہی اسے اکسا کر اسکی ریپوٹیشن اور برباد کر چکے تھے وہ لوگ۔ ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نیوز پر ہونے والے ہنگامے اور چلنے والی نیوز سنتے ہی سالار اور زریاب بھاگے تھے ہر صحافی چلا چلا کر اسکے پاگل پن کو بڑھا چڑھا کر بتا رہا تھا۔ زین اور عارض بھی انکے پیچھے نکلے تھے جبکہ گھر میں مہمان آئے ہوئے تھے تبھی کبیر کا وہاں سے اٹھنا مشکل تھا ابھی گھر میں سے ان چاروں کو ہی یہ بات پتہ تھی اور وہ وہاں سے نکل بھی چکے تھے۔۔۔ دوسری طرف حیدر سلاخوں کے پیچھے قید ہو چکا تھا۔۔ یہ بیریک عام قیدیوں سے مختلف تھا کیونکہ وہ ایک بڑا وکیل تھا تبھی حیدر بیڈ پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے لیٹا ہوا تھا۔ کہ اچانک وہاں کھڑے سپاہی نے

اسے اطلاع دی کے سالار آیا ہے حیدر نے سر جھٹک دیا۔ کیا وہ خود کو چھڑا نہیں سکتا تھا یہاں سے جو اسکا باپ آیا تھا اسے نکلوانے۔ وہ تلخی سے مسکرایا اور۔۔ باپ کے قدموں کی آہٹ اسے سنائی دینے لگی سپاہی نے دروازے اسکے لیے کھول دیے یعنی اسکی بیل ہو چکی تھی پیچھے اسکے ہی وکیل تھے اور وہ سمجھ گیا تھا بیل پہلے ہو چکی ہے جبکہ وہ لوگ بعد میں آئے ہیں اسنے سر اٹھا کر دیکھا ۔۔۔ سالار کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی تو حیدر کے چہرے پر ہر چیز سے بے زاریت جیسے جو بھی ہوا اسے اس سے کوئی غرض نہیں جب بدنام زمانہ ہو ہی رہا تھا تو ذرا کھل کر ہوتا تاکہ مزاہ آتا وہ سوچتا ہوا اٹھا اور۔ خاموش کھڑے ان چاروں سے کوئی بھی بات کیے بنا باہر نکل گیا۔ ---------- وہ گاڑی کی طرف بڑھا۔۔ جبکہ پیچھے سے سالار کی آواز ابھری زریاب ڈرائیو کرو" اسنے زریاب کی جانب گاڑی کی چابی بڑھا دی۔ حیدر نے ایک لمبا سانس کھینچا اور گاڑی میں سوار ہو گیا پورے راستے ان چاروں کے بیچ آپس میں کوئی بات نہیں ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ تقریبا آدھے گھنٹے بعد گھر لوٹ آئے تھے حیدر کی وائٹ شرٹ خون کے دھبوں سے۔ بھری ہوئی تھی۔ وہ گھر میں داخل ہوا تو۔ مہمانوں سے کبیر فارغ ہو چکا تھا۔ روشانے کی نظر سب سے پہلے حیدر پر گئی تو وہ چلا اٹھی۔ بھیو آپ ٹھیک ہیں یہ کیا ہوا ہے۔"۔ وہ ایکدم بولی جبکہ زیمل آیت نیناں منھانور سب اسطرف متوجہ ہوئے۔۔ جو کہ سکون سے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ حیدر "زیمل تو تقریب بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی۔ یہ یہ کیا ہوا ہے آپکو آپکو"۔ زیمل اسکا چہرہ بے حد پریشانی سے اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام گئی۔ حیدر کا دل اس وقت کسی سے بات

کرنے کا نہیں تھا کچھ نہیں ہوا مجھے۔"۔ وہ لاپرواہی سے بولا سب پریشان کھڑے تھے جبکہ وہ آرام سے بیٹھا تھا چہرے پر مسکراہٹ تھی جیسے سب کی پریشانی سے حض اٹھا رہا ہو۔ میرا موبائل کہاں ہے "حیدر نے زریاب سے سوال کیا جس نے جیب سے موبائل نکال کر اسکے ہاتھ میں تھمانا چاہا ہی تھا کہ سالار نے اسکا موبائل آچک لیا۔ کوئ ضرورت نہیں ہے۔۔ اس کو موبائل دینے کی۔۔ میرے خیال سے جن لوگوں کی ضرورت ہے تمھیں وہ تمھارے ارد گرد موجود ہیں اس موبائل کا کوئ کام نہیں ہے"۔ سالار بڑے ضبط سے بولا تھا اسے حیدر پر شدید غصہ تھا وہ ہاتھوں باتوں سے ہی باہر جا رہا تھا نہ اسے اپنی پرواہ تھی نہ اپنے ارد گرد لوگوں کی جبکہ حیدر نے سرخ نظروں سے باپ کو دیکھا ڈیڈ مجھے اپنے گھر جانا ہے" سپاٹ انداز میں کہتا وہ ماں کے پاس سے کھڑا ہو گیا۔ حیدر تم میرے ضبط کا امتحان لے رہے ہو۔ اب۔۔ بس۔"۔ سالار دھاڑا۔۔ یہ میرا مسلہ نہیں ہے کہ آپ کا صبر جواب دے رہا ہے یہ نہیں حیدر مرتضی اپنے لیے سب کر سکتا ہے۔۔ تو مہربانی ہو گی میٹرک کلاس کے بچے کیطرح مجھ پر اپنے فیصلے مت تھوپیں " اسنے سالار کے ہاتھ سے موبائل چھین لیا اور سالار۔۔ ایکدم بھڑکا اور کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا۔ وہاں سب شاکڈ رہ گئے جبکہ زین نے سالار کا ہاتھ تھام لیا جوان بیٹے کو سب کے سامنے تھپڑ دے مارنا اور بھی حیدر جیسے لڑکے کو یہ عام بات نہیں تھی تمھارا دماغ ٹھیک ہے اپنی من مانی اپنی مرضی کر رہے ہو جو دل میں آرہا ہے بس وہ کر رہے ہو واقعی پاگل تو نہیں ہو گئے تم جب تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک تو کون سی ضد چڑھی ہوئ ہے تمھیں یہ میرا حکم ہے اور فیصلہ بھی تم اس گھر سے کہیں نہیں جاؤ گے اور بھاڑ

میں گیا سب یہ وکالت یہ عدالت یہ سٹیٹس حیدر مرتضی حیدر مرتضی کی پکار چاروں جانب سب ختم آج سے حیدر کچھ نہیں ہو تم جو میں تمھارا بھائی اور تمھارے بڑے کر رہے ہیں تم بھی صرف وہ ہی کرو گے حیدر اور اسے میرا فیصلہ سمجھو گے تم اور میرے فیصلے کے آگے کبھی کوئی جا نہیں سکا ہے" انگلی اٹھا کر وہ اسے وارن کر رہا تھا۔ جبکہ حیدر نے اپنے مظبوط ہاتھ کی دو انگلیوں۔۔ کو اپنی پیشانی پر پھیرا جو کہ پھٹ رہی تھی درد کی کیفیت سے۔۔۔ میں۔ آپکا۔۔ فیصلہ۔۔۔۔ کیوں مانو" وہ غرایا اور ایکدم ہی اپنا موبائل کھینچ کر زمین پر مارا۔۔۔۔ تھا اسنے۔۔ آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر حکمرانی کرنے والے کون ہیں اپ" وہ باپ کی جانب ایکدم جھپٹا۔۔ بلکل اسی طرح جس طرح ایک بار سالار یوں ہی اپنے باپ پر جھپٹا تھا زریاب نے اسے پیچھے سے جکڑ لیا۔۔۔۔ وہ یہ کیا کرنے والا تھا چھوڑو مجھے یہ ہوتے کون ہیں میری زندگی کے فیصلے کرنے والے ساری زندگی میری برباد کر دی اور اب باپ بننے کا شوق چڑھا ہے چھوڑو مجھے میں بھی انھیں بتاؤ کہ میں اولاد انھیں کی ہوں۔۔۔ جب دل کیا اٹھا کر کہیں پھینک دیا جب دل کیا فیصلہ دے کر مارا حیدر مرتضی کچھ نہیں ہے سالار مرتضی کچھ نہیں رہا ہو گا لیکن حیدر حیدر ہے سمجھے آپ ڈیڈ" وہ دھار رہا تھا للکار رہا تھا آنکھیں سرخ تھیں بے قابو تھا اور میں یہاں سے ابھی اسی وقت جا رہا ہوں اگر ہمت ہے تو روک کر دیکھیں مجھے سالار مرتضی" وہ جھٹکے سے اپنا آپ زریاب سے چھڑا کر بولا اور ان سب کے حق و دق چہروں کو یوں ہی چھوڑ وہاں سے نکلتا چلا گیا حیدر" سالار نے جیسے اسے وارن کرنے والے انداز میں پکارہ تھا ایک گرج تھی آواز میں جو اس وقت مرتضی ہاؤس کا ایک ایک فرد سن رہا تھا بابا" زریاب نے باپ

کو سنبھالنا چاہا جو غصے سے بپھر رہا تھا سب اس سچویشن میں بت بنے رہ گئے تھے اور جتنی شدت سے سالار چیخا تھا اس سے کئی گناہ شدت سے حیدر چلایا تھا بس ڈیڈ "۔ آپ میرے دور کے باپ ہیں اس سے زیادہ میں نے آپ کو کبھی کچھ نہیں سمجھا تو مجھ سے دور ہی رہیں میں آباد ہوں یہ برباد یہ سراسر میرا مسلہ ہے مجھ پر اپنی من مانی مسلط کرنے سے پہلے سوچیں کہ حیدر بچہ نہیں ہے۔" وہ انگلی اٹھا کر سنجیدگی سے کہتا وہاں سے باہر نکل چکا تھا حیدر بیٹا رک جاؤ بات سنو حیدر" زیمل اسکے پیچھے لپکی لیکن وہ آندھی طوفان کیطرح وہاں سے نکلا تھا اور جان بوجھ کر سالار کی دوسری گاڑی بھی لے کر چلا گیا جبکہ زیمل روتے ہوئے وہیں بیٹھ گئی۔ دوسری طرف زریاب نے باپ کو شکواہ کن نظروں سے دیکھا وہ معملہ سنبھال سکتا تھا وہ اسے پیار سے کبھی ٹریٹ نہیں کرتا تھا جبکہ سالار کی آنکھوں میں وہ منظر گھوم گیا جب باپ پر وہ بھی جھپٹا تھا مکافات عمل تھا جیسا اسنے کیا تھا ویسا ہی وہ کر رہا تھا وہ مزید کسی کی بات سننے کا روادار نہیں تھا تبھی وہاں سے اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ زریاب ماں کی جانب بڑھا اور اسے اپنے بازو میں سمیٹ لیا زار میرے حیدر کو لے کر آؤ وہ ناراض ہو گیا ہے میں مانتی ہوں ہم نے اسکے ساتھ ہمیشہ غلط کیا ہے میں سچ میں مانتی ہوں اسے لے زار۔۔لے آؤ اسے میرا بچہ تنہا ہو گیا ہے بلکل اکیلا رہ گیا ہے۔ وہ نہیں آئے گا یہاں اسے لے آؤ اسکے پاس مجھے لے چلو میں اسے پیار سے منالوں گی" وہ زریاب کی منتیں کرنے لگی جبکہ زریاب اسے سختی سے خود میں بھینچے بیٹھا رہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گاڑی یوں ہی گیٹ پر چھوڑ کر وہ دروازہ کھولتا اندر تیزی سے داخل ہوا اپنے کمرے میں گھسا سیدھا واشروم میں آیا اور شاور تیز رفتار میں کھول کر وہ

اسکے نیچے کھڑا ہو گیا امین اسکے پیچھے دوڑتا ہوا آیا تھا تیز پانی اسکے کپڑوں کو اسکے سر کو اسکے وجود کو بھگونے لگا جبکہ پانی گیرتے ہی ہر احساس پر برف سی جم گئ اسنے کوٹ اتار کر اکیطرف پھینکا پھر اپنے مظبوط کسرتی جسم پر سے شرٹ کھینچ کر پھینکی۔ اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر بال پیچھے کیے۔ وہ تقریبا بیس منٹ پانی کے نیچے کھڑا رہا اور ایسا لگا کہ اب سب بہتر ہو رہا ہے۔ اب کیوں نہیں بھول جاتا وہ اب کیوں نہیں بے ہوش ہو رہا۔ اسے خود پر پھر سے غصہ چڑھا جو کچھ وہ بھولنا چاہ رہا تھا اسے وہ یاد تھا اور جو یاد کرنا تھا وہ یاد نہیں تھا۔ اسکی لینڈ لائین پر کال آ رہی تھی۔ اسنے بلکل توجہ نہیں دی اور دراز کھول کر دوائیاں نکال لیں اور دوائ لیتے ہی طبعیت بھی بہتر ہو گئ۔۔۔ لینڈ لائین پر جو بھی تھا کافی مستقل مزاج تھا پورے گھر میں ٹیلی فون کا شور برپا تھا اسنے کال پیک کی۔ کیسے ہو حیدر مرتضی ۔۔ مسکراتی آواز میں سوال کیا گیا حیدر چونک گیا آواز پہچاننے کی کوشش کرنے لگا۔ اوہ سوری مجھے بھی لگتا ہے تمھاری ہی طرح شارٹ میمری کا مسلہ ہو گیا ہے تمھیں کہاں میں یاد ہوں گا "کمال ہنسا اسکے قہقہے نے چنگاریاں تو لگائیں تھیں لیکن وہ چپ رہا۔ میں کمال۔۔۔ آج عدالت میں جو کچھ بھی ہوا میں نے کرایا ہے "وہ قبول کرنے لگا حیدر کی پیشانی پر بل پڑے۔ میں جانتا تھا تم ایک جزباتی اور آدھے پاگل انسان ہو تم یہ سب لازمی کرو گے تبھی دیکھو تمھیں پہلی بار حوالات کی بھی سیر کرادی چلو خیر میں تمھیں تمھاری گستاخی پر معاف کرتا ہوں۔۔۔ جب تک تمھیں میں یاد آؤ گا تم میری خاک تک بھی نہیں پہنچ سکو گے لیکن اپنی زندگی میں کمال کو یاد رکھنا تمھیں تباہ کرنے والا تمھارے باپ کا دشمن ہے کمال " وہ بولا اور فون کھڑاک سے بند کر دیا حیدر ہاتھ میں کرڈائل

تھامے کھڑا اس کر ڈائل کو گھورتا رہا۔ اگر اسکے دماغ کی رگیں پھٹ جاتی اس وقت تو کچھ زیادہ بڑا نہ ہوتا لیکن نہ وہ بے ہوش ہوا نہ دماغ کی رگیں پھٹیں اور نہ ہی کچھ اور ہوا ۔ ---------- ڈیوٹی سے فری ہو کر وہ جیسے ہی گھر کے لیے نکلی تو اچانک ہی ہاسپیٹل میں چلنے والی ایل سی ڈیز پر نگاہ گئ۔۔ اور وہاں کا منظر دیکھ کر وہ ایکدم تھم گئ یہ وہ ہی پیشنٹ ہے نہ جو یہاں سے گیا ہے۔۔ دیکھتا کتنا ہینڈسم اور پڑھا لکھا تھا اور بے چارہ پاگل ہو گیا معلوم نہیں اسکے ماں باپ نے اسے چھوڑ کیوں دیا" لوگ باتیں بنا رہے تھے لائبہ کو لگا اسکے وجود کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہو وہ ایکدم باہر کی جانب دوڑی تھی۔ اس وقت اسکا حیدر کے پاس ہونا ضروری تھا کہیں کچھ الٹا سیدھا کر کے وہ اپنے آپکو نقصان نہ پہنچا لے ----------

اسنے زریاب کو کال ملائ کہ آیا کہ وہ۔۔ مرتضی ہاؤس میں ہے لیکن زریاب نے جو کچھ اسے بتایا حیدر کی تکلیف پر وہ کراہ اٹھی اور جیسے خود بھی پاگل ہوتی اس راہ چل پڑی جہاں اسے جانا شاید نہیں چاہیے تھا وہ حیدر کے گھر۔۔ تب آئ تھی جب اپنی ماں کے لیے انصاف کی بھیک مانگنی تھی اور اس وقت وہ غرور سے اسکو کیسے بے عزت کر گیا تھا۔۔۔ اسنے گاڑی پارک کی اور چلتی ہوئ دروازے کے نزدیک آئ چوکیدار نے باہر ہی روک لیا لائبہ کو پہلے کبھی جو نہیں دیکھا تھا ہم ڈاکٹر ہیں" اسنے اپنا تعارف کرایا۔ جبکہ چوکیدار نے سر ہلایا صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں وہ کہہ کر مڑ گیا اور امین کو کال کی اور بتایا تو امین کو لگا کہ اپنی طبعیت کی وجہ سے شاید کسی ڈاکٹر کو اسنے بلایا ہو تبھی اسے اندر بلانے کا کہا اور لائبہ اندر آگئ وہ نروس تھی بے تحاشہ اس گھر سے کوئ اچھی یاد نہیں

تھی۔ وہ لاونج میں آئی جدید سٹائلش گھر تھا زیادہ بڑا نہیں لیکن بہت خوبصورت تھا امین لائبہ کو گھورنے لگا۔ وہ حیدر کہاں ہیں"۔ لائبہ کچھ جھجھکتے ہوئے بولی۔ صاحب سوئمنگ کر رہے ہیں اپ ڈاکٹر ہیں تو میڈیم جی صاحب کو ٹھیک کر دیں انھیں ڈیڈ گھنٹہ ہونے کو آیا ہے متواتر سوئمنگ کیے جا رہے ہیں جی صاحب کو نظر لگ گئی دنیا کی" امین کی آنکھیں بھیگ گئیں لائبہ کی بھی آنکھیں گیلی سی ہوئیں اسے واقعی نظر لگ گئی تھی۔ امین کے بتائے گئے راستے پر وہ چل دی دل دھڑک رہا تھا لیکن وہ خود کو قابو کیے گھر کے پیچھلے حصے میں اگئی پانی کا شور سا ہو رہا تھا اور اسنے سوئمنگ پول کی جانب دیکھا تو وہ اوپر دیکھائی نہیں دے رہا تھا وہ پانی کے نیچے سوئمنگ کر رہا تھا۔ امین اسے ہمدردی سے دیکھنے لگا جی پیچھلے ڈیڈ گھنٹے سے یہ ہی دیکھ رہا ہوں۔"۔ امین بولا تو لائبہ چپ رہ گئی امین اسکے پیچھے سے جا چکا تھا۔ لائبہ وہاں تقریبا دس سے پندرہ منٹ کھڑی ہوئی تھی اور وہ پانی کے نیچے ہی رہا۔۔ اور ایکدم وہ پانی سے باہر نکلا تو آنکھیں بند تھیں اسنے آسمان کی جانب دیکھا اور پھر پول کے سائیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ گھیرے گھیرے سانس بھرنے لگا اسکے بازوؤں کی مظبوطی لائبہ دیکھ سکتی تھی۔۔ لائبہ حیدر کی جانب دم سادھے دیکھتی رہی برہنہ پشت پر پانی کی لکیریں ٹپک ٹپک کر نیچے سوئمنگ پول میں گیر رہیں تھیں جبکہ اسکے مسلز سے بنا کسرتی جسم لائبہ پہلی بار اسے اپنے سامنے یوں دیکھ رہی تھی اور اچانک وہ پلٹا تو عین سامنے کھڑی لائبہ پر نگاہ جا کر تھم ہی گئی۔ دل میں اضطرابی کیفیت نے۔۔ جیسے لمحے بھر کے لیے سانس بھرا تھا۔ ساکت سپاٹ اور نہایت سرد نظروں سے وہ اسے دیکھنے لگا۔ وہ پانی میں تھا جبکہ لائبہ کے بے ساختہ ہاتھ پاؤں کانپ اٹھے۔ وہ

اس وقت گرے کلر کے لباس میں تھی جس پر اسنے وائیٹ ڈاکٹر کوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ ہاتھوں میں بیگ کی گرفت نہایت سخت تھی۔ لائبہ حلق میں سانس اتار گئ وہ کیوں بت بنی کھڑی ہے کس قدر اکورڈ سچویشن تھی۔ حیدر نے البتہ کمال مہارت سے سوئمنگ کی اور اس تک کا سفر طے کیا اور۔۔ جس طرف لائبہ تھی وہاں اکر ٹھر گیا پھر سے اپنا چہرہ صاف کیا بال پیچھے کیے اور دونوں ہاتھوں پر زور دیتا وہ ایک جمپ لگا کر اس پول سے باہر نکل آیا اور لائبہ دو قدم دور ہو گئ حیدر اسکے ڈرنے سے مسکرایا۔ کیسی ہو لائبہ حیدر۔۔ تم یہاں کچھ حیرانگی کی بات ہے بلڈی ڈاکٹر"۔ وہ سکون سے چلتا اسکے سامنے اگیا لائبہ کا وجود اسکے وجود کے آگے چھپ ہی گیا۔ لائبہ۔۔نے خود کو سنبھالا۔ آپ آپ ٹھیک ہیں" وہ فکر مندی سے بولی بتاؤ کیسا لگ رہا ہوں" وہ گھوما اور اسے اپنا آپ دیکھانے لگا۔ جبکہ اس وقت وہ صرف سوئیمنگ ڈریس میں تھا جبکہ۔۔ لائبہ اسے دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی حیدر طنزیہ مسکرایا۔ یہاں آنے کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔"۔ سپاٹ لہجے میں اسنے ایک قدم لائبہ کیطرف اٹھایا اور۔۔ لائبہ گھبرا کر پیچھے ہوئ جبکہ حیدر اسے سنجیدگی سے دیکھتے اسکے پیچھے سے سفید ٹاول کھینچ گیا۔ لائبہ نے اٹکا ہوا سانس بھال کیا۔ وہ۔۔وہ ہم نے"۔ ڈیڈ نے بھیجا ہے تمھیں"۔ حیدر تقریبا پھاڑ کھانے والے انداز میں اسکی جانب مڑا ان۔۔ نہیں نہیں تو ہم خود آئیں ہیں" وہ ایکدم دونوں ہاتھ اٹھاتی انکار کرنے لگی۔۔۔ حیدر کو معلوم نہیں کیوں اسپر یقین ہو گیا کہ اسے سالار نے نہیں بھیجا ورنہ وہ اسی سوئمنگ پول میں اسکا گلہ دبا کر اسے مار دیتا۔۔۔ تو پھر آنے کی وجہ "۔ اسنے سپاٹ کڑک لہجے میں پوچھا۔ جبکہ لائبہ کے پاس کوئ جواب نہیں تھا سر جھکا گئ شرمندگی

ہوئی کوئی جواز نہیں تھا سوائے اسکے کے وہ اسکی محبت اور فکر میں یہاں پہنچی تھی ۔۔۔ وہ جیسے جواب تلاشنے لگی۔ اور اچانک اسکے منہ پر کھینچ کر ٹاول لگالائبہ نے سٹپٹا کر ٹاول چہرے سے کھینچا تو حیدر اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر یوں ہی چلتا باتھ گاؤن کے پاس گیا اور اسنے وہ گاؤن اٹھا کر پہن لیا۔۔۔ ڈوریاں باندھتے وہ لائبہ کو ہی دیکھے جا رہا تھا اور کچھ ہی دیر میں چیئر کھینچ کر بیٹھ گیا۔ لائبہ ایسے کھڑی تھی جیسے مجرم ہو"۔ ادھر آؤ"۔ گھورتی نظریں سرد لہجہ لائبہ کا پورا جسم جھنجھٹا اٹھا۔ اسکی سانسیں حیدر کو دیکھ کر بے ساختہ تیز ہو رہی تھیں حیدر نے انگلی کے اشارے سے اسے قریب بلایا۔ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی وہ اسکے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔ جبکہ حیدر کو لگا جیسے اسکا انکار اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ بھی حیدر کو پاگل سمجھتی ہے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔ تیز تیز قدم بھرتا اس تک پہنچا اور۔۔ لائبہ کی کلائی جکڑ کر اپنی جانب کھینچا تو وہ حیدر کے گاؤن سے جھلکتے سینے سے جا ٹکرائی۔۔۔۔ حیدر۔۔ حیدر آپکی طبعیت نہیں ٹھیک ہم ہم پھر اجائیں گے۔ آپ دوائی لیں ریسٹ کریں آپ تھک گئے ہیں نہ"۔ لائبہ ایکدم اس سے ڈرتی پیچھے ہٹتی اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرنے لگی جبکہ اسکا یہ گریز حیدر پر تیزاب کیطرح پڑا تھا۔ تمھیں کیا لگتا ہے میں پاگل ہوں" اسنے زبردستی لائبہ کا منہ جکڑ لیا۔ نہیں" لائبہ بھیگی پلکوں سے اسے دیکھتی بولی ۔ لیکن یہ تمھارا انداز جتا رہا ہے کہ تم مجھے پاگل سمجھ رہی یہ تمھارا خوف بتا رہا ہے تم مجھے پاگل سمجھتی ہو کیوں تمھیں تو حیدر سے بلا کی محبت ہے کہاں گئی وہ محبت کیا سب کو صرف بیرسٹر حیدر سے محبت تھی پاگل حیدر سے کوئی محبت نہیں کرتا ہاں" وہ چیخا جبکہ اسنے لائبہ کے ناتواں وجود کو

اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ لائبہ سہمی سہمی نظروں سے نفی میں سر ہلانے لگی ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ سہمی ہوئی نظروں سے نفی میں سر ہلاتی اسے یہ احساس دلا رہی تھی کہ وہ اسے پاگل نہیں سمجھتی۔ آپ نہیں ہیں پاگل آپ کیوں کہہ رہے ہیں اسطرح ہم آپکو پاگل نہیں سمجھتے کسی ڈاکٹر نے آپکو نہیں کہا آپ پاگل ہیں پھر آپ" وہ ایک سانس بولتی گئ جبکہ حیدر اسکے تیزی سے ہلتے ہونٹوں کو دیکھنے لگا پیشانی پر لکیریں سی بنی۔ اور اچانک اسے وہ جھوٹی لگی جبکہ اسکا دل کہہ رہا تھا کہ لائبہ اس سے کبھی جھوٹ نہیں بول سکتی تم جھوٹی ہو" وہ بھڑکا اور سکون سے اسنے لائبہ کو پول میں دھکا دے دیا۔ چھناکے کی آواز سے وہ پانی کے اندر جا گیری جبکہ اسے سوئمنگ اور سوئمنگ پول سے ساخت خوف محسوس ہوتا تھا ایک بار معیز نے بھی اسے سوئمنگ پول میں دھکیل دیا تھا اسکا چہرہ پانی میں دے دیا تھا صرف نفرت کے باعث لائبہ کو لگا وہ مر جائے گی وہ اسی پانی میں مر جائے گی ۔۔۔ حیدر اسے باہر کھڑا دیکھتا رہا۔۔ لیکن ایک پل کے لیے وہ چونکا کیونکہ لائبہ کا وجود پانی کے اندر ساکت ہو رہا تھا۔ اور جب اسنے لائبہ کے وجود میں جنبش محسوس نہیں کی وہ ایکدم گاؤن اتار کر خود بھی پانی میں چھلانگ لگا چکا تھا ایک ہاتھ سے اس گڑیا سی نازک لڑکی کو پکڑ کر اسنے اوپر کھینچا اور وہ کسی نازک شاخ کیطرح اسکے بازوؤں کی سخت گرفت کا حصہ بنی تھی۔ لائبہ جیسے ہوش میں آئ ماضی سے نکل کر حال میں آئ تو حیدر کا چہرہ اپنے سامنے پایا نان سینس۔۔ تمھیں مرنا ہے" وہ بھڑکا۔ لائبہ گھیرے سانس بھرنے لگی۔۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ لمبے لمبے سانس کھینچ رہی تھی۔ حیدر اسے ساکت دیکھنے لگا یپ

سانسوں کا کھینچنا یہ عجیب سا احساس کوئی عام بات نہیں تھی اگر وہ حیدر مرتضی تھا تو سو فیصد اسکے سامنے لائبہ تھی جو۔۔ کسی بھی عابد و زاہد کو امتحان میں ڈال دے پھر وہ اسکے شوہر کے مرتبے پر فائز تھا۔ اسکے نازک ہاتھوں نے حیدر کو سختی سے تھاما ہوا تھا اسکے شانوں پر گرفت سخت تھی۔ ہم۔۔۔ ہمیں ہمیں تیرنا نہیں۔۔ نہیں آتا ہم۔۔ ہمیں ڈر لگ رہا ہے حیدر" وہ ہچکیاں بھرنے لگی۔ حیدر نے اسے اچک کر پانی سے باہر نکال دیا" لائبہ جلدی سے سمٹ کر دور ہونا چاہتی تھی لیکن حیدر نے اسکی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں۔۔ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی کیا وہ اسے دوبارہ کھینچ لے گا۔ ن۔۔۔ نہیں" وہ تڑپ کر چیخی۔ اور حیدر نے اسے پھر پانی میں کھینچ لیا لائبہ کی چیخیں بلند ہوئیں تھیں حیدر البتہ پر سکون تھا کیونکہ اب پانی میں وہ خود کھڑا تھا اسکی حفاظت کے لیے اور یہ کھیل مزاہ بھی دے رہا تھا جبکہ لائبہ اسکے اس کھیل سے کانپ رہی تھی جس کی اسے پرواہ نہیں تھی آخر کوہرن نے شیر کی کچھال میں ہاتھ دے کر خود پاؤں پر کلہاڑا مارا تھا۔ آپ آپ پاگل ہیں" وہ چیخی اور حیدر ہنس دیا۔ لائبہ جبکہ سہم کر لبوں پر دونوں ہاتھ رکھ گئی۔ آنکھیں جھکا لیں وہ اسکے بہت نزدیک کھڑا تھا وہ اسے ایسا کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔ ہم ہمارا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ ہم ہم واقعی پانی سے ڈرتے ہیں۔۔۔ ہم باہر نکل کر بھی تو با۔۔ بات کر سکتے ہیں" لائبہ نے آہستگی سے کہا۔ میں پاگل نہیں ہوں لائبہ حیدر" اسنے اسکا آدھا وجود پھر سے اپنے بازوؤں کے حلقے میں بھرا اور اسے آدھا پانی سے باہر نکال کر زمین پر تقریبا لیٹا ہی دیا۔ ایسے کے آدھا وجود پانی کے اندر تھا جبکہ آدھا پانی کے باہر اور اس آدھے وجود پر قبضہ حیدر کا تھا لائبہ کے وہم و گمان میں بھی یہ سب نہیں تھا۔ البتہ

حیدر۔۔نہ جانے باقی سب کیوں بھول گیا تھا صبح سے لے کر اب تک کا ایک لمہہ بھی ایسا نہیں گزرا تھا کہ وہ بھلا پایا ہو سب لیکن اس وقت وہ سب بھلائے اس کی سہمی نظروں اور گھیری سانسیں بھرتے ہونٹوں اور بھیگے وجود کو دیکھنے لگا۔وہ تھم گیا تھا دماغ میں اس وقت اپنے سامنے موجود لڑکی کے سوا کچھ نہیں تھا لائبہ نے اسے خود پر چھایا دیکھا اور نفی میں سر ہلانے لگی اسکی آنکھیں بتا رہی تھی وہ اسے دیکھتا کچھ اچھا نہیں سوچ رہا تھا۔نہ ہی اسکے سینے میں کوئی نیک خیال تھا یہ اسکی آنکھوں کی بے حیائی بتا رہی تھی۔ چھوڑیں ہمیں حیدر"۔وہ بمشکل بول سکی تھی۔۔حیدر اب بھی اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دروازے پر ہارن بجا اور علیشبہ کو دیکھ کر چوکیدار نے اسکے لیے گھر کے دروازے کھول دیے کیونکہ یہ لڑکی تو یہاں اکثر آتی جاتی تھی۔ امین بھی کھانا بنانے میں مصروف تھا کیونکہ گھر میں ڈاکٹر بھی مہمان آئی ہوئی تھیں اور دوسرا کوئی ملازم یہاں موجود نہیں ہوتا تھا ایک چوکیدار اور امین کے علاوہ۔۔۔ علیشبہ نے نخوت سے چوکیدار کو دیکھا اور گاڑی جو حیدر کی ہی تھی جو وہ زبردستی اپنے پاس رکھ چکی تھی۔ کی چابیاں اسنے چوکیدار کی طرف اچھال دی اور سکون سے اندر بڑھی۔ امین نے محسوس کیا کہ گھر میں کوئی داخل ہوا ہے۔وہ مڑا علیشبہ تھی حیدر کہاں ہے" وہ لاپرواہی سے بولی۔ کیونکہ امین سے سخت چیڑ تھی وہ حیدر کو کن سلائیاں دیتا جو رہتا تھا۔وہ میڈیم جی صاحب مصروف ہیں" امین کو علیشبہ سے کوئی خاص بیر جو تھا تبھی وہ بولا تھا منہ بنا کر تمھارا صاحب میرے علاوہ کہاں مصروف ہو سکتا ہے کہاں ہے حیدر" وہ جھڑک کر بولی تو امین کو یاد آیا حیدر نے منع کیا تھا اسے کچھ بھی کہنے سے تبھی وہ کہہ گیا کہ صاحب

پول کے پاس ہیں جبکہ وہ اسے بتانا چاہتا تھا مہمان آئے ہوئے ہیں ڈاکٹر آئی ہوئی ہے۔۔ لیکن وہ سنے بناہی مسکراتی ہوئی پول کی جانب چل پڑی۔۔ اور جیسے ہی وہ پول کے پاس آئی تو سامنے کا منظر اسکی آنکھیں دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔۔ بھیگے وجود سے لیٹی وہ ڈاکٹر اور اس ڈاکٹر پر مکمل کسی سائے دار بادل کیطرح چھایا حیدر وہ بے یقینی سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔ ح۔۔ حیدر"۔ وہ چیخی حیدر سمیت لائبہ نے بھی ڈر کر اوپر دیکھا اور علیشبہ کو دیکھ کر وہ اپنی سچویشن پر۔۔ شرمندگی سے جیسے ڈوب مرنے کو ہوئی اسنے اٹھنے کی کوشش کی لیکن حیدر نے اسکی کلائی جکڑ لی جب تک میں نہیں چاہوں گا تم ہل بھی نہیں سکتی" وہ بولا علیشبہ کو بلکل اگنور کر گیا۔ حیدر "لائبہ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا جبکہ حیدر نے بس ایک نظر ہی علیشبہ کے ششدر چہرے اور پھٹی ہوئی آنکھوں کو دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے لائبہ کی کلائی پر گرفت سخت کرتے وہ آہستگی سے پشپس کے سٹائل میں لائبہ کے چہرے پر جھکا اور نرمی سے اسکی سانسوں کو بے سکون سا کر گیا۔ لائبہ کو لگا اسکا دل باہر نکل آئے گا۔ حیدر" تڑپ کر اسکی سانسوں میں وہ بولی۔۔ جبکہ حیدر نے اسکی گردن جکڑ لی گویا اسے پسند نہیں آیا کہ وہ کچھ بھی بولے۔ اور لائبہ پر اپنے لمس کا جادو جو وہ چلانا چاہتا تھا لائبہ پر اثر ہوا تھا یہ نہیں البتہ ان ہونٹوں کی نرمی سے حیدر بے حد متاثر ہو گیا تھا علیشبہ کے سامنے کرنے سے وہ نہیں ٹلا تھا۔ معلوم نہیں علیشبہ کے منہ پر کون سا طمانچہ مارا تھا لیکن در حقیقت اس وقت اسے کسی علیشبہ یہ کسی اور کی پرواہ نہیں تھی اسکے بھیگے پنکھڑی کی مانند۔ سرخ ہوتے لبوں کو حیدر نے اب سختی سے خود میں پیوست کر لیا اور۔۔ جنون سا اتارنے لگا اس میں۔۔۔ لائبہ سسک گئی نفی میں سر

ہلاتی ادھر ادھر سر مارنے لگی جبکہ حیدر نے اب کہ اسکے بالوں کو جکڑ لیا تا کہ وہ ہل بھی نہ سکے علیشبہ بے شرمی سے کھڑی حیدر کو گھورتی رہی۔ حیدر نے آنکھیں کھولیں یہ جادو باکمال تھا کہ وہ اپنی ہر تلخی کو بھلا گیا تھا یہ لمس بڑا جادوئی تھ یہ قربت وہ لڑکی نشے سے بھرپور تھی اسنے اپنی کاروائی جاری رکھتے آنکھوں کو اوپر علیشبہ کیطرف اٹھایا اور مسکراتے علیشبہ کو دیکھا۔۔۔علیشبہ جو بے حد بے شرم تھی اسکی اس حرکت پر اسکی آنکھوں میں مرچیں سی لگیں اور اسے علم ہو گیا کہ حیدر اسکے ہاتھوں سے نکل ہی گیا۔ وہ طوفان کیطرح وہاں سے پلٹ گیا۔ جبکہ لائبہ جو اس ستم گر کی ستم ظرفیوں کو مزید سہنے کی محتمل نہیں تھی پورے وجود کی طاقت لگا کر اسنے حیدر کے وجود کو اپنے اوپر سے جھٹک کر ہٹایا اور حیدر ہنستا ہوا ایک بار پھر سوئمنگ پول میں جا گیرا اسنے تو بڑی مہارت سے اپنا وجود پانی سے نکال لیا تھا۔ واؤ لائبہ حیدر تم تو کافی دل نشین نکلی وہ سکون سے بولا لائبہ پر جبکہ گڑھوں پانی پڑا تھا جیسے اسے کافی مزاہ آیا ہو اوہ نا سمجھی سے جلتی انکھوں سے حیدر کو دیکھنے لگی اس سب کا مطلب کیا تھا۔۔ ویسے مجھے لگتا ہے خوش فہمی میں گرفتار ہو رہی ہو گی تم تو".
وہ مسکرا رہا تھا لائبہ نے سر اٹھا کر اسکو دیکھا جو پول سے باہر نکل آیا تھا۔ تو مائے ڈیئر لائبہ۔۔ سوری ٹو سے میں اپنی گرلفرینڈ کو جیلس کرنے کے لیے تمھیں یوز کر رہا تھا تمھیں یاد تو ہو گا میں نے تمھیں کہا تھا اب میں تمھیں استعمال کروں گا ڈاکٹر۔۔۔ تو بی ریڈی ہاں البتہ یہ ہونٹ مجھے پسں ند آئے ہیں" اسنے اہستگی سے اسکے سرخ خون چھلکاتے اسکے ہونٹوں کو اپنی بھاری انگلی سے چھوا جبکہ لائبہ کا دل بھر آیا معلوم نہیں اس میں اتنا غصہ کیسے آیا تھا حیدر کو لے کر پہلی بار اسنے حیدر کے

ہاتھ جھٹک دیے آپ مجھے استعمال نہیں کر سکتے میں آپکی فکر میں یہاں آئی ہوں اور اور آپ "وہ تڑپ کر بولی۔ میں نے کہا ہے فکر کرو میری تم ہوتی کون ہو میری فکر کرنے والی تم ایک یوز لیس لڑکی ہو لائبہ جسے میرے باپ نے میرے سر پر تھونپ دیا لیکن یو نو واٹ ڈیڈ کی ایک بات کا میں قائل ہوں اور آج میں اس بات کو مانو گا کہ جب بھی انھوں نے مجھ پر کچھ تھونپا نہ وہ چیز بعد میں مجھے بڑی پر لطف لگی جیسے اس وقت تم "وہ اسکا گال تھپتھپا کر ناگواری سے سر جھٹکتا اٹھ گیا۔ لائبہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ہم یہاں غلط آئے ہیں ہم کبھی دوبارہ اپکے پاس نہیں آئیں گے "۔ وہ ہمت کرتی غصے سے بولی اور ہونٹ بھینچتی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگی اور جلدی سے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔ لائبہ پول والی سائیڈ سے نکل کر گھر کے اندر آگئی جبکہ دوسری طرف حیدر بھی اسکے پیچھے پیچھے آگیا تھا۔۔ وہ رو رہی تھی اسکے رونے کی ہلکی ہلکی آواز پورے لاونج میں گونج رہی تھی۔ حیدر البتہ وہاں پڑے فرسٹ ایڈ بکس سے ایک ٹیوب نکال کر اس روتی بسورتی لائبہ پر پھینک گیا انداز میں بے پناہ لاپرواہی تھی۔ لگالو اگر زخم رہا تو دوبارہ یہ قربت سہنے کی ہمت نہیں کر پائیں گی ڈاکٹر صاحبہ۔ "۔ اسنے آنکھوں کو جنبش دی جبکہ لائبہ فرش پر پڑی اس ٹیوب کو دیکھنے لگی۔۔ وہ مٹھیاں بھینچ گئی در حقیقت اسے حیدر پر غصہ چڑھ رہا تھا پہلی بار ہی سہی۔۔ آپ نے تو ہزاروں کو ایسے زخم دیے ہوں گے حیدر لیکن مجھے آپکی اس دوا کی ضرورت نہیں ہے "۔ اسنے غصے سے اپنے آنسو صاف کیے جو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ اوہ سوری میں تو بھول ہی گیا یو آر آڈاکٹر۔۔۔ اپنے زخموں پر مسیحائی تو تم خود ہی کر سکتی ہو اینی ویز وٹ ایور کتنی دیر

مزید کھڑا ہونا ہے تم نے اب یہاں " وہ جیسے تھکا تھکا بے زار سا ہوتا بولا نگاہیں اب بھی اسکے زخم زدہ ہونٹوں پر تھیں۔ لائبہ نے بے ساختہ ہچکی لی۔ اور زمین پر سے وہ ٹیوب اٹھا کر اسکے باتھ گاؤن سے جھانکتے سینے پر مارتی وہ وہاں سے بھاگنے کو تھی کہ حیدر نے اسکی کلائی وہیں سے اچک لی۔ حیدر چھوڑیں مجھے "لائبہ بھڑکی۔ جبکہ حیدر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ یہ ٹیوب اٹھاؤ" وہ آرڈرز دینے لگا۔ نہیں اٹھاؤ گی میں نے کہا ہے مجھے آپ سے کوئ مسیحائی نہیں چاہیے"۔ زیادہ پھڑ پھڑانے کی ضرورت نہیں ہے تم میری مسیحائی کے قابل بھی نہیں ہو سمجھی۔۔۔ دھوکے بعض اور فریبی لوگوں کا انجام اس سے الگ نہیں ہوتا۔۔ میرے باپ کی چہیتی تمھارا انجام حیدر کے ہاتھ میں ہی ہے " اسنے خود ہی جھک کر وہ ٹیوب اٹھائ اور اسے کھول کر زبردستی لائبہ کے آگ کی طرح تپتے ہونٹوں پر سختی سے پھیر دی اور اسکا انگوٹھا جیسے ہی پھیرہ ویسے ہی ایک خون کی بوند ٹپک گئ وہ جلن کے احساس سے سسکی۔ حیدر نے وہ بوند اپنی انگلی پر چن لی۔ ناؤ گیٹ آؤٹ "وہ سکون سے بولا۔ لائبہ جبکہ وہاں سے تقریبا بھاگتی ہوئ نکلی تھی۔ حیدر نے اسے سلگتی نظروں سے دیکھا اور۔۔ اس خون کی بوند کو لبوں میں دبا لیا۔ وہ مڑا تو علیشبہ وہیں موجود تھی حیدر ہنس دیا تم یہاں ہو مجھے لگا جا چکی ہو"۔ اسکا خون اتنا اہم ہو گیا کہ تم ضائع کرنے کے بجائے پینے لگے"۔ علیشبہ جل ہی گئ۔ ذائقہ اچھا تھا تو پی لیا تم کیوں آئ ہو" وہ لاپرواہی سے بولا۔ حیدر تمھیں مجھ سے کوئ شکایت ہے" وہ اسکے قریب آئ حیدر کا دل نہیں کیا تبھی اس سے دور ہو گیا اور ویسے بھی لائبہ پہلی لڑکی تھی جس کا لمس اسکے حواسوں کو جھنجھوڑ گیا تھا اور پہلی لڑکی تھی جسے حیدر مرتضی نے لمس بخشا تھا۔

علیشبہ نے سلگ کر اسکا فاصلہ دیکھا میر افلحال موڈ اچھا ہے تم جاؤ۔"۔وہ کہہ کر گنگناتا ہوا وہاں سے کمرے میں چلا گیا جبکہ اسی دوران امین بھی آیا۔ صاحب مہمان چلے گئے میں نے کھانا بنایا تھا" وہ افسوس سے بولا حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ اداس مت ہو امین ڈاکٹر جب بھی آئے گی یہ ہی کھانا کھائے گی میرے لیے البتہ کھانا لگا دو" وہ بولا اور۔۔کمرے میں چلا گیا علیشبہ حیدر کا بدلتا رجحان محسوس کر گئ تھی۔ لائبہ سے جلتی کڑھتی وہ وہاں سے چلی گئ پہلی بار تھا کہ نہ حیدر کے پاس بیٹھنا نصیب ہوا نہ ہی کھانا ورنہ وہ کبھی اسے جانے نہیں دیتا تھا یوں ہی بے عزتی کا احساس چہرے پر چھلک رہا تھا وہ ضبط کرتی وہ وہاں سے اپنی گاڑی لے کر نکل گئ۔

---------- سالار نے ساری رات آنکھوں میں گزار دی تھی۔ زیمل کمرے میں نہیں آئ تھی اور جب صبح وہ بوجھل قدموں سے کمرے میں آئ تو وہ غصے سے اسے دیکھنے لگا پوری رات تمھارا انتظار کیا ہے میں نے" وہ بھڑکا زیمل نے جلتی نظروں سے اسے دیکھا۔ آئندہ میرا انتظار مت کیجیے گا سالار" وہ غصے سے کہہ کر واشروم میں جانے لگی شدید تیوری چڑھی تھی سالار کی پیشانی پر اور وہ بستر سے اٹھتا دھپ دھپ کرتا اس تک پہنچا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ کیا۔۔۔ کہا ہے تم نے" وہ کافی غصے میں تھا تم اپنے اس بدتمیز بیٹے کی وجہ سے مجھ سے ایسے بات کر رہی ہو وہ نہایت خودسر اور آوارہ ہے اسنے مجھ پر اپنے باپ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور اسے تمیز دینے کے بجائے تم مجھے اٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہو۔"۔وہ بھڑکا آپ نے بھی تو اپنے باپ پر ہاتھ اٹھانا چاہا تھا پھر آج کیوں اپکو اتنا چبھ رہی ہے یہ بات سالار اور ایک بات بتاؤں آپکو

آپ مانیں یہ نہ مانیں میرے بیٹے کو ایسا بنانے والے صرف آپ ہیں آپ کی ہی وجہ سے وہ ایسا ہو گیا ہے وہ مجھ سے آپ سے ہم سب سے نفرت کرتا ہے اپکی وجہ سے اور جب آپکی محبت اور توجہ کی اسے ضرورت پڑی تو آپ اس کے ساتھ جھگڑ رہے ہیں اسکی ذہنی حالت جاننے کے باوجود اسپر بھڑک رہے ہیں جوان بیٹے کو پورے گھر کے سامنے تھپڑ دے مارا آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو" وہ غصے سے چیخی سالار اسے حیرانگی سے دیکھنے لگا۔ سالار میں اپنے بیٹے کے آگے آپکو نہیں دیکھو گی میرا بیٹا۔۔ میرے لیے بہت اہم ہے۔۔ اور سب سے اہم ہے وہ تکلیف میں ہے اور میں کیسی ماں ہوں یہاں پڑی ہوں میں اپنے بیٹے کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔ جب تک آپ۔۔ کے دل و دماغ میں یہ احساس نہیں اتا کہ آپ غلط ہیں تب تک مجھے بلایئے گا مت اور میں یہاں آوں گی تو اپنے بیٹے کے ساتھ آؤں گی وہ نہیں آنا چاہے گا تو میں بھی نہیں آؤں گی اور یہ میرا فیصلہ ہے جو میں نے لیا ہے خود سے" وہ غصے سے کہتی واشروم میں بند ہو گئ سالار نے بھڑک کر دروازے پر ہاتھ مارا ٹھیک ہے تو جاؤ یہاں سے پھر اپنے اسی چہیتے بیٹے کے پاس مجھے بھی پرواہ نہیں ہے تمھاری جب وہ خود سر آوارہ بد تمیز لڑکا تمھاری چوٹی پکڑ کر گھر سے باہر دھکیل دے تو میرے پاس مت آنا"۔۔ بیٹا ہے میرا وہ لحاظ سے بات کریں" وہ واشروم میں سے ہی چیخی معلوم نہیں کیوں اتنے غصے میں بھی سالار کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئ تم پشتاؤ گی یہ یاد رکھنا" وہ مسکراہٹ روکتا بھڑکا۔ آپ پشتائیں گے ان شاءاللہ" وہ بھی پوری طرح ضد لگا چکی تھی۔ میرے بنا ایک پل نہیں رہ سکتی تم"۔ رہ لوں گی کم از کم سکون سے تو رہو گی" وہ سر جھٹک کر باہر نکلی اور اپنے کپڑے نکالنے لگی۔ وہ تمھیں چین سے

بیٹھنے ہی نہیں دے گا "سالار اسکے پیچھے بڑھا ٹھیک ہے مجھے چین سے بیٹھنا بھی نہیں لیکن آپکے ساتھ نہیں رہنا"۔۔اس بڑھاپے میں چھوڑ کر جا رہی ہو مجھے "۔۔وہ بلآخر ہار مانتا بولا۔مجھے ٹریپ نہ کریں میں فیصلہ کر چکی ہوں "۔۔ جہاں تم جاؤ گی میں بھی وہیں آؤں گا " شرم کریں ابھی بوڑھے پن کا دعوا کر رہے تھے اور ایکدم چھچھورے ہو گئے "۔۔وہ غصے سے دیکھنے لگی۔ اچھا بس زیادہ پھڑ پھڑانے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا ہے وہ میرا اور اس باغی کو صرف میں ہی سدھاروں گا سالار مرتضی کو کہہ کر گیا ہے دور کا باپ ہوں میں اسکا۔۔۔گلہ دبا کر اسکا یہ دور کا باپ جان سے مار دے گا اسے۔۔"۔سالار " زیمل نے اسکے بازو پر تھپڑ مارا۔ تم کہیں مت جاؤ میں دیکھ لوں گا اسے "۔ میں سچ کہہ رہی ہوں میں حیدر کے پاس جا رہی ہوں آج آپ یہ کہہ رہے ہیں کل پھر اسی کے لیول پر اتر کر اس سے لڑیں گے مجھے آپ پر کوئی بھروسہ نہیں " اسنے اپنے کپڑے کھینچے سالار سنجیدگی اور غصے سے اسے دیکھنے لگا جبکہ زیمل واقعی ہی کمرے سے نکل گئی۔ میں تمھیں لینے کبھی نہیں آؤں گا یاد رکھنا یہ " وہ آخری بار وارن کرنے لگا۔میرا بیٹا کافی ہے مجھے "زیمل نے بھی کہا کیونکہ وہ بھی تھک گئی تھی اس جنگ میں جس میں نقصان اسکے بیٹے کا ہو رہا تھا۔ وہ نیچے اتر گئی جبکہ زریاب کو بھی نہیں کہا تھا ڈرائیور کے ساتھ وہ حیدر کے گھر کے لیے نکل گئی۔ سالار البتہ دانت پیستا پیچھے کھڑا رہ گیا۔ ---------- یہ لو جا کر زریاب کو ناشتہ دے دو اسکی طبعیت نہیں ٹھیک اور زیمل بھابھی بھی حیدر کے پاس چلی گئیں ہیں " رمشہ نے اسے یونیورسٹی جانے سے روکا اور کہا تو وہ ایکدم پریشان ہوئی زریاب کی طبعیت خراب تھی وہ ناشتے کی ٹرے لے

کر سر ہلاتی وہاں سے زریاب کے کمرے میں اگئ جہاں سالار پہلے سے موجود تھا وہ کچھ جھجک گئ۔ یار تم تو کوئ چھوٹے بچے کیطرح ماں کے جانے پر بیمار پڑ گئے ہو" سالار خفگی سے بولا۔ تو اور کیا نہ ہوں مام کے بنا کیسے رہیں گے ہم" وہ باپ پر غصہ کرنے لگا۔ سالار نے جیسے الجھ کر پیشانی پر اپنی دو انگلیاں چلائیں بلکل حیدر کی طرح اور غصے سے اسے دیکھا گھامڑ آدمی تو مجھ سے پٹ جائے گا مجھے چین سے جینے کیون نہیں دے رہے تم دونوں۔۔۔ سمجھ اگئ ہے مجھے وہ تمھارا آوارہ بھائ اور تم نہایت بدبخت اولاد ہو میری۔۔۔ معلوم نہیں کون سے گناہوں کی سزا میں ملی ہے مجھے ایسی اولاد" سالار تو شعلے اگلنے لگا آپکو پتہ ہے ڈیڈ یہیں حیدر بھائ ہوتے تو آپ کو کہتے معلوم نہیں آپ ہمیں کیوں باپ کی شکل میں مل گئے"۔۔ وہ بولا جبکہ سالار نے اپنی چپل اتار لی۔ زریاب بھی غصے سے دیکھتا رہا۔۔ ایکدم روشانے سالار کے آگے اگئ۔ بڑے پاپا"۔۔ وہ اہستگی سے بولی۔ اس سے کہو انسانوں کیطرح یہ احتجاج ختم کرے میں اسکی ماں کو بلکل نہیں لانے والا دودھ پیتا بچہ نہیں ہے جو یوں سر پر سوار ہو رہا ہے میرے"۔ وہ بھڑک کر کہتا نکلنے لگا۔ میں کہہ رہا ہوں اگر مام نہیں آئیں تو میں بھی وہیں چلا جاؤں گا" ہاں ہاں بہت خوب لاڈلے وہیں بس جاؤ سارے جا کر" وہ گھور کر کہتا باہر نکل گیا جبکہ روشانے نے زریاب کو دیکھا۔ مجھے کوئ نصحیت مت کرنا بڑے پاپا کی چمچی" زریاب کو علم تھا وہ کتنا سالار کے حق میں ہے تبھی چیڑ کر بولا۔ آپ لڑکیوں رہے ہیں حیدر بھائ کم ہیں جو آپ کو بھی انھیں دیکھ کر شوق چڑھ گیا" وہ اسکے آگے ناشتے کی ٹرے رکھتی بولی۔ جناب ایسے کوئ شوق نہیں میرے مزاج میں لیکن مام کے بنا یہاں رہنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا میرے

باپ کا دماغ آدھا کریک ہے میں نہیں رہوں گا اس آدمی کے ساتھ" وہ چیڑ کر بولا روشانے ہنسنے لگی جبکہ زریاب نے گھورا۔ آپکو پتہ ہے آپ دونوں نہ بڑے پاپا پر ہی گئے ہیں آج بڑے پاپا پشتا رہے ہیں ہائے میں نے آخر بچے کیے ہی کیوں"۔ وہ ہنستی ہوئی بولی جبکہ۔۔ زریاب نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔ بس مجھے یقین ہے اس آدمی کی زبردست خواہش کا ہی صلح ہیں ہم" اسنے سر جھٹکا زار پلیز نہ غصہ تھوک دیں بڑے پاپا کو تنگ نہ کریں"۔۔ میں کہہ چکا ہوں۔"۔ پلیز" روشانے نے آنکھیں جھپک جھپک کر اسے پیار سے دیکھا تو وہ ہنس دیا۔۔ اور ایکدم اسے اپنی طرف کھینچ لیا چلا کو یہ ہنر کہاں سے سیکھے ہیں تم نے"۔ وہ بولا جبکہ وہ تھوڑا شرما سی گئی زار کو وہ اسکی قربت میں شرماتی ہوئی بے حد حسین لگی تھی۔ نور آپی اور منہا آپی کے ساتھ ہماری رخصتی کی بھی بات چھیڑ دوں۔۔ "وہ آہستگی سے اسکے کان کے نزدیک بولا یہاں تک کے اسکے ہلتے لب روشانے کی کان کی لو سے ٹکرائے وہ سٹپٹا کر دور ہوئی چہرہ سرخ ہو گیا لیکن اچانک وہ چیخ اٹھی کیونکہ شیری بھڑکیلی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا روشانے تو زریاب کے بیڈ سے کھڑی ہو گئی زریاب کا بس نہیں چلا اٹھے اور شیری کو اسی چپل سے چھیت دے روشانے اکورڈ سا فیل کرتی وہاں سے بھاگی اور شیری دندناتا اندر آیا آج ہزار۔۔ میں اگنور کر رہا ہوں جلدی نکالیں"۔ اسنے ہاتھ آگے بڑھایا زار دانت پیسنے لگا۔ مر کیوں نہیں جاتے تم" زریاب نے کلس کر ہزار کا نوٹ اسکی ہتھیلی پر رکھ دیا نیا کاروبار شروع کیا ہے آپ پر نظر رکھنے کا فلحال اچھے سے کمالوں باقی بعد کی بات ہے" وہ دانت نکال کر کہتا وہاں سے بھاگ گیا جبکہ زریاب گھیرہ سانس بھرتا نفی میں سر ہلاتا۔ ابھی ناشتہ کی جانب متوجہ ہوتا کہ

روشانے کی کھکھلاہٹ پر اسنے سر اٹھایا۔۔۔ وہ اسکے دیکھنے پر ہنسی روکنے لگی جبکہ زریاب کو اسپر جی بھر کر پیار آیا تھا لیکن وہ ضبط کر گیا حیدر نے اسکی محبت کی داستان کے بیچ دیوار جو کھڑی کی ہوئی تھی روشانے وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگا تھا ۔۔۔۔ ---------- جاری ہے ابھی وہ سو کر بھی نہیں اٹھا تھا۔۔ کہ انگلیوں کا نرم اور شفیق احساس اپنے بالوں میں ہوا اور اسنے مندی مندی آنکھوں سے۔۔ اس شخص کو دیکھا جو اسے سکون دینا چاہ رہا تھا اور زیمل کو وہاں دیکھ کر۔۔ ایکدم بھک سے نیند اڑ گئی خوشگوار حیرت سے وہ جھٹکا کھا کر اٹھا اور بیٹھ گیا۔ زیمل اسے مسکرا کر دیکھنے۔۔۔ کیسے ہیں آپ"۔ ۔زیمل پیار سے بولی جبکہ وہ۔۔ زیمل کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا اور ایسے بے یقین نظروں سے دیکھتا زیمل کو وہ چھوٹا بچہ ہی لگا۔۔۔ کیونکہ زیمل پہلی بار اسکے پاس یوں آئی تھی اچانک حیدر نے آچک کر کچھ باہر جھانکنے کی کوشش کی کہ آیا سالار بھی آیا ہے کیونکہ وہ ہوتا تو صرف جنگ ہی ہوتی ان لوگوں کے بیچ۔۔ جبکہ زیمل اسکے اسطرح دیکھنے پر مسکرا دی۔ صرف میں ہی آئی ہوں آپکے ڈیڈ نہیں آئے۔" وہ بتانے لگی۔ اوہ مام مجھے تو یقین نہیں ارہا" وہ یقین کرتا کہ اسکا باپ نہیں ہے اور زیمل واقع یہاں ہے اسکی گود میں ایکدم ہی سر رکھ گیا زیمل مسکرا دی۔۔۔ آپ میرے پاس پہلے اجاتی۔" وہ ماں کا ہاتھ چومتا بولا۔ جبکہ زیمل پیار سے اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگی۔ بس اب اگئی ہوں نہ اب شکواہ شکایت کچھ نہیں ہو گی بس اب سب ٹھیک ہو گا" وہ بولی۔۔ تو حیدر نے اسکی جانب دیکھا زیمل سر اثبات میں ہلانے لگی کہ بلکل ایسا ہی ہو گا کہ وہ کوئی شکواہ نہیں

کرے گا۔۔۔ اوکے "وہ سعادت مند بچوں کیطرح ہنستے ہوئے بولا تھا زیمل بھی ہنس دی تھی اسکی اتنی شرافت پر جبکہ وہ زیمل کا ہاتھ تھامے سینے سے لگائے سکون سے آنکھیں موند گیا زیمل مسکرا دی۔۔۔ آپکے شوہر نے اپکو نکلنے کیسے دیا یہ اتنا حیران کن ہے "وہ ایک آنکھ کھول کر ماں کو دیکھنے لگا۔۔ بس لڑ کر آئی ہوں۔۔۔ مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ رہنا ہے وہ کون ہوتے ہیں بیچ میں بولنے والے "۔۔ واہ کیا بات ہے مسز سالار سکندر میں اتنی ہمت "وہ بولا جبکہ زیمل نے اسے گھورا۔۔۔ اچھا سوری یار آتے ساتھ ہی رجسٹریشن تو آپ نے لگا دیں ہیں کہ کوئی شکوہ نہیں ہو گا اینی ویز دفع کریں اس سب کو یہ بتائیں ناشتہ کیا کریں گی آج ہم دونوں ساتھ کریں گے ناشتہ نہ میں نے کہیں جانا نہ آپ نے کہیں جانا۔۔ اب ہم سارا وقت ساتھ گزاریں گے "۔ وہ بیڈ سے جمپ لگا کر اٹھا۔ زیمل بھی مسکرا دی۔ انشاللہ بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا حیدر میں جانتی ہوں۔ تمھیں بہت ساری باتوں سے اختلاف ہے بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو تمھاری برداشت سے باہر ہیں اور پھر آپکا لائسنس۔ "ہے مام مام "زیمل کو پریشان دیکھ کر۔۔ اسنے اسے دونوں شانوں سے تھام لیا لبوں کی تراش میں مسکراہٹ تھی کہیں سے بھی تو بیمار نہیں لگ رہا تھا اتنا حسین اتنا خوبصورت اتنا جوان اسکا بیٹا۔۔ آپ نے خود ہی تو کہا کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہو گی تو ان باتوں کو ایکطرف رکھ دیں ٹرسٹ می آئی ویل مینیج اینڈ ویسے بھی مائے بی لوڈ مام اگر یہ سب نہ ہوتا تو مجھے کبھی زندگی میں اپنی زندگی سے چھٹی نہ ملتی اور آپ کبھی میرے پاس ہوں نہ آتی اور۔۔۔۔ تو اچھی بات ہے نہ کہ میں ہر چیز سے فارغ ہو گیا۔۔ اور آپ میرے پاس آ گئیں۔۔ بس اب لوگوں کی ناک میں دم دینا ہے "

اچانک لائبہ کا عکس اسکی آنکھوں میں اگیا جبکہ وہ بولتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ ٹراوزر شرٹ میں وہ کیجول حلیے میں تھا۔۔ زیمل مسکراتی ہوئ اسکے پیچھے چل رہی تھی۔ بتائیں کیا ناشتہ کرنا چاہتی ہیں میں بہت اچھی کوکینگ کرتا ہوں بائے داوے "وہ کچن کیبنیٹ پر مڑا۔۔ "زیمل ایکدم کھل کر ہنسی۔۔۔ ناشتہ میں بناؤ گی آپ جا کر فریش ہو گے اور۔۔ ایک بہت خوبصورت مہمان بھی ارہیں ہیں تو انکا استقبال بھی کریں گے ٹھیک ہے اب بھاگو جلدی سے "۔۔ کون خوبصورت مہمان ارہی ہے "وہ اچنبھے سے بولا۔۔۔ زیمل مسکراتی رہی۔۔ پہلے آپ فریش ہو کر آؤ اسکے بعد جاؤ جلدی جلدی بھاگو "۔۔ زیمل نے اسے کمرے کی جانب دوبارہ دھکیل دیا۔۔ حیدر مسکرا دیا۔۔ جھک کر اسکی پیشانی چوم لی زیمل بھی مسکرائ آئ لو یو مام اور یہ بات آج کی نہیں ہے میں۔۔ نے آپکو اپنی زندگی میں بہت مس کیا ہے۔۔ اب پرومس کریں اپنے اس جلاد کے پاس کبھی نہیں جائیں گی۔۔ میرے پاس ہی رہیں گی "وہ بولا آنکھوں کو دلفریب جنبش بھی دی زیمل مسکرائ۔۔۔ آئ لو یو ٹو میری جان میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔۔ یہ میرا وعدہ ہے "۔۔ وہ بولی اور اسکا گال تھپتھپایا ۔اچھا تو یہ سرپرائز ہے کہ کوئ مہمان ارہی ہے لڑکی ہے یعنی "وہ۔۔ کچھ پر سوچ رکھنے لگا۔جی بلکل اب جاؤ جلدی بھاگو۔ "وہ بولی۔۔ جبکہ حیدر نے مسکرا کر۔۔ امین کو آواز لگائ آخر کو اسکی ماں کام کرتی۔ امین جلدی سے حاظر ہو امام کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تم انکی ہیلپ کرو۔ "وہ حکم دیتا مڑ کر چل گیا۔۔ جبکہ زیمل نے لائبہ کو یہاں اپنے سے پہلے ہی زبردستی یہاں آنے کو کہا تھا لائبہ انکار کرنا چاہتی تھی کل رات اتنا بھی دور نہیں تھی کہ وہ بھول جاتی جبکہ زخم بھی تازہ ہی تھا زیمل کے

سامنے جا کر جواب دہی نہیں کر سکتی تھی۔۔ تبھی وہ ہاسپیٹل چلی گئ تھی اور پہلی بار ہی کسی کی بات کے خلاف گئ تھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ناشتے کی میز ایک زبردست ناشتے سے تیار تھی زیمل اور حیدر دونوں ہی موجود تھے لیکن انکا مہمان نہیں آیا تھا۔ زیمل افسردہ سی ہو گئ یہ آپکا مہمان مس لائبہ صاحبہ ہیں" وہ ماتھے پر ذرا بل ڈالتا بولا تھا۔ زیمل نے نہ چاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا۔ ہاں شاید وہ بیزی ہو ورنہ ایسی نہیں ہے کہ بات نہ مانے" وہ مسکرائ اور اسکے سامنے ناشتہ سرو کیا جس میں آج سارا دیسی مینیو تھا۔۔ حیدر نے ایک سانس کھینچا ۔۔۔ خیر جیسی بھی ہے۔۔ نظر ارہی ہے۔۔"۔ حیدر غصے سے بولا اسکی ماں نے بلایا اور وہ نہیں آئ دماغ میں بات پھنس گئ تھی بری بات حیدر۔۔ آپکی بیوی ہیں"۔۔زیمل بولی تو حیدر نے طویل سانس کھینچا۔ تبھی اسے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا مام" وہ سکون سے کھاتا انھیں احساس دلا رہا تھا کہ وہ اسکے سامنے غلط ہی بول چکی ہے۔۔ زیمل ناشتہ چھوڑ کر اسے گھورنے لگی جبکہ اسکے گھورنے پر حیدر ہنس دیا۔ کیا اب مجھے کیوں گھور رہی ہیں"۔۔ وہ بولا جبکہ زیمل نے اسے وارن کرنے والے انداز میں دیکھا تھا۔ وہ بہت اچھی ہے اور بہت نازک سی بھی اسے ہرٹ مت کرو۔۔ اسے قبول کرو اپنی زندگی میں مجھے یقین ہے آپ دونوں بہت خوش رہو گے"۔۔ زیمل اسے سمجھا رہی تھی جبکہ وہ سکون سے ناشتہ کر رہا تھا۔ حیدر"۔ زیمل اسکے نخرے کرنے پر غصے سے بولی۔۔ کیونکہ صاف دیکھ رہا تھا جو اسکے دماغ میں پھنس گیا ہے وہ وہی کرے گا اچھا آپ ناشتہ کریں نہیں اپکی بہو کو۔۔ توڑ رہا کہیں سے"۔۔ وہ سر جھٹک کر بولا زیمل سر ہلا کر ناشتہ کرنے لگی حیدر کو اپنے ہاتھوں

سے کھلا رہی تھی جبکہ نام سٹاپ بولتے وہ کھا بھی رہا تھا اسے بچپن والا حیدر یاد آنے لگا جو۔۔ اس سے یوں ہی باتیں کرتا رہتا تھا اور ساری باتوں میں باپ کی شکایت ہوتی تھی لیکن اس وقت وہ باپ کے علاوہ سب کے بارے میں بات کر رہا تھا زیمل کو بہت دکھ ہوا وہ دونوں ایک دوسرے سے معلوم نہیں اتنا دور کیوں ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہاسپٹل میں سارا دن گزر گیا تھا جبکہ سارا دن ہی ذرا الجھن کا شکار رہی تھی وہ ایک تو سارا دن ماسک پہننا پڑا تھا صرف ہونٹوں کے اس زخم کی وجہ سے اور دوسرا زیمل کی بات نہ مان کر دل پر بوجھ سا تھا۔ زیمل حیدر کے گھر تھی اسنے خود فون کر کے جب اسے ناشتے پر آنے کی دعوت دی تھی تو یہ بتایا تھا۔ حیدر کے گھر دوبارہ وہ نہیں جانا چاہتی تھی۔۔ کیونکہ اسے حیدر پر غصہ تھا غصہ تھا یہ اسکا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی وہ خود نہیں سمجھ پائی تھی۔۔ وہ انھیں سوچوں میں مصروف تھی کہ اچانک اپنے عقب سے ایک اٹھنے والی آواز پر اسنے مڑ کر دیکھا۔ آپ" وہ مسکرائی صارم تھا۔ ۔ صارم اسکے دیکھ کر مسکرانے پر مسکرا دیا۔ کیسی ہو" وہ بولا۔ ٹھیک ہوں آپ یہاں خیریت" لائبہ پوچھنے لگی ہاں بس طبعیت نہیں ٹھیک تھی تو سوچا تمھارے پاس آجاؤ زیادہ طبعیت اچھی ہو جائے"۔ وہ بولا جبکہ لائبہ ہلکا سا مسکرائی۔۔ آپکو نور آپی کے پاس جانا چاہیے تھا" وہ نور کے حوالے سے اسے چھیڑنے لگی صارم اپنی مسکراہٹ کو اسکے لیے سمیٹ بھی نہیں سکا۔۔ جبکہ لائبہ نے اسے بیٹھایا اور اسکو چیک کرنے لگی۔۔ آپکو فیور ہے زیادہ نہیں ہے میڈیسن سے ٹھیک ہو جائے گا خیال رکھیں اپنا۔"۔ وہ پروفیشنل انداز میں بولتی جا رہی تھی جبکہ صارم اسے سننے کو یہیں آیا تھا۔۔ اسنے صارم کو دوائی کی

پرچی تھما دی۔۔وہ سر ہلا کر پرچی لے گیا۔ آئی تھنک تمھاری چھٹی ہو گی ہے تو چلو میں گھر چھوڑ دیتا ہوں ء۔ صارم نے وقت دیکھا اور بولا تقریبا مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ لائبہ نے خود بھی ٹائم دیکھا اور گھیرہ سانس بھرا۔ جی۔۔۔ چھٹی تو ہو گئ ہے لیکن گھر نہیں جانا ورنہ ضرور چلتے" وہ ہلکا سا مسکرائ جیسے جان چھڑانا چاہتی ہو۔۔ پھر کہاں جانا ہے۔" صارم نے پوچھا وہ زیمل آنٹی نے بلایا ہے وہ حیدر کے گھر ہیں شاید کوئ کام ہو" وہ جیسے لاپرواہی سے بولنا چاہتی تھی مگر ایسا ہوا نہیں۔۔۔ صارم کا منہ حیدر کے نام پر بن سا گیا۔ اچھا چلو میں چھوڑ دیتا ہوں حال احوال لے لوں گا حیدر کا بھی" وہ بولا جبکہ لائبہ نے اسکی جانب دیکھا ن۔۔۔ نہیں وہ میں خود چلی جاؤ گی"۔۔ کیوں تمھارا حیدر برا مان جائے گا۔۔ ویسے بھی اسے۔۔ تم میں انٹرسٹ ہی کب ہے جو وہ برا مانے گا" صارم بولا جبکہ لائبہ نے اسکی جانب دیکھا دکھ ہوا تھا یہ تو سچ ہی تھا۔۔وہ بلکل اس میں انٹرسٹ نہیں لیتا تھا۔۔ ایسا نہیں ہے ہم بس اپنی گاڑی کی وجہ سے کہہ رہے تھے آپ چلیں ہم آتے ہیں" وہ بولی جبکہ صارم تو اسی بات پر خوش ہو گیا اور باہر چلا گیا جبکہ لائبہ کچھ دیر میں باہر آئ تھی۔ وہ دونوں ہی حیدر کے گھر کی جانب بڑھ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ لوگ حیدر کے گھر پہنچے تو چوکیدار اب شاید لائبہ کو پہچان چکا تھا اسنے دروازہ کھولا اور گاڑی اندر داخل ہوئ۔ ۔وہ دونوں ہی گاڑی سے اترے اس بات سے انجان کے کوئ انھیں دیکھ رہا تھا۔ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو ایک دوسرے سے ہی مخاطب تھے۔۔ زیمل سامنے صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ۔ ۔حیدر اسکے پاس نہیں تھا اسکے پاس امین بیٹھا تھا اور وہ باتیں کر رہی تھی امین سے۔۔ اسلام علیکم"

صارم اور لائبہ نے بیکوقت سلام کیا۔۔ تو زیمل لائبہ کو دیکھ کر کافی خوش ہوئی مسکرا کر اسنے لائبہ کو پیار کیا۔ جبکہ تعجب بھی ہوا تھا کہ وہ صارم کے ساتھ کیوں آئی تھی لیکن صارم سے بھی وہ خوش اخلاقی سے ملی تھی کیونکہ عادت جو نہیں تھی ایسی۔۔۔ صارم بیٹھ گیا جبکہ لائبہ بھی وہیں بیٹھ گئ حیدر اب تک دیکھائی نہیں دیا تھا۔ حیدر کہاں ہے" صارم نے ہی زیمل سے سوال کر لیا۔ وہ اندر اپنے روم میں گئے تھے آتے ہو گے" زیمل بولی۔۔ کیا لو گے بیٹا آپ چائے کافی سوفٹ ڈرنک" زیمل نے پوچھا تو صارم نے گھیرہ سانس بھرا۔ نہیں میں زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتا بس لائبہ کو چھوڑنے یہاں اگیا تھا۔۔۔ حیدر سے مل کر چلتا ہوں مام ڈیڈ پاکستان آئے ہوئے ہیں تو مام خفا ہوتی ہیں" وہ ہنسا تو زیمل نے سر ہلایا اور تبھی اسنے جو ابھی کچھ دیر پہلے امین سے کافی کا مگ بنوایا تھا وہ کافی کا کپ لبوں سے لگائے وہ اپنے کمرے سے نکلا۔۔ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں تھا جبکہ ٹی شرٹ کے بھی بٹن کھلے ہوئے تھے بکھرے بال اور چمکتا دمکتا رنگ اور کھڑے نقوش وہ بے حد شاندار پرسنلٹی رکھتا تھا کوئ بھی اسے دیکھ کر کہہ نہیں سکتا تھا وہ پاگل ہو گیا ہے صارم کے بقول صارم چند لمحے اسے دیکھتا رہا جبکہ حیدر کی بھی نظریں اسی پر تھیں لائبہ نے بھی ایک نظر اسے دیکھا اور۔۔ نگاہ پھیر لی لیکن وہ صارم کی جانب متوجہ تھا۔ صارم گھیرہ سانس بھرتا اٹھا کیسے ہو حیدر" اسنے ہاتھ آگے بڑھایا۔۔ حیدر نے۔۔ کافی کا مگ لبوں سے ہٹایا۔ کیا میں تمھیں جانتا ہوں" اسنے سپاٹ انداز میں پوچھا صارم نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ یقیناً نہیں" وہ ہنسا۔ تمھاری میمری کمال ہے ویسے۔۔"۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا جبکہ زیمل اور لائبہ بھی اسے دیکھ رہی تھیں۔۔ دوسری

طرف حیدر مسکرادیا۔۔۔اسکی جانب ہاتھ بڑھاکر زبردستی اسکاوہی ہاتھ تھام لیا۔۔جن لوگوں کو میں نہیں جانتاوہ میرے گھر۔۔میں داخل نہیں ہوسکتے افٹر آل میں وکیل ہوں کون کس وقت مجھ پر حملہ کردے میں یہ ریزک نہیں لے سکتا پہلے مجھ سے اپنی جان پہچان بناؤ اسکے بعد میرے گھر میں داخل ہونا اب تم جاسکتے ہو۔"نہایت نرمی سے مسکراتے ہوئے اسنے یہ الفاظ صارم کے منہ پر مارے جبکہ صارم کا چہرہ پہلے اسکے ہاتھ کی گرفت اور دوسری اسکی بات سے سرخ ہوگیا اسنے بمشکل اپناہاتھ کھینچ کر اسکے ہاتھ سے آزاد کیااور اسے دیکھا۔جلد کافی اچھی جان پہچان ہوجائے گی ہماری" وہ ہاتھ جھٹکتے بولا کیونکہ حیدر کی گرفت ہاتھ پر ہاتھ توڑ دینے کی حد تک تھی جبکہ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔مجھے نہیں لگتا"اسنے کافی کا گھونٹ بھرا حیدر"زیمل کے ساتھ ساتھ حیدر کا یہ رویہ لائبہ کو بھی اچھا نہیں لگا تھا ریلکس مام وہ کہہ رہا ہے جان پہچان بنالے گا تب میرے گھر باخوبی اسکتا ہے فلحال ہمارا فیملی ٹائم ہے آئی تھینک یو مے گو ناؤ"اسنے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھا اور مسکرا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے جبکہ صارم خفت کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا اسے حیدر کے اتنے منہ پھٹ ہونے کا یقین نہیں تھا جبکہ وہ جانتا تو تھا کہ وہ حد درجہ کا بدتمیز آدمی ہے۔وہ۔ایک نظر لائبہ کو دیکھ کر وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا جبکہ۔۔حیدر۔نے ناگواری سے سر جھٹکا۔امین"کڑک آواز لاونج میں گونجی جی صاحب۔آئندہ کوئی بھی میری اجازت کے بنا گھر میں داخل نہ ہو اور یہ محترمہ جس کے ساتھ آئیں۔۔انھیں بھی داخل مت کرنا ہاں اکیلی ہو تو پوچھ لینا مجھ سے"۔اسنے لائبہ کو بھی ساتھ ہی رگڑ دیا۔لائبہ بھی شرمندہ سی ہوگئی۔پیٹو گے اب تم مجھ سے"زیمل نے گھورا

۔ اسنے امین کو جانے کا اشارہ کیا اور عین لائبہ کے پہلو میں جم کر بیٹھ گیا۔ میں نے تو سنا تھا مام یہ ڈاکٹر آپکی بہو اور میری بیوی ہوتی ہیں کافی جرتیں ہیں انکی۔۔ غیر مردوں کے ساتھ پھیر رہی ہیں" اسکے لہجے میں واضح جلن کا احساس تھا جبکہ لائبہ ایکدم پلٹی تھی ایسا نہیں ہے آنٹی ہم تو ہاسپیٹل میں تھے صارم وہاں خود آئے تھے "۔۔ لائبہ اپنا دفاع کرتے ہوئے بولی تھی اسے حیدر پر غصہ خوب چڑھنے لگ گیا تھا۔ وہ خود آئے تھے" وہ غصیلی نظروں سے منہ میں بڑبڑایا انداز مخاطب زہر ہی لگا وہ سمجھ نہیں پایا کیا احساس تھا لیکن بہت برا تھا جو بھی تھا۔ زیمل البتہ ان دونوں کے ہی منہ دیکھ کر مسکرا دی۔ کچھ نہیں ہوتا صارم تو گھر کا بچہ۔۔ کس کا بچہ ہے" وہ ماں کی حمایت پر ایکدم بگڑا یہاں تک کہ لائبہ کے مزید نزدیک ہو گیا۔۔۔ اوہ ہو حیدر تمھارے چاچو کا دوست کا بیٹا ہے اچھا ہے لڑکا۔ نور کا منگیتر ہے تم خوامخواہ غصہ کر رہے ہو" ویری گڈ مام میری بیوی میری بہن کے منگیتر کے ساتھ پھیر رہی ہے اور آپ کہتی ہیں اس میں کیا ہے" ایکدم وہ بھڑکا۔۔ جبکہ لائبہ نے مڑ کر " میری بیوی" کے لفظ پر اسکی جانب دیکھا زیمل بھی مسکرا کر دیکھنے لگی۔ میرا مطلب" اچھا چھا تمھاری بیوی سمجھ اگئ ہے مجھے اب غصہ کرنا بند کرو" وہ بولی تو وہ چپ ہو گیا جلد بازی میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا۔ لیکن غصہ اب بھی ارہا تھا۔۔ لائبہ کھانا کھایا ہے تم نے" زیمل نے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔ آنٹی۔۔ سالار انکل کی طبعیت نہیں ٹھیک ہمیں انکے پاس جانا ہے اور ہم وہیں کھانا لیں گے آپ فکر نہ کریں۔"۔ وہ اٹھ گئ جبکہ ایک نرم بھنی بھنی خوشبو جو اسکے پہلو میں بیٹھنے سے اٹھ رہی تھی ایکدم اسکے اٹھ کر جانے پر۔۔ وہ بے چینی سے پہلو بدل گیا۔۔ اسے غصہ

بھی ارہا تھا خود پر۔۔ کہ ایک فضول سی لڑکی پر وہ پھسل رہا تھا۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی وہ بلکل فضول نہیں تھی جتنا وہ خود میں اثر رکھتی تھی شاید دنیا کی کوئ لڑکی حیدر کو اس طرح اٹرکٹ نہ کر پاتی۔۔ کیا ہوا ہے سالار کو طبعیت ٹھیک ہے انکی۔۔ دیکھا دیکھا دی نہ انھوں نے اپنی حرکتیں " زیمل سر تھام گئ حیدر البتہ اپنی سوچوں سے نکلتا مسکرایا۔۔ مام ڈونٹ وری آپکے شوہر کی طبعیت پوچھنے چلتے ہیں۔۔ آپ کیوں پریشان ہو رہی ہیں" وہ بولا جبکہ اب بھی پھیل کر بیٹھا تھا۔۔ زیمل سر ہلا گئ سالار کی فکر جو ہوئ تھی۔ میں ذرا اپنا سامان لاتی ہوں لائبہ بچے دو منٹ بس رک جاؤ" وہ جلد بازی میں کہہ کر اندر چلی گئ جبکہ لائبہ نے بھی اسکے پیچھے جانا ہی مناسب سمجھا وہ مزید وہاں کھڑی ہوتی تو یقیناوہ فضول ہی بولتا۔۔ لیکن اس سے پہلے وہ اسکے پاس سے جاتی حیدر نے اسکی کلائی پکڑ کر اپنی سمت کھینچا وہ صوفے پر بلکل حیدر کے پہلو پر گیری۔۔ کیا ضرورت تھی اس صارم کے ساتھ آنے کی یہاں کہہ کر تو بڑے شوق سے گئیں تھیں دوبارہ کبھی نہیں آؤں گی "۔۔ وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔۔ ہمیں۔۔۔ آنا بھی نہیں تھا زیمل آنٹی نے بلایا تھا" وہ خود کو چھڑاتی پریشان ہوتی کہ کہیں زیمل باہر نہ اجائیں اس سے دور ہونے کے لیے اسکے سینے پر دباؤ ڈال رہی تھی۔ جبکہ حیدر پر کہاں اس دباؤ کا اثر ہونا تھا۔ مجھے یقین ہے جتنی زبان تمھاری میرے سامنے کھل رہی ہے کسی اور کے سامنے نہیں چلتی ہو گی الٹا لوگ تمھیں گونگی ہی سمجھتے ہوں گے " وہ اسے نزدیک سے دیکھ رہا تھا اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا وہ جانتا تھا یہ اسکی قربت کا اثر تھا لیکن وہ خود آگاہ نہیں تھا اس کیفیت سے کہ کیوں اس سے اتنی نفرت کے باوجود وہ اسکی طرف مائل ہو رہا تھا۔۔۔

یہ جان کر بھی کہ وہ ہی لائبہ ہے وہ اسے دیکھنے کا کیوں خواہش مند تھا اسے چھونے کی تمنا کیوں تھی۔۔ یہ سب اسی جادو گرنی کا کام تھا جو اسکے پہلو میں تھی۔ لائبہ نے بھڑک کر دیکھا یہ سچ تھا وہ۔ ۔حیدر پر غصہ کرنے لگی تھی۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ آپ ہمیں معلوم نہیں کیا سمجھتے ہیں"۔۔ وہ اپنی کلائی چھڑانے کی تگ و دو میں تھی جو کہ سرخ ہو چکی تھی لیکن حیدر کی گرفت سے آزادی حاصل کہ کر سکی۔ اچھا ایسا کچھ نہیں ہے یقیناً تم بھی مجھے سنا سنو کر میرے پاگل پن کا فائدہ اٹھا رہی ہو۔۔۔ ورنہ آج سے کچھ عرصے والے حیدر کے سامنے تو کھڑی بھی نہیں ہو سکتی تھی تم"۔۔ حیدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔ ساری دنیا مل کر بھی آپکو پاگل کہے گی ہمیں یقین ہے آپ بلکل پاگل نہیں ہیں چھوڑیں میرا ہاتھ آنٹی اجائیں گی"۔۔ وہ اسکے سینے پر مکہ مار گئ۔۔ حیدر کے لبوں میں مسکراہٹ کھیلنے لگی میری ماں نے میرے باپ کو برداشت کیا ہے وہ ذہین عورت ہے وہ باہر نہیں آئے گی تمھاری طرح کم عقل اور کڑھ مغز نہیں بات سنو میری توجہ سے مسز حیدر۔۔ تم اپنے اس چھوٹے دماغ میں یہ کہانی فٹ کر لو کہ تم کسی اور کے ساتھ آئندہ چلتی پھیرتی نظر بھی نہ آنا۔ "وہ اسکے ماتھے پر انگلی مارتا بولا۔۔ کیوں" لائبہ نے غصے سے کہا۔ کیونکہ یہ تمھارے شوہر کی مرضی ہے"۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔ آپ مجھے کب اپنی بیوی مانتے ہیں بیویوں کے ساتھ وہ سلوک نہیں کیا جاتا جو" وہ رک گئ کل رات کا منظر یاد تھا۔ جو" وہ معنی خیزی سے آئ برو آچکا کر پوچھنے لگا لائبہ لب دبا گئ اسکے لبوں پر حیدر کے کاٹنے کا نشان اب بھی موجود تھا۔ بس اس ملاقات کا اتنا اثر کے اتنا جلال بھر گیا تم میں حیرانگی ہے اپنا انداز نہ ویسا ہی رکھو زیادہ شیرنی نہ بنو میں شکار بھی کر سکتا ہوں

تمھارا مائنڈ ایٹ"۔۔ وہ اپنی مرضی سے اسے آزاد کرتا بولا جبکہ لائبہ کی آنکھیں بھیگ گئیں اسکی سفید کلائی پر سرخی تھی حیدر کی گرفت کے نشان بن گئے تھے۔۔۔ نفرت کرتے ہیں آپ تو ہم سے پھر ایسا کیوں کر رہے ہیں" لائبہ اسکے رویے سے الجھ چکی تھی۔ حیدر مسکرایا پھر ہنسنے لگا جبکہ لائبہ بھیگی بھیگی نظروں سے اسی کے پہلو میں بیٹھی اسی کو شکوہ کن نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔ دیکھو ڈاکٹر زیشاہ میری پسند ہے۔۔ جبکہ لائبہ میری نفرت اب کھیل تو تم نے میرے ساتھ کھیلا نہ یہ دو منہ بنا کر تو میں بھی تمھیں وہی دو منہ دیکھا رہا ہوں جو۔۔ تم نے مجھے دیکھائے۔۔" وہ سکون سے شانے آچکا گیا جبکہ لائبہ نے اپنا آنسو صاف کیا۔ ہم لائبہ ہی ہیں۔۔ آپکو منظور ہو یہ نہ ہو" وہ کہہ کر اٹھنے لگی۔ جبکہ حیدر نے آگے بڑھ کر اسکے بے چین وجود میں اپنے بازو حائل کر کے اسے خود سے نزدیک دوبارہ کھینچ لیا اور ایکدم دوسرا ہاتھ سے اسکا چہرہ اپنی انگلیوں کی گرفت میں جکڑ لیا ۔ ان دو منھوں کے ساتھ ہی رہنا ہو گا تمھیں۔۔۔ میری نفرت بھی سہو گی میری محبت سے بھی لطف اٹھاؤ گی۔۔ کیوں تمھیں مزاہ نہیں ارہا۔۔۔" سنجیدگی سے کہتے اسکے چہرے سے چہرہ ٹکراتے وہ اسکی خوشبو میں گھیری سانس بھر رہا تھا اسکی خوشبو دیوانہ کر رہی تھی اسکا لمس پاگل کر رہا تھا۔۔۔۔ جب مجھے تم پر پیار آئے گا ڈاکٹر تمھیں میرا پاگل پن سہنا پڑا گا۔"۔ اسکے زخمی ہونٹ پر حیدر نے اپنے انگوٹھے کو سختی سے رگڑا دیا۔ سس" وہ سسکی۔ نگاہوں میں شکواہ اتر گیا۔۔ جبکہ حیدر کو احساس ہوا کہ شاید اب زیمل باہر اجائے تبھی وہ ایکدم اس سے دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر۔۔ وہ دوسری طرف مڑ گیا جبکہ لائبہ اپنے ہونٹ پر لگی خون کی بوند کو سرخ

نظروں سے صاف کرنے لگی۔ دوسری طرف حیدر بمشکل خود کو اسکے حصار سے نکال پایا تھا یہ کیا تھا وہ کون تھی وہ کوئی جادو گرنی تھی جو اسکے دل و دماغ پر سوار ہو رہی تھی جبکہ وہ لڑکی۔۔ اسکی نفرت تھی اسکی زندگی میں ہونے والی ہر زیادتی کی ذمہ دار تھی۔۔ لائبہ نے اپنا منہ چھپا لیا زیمل سے جبکہ زیمل جو زریاب سے باتوں میں لگ گئ تھی سالار کی طبعیت حال احوال پوچھ رہی تھی۔۔ باہر آئی۔۔ چلو حیدر تمھارے بابا کی طبعیت نہیں ٹھیک "زیمل فکر مندی سے بولی۔ چلا لیا آپکے شوہر نے اپنا ڈرامہ۔۔ لیکن یہ ایپیسوڈ لمبی چلنے والی ہے مام یاد رکھیے گا اب میں نہیں جانے دوں گا آپکو" وہ ذرا بھڑکا۔۔ اور باہر نکل گیا لائبہ اس زخمی ہونٹ کو چھپانے میں چہرہ چھپاتی خود بھی باہر ا گئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے اچھے بھلے تو ہیں" حیدر اچھے سے سالار کا معائنہ کرتا بولا تھا جبکہ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی زیمل البتہ اسکے سرہانے بیٹھی تھی انداز فکر مند تھا۔۔ زریاب بھی وہیں کھڑا تھا اور روشانے بھی انکی فیملی کمپلیٹ تھی۔۔۔ کم و بیش ڈرامہ ہی لگ رہا ہے مجھے تو مام آپکو یہاں بلانے کا" حیدر نے تیوری ڈال کر باپ کو دیکھا۔ ہو گئ بکواس" سالار نے گھورا جی ہو گی۔۔ "۔ وہ سکون سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اب دفع ہو جاؤ سارے یہاں سے "لائبہ نے اسکا بی پی چیک کیا تھا تھوڑا بہت ہی آپ ڈاؤن تھا۔ ویسے ٹھیک تھا وہ شاید زیمل کو یاد کر رہا تھا تبھی ایسا بیمار فیل کر رہا تھا۔۔۔ لو یہ تو اچھا ہو گیا مریض نے خود ہی کہہ دیا دفع ہو جاؤ چلیں مام گھر چلتے ہیں" وہ اٹھا ٹراوزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اور کھڑا ہو گیا۔ زریاب ہنسی دبا رہا تھا باپ کا سرد چہرہ اور حیدر کی ڈھٹائی دیکھ کر۔۔۔۔۔ زیمل نے سالار کی جانب دیکھا۔ حیدر نہ تنگ

کروڈیڈ کو "وہ ٹوک گئی مائے لیڈی آپکا حکم سر آنکھوں پر ورنہ انکا خون تو میں نے ہی پینا ہے" وہ سالار کا سرخ چہرہ دیکھ کر محظوظ ہوتا بولا تھا جبکہ سالار نے پاس پڑا گلاس اٹھایا حیدر ایکدم ہی سالار کے پاس کھڑی لائبہ کے پیچھے چھپ گیا۔۔۔ ماریں ماریں سر پھاڑ دیں کوئی مسلہ نہیں "وہ لائبہ کو آگے کرتا اسکے پیچھے چھپتا بولا جبکہ لائبہ گھبرا ہی گئی کہیں واقعی سالار اسکے سر پر نہ پھوڑ دے جبکہ سالار کا ہاتھ رک گیا۔ حیدر اپنی شکل گم کرو یہاں سے ورنہ واقعی تمھارا سر پھاڑ دوں گا" سالار تپا ہمم بوڑھے ہو گئے ہیں آپ اب ہمت نہیں ہے اپ میں "وہ سر جھٹک کر سامنے آیا اور اسکے ہاتھ سے گلاس لے کر سائیڈ پر پٹخا سالار نے اسے گھورا۔۔۔ ویسے تو ٹھیک لگ رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنا خیال رکھیں مام کو چھوڑنے ہی آیا تھا۔۔ بائے" وہ ہلکا سا مسکرا کر اٹھ گیا زیمل اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی۔۔۔ جبکہ سالار زریاب اور روشانے جو کچھ فاصلے پر ہی کھڑی تھی سب اسے دیکھتے رہ گئے دوسری طرف حیدر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دروازہ بند ہوا اور وہ سب ہوش میں آئے۔ سالار نے گھیرہ سانس بھرا تھا لائبہ بیٹا ذرا آپ اسکے پاس جاؤ" زیمل نے بیٹے کی فکر میں کہا لائبہ منع کرنا چاہتی تھی مگر زیمل کی وجہ سے کچھ کہہ نہیں سکی اور خود بھی کمرے سے نکل گئی وہ نیچے اتر چکا تھا گھر سے باہر جا رہا تھا۔ عارض سے ملا جو اسے رکنے کا کہہ رہا تھا مگر اسنے نفی میں سر ہلایا اور پھر باہر نکلنے لگا کہ لائبہ کے قدم اپنے آپ اس تھکے ہوئے انسان کی جانب اٹھنے لگے جو پل میں کسی کو اداس کر سکتا تھا اور پل میں کسی کو اپنی محبت میں گرفتار کر سکتا تھا وہ نہیں رکتا اسکے کہنے سے تبھی لائبہ نے بھی اپنے گھر جانے کا سوچا تھا حالانکہ ان لوگوں نے اسے اسکے پیچھے جانے کا کہا تھا مگر وہ

اداسی سے خود ہی قدم اٹھاتی وہاں سے اپنے گھر جانے لگی۔۔۔۔ حیدر البتہ گاڑی کا چناؤ کر رہا تھا کہ اب کون سی گاڑی باپ کی لے کر فرار ہو جائے۔۔۔ لائبہ لون میں آئی وہ پورچ میں کھڑا تھا۔ اور اسکے بعد اسنے ایک سفید گاڑی چوز کر لی۔۔ اس گاڑی کا لاک آٹو میٹک تھا لاک نہ کھلتا گاڑی نہ چلتی وہ ایک دو جھٹکے دروازے پر مار کر جیسے ہی موڑا لائبہ محترمہ اپنی گاڑی میں بیٹھ رہیں تھی۔ اوہیلو کم چور بات سنو" اسنے انگلی کے اشارے سے اسے باہر نکلنے کا کہا۔ ہم نہیں ارہے" وہ تھکی تھکی سی بولی۔ ایسی کی تیسی تمھاری" اسنے ایکدم گاڑی سے اسے باہر کھینچا حیدر" وہ اب آرام کرنا چاہتی تھی مزید۔۔ اسکی کسی بات کو سننے کی روادار نہیں تھی حیدر کو اسکی آنکھوں میں سرخی اور تھکاوٹ محسوس ہو گئ تھی۔ اگر کہیں پرواہ ہوئ بھی تھی تو بھی اگنور کرتے وہ اپنے مطلب پر آیا۔۔ ڈیڈ سے اس گاڑی کی چابی لا کر دو" وہ اسکی آنکھوں سے نظریں چراتا بولا کیونکہ اسکی آنکھوں میں عجیب ہی نشہ تھا اپنی جانب کھینچ لیتی تھیں۔۔۔ ہم ہم کیوں جائیں اپ کوئ بچپن والے حیدر ہیں جن کے لیے ہم کچھ بھی کریں"۔۔ وہ سر جھٹک کر بولی۔۔ منہ میں چوسنی لے کر تو تمھیں یقین نہیں دلا سکتا جتنا کہا ہے اتنا کرو زیادہ بڑبڑ نہ کرو۔ ہم کچھ نہیں کر رہے کتنی شرمندگی کی بات ہے ہم ان سے مانگیں" لائبہ اسکی نامعقول بات پر نفی کرنے لگی تم کہنا حیدر کے ساتھ میں نے جانا ہے" قسم اٹھوالو گاڑی تمھارے نام کر دیں گے تم چابی کی بات کر رہی ہو" وہ طنزیہ مسکراتے گاڑی پر ہاتھ مارتا بولا لائبہ اسکی صورت دیکھنے لگی ہم نہیں جائیں گے" کہہ کر وہ دوبارہ گاڑی میں بیٹھ گئ ٹھیک ہے پھر آج تمھاری اس کھٹارا کے مزے لیتے ہیں" دوسری طرف سے ایک جست میں وہ

لائبہ کی گاڑی میں سوار ہو گیا۔۔ حیدر "وہ غصے سے جھنجھلائی چیخو مت یاداشت گئی ہے سماعت نہیں "وہ گاڑی کی چیزیں چیک کرنے لگا۔۔ شرم تو نہیں آتی بیرسٹر کی بیوی ہو کہنے کو اور دنیا کا سب سے تھرڈ کلاس گاڑی کا ماڈل لے کر گھومتی ہو" وہ بدمزاہ ہوتا بولا۔ جبکہ ڈیش بورڈ سارا چھان مارا تھا۔۔ یہ آپکا مسلہ نہیں اور آپ کون سا بیوی سمجھتے ہیں ہمیں جو بار بار جتاتے ہیں میرے بابا کی گاڑی ہے یہ " وہ بولی اور اس سے اپنی چیزیں چھین کر دوبارہ اندر رکھ کر اسنے ہاتھ مار کر وہ بوکس بند کر دیا۔ ہاں یہ بھی ہے گڈ یاد دہانی کے لیے شکریہ " وہ سکون سے ٹانگیں پھیلا کر سیٹ پیچھے کرتا لیٹ ہی گیا۔ حیدر پلیز اتر جائیں ہم تھک گئے ہیں " وہ عاجز آتی۔۔ سٹیرنگ پر سر رکھ گئ۔۔ چلو میرے ساتھ میں اتارتا ہوں تمھاری تھکاوٹ " گھیری مگر شرارتی نظروں سے حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔۔ لائبہ بھی اسکیطرف دیکھ رہی تھی بے ساختہ چہرہ سرخی مائل ہوا حیدر کے دیکھنے کے انداز میں یکایک تبدیلی اگئ وہ سٹیرنگ پر سر رکھے رخ اسکیطرف موڑے اسکی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ وہ سیٹ پر پھیلا اسی کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جہاں واضح تھکاوٹ تھی۔۔ بے ساختہ اسکا ہاتھ بڑھا اور لائبہ کے گال کو نرمی سے چھوا تھا نرمی سے اسکا ہاتھ لائبہ کے گال پر رینگنے لگا تھا۔۔ لائبہ نے سٹیرنگ کو سختی سے تھام لیا۔۔ حیدر سیٹ پر سیدھا ہوا لائبہ کا دل بے ساختہ بہت تیز دھڑکنے لگا۔۔ حیدر ایک ہاتھ ڈیش بورڈ پر رکھ کر عین اسکے چہرے پر جھک گیا۔ لائبہ سٹپٹا کر سیدھا ہونا چاہتی تھی مگر حیدر نے اسکا سر اٹھنے نہیں دیا مگر ایک بات طے ہے لائبہ۔۔۔۔ تم میری تھکاوٹ اتارنے کا سبب نہیں بن سکتی جس لڑکی کی وجہ سے میرے سینے میں اتنی تھکاوٹ ہے اس لڑکی سے میری

تھکاوٹ کبھی نہیں اترے گی" اسکا گال تھپتھپا کر وہ طنزیہ مسکرا دیا۔ لائبہ ایکدم سیدھی ہوئی۔۔ ہمارا قصور کیا ہے" وہ حیدر کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی تھی پھر بھی اسکے دکھ کی وجہ تھی۔ قصور" وہ آئی بروا چکا کر اسے دیکھنے لگا۔۔ میرا بھی کوئی قصور نہیں ہے پھر تم سب میں سب سے زیادہ بوجھ میرے سینے پر کیوں ہے" سختی اور ایکدم ہی غصے سے جھنجھلاتا وہ بولا۔ لائبہ ساکت رہ گئی حیدر اپنا ٹمپر لوز نہیں کرنا چاہتا تھا وہ بمشکل ہی اپنی طبعیت کی نوعیت سمجھا تھا اور مزید کوئی خرابہ نہیں چاہتا تھا سر جھٹک کر اسکی گاڑی سے اترنے لگا کہ لائبہ کا نرم و ملائم ہاتھ اپنے شانے پر اچانک محسوس کر کے وہ تھم گیا۔۔۔۔ سب بھول جائیں آپکے ساتھ زیادتی ہوئی ہے لیکن حیدر ماضی کو ساتھ لے کر آگے نہیں چلا جا سکتا" وہ آہستگی سے بولی تھی۔ سمجھانے کا انداز بھی تو بہت نرم تھا حیدر نے مڑ کر دیکھا یہ بات پہلی بار کسی نے اسے کہی تھی اور اچانک ہاتھ بڑھا کر وہ تقریبا اسے اسکی سیٹ سے اٹھتا اپنے سینے سے لگا چکا تھا۔۔ یہ عمل کیوں ہوا وہ نہیں جانتا تھا لائبہ کا دل دیوانگی سے دھڑکنے لگا حیدر نے اسے سینے سے نہیں لگایا تھا وہ اسکے سینے میں خود چھپ گیا تھا اسکی خوشبو دلفریب تھی لائبہ نے اپنے بازو اسکے گرد حائل کر لیے۔۔ بے ساختگی ہی بے ساختگی تھی بس لمحوں کا یہ اثر تھا کہ وہ اسکی خوشبو میں اپنے اندر اٹھتی آگ کو ٹھنڈا ہوتا محسوس کر رہا تھا۔ اور آہستگی سے اپنا چہرہ اسکی گردن سے نکالتا وہ اسکی سانسوں کی ناہمواری کو مزید مشکل میں قید کر چکا تھا۔ لائبہ اسکی جرتوں پر دنگ بعد میں ہوتی اگر وہ یہ علم نہ رکھتی کہ وہ ایسا نہیں ہے۔۔ وہ اتنا ہی بے باک تھا جبکہ حیدر کے لیے اسکا لمس اور یہ ہونٹ۔۔ کسی نشہ آور چیز سے کم نہیں تھے۔۔ جن کو چھوتے ہی وہ

حواس کھو دیتا تھا۔۔ اچانک بمشکل ہی سہی اسنے لائبہ کو جھٹکا اور گاڑی سے نکل گیا لائبہ سیٹ کی پشت سے جا کر ٹکرائی۔۔ سانسیں بے ہنگم تھیں جبکہ شرم سے چہرہ لال سرخ وہ اسے دیکھ نہیں سکتی تھی سر اٹھا کر جبکہ وہ شیشے میں سے اسے جھانکنے لگا۔۔ پہلے اپنے دھوکے پر دھیان دو لائبہ محترمہ پھر مجھے ماضی سے نکلنے کا درس دینا" تیوری چڑھا کر وہ اپنی کیفیت پر جو اسکے نزدیک آنے سے دل میں احساسات جاگ اٹھے تھے انھیں غصے کی آڑ میں چھپاتا وہاں سے ہٹا اور۔۔ باہر ہی آتے زریاب سے گاڑی کی چابی چھین کر خود وہاں سے نکل گیا جبکہ لائبہ نے بھیگی نظروں سے اسکی جانب دیکھا اور لبوں پر کچھ گیلا گیلا محسوس ہوا تو احساس ہوا کہ وہ زخم جسے لائبہ بھرنا چاہ رہی ہے وہ اسے کاٹ کر تازہ ہر بار کر جاتا ہے۔۔ اسنے ٹشو پیپر سے۔۔ خون کی بوند کو صاف کر لیا اور غصے سے حیدر کو گھورتے زریاب کو دیکھ کر اپنی بھی گاڑی وہاں سے نکال کر گھر کیطرف روانہ ہو گئ۔

---------- مرتضی ہاؤس میں شادی کے شادیانے بج اٹھے تھے اور تمام گھر والے خوش تھے اس سے گھر کے ماحول میں چاہی کثافت کم ہو جاتی۔۔ منہا اور شاہزیب کی شادی کے ساتھ نور اور صارم کی بھی ڈیٹ فکس ہو گئ تھی عارض کافی خوش اور مطمئین تھا۔ جبکہ آیت کو نور کی فکر سی تھی دوسری طرف نیناں بیٹی کی تیاریوں میں لگی ہوئ تھی اور رمشہ فلوقت روشانے پر غصہ کر رہی تھی فنکشن ہفتہ بعد شروع ہوں گے تم نے یونیورسٹی کو ہفتہ پہلے خیر باد کہہ دیا" رمشہ نے غصے سے اسے دیکھا۔ مام آپ صرف ڈانٹنے کے لئے مجھے دیکھتی ہوں" وہ منہ بسور کر بولی۔۔ جب تمھاری حرکتیں ایسی ہوں گی تو تمھارے ساتھ ایسا ہی ہو گا جاؤ

کپڑے چینج کرو یونیورسٹی جاؤ گی تم"۔ مجھے نہیں جانا" وہ چیئر کھینچ کر بیٹھ گئ۔۔ تبھی زریاب بھی آ گیا اور کچن میں زیمل کو دیکھ کر خوش ہو گیا تھا۔۔ اسنے ماں کو پیچھے سے ہی گلے لگا لیا۔ آپ ایک دن نہیں تھیں اور لگا بہت عرصہ ہو گیا" وہ پیار سے بولی زیمل مسکرا دی۔۔ زار حیدر کو بھی لے آتے ہیں یہاں۔۔"۔ وہ زریاب سے بولی بلکل ماما ڈونٹ وری"۔۔ لیکن وہ نہیں آئیں گے" زیمل اداس تھی ایک طرف سالار دوسری طرف حیدر۔۔ اجائیں گے میرے پاس زبردست پلین ہے"۔ وہ آنکھ مارتا بولا جبکہ روشانے بھی یہ سب سن رہی تھی۔ کوئ بدتمیزی مت کرنا" زیمل نے گھورا اوہو بلکل نہیں۔۔ چلیں ناشتہ دیں یونیورسٹی سے اکر۔۔ پھر کچھ کرتا ہوں" وہ گھیرہ سانس بھرتا بولا اور روشانے کو تنہا دیکھ کر اسکے پھولے ہوئے چہرے کو جلدی سے ہاتھوں میں بھر لیا۔ جبکہ رمشہ اور زیمل کی پیٹھ مڑی ہوئی تھی زریاب نے چاہت سے اسے گال پر جھک کر پیار کیا روشانے کا دم نکل گیا تھا کیونکہ وہ دونوں وہیں کھڑیں تھیں۔ اسنے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا جبکہ زریاب مسکراتا ہوا اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ اب یہ کیا ڈرامہ ہے" رمشہ غصے سے بولی روشانے جو کھوئ کھوئ تھی ایکدم سیدھی ہوئ۔ زریاب البتہ مسکراہٹ روکتا ناشتہ کر رہا تھا۔ تم ہی سمجھاؤ اسے زار جب پڑھے گی نہیں تو ماسٹر کیسے کرے گی"۔ رمشہ بولی تو زریاب نے اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پر گلال بکھرے ہوئے تھے یونیورسٹی نہیں جانا تم نے" وہ سنجیدگی سے بولا روشانے ہونٹ نکالنے لگی تھی ڈرامے تو عروج پر ہوتے تھے اسکے۔ نوٹنکی بند کرو اور یونیورسٹی چلو" زریاب بنا لحاظ کے بولا شادی میں بھی کون پڑھتا ہے" وہ دوہائ دیتی منتظر تھی بس اس سین میں سالار کی انٹری ہو

جائے۔ مجھے کچھ نہیں سننا جاؤ جلدی" وہ بھڑکا رمشہ نے سر ہلایا کہ اسے زریاب ہی سیدھا کر سکتا تھا ۔۔۔ میں بڑے پاپا کو بتاو گی" وہ منہ بناتی بولی۔ بعد میں پہلے تیار ہو کر آؤ" اسنے گھورا جبکہ روشانے دل مسوس کر تیار ہونے چلی گئ۔ زریاب کا ارادہ یونیورسٹی کے بعد حیدر کے گھر جانے کا تھا۔ ---------- لاک کھولتے اسکا خود پر سے کنٹرول جیسے غصے سے ختم ہونے لگا تھا لیکن۔۔ میڈیسن لینے کی وجہ سے اور خود کو سمجھاتے کہ وہ ٹھیک ہے۔۔ وہ سب سنبھال لے گا اسنے اپنے آفس کا دروازہ کھولا اس دن کی پی ادھوری سیگریٹ ایش ٹرے میں اب بھی ویسے ہی پڑی تھی وہ تلخی سے مسکرایا خوابوں کو یوں چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا۔ کچھ لمحے تلخ یادوں کو دے کر اسنے ادھر ادھر دیکھا اسکا تجزیہ تھا کہ اس آفس میں اسے اسکی ذہنی الجھن کا جواب مل جائے گا۔ حیدر نے چارو طرف چیک کیا اسے ایک نام کی تلاش تھی ۔۔۔۔ کمال ۔۔۔۔۔ کون تھا کہاں تھا کیا کرتا تھا اسکے پیچھے کیوں تھا ان باتوں کا جواب اسے یہیں سے مل سکتا تھا۔ تو تم اگئے"۔ اچانک اپنے عقب سے اٹھنے والی آواز پر وہ پلٹا اور جسے دیکھا تو کوئ خاص خوشگوار حیرت نہیں ہوئ تھی حیدر نے گیرہ سانس بھرا۔ مجھے لگا تمھیں میں یاد نہیں ہوں گا"۔۔ وہ ہنستا ہوا اندر آگیا میں نے کہا بھی نہیں کہ تم مجھے یاد ہو" وہ سر جھٹک کر اپنے کام میں مصروف رہا۔۔ کس کو ڈھونڈ رہے ہو"۔ اذان نے سینے پر ہاتھ باندھتے پوچھا۔ تم سے مطلب" حیدر کو وہ سخت زہر لگتا تھا اور اس وقت بھی لگ رہا تھا۔ شاید اس وقت تمھارے سارے مطلب مجھ سے ہیں۔۔ کیونکہ میں تمھاری ہیلپ کرنا چاہتا ہوں" اذان نے گھیرہ سانس بھرا اور صوفے پر بیٹھ گیا حیدر ماتھے پر

تیوری ڈالے اسے دیکھنے لگا۔ کیوں"۔ اذان مسکرا دیا کیونکہ عدالت میں مجھے مزاہ نہیں آ رہا تمھارے بغیر۔۔"۔۔وہ ہنسا حیدر طنزیہ مسکرایا اور اپنی چیئر کھینچ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔ ہارنے میں مزاہ آتا ہے تمھیں"۔۔ حیدر نے طنزیہ نظروں سے سوال کیا اذان مسکرا دیا۔۔۔۔ خیر ایسا تو میں نے کچھ نہیں کہا لیکن یو نو۔۔ میں نے قسم کھائی ہے تمھیں ہرائے بنا۔۔ مجھے سکون نہیں آئے گا اور اگر تم یوں ہی رہے تو تم عدالت میں کبھی دوبارہ نہیں اسکو گے اور میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے ہارنے کے بجائے کسی اور سے ہارو سمجھ تو رہے ہو گے نہ"۔۔ اذان مزے سے بول رہا تھا حیدر نے سر جھٹکا پوچھو کیا سوال ہے تمھارا۔۔۔" اسکے چپ ہونے پر اذان سمجھ گیا تھا کہ۔ ۔وہ خود بھی اپنی ذہنی الجھنوں کو سلجھانا چاہتا تھا۔ کون ہے کمال" وہ سپاٹ انداز میں بولا۔ یہ مجھے بھی نہیں پتہ لیکن۔۔ اس بات کا پتہ لگانا ضروری ہے کہ وہ کون ہے جو تمھارے پیچھے پڑا ہے کیا تمھاری فیملی بھی نہیں جانتی" اذان سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ مجھے علم ہے وہ لوگ جانتے ہیں ڈیڈ اسے جانتے ہیں لیکن وہ مجھے بتائیں گے نہیں" حیدر کچھ سوچتے ہوئے بولا تمھیں واقعی کمال کے بارے میں کچھ یاد نہیں" اذان نے شکی نظروں سے اسے دیکھا جبکہ حیدر نے چیڑ کر اسکو دیکھا۔ تمھیں کیا لگ رہا ہے مجھے پاگل پاگل سن کر بہت لطف ارہا ہے" وہ بھڑکا۔ جبکہ اذان نے دانت دیکھائے حیدر سر جھٹک گیا تم یہاں ویسے کیوں آئے" اذان نے پوچھا۔۔ معلوم نہیں مجھے لگتا ہے وہ میری کسی فائل کا حصہ ہے بیٹھے بٹھائے کوئی مجھ سے یوں کیوں الجھے گا اور میری اتنی معلومات کیوں ہے اسے" حیدر نے کہا جبکہ اذان کو اسکی ذہانت ماننی پڑی تھی وہ بیمار رہنے کے باوجود اپنی

ذہنی صلاحیتوں کا استعمال کر رہا تھا۔ ٹھیک ہے تو پھر دیکھتے ہیں" اذان بھی اٹھا اور ساتھ حیدر بھی۔ ۔ اور پورا آفس چھان مارنے کے بعد بھی انھیں کمال سے ریلیٹیڈ کچھ نہیں ملا۔ دونوں ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔۔ اپنے چمبر کے وکیلوں کو اکٹھا کرو۔ " اذان نے مشورہ دیا جبکہ حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔ میں نہیں چاہتا بات پھیلے اور وہ کمال کہیں بھی ہے چکنا ہو"۔۔ اذان نے سر ہلایا۔۔ ٹھیک ہے تم اس فکر میں نہ جاؤ میں ڈھنڈو گا کمال کو میرے سورسیز پر بھروسہ تو ہو گا تمھیں" وہ۔۔ مزے سے اسکے سامنے آیا حیدر بے زاری سے اسے دیکھنے لگا۔ ڈھونڈنا مت اسے صرف معلوم کرو کہ وہ کیوں میرے پیچھے ہے"۔۔ وہ بولا تو اذان نے سر ہلایا۔ وہ جس طرح آیا تھا ویسے ہی وہاں سے نکلنے لگا اور سنو" حیدر نے روکا۔ یہ مت سمجھنا ہم دونوں کے بیچ صلح ہے۔۔ یہ صرف میری مجبوری ہے تمھارے جیسے آدمی کو برداشت کرنا۔۔" اذان کا بے ساختہ قہقہہ ابھرا تھا۔ تمھیں کہا ہے نہ عدالت میں تمھیں صرف دوبارہ دیکھنا ہے کیونکہ میرے معیار پر دوسرا کوئ نہیں اترتا۔۔ یہ گیم ہم دونوں کو پسند ہے حیدر مرتضی اور جب کھلاڑی دو ہوں تو کمال جیسوں کو ہرانے میں زیادہ دقت نہیں ہو گی۔۔"۔ وہ بولا۔۔۔ وہ آسان حدف نہیں" حیدر نے کہا تو وہ پھر سے مسکرایا۔۔ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا جبکہ حیدر اسکی خاموشی میں کہی گئ بات کا طلب سمجھ چکا تھا ۔ وہ دونوں کون سا آسان حدف تھے "۔ ۔ ---------- زبردستی ہی سہی حیدر کو زریاب کھینچ کر لے آیا تھا پھر زیمل کا بھی زور تھا جبکہ حیدر صرف زیمل کے لئے مرتضی ہاؤس اگیا تھا۔۔

اور کہہ چکا تھا ہفتہ بعد وہ اپنے گھر واپس چلا جائے گا جس پر زیمل مان تو گئی تھی لیکن۔۔ وہ ایسا چاہتی نہیں تھی کہ وہ جائے۔۔ اذان کی کال پر وہ تیار ہو کر باہر نکلا۔ تو گھر میں مہندی کے فنکشن کی تیاریاں چل رہی تھیں کئی عورتیں تھیں جو ایک دن پہلے لگنے والے ابٹن کے لیے گھر پر اکٹھی ہوئی تھیں۔ ارے یہ وہ ہی ہے نہ جو پاگل ہو گیا ہے کتنا خوبصورت ہے۔۔ لیکن لگتا تو نہیں کہ پاگل ہو گیا ہے۔ "۔۔ ایک عورت حیدر کی جانب دیکھ کر بولی۔ حیدر۔۔ گاگلز لگا کر اپنی تلخ مسکراہٹ کو سمیٹ کر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔۔۔ باہر نکلا تو دماغ پہلے سے گرم تھا جبکہ سامنے کا منظر دیکھ کر مزید گرم ہو گیا۔۔۔ مکمل پیلے لباس میں وہ تیار کھڑی کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی اور اسکا یہ حسن دیکھنے کے لیے صارم اسکے پاس کھڑا تھا اور وہ نور کے ہونے والے منگیتر سے بات کر رہی تھی آخر صارم کون تھا اسکا جس سے وہ بات کر رہی تھی۔۔ اور اچانک وہ مسکرائے اور حیدر کو لگا اسپر جیسے بجلی گری ہو اسکے سامنے تو مسکرانے تک کی زہمت نہیں کرتی۔۔ وہ تن فن کرتا ان تک پہنچا گاگلز ہٹا کر صارم کو دیکھا لائبہ نے حیدر کے سخت تیور دیکھے تو۔۔ پریشان سی ہوئی اور حیدر نے لائبہ کی کلائی اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت میں جکڑ لی۔۔ حیدر "لائبہ نے کچھ کہنا چاہا جبکہ حیدر نے بھڑک کر اسکی جانب دیکھا۔ وہ لب دبا گئی صارم خاموش کھڑا تھا۔ آئندہ اسکے ارد گرد نظر مت آنا وہ کیا نام ہے تمھارا ہاں صارم۔۔۔ تم نور کے ہونے والے شوہر نہ ہوتے تو اس دنیا میں نظر نہ آتے "سپاٹ تیوروں میں وہ بول رہا تھا کیوں۔۔ تم کون ہو لائبہ پر کوئی بھی حق جمانے والے اب تم کہو گے اسکا شوہر جس رشتے کو نہ تم مانتے نہ ہی لائبہ۔۔۔۔ اس میں بندھنے کا کیا فائدہ آزاد

کرو اس لڑکی کو کیونکہ پاگل تم ہو وہ نہیں۔۔۔"۔۔ صارم کو بھی غصہ چڑھا دو بادو بولا۔ صارم" لائبہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی وہ کیا بول رہا تھا۔ لائبہ تم" صارم نے کچھ کہنا چاہا اور حیدر کی برداشت شاید اتنی ہی تھی اسنے ہر ممکن خود کو سنبھالا تھا جھپٹ کر اسکا گریبان جکڑ لیا۔۔ حیدر ۔۔۔ حیدر چھوڑ دیں انھیں لوگ دیکھ رہے ہیں"۔۔ وہ جلدی سے بولی لوگ انکی جانب متوجہ ہو رہے تھے۔۔ حیدر اسے پرے دھکیل کر۔۔۔۔ لائبہ کی کلائی یوں ہی جکڑے وہاں سے باہر نکل گیا ۔ اسے گاڑی میں پٹخا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر۔۔۔ وہ بہت تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ آپ پاگل ہیں آپ کی کیوں جھگڑ رہے تھے ان سے وہ بس ہم سے اپنی طبعیت کے بارے میں بات کر رہے تھے کہ انکے سر میں درد رہتا ہے حیدر ہم آپ سے بات کر رہے ہیں" لائبہ اسکی جانب دیکھنے لگی۔ ۔ جبکہ حیدر نے جواب نہیں دیا وہ ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ اور ڈرائیو کرتے ہوئے اسے بلکل احساس نہیں تھا اسکے ساتھ کون بیٹھا ہے وہ ایک لڑکی ہے جو اسکے پاگل پن کا یوں سامنا نہیں کر سکتی۔۔۔۔ رش ڈرائیو کرتے وہ آدھے گھنٹے کا فاصلہ پندرہ منٹ میں طے کر کے اپنے گھر میں تھا اور۔۔۔ یوں ہی لائبہ کو گھسیٹ کر وہ گھر کے اندر لے آیا امین نے کچھ بولنا چاہا ہاتھ اٹھا کر اسے بھی منع کر دیا جبکہ لائبہ کو اپنے کمرے میں لے آیا۔۔ غصے کی شدت سے اسکا دماغ پھٹنے کو تھا۔۔ لائبہ کو بیڈ پر پھینک کر اسنے دروازہ لاک کر دیا لائبہ سہم کر اسے دیکھنے لگی جبکہ وہ رکا نہیں۔۔ سیدھا واشروم میں گھس گیا اور اپنے سر پر شاور کھول لیا وہ جو اذان کے پاس جانے والا تھا اس وقت شاور کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے غصے کو کم کرنا چاہ رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسنے اپنی شرٹ اتار دی۔۔ لائبہ اسکی

یہ حالت سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ حیدر نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر جما لیے پانی اسکے پورے وجود کو جیسے ٹھنڈا کر رہا تھا۔ لیکن اس سے بڑھ کر مزید کوئی ٹھنڈک اسکی روح مانگ رہی تھی اسنے مڑ کر دیکھا وہ بیڈ پر ابٹن مایوں کے پیلے لباس میں بیٹھی تھی اسنے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔۔۔۔ وہ ڈر گئ تھی حیدر سے۔۔ ادھر آؤ "۔۔اسنے اسے واشروم میں ہی آنے کا کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے ادھر آؤ اسنے اسے واشروم میں ہی آنے کو کہا۔۔۔۔۔ لائبہ ہمیشہ کیطرح نفی میں سر ہلا گئ۔۔ حیدر غصے سے بھڑک اٹھا وہ باہر نکلا اور ایکدم۔۔ اسکو دونوں بازوں سے جکڑ کر اوپر اٹھا لیا یہاں تک کے اسکے اندر اتنی شدت تھی کہ لائبہ کے قدم زمین سے بھی اچک گئے تھے جان بوجھ کر کرتی ہو نہ یہ حرکتیں تم جان بوجھ کر کرتی ہو۔۔ تم لاپرواہ بننے کی کوشش کرتی ہو تاکہ لوگ تم سے متاثر ہوں۔۔ اپنی معصومیت کا چاروں طرف ڈھونگ رچا کر سب کو اپنی جانب مائل کرنا چاہتی ہو تم" وچلایا لائبہ مچلی اسکے ہاتھوں کی سختی اتنی تھی کہ اسے لگا اسکے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں گے۔۔ بکواس کر رہا ہوں میں جواب دو" اسنے اسے جھٹک کر بیڈ پر پھینکا لائبہ بیڈ پر سیدھا جا گیری۔۔ جبکہ حیدر سرخ نظروں سے اسکی آنسوں سے بھیگتی آنکھوں کو دیکھنے لگا۔ آپ۔۔۔ غلط فہمی "۔۔ ششش" حیدر شاید اپنے اپے میں نہیں تھا۔۔ تبھی اسکے بالوں کو سختی سے جکڑ کر اسنے۔۔ لائبہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔۔ میرے یہاں۔ ۔ لگتی ہے جب تم کسی سے بات کرتی ہو۔۔ یہاں۔۔۔" اسنے لائبہ کی انگلی پکڑ کر اپنے دل کے مقام پر رکھی لائبہ کو اسکا وجود تپتا ہوا محسوس ہوا۔ تمھیں کیا لگ رہا ہے۔۔ میرا جھکاؤ تمھاری طرف ہو

رہا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ تم دنیا کی ابسر اترین لڑکی ہو جو مجھے نہ ملی تو حیدر زندہ نہیں رہ سکتا یو ڈیم شیٹ حیدر تمھارے بنا پہلے بھی بہت اچھا رہ رہا تھا میرے دماغ کی خرابی کا فائدہ نہ اٹھاؤ لائبہ " ۔وہ چیخا۔۔ لائبہ بے ساختہ رونے لگی وہ کتنا بدگمان ہو رہا تھا اس سے۔۔ آپ آپ ہم سے کیوں بدگمان ہو رہے ہیں ایسا ایسا کچھ۔۔ کچھ نہیں ہے "وہ اپنے آنسو صاف کرتی بولی تھی۔ ایسا کچھ نہیں ہے " وہ رکا۔۔ گھور کر اسے دیکھ رہا تھا تھم گیا۔ جیسے اپنے دماغ کو اپنے کنٹرول میں کیا ہو اسکے سامنے سے ہٹ گیا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ اور بمشکل تمام اپنے غصے سے تیز ہوتی سانسوں کو قابو میں کر کے اسنے لائبہ کو کھڑے ہونے کا اشارہ کیا وہ جلدی سے کھڑی ہو گئ۔۔ جاؤ یہاں سے "۔ وہ خود جانتا تھا یہ بات اسنے کتنی مشکل سے بولی تھی۔۔ جبکہ لائبہ کو لگا اسکا دل نکل جائے گا حیدر کی ہلکی پھلکی اور زبردستی کی قید کی گئ یہ توجہ اسے اچھی لگنے لگی تھی وہ اسپر غصہ صرف اپنی بے عزتی کا ہلکا سا بدلا لینے کے لیے کرتی تھی لیکن ایسا تو نہیں تھا وہ اسے چیڑا رہی تھی کسی اور کی جانب متوجہ ہو کر کیا اس میں اتنی جرت تھی کہ وہ کسی کی جانب اسے چھوڑ کر متوجہ ہو جاتی۔۔ لائبہ اسے نم بھیگی بھیگی پلکوں سے آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھ رہی تھی۔ جاؤ" وہ سنجیدگی سے اور اہستگی سے بول رہا تھا وہ چیخنا نہیں چاہتا تھا۔ ہم نہیں جائیں گے اچانک وہ ضدی لہجے میں بولتی بیڈ پر بیٹھ گئ حیدر نے اسکی ضد پر دانت پیس لیے۔ میں بہت برداشت کر رہا ہوں لائبہ چلی جاؤ یہاں سے "وہ جھڑک گیا جبکہ وہ نفی میں گردن ہلانے لگی۔۔ آپ ہمیں لائے تھے آپ ہی ہمیں لے کر جائیں گے ہم کیوں جائیں ہم نے کہا تھا وہاں سے اٹھا کر لے آؤ۔"۔۔ وہ منہ بناتی بولی جبکہ حیدر تپتا ہوا اسکی شکل دیکھنے

لگا۔ میں واقعی پاگل ہو رہا ہوں میں تمھارے ساتھ کچھ غلط کر جاؤں گا اور میں ایسا چاہتا نہیں میری برداشت سے سب باہر ہو رہا ہے جسٹ گیٹ آؤٹ" وہ چیخا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر دھکیلنے لگا۔ حیدر" لائبہ نرمی سے بولی۔۔ اس پاگل پن میں بھی وہ اسکا ساتھ نہ دے سکی تو کیسی محبت تھی اسکی۔۔ وہ جس طرح بولی تھی حیدر دیوار سختی سے جکڑ گیا۔ وہ دوائی لے سکتا تھا اسکا دماغ پھٹ رہا تھا درد ہی شدت سے۔۔ لیکن وہ خود بھی ضد میں اگیا تھا۔۔ لائبہ دو قدم چل کر اسکے نزدیک اگئ۔ ۔ معلوم نہیں کیسے اسنے اپنے کانپتے ہاتھوں کو۔ اسکے شرٹ لیس شانوں پر رکھا اور بلکل نرمی سے اسکے سینے سے لگ گئ۔۔ اور یہ وہ مقام تھا حیدر کو لگا۔۔ ساری جان بس اسی جان میں سما گئ ہو۔۔۔ لائبہ کا ہاتھ آہستگی سے اسکے سینے کو سہلا رہا تھا ہم آئندہ ایسا کچھ نہیں کریں گے جس سے آپکو اتنا غصہ آئے ہم کسی سے بات نہیں کریں گے ہم قسم کھاتے ہیں وہ صرف اپنے سر درد کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔ مزید کچھ بھی نہیں آپ غصہ نہ کریں۔۔"۔ اسنے سر اٹھا کر اسکی جانب نہیں دیکھا تھا۔ جبکہ۔ حیدر یوں ہی کھڑا تھا۔۔ پورے وجود میں جو چونٹیاں سے رنگنے لگیں تھی دماغ جو لاوے کیطرح پھٹنے کو بے تاب تھا۔۔ وہ محسوس کر سکتا تھا اسکے ذرا سے چھونے سے سکون کی پر مسرت لہر جسم میں دوڑ گئ تھی۔ تم جانتی ہو تمھارا یہ قدم تمھیں نقصان پہنچا سکتا ہے۔" وہ اپنے بھاری کسرتی بازو کو اسکی کمر کے گرد حائل کرتا بولا تھا کچھ اسطرح کہ لائبہ نے لب دانتوں تلے دبا کر اسکی گرفت پر اٹھنے والی تکلیف کو برداشت کیا تھا حیدر یہ حسین منظر دیکھنے لگا دل کی تمام دھڑکنیں تھم گئ تھی اسنے اپنے خشک ہوتے لبوں پر زبان پھیری تکلیف ہو رہی ہے" وہ آہستگی

سے بولا۔ لائبہ نے آنکھیں بند کیے ہی نفی میں سر ہلایا حیدر۔۔ کی پیشانی پر دو بل ڈالے اور اسنے گرفت کو مزید تنگ کیا یہاں تک کے اسکے لبوں سے بے آواز سی آہ نکلی۔۔ اب " وہ اسکے حسین چہرے کے نزدیک تر آگیا۔ لائبہ بھی کیے ضد باندھ گئ تھی۔ نفی میں سر ہلا کر اسے جان بوجھ کر دوبارہ تپانے لگی۔۔ جبکہ حیدر نے گرفت کو جان لیوا حد تک تنگ کر لیا اور وہ بے ساختہ مچل اٹھی۔ ح۔۔۔ حی۔۔ حیدر " وہ تلملائی۔۔ وہ پر مطمئین سا فخریہ مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا۔ مجھ سے کبھی ضد مت باندھنا میں تمھیں یوں ہی تڑپا سکتا ہوں۔ " وہ اسکی کمر چھوڑ کر۔۔۔ اچانک ہی اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا اور تھامتے ہی اپنے حواسوں کو کھونے لگا اسے کسی دوائ کی ضرورت نہیں تھی اگر یہ لڑکی اسے دن رات میسر تھی لیکن آنا کی اس جنگ میں وہ کبھی اپنے باپ کو کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ لائبہ کو اپنے گھر لانا چاہتا تھا بے پناہ چاہت بے پناہ محبت اور عجب دیوانگی سے اسکی سانسوں کو قید کرتا وہ اسپر کسی گرجدار بادل کی طرح ٹوٹ کر برس رہا تھا لائبہ کے کیچر میں بندھے بال کھل گئے اور انھیں کھولنے کا ذمہدار وہ خود ہی تھا اسکا۔ ہلکا پھلکا دوپٹہ حیدر کے قدموں تلے اکر ایکدم اسکی گردن سے کھینچ کر۔۔ زمین پر گر گیا تھا۔۔ وہ کچھ نہیں دیکھا رہا تھا آنکھیں بند کیے خود میں سکون اتر رہا تھا اور یہ سکون اسکو زندہ رکھنے کے لیے بہت تھا۔۔۔ لائبہ نے اسکے بھاری سینے پر ہاتھ رکھتے اپنی سانسوں کو بھال کرنی کی کوشش کی اور اگلے ایک لمہے میں وہ پھر اسپر چھا گیا صرف ایک پل کی گنجائش دی تھی۔۔ لائبہ بے دم سی ہو گئ اس پاگل سے لڑکے کے حال پر اپنا حال چھوڑ دیا تھا۔۔ اور جب اسکی چاہت پوری ہوئ وہ دور ہٹ گیا۔ لائبہ چکرا کر

بے ساختہ دبیز کالین پر گیری۔۔ کمرے میں ان دونوں کی بدحواس سی سانسوں کی گونج عجیب سا ماحول بنا چکیں تھیں۔۔ حیدر مسکرادیا۔ ایک بات تو طے ہے لائبہ حیدر۔" وہ بے حد سکون سے بولا۔ لائبہ نے اپنے زخمی ہونٹ کو اپنے ہاتھ سے صاف کیا۔۔۔ تو آنکھیں بھیگ گئیں۔۔ نہ تمھیں میں چھوڑوں گا نہ کبھی اپناؤں گا۔" وہ سکون سے اسکے سامنے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔ اور لائبہ کو لگا اچانک وہ پھر سے اسی خول میں بند ہو گیا ہو جہاں وہ لائبہ سے بے حد نفرت کرتا تھا۔۔ وہ نظریں جھکا گئ اسکے آگے دم مار ہی نہیں سکتی تھی لیکن اچھا نہیں لگا۔۔ اب بھی اسے اسکی جگہ پر کھڑا دیکھ جبکہ وہ خود اسکی جانب بڑھی تھی۔ وہ اسکے قدموں میں الجھا اپنا دوپٹہ اٹھنے لگی تو بے ساختہ بہت سارا رونا آگیا۔۔ جیسے اسنے چاہا لائبہ نے اف تک نہیں کیا اور اب بھی اسے یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔۔ وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔ اور اسکے قدموں سے دوپٹہ اٹھالیا۔۔ دوپٹہ اٹھا کر اسنے اپنے بالوں کو سمیٹ کر آگے کیا کیونکہ کیچر تو اسکے پاؤں کے نیچے اکر ٹوٹ چکا تھا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گئ۔۔ حیدر سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ عجیب کیفیت تھی اسے سکون سے رہنے نہیں دینا چاہتا تھا اب وہ دور جانا رہی تھی تو دل میں گھٹن سی ہو رہی تھی۔۔ وہ اٹھا اور اسکے پیچھے آیا مگر لائبہ۔۔ گاڑی تک پہنچ چکی تھی حیدر کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ جاتا اسنے ڈرائیور کو اشارہ کیا۔۔ اور لائبہ نے اپنا چہرہ چھپالیا۔۔ حالانکہ وہ اسکا شوہر تھا لیکن پھر بھی اس وقت اسکا دل کٹ رہا تھا اس احساس سے کہ یہاں موجود ملازم اسکے بارے میں کیا رائے رکھ رہے ہوں گے۔ وہ جیسے اپنی ہی نظروں میں شرمندہ سی ہوتی گڑھنے لگی جلدی سے گاڑی میں سوار ہو گئ

معلوم نہیں اسکی کیفیت وہ سمجھا تھا یہ نہیں لیکن دیکھ اسی کو رہا تھا اور ڈرائیور نے حیدر کے اشارہ کرنے پر گاڑی مرتضی ہاؤس کی جانب بڑھالی جبکہ لائبہ نے اسے ٹوک دیا وہ۔۔ ہاسپٹل جانا چاہتی تھی ۔ اور اتنے راستے میں اسنے خود سے بہت سے وعدے کر لیے تھے ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ابٹن کا فنکشن تو تمام ہو گیا۔۔ جبکہ۔۔ سب ہی حیدر کے بارے میں بات کر رہے تھے زریاب جانتا تھا وہ لائبہ کو لے گیا ہے۔۔ کہنے کو تو وہ خود بھی اس وقت بہت بے چین تھا لیکن بار بار یہ خیال اجاتا کہ وہ اسکا شوہر ہے۔۔ حیدر کو فون کرو زار "سالار کی آواز پر زریاب سوچ سے باہر نکلا اور سر ہلا دیا۔ اسنے حیدر کو فون کیا جس نے کال پیک نہیں کی تھی۔۔ یہ تو عام بات تھی جبکہ دوسری طرف زریاب نے بائے چانس ہی لائبہ کو کال کی اور دوسری بیل پر کال اٹینڈ ہو گئ۔ اسنے سلام کیا۔۔ کہاں ہو لائبہ "اچھا تو نہیں لگا یوں پوچھنا مگر وہ پوچھنے لگا ہم ہاسپٹل ہیں آپکو کوئ کام تھا بتایئے سب خیریت ہے" وہ اپنی آواز سنبھالتی بولی زریاب نے سکون کا سانس بھال کیا۔۔ نہیں کچھ نہیں بس ویسے ہی "وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر کال کٹ کر چکا تھا۔ کال نہیں اٹھا رہے بھائ "زریاب نے بتایا سالار نے سر ہلایا۔ اب اسے کوئ نہیں بولائے گا آنا ہو گا تو اجائے گا ورنہ نہ آئے "۔ سالار نے ذرا سنجیدگی سے کہا۔ آپ "۔۔ زیمل نے کچھ کہنا چاہا۔ بس جو میں نے کہہ دیا یقیناً اس سے آگے تم جانے کی بات نہیں کرو گی" وہ سب کے سامنے سختی سے پہلی بار اس سے بولا تھا زیمل چپ کی چپ رہ گئ جبکہ سالار ان سب کے بیچ سے اٹھ کر جا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگلا دن مرتضی ہاؤس میں مہندی کا تھا

زریاب پر کام کا برڈن تھالون میں ہی ساری ارینجمنٹس ہونی تھیں اور سارا کام وہ خود کرا رہا تھا۔ سارا لون ڈیکوریٹ کرا کر وہ اندر آیا تو شدید پیاس کا احساس ہوا اور وہ کچن میں آ گیا۔ کچن میں اور بھی خواتین تھیں وہ وہیں باہر ہی رک گیا جبکہ اسنے دیکھ لیا تھا اندر روشانے شیلف پر بیٹھی سٹوبریز کھا رہی تھی۔۔ وہاں سب لڑکیاں تھیں اسکی دوستیں تھیں اور اندر عائشہ بھی تھی۔ سر آپکو کچھ چاہیے "حالانکہ یہ حق روشانے کا تھا زریاب کو ذرا اسپر غصہ چڑھا۔۔جی اگر پانی کا گلاس مل جائے تو "وہ سنجیدگی سے بولا۔ وہ اب بھی نہیں ہلی تھی معلوم نہیں کس سے باتوں میں لگی ہوئی تھی جبکہ دوسری طرف عائشہ نے جلدی سے اسکے لیے ٹھنڈا پانی کا گلاس بھر کر اسکی طرف بڑھایا تو زریاب کی انگلیاں بے ساختہ اس سے مس ہو گئیں وہ ایکدم ہاتھ کھینچ گیا جبکہ عائشہ بھی جان بوجھ کر ہاتھ کھینچ کر گھبرانے کی ایکٹینگ کرنے لگی زریاب شرمندہ ہوتا وہاں سے پلٹ گیا۔۔روشانے کی ایک کزن نے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔ روشی زار بھائی آئے تھے وہ جو بھی مانگ رہے تھے تمھیں دینا چاہیے تھا" وہ بولی جبکہ روشانے کو ایک پرسنٹ بھی فرق نہیں پڑتا تھا اس بات سے۔۔ تو کیا ہو گیا عائشہ میری دوست ہے "وہ سکون سے بولی۔ دوست "۔۔ وہ اس سے پہلے کچھ اور مزید بولتی کہ رمشہ کی پکار پر روشانے ایکدم جھٹکے سے اٹھی اور باہر بھاگی۔۔یقیناً اب منھا آپی اور نور آپی کے ساتھ اسے بھی پارلر جانا تھا وہ زندگی میں پہلی بار پارلر سے تیار ہونے والی تھی اور بے حد ایکسائیٹیڈ تھی جلدی سے بھاگ کر وہ منہا اور نور والی گاڑی میں سوار ہو گئی اور اپنا جوڑا بھی رکھ لیا سب کو لائبہ کا خیال آیا تھا۔ تبھی رمشہ نے انھیں تاکید کی کہ وہ لازمی لائبہ کو ہاسپٹل سے لے جائیں وہ بچی

اکیلی رہ جاتی تو تیار کیسے ہوتی جبکہ اسکا ڈریس بھی ان لوگوں کے ڈریس میں رکھا تھا جو کہ رمشہ اور نیناں نے ہی بنوایا تھا۔۔ منہا مسکرا رہی تھی جبکہ روشانے کی تو پوری بتیسی ہی باہر تھی البتہ نور کل سے اب تک بلکل چپ تھی۔۔۔ ---------------------------۔ مہندی کے فنکشن کی ارینجمنٹس بے حد خوبصورت تھیں کہ لون جگ مگا اٹھا تھا۔۔۔۔ جبکہ سالار کبیر عارض اور زین جہاں مہمانوں کو ریسیو کر رہے تھے وہیں زریاب جلدی سے تیار ہو کر تھکا تھکا سا فنکشنیں شامل ہوا تھا اسنے وائیٹ کرتا ڈالا ہوا تھا اور وہ بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا کہ عائشہ جو سارا دن یہیں تھی آج اسے دیکھتی ہی رہ گئ روشانے کی قسمت سے حسد بھی خوب ہو رہی تھی۔ آج اسنے زریاب کے ساتھ پورا دن گزارا تھا اسکے چھوٹے چھوٹے کام کر کے جیسے ابھی کچھ دیر پہلے وہ اپنا کرتا پریس کرانے کے لیے ادھر ادھر پھر رہا تھا اور عائشہ نے اسکا کرتا پریس کر کے دیا اگر روشانے یوں ہی بیچ سے نکل جائے تو کتنا اچھا ہو وہ اتنے بڑے گھر کی بہو بن جائے اور اتنے شاندار شخص کی بیوی۔۔۔۔ وہ سوچ رہی تھی۔۔ اور تبھی محفل میں اس شاندار شخص سے بڑھ کر ایک اور شخص کی آمد نے۔۔ وہاں سب لڑکیوں کے دل تھما دیے تھے بلیک کرتا شلوار میں بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ مہمانوں کی طرح ہی اندر داخل ہوا اور سالار نے اسے سپاٹ نظروں سے دیکھا وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ آپ خوش تو ہوں گے نہیں" باپ کے سامنے کھڑا وہ پوچھنے لگا۔۔ مجھے زیادہ خوشی ہوتی اگر تم یہ ذمہ داری سمجھتے کہ تم اس گھر کے فرد ہو باہر سے آنے والے مہمان نہیں"۔ سالار نے کہا اور اسکے خوبرو چہرے ہاتھ رکھ کر اسکا گال تھپتھپا دیا۔۔ جاؤ بھائ کے ساتھ مدد کرو۔" وہ

بولا حیدر چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور پھر وہاں سے ہٹ کر زریاب کے پاس آگیا۔ شہنشاہ حیدر مرتضی خوش آمدید بہت شکریہ آپ نے محفل میں آکر محفل میں جان بھر دی" اسکے بغل گیر ہوتے وہ طنزیہ لہجے میں بولا جبکہ حیدر ہنس دیا کئی لوگ ان دونوں نوجوانوں کو دیکھ رہے تھے۔ شرم نہیں آتی بھائی آپکو۔۔۔ میں اکیلا تھا یار پورے دن"۔۔ اچھا بس زیادہ منمنانے کی ضرورت نہیں ہیں" حیدر کہاں بھرم لینے والوں میں سے تھا اسکے سینے پر پنچ بنا کر مارتا بولا۔ جبکہ زریاب مسکرا دیا۔ اسکی اولین خواہش تھی حیدر ان کے ساتھ رہے مگر اس وقت کوئی ذکر چھیڑ کر اسکا موڈ آف نہیں کرنا چاہتا تھا اور اسکے بعد فنکشن میں وہ گھل مل گیا کہیں سے نہیں لگ رہا تھا وہ ان سے الگ تھا۔ سالار خوش تھا ان دونوں کو ساتھ دیکھ کر اور زیمل بھی۔۔۔۔ صارم کی فیملی سب سے پہلے آئی تھی اور منہ سجائے صارم بھی سب نے انکا استقبال کیا البتہ حیدر سر جھٹک کر دور ہو گیا حیدر" سالار نے گھورا۔ جبکہ وہ منہ بناتا باپ کو دیکھنے لگا۔۔ مجھے نہیں ملنا صاف صارم کی فیملی کے منہ پر کہہ کر وہ سالار اور کبیر عارض زین کو اکورڈ چھوڑتا وہاں سے ہٹ گیا۔۔ جبکہ کبیر نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔ اور خود آگے بڑھ کر انکا استقبال کیا۔۔ یہ حیدر بھائی آپکو تکلیف کیا رہتی ہے دو منٹ ٹھیک رہتے ہیں اور اگلے دو منٹ پر آپکو پھر دورے پڑ جاتے ہیں"۔ زریاب سینے پر ہاتھ باندھے اسے دیکھنے لگا مہمانوں کو ریسیو وہ کر چکے تھے صرف دلہنوں کا انتظار کیا جا رہا تھا۔ لوگ خوشگپیوں میں مصروف تھے۔۔ چاروں جانب سکون اور امن تھا۔۔ جبکہ حیدر ٹانگ پر ٹانگ رکھے جھلا رہا تھا۔۔ زہر لگتا ہے یہ صارم مجھے اور مجھ سے جھک جھک کر یہ فارمل حرکتیں نہیں ہوتیں" وہ سر جھٹک کر بولا۔

میری شادی پر ہو جایئے گا تھوڑے سے فارمل مہربانی ہو گی آپکی۔ "زریاب ہنسا تھا اسکی نیچر سے `گاہ تھا۔ اوو میرے بھائی کی شادی ہو گئ حیدر ایک ہنگامہ نہ کھڑا کر دے تو کہنا" آنکھ مارتا وہ بولا جبکہ زریاب ہنس دیا۔ بس ڈیڈ سے جنگ کا ہنگامہ نہ ہو باقی سب قابل قبول ہے" وہ عاجز سا آیا یہ تو ڈیپینڈ کرتا ہے ڈیڈ انسان ہی رہیں ڈیڈ کے اندر کا حیوان جاگتے ہی میرے اندر کے حیوان کو ہوا ملتی ہے ہوا" ہنستے ہوئے وہ شرارتی نظروں سے دیکھتا بول رہا تھا۔ زریاب بھی ہنس رہا تھا۔ اور اچانک ہی محفل میں دلہنوں کے انے کی آمد اٹھی۔ وہ دونوں مڑ کر دیکھنے لگے منہا اور نور بے حد خوبصورت لگ رہی تھیں مہندی کے حساب سے مختلف رنگوں سے بھرے لہنگوں میں وہ حیا سے نظریں جھکائے ہوئیں تھیں جبکہ ان کے ایک طرف روشانے اور دوسری طرف لائبہ تھی۔۔ روشانے ڈارک گرین فراک میں تھیں بالوں کی ڈھیلی سی چوٹیاں بنائے پاؤں تک آتا فراق اور گھیرے گلے سے وہ اگر زریاب پر بجلیاں گیرا رہی تھی تو محفل میں اور کون اسکے گھیرے گلے سے جھانکتے شفاف گردن اور وجود کو دیکھ کر آنکھیں خیر نہیں کر رہا ہو گا۔۔ زریاب کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئ۔۔ تھی اسے دیکھ کر جبکہ دوسری طرف لائبہ تھی۔۔ اسنے لونگ شرٹ اور کھلا ٹراوزر پہنا ہوا تھا پوری بلیک لونگ شرٹ پر کام تھا گولڈن جبکہ گولڈن دوپٹہ بھی پھیلایا ہوا تھا چہرے پر حسین میکپ اور سرخ لپسٹک کے ساتھ وہ بلکل منفرد بلکل الگ اور کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔ جبکہ اسپر ہاتھوں میں گجرے اور مسکراہٹ نے اس محفل میں اسے سب سے الگ کر دیا تھا۔ حیدر نے اسے مکمل اپنی نظروں میں بھر لیا۔۔ وہ مسکراتی ہوئ اسکے آگے سے

ہوا کے جھونکے کیطرح گزر گئ حیدر نے جیب سے سیگریٹ کا کسی نکال کر بے خودی میں سیگریٹ لبوں میں بڑی سختی سے دبائ تھی وہ سب بھول چکا تھا انکی آخری جنگ اور اس وقت اس سرخ لپسٹک کو برباد کرنے کا سوچ رہا تھا اور ابھی سیگریٹ لگائ ہی تھی کہ کسی کی زہریلی نظروں کا احساس ہوتے ہی اس تعقب میں دیکھا اور ایکدم سیگریٹ چھوٹ گئ سالار اسے دانت پیس کر دیکھ رہا تھا وہ۔۔ سیگریٹ نکال کر پھینک چکا تھا۔ اپنی زندگی میں تو سب کر لیا مجھے سیگریٹ پینے پر بھی گھورا جا رہا ہے" وہ بڑبڑا کر وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

---------- اسکا سیل فون بجا اور وہ جو زریاب کی کسی بات پر ہنس رہا تھا اچانک کال پک کر گیا۔۔ جہاں پر بھی ہو فورا اس ایڈریس پر پہنچو" اذان کی پریشان کن آواز پر وہ سیدھا ہوا اور اسکے بعد کچھ بھی سنے بنا ہی وہ وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔ بھائ "زریاب پیچھے سے چلایا تھا مگر حیدر خاموشی سے وہاں سے نکل گیا۔ اور ایک بار پھر سالار اسپر بھڑک اٹھا کیونکہ وہ پھر سب چھوڑ چھاڑ کر کسی کا بھی لحاظ کیے بنا وہاں سے جا چکا تھا۔

---------- وہ چیئر گھسیٹ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔ وہ آدمی شدت سے رو رہا تھا اسے بڑا عجیب لگتا تھا جب مرد روتے تھے۔ بتاو کیسے جانتے ہو تم کمال کو۔ "۔۔ میرا ہنستا بستا گھر برباد کر دیا تھا اس نے۔۔ وہ آدمی درد سے چلایا۔۔۔ میرے بیٹے کے سینے میں چھ فائر مارے اس کمال نے" وہ آدمی تڑپ تڑپ کر بتا رہا تھا۔۔ اسکا کوئ قصور نہیں تھا صاحب وہ تو اپنا کام امانت داری سے کر رہا تھا۔۔ مگر اسپر چوری کا الزام لگا دیا۔۔ وہ چور نہیں تھا۔۔ اسکو مارا پیٹا۔

۔اور اور مار دیا۔۔مار دیا ایک واحد سہارا میرے گھر کا اس نے مار دیا صرف الزام کی بنیاد پر۔۔اسکے ملازم بھی اسکی طرح ظالم ہیں صاحب۔ میری بیوی جوان بیٹے کی میت دیکھ کر وہی دم دے گئ وہ بیٹے کے جنازے پر ہی گیر گی میرا بیٹا اور بیوی مر گئے میں اپنی بیٹی کو چھپاتا پھیر رہا ہوں۔۔اس نے کھلے عام کہا تھا کہ وہ میرا خاندان تہس نہس کر دے گا بے بنیاد بات پر میرا بچہ چور تھا ہی نہیں۔۔ وہ مجھے رو رو کر کہتا تھا میں نے چوری نہیں کی پھر بھی اسپر اتنا ظلم کیا کمال نے۔۔۔میں میں عدالت میں چیخ چیخ کر بتاؤ گا صاحب وہ وحشی ہے وہ درندہ ہے۔۔۔۔وہ گھٹیا آدمی ہے۔"۔۔وہ بری طرح روتے چیخ چیخ کر انھیں اپنے سچے ہونے کا یقین دلانے لگا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ اذان جانتا تھا حیدر ایک لفظ نہیں بولے گا۔ اسنے اپنے ملازم سے اس آدمی کو وہاں سے لے جانے کا کہا تھا۔۔ مطلب واضح ہے ایک تمھارا ہی حساب کتاب نہیں دینا اسنے بہت سے لوگوں کا مجرم ہے " اذان بولا جبکہ حیدر نے سر ہلایا۔ اسکے گھر کا علم ہو گیا ہے مگر وہ اپنے محل نما گھر میں کہیں نہیں ہے"۔۔حیدر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور اچانک اسے ایک بات یاد آئی جب اسنے کال کی تھی۔ کہ جب وہ ہوش میں ائے گا کمال کی خاک بھی اسے مل نہیں سکے گی۔۔یہ آدمی اسکے ملازموں میں سے ہے " حیدر نے اذان کی جانب دیکھا جس نے سر ہلایا۔ پھر اسے کمال کے بارے میں بہت کچھ پتہ ہو گا۔"۔۔حیدر بولا ہاں اسی سے گھر کا علم ہوا تھا مگر وہ اپنے کسی بھی گھر میں نہیں ہے۔" اذان بولا حیدر نے سر ہلا دیا۔ وہ نہیں ہے تو اسکا گھر تو ہے۔۔" وہ اذان کو دیکھ کر بولا جبکہ اذان سمجھ گیا لیکن یہ الیلیگل ہو گا"۔ وہ کچھ دیر بعد بولا۔ حیدر الیلیگل ہی ہے۔" حیدر

سپاٹ لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ سکون سے سو رہا تھا جبکہ ایک خواب بہت حسین تھا جو وہ دیکھ رہا تھا۔ جس میں سرخ لبوں والی لڑکی۔۔ سیاہ لباس میں قاتلانہ حلیے کے ساتھ اسکی دسترس میں تھی اور وہ اسکی ہر مزاحمت کو اپنی سانسوں میں دبوچ چکا تھا۔ اس خواب میں بھی دل و دماغ میں سرور سا تھا وہ نشہ آور تھی وہ۔۔ بے پناہ نشیلی تھی۔ حیدر نفرت کے باوجود اسکا ہوتا جا رہا تھا۔۔ وہ تکیے کو خود اتنی سختی سے بھینچ چکا تھا کہ گویا لائبہ کی خواب میں بھی کمر توڑ دے گا اور اچانک پانی کی بھچار نے اسکو ایکدم تلملا کر اٹھنے پر مجبور کر دیا۔ اس گستاخی کو کرنے والا کون منحوس تھا۔ اسنے گردن گھما کر دیکھا تو ایک طرف اذان تو دوسری طرف زریاب کھڑا تھا۔ کس لیے اپنی منحوس شکلوں کو میرے سامنے لے کر پہنچے ہو اور یہ کیا حرکت تھی" وہ بگڑا ۔ وہ جو حرکت تم تکیے کے ساتھ کر رہے تھے وہ کیا تھی شرم کرو حیدر تکیے کے ساتھ " اذان۔۔ صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا جبکہ زریاب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ حیدر خفیف سا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے شرٹ لیس بھیگے وجود پر سے ہاتھ مار کر پانی کو اتارا تھا اور گھوری ڈال کر اذان کو دیکھا۔ وہ..... "۔ ہاں وہ کیا حیدر بھائی جلدی بتا دیں کیونکہ میں آپکی پوزیشن دیکھ کر سائیکو ہو جاؤ گا۔۔ لڑکی کے ساتھ رومینس سنا تھا تکیے کے ساتھ کون کرتا ہے" زریاب نے بھی اسکی ٹانگ کھینچی تھی اور حیدر ایکدم جست لگا کر بیڈ چھوڑ کر اٹھا۔ بے کار بکواس نہ کرو میں ایسا کچھ نہیں کر رہا تھا" اسنے۔۔ غصے سے دونوں کو دیکھا۔ اور نگاہ چراتا واشروم میں گھسنے لگا جبکہ وہ دونوں اسے جن نظروں سے دیکھ رہے تھے حیدر اپنی بے اختیاری پر ہی تپ گیا۔ اب منہ بند کرو اپنے

دونوں اور یہاں آنے کی وجہ بتاؤ۔۔۔ دماغ میں رکھنا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں سے اپنا گھر صاف کراؤ" وہ وارن کرتا کچھ خجالت مٹاتا وہاں سے واشروم میں گھس گیا جبکہ باتھروم میں گھستے ہی گھیرا سانس بھرا۔ یہ کیا بے غیرتی تھی ویسے "وہ خود کو ہی ڈپٹنے لگا۔ کوئی پرائیویسی نہیں رہی" وہ نفی میں سر ہلاتا شاور کھول کر شاور کے نیچے کھڑا ہوا اور جیسے ہی آنکھیں بند کی وہ منظر پھر سے اسی آب و تاب سے اسکی آنکھوں میں چمکنے لگا اور حیدر پھر سے کھونے لگا۔ بھائی باہر بھی نکلنا ہے کبھی اندر بیٹھ کر شیمپو کی بوتل سے رومینس کرنے لگ جائیں "زریاب کی بات پر حیدر نے مٹھیاں بھینچ کر بند دروازے کو دیکھا اور وہی شیمپو کی بوتل دروازہ کھول کر زریاب کی کمر میں دے کر ماری جس پر وہ تڑپ اٹھا اور اذان کا قہقہہ بلند ہوا۔ کمینے بہت زبان چل رہی ہے تیری باہر نکل کر بتاتا ہوں تجھے "وہ بھڑکا جبکہ زریاب نے بند دروازے کو گھورا تھا۔ اذان اس سے ملنے آیا تھا۔۔ کیونکہ آج رات ان دونوں کو جو کہ ملک کے جانے مانے بیریسٹر تھے۔۔ چوروں کی طرح کمال کے گھر میں گھسنا تھا دوسری طرف زریاب رات اسے ہی اسکے ایکدم بھاگنے کی وجہ سے پریشان تھا تبھی وہ یہاں پہنچا تھا اور جب وہ یہاں پہنچا تو اذان کو دیکھ کر۔۔ انکی تھوڑی سی ملاقات ہوئی اور اسکے بعد جب حیدر کو زیادہ دیر ہوئی تو وہ دونوں ہی کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حق و دق رہ گئے۔۔ جبکہ زریاب کچھ شرمندہ ہوتا کہ اذان نے اسکو شرمندہ ہونے سے روکا اور یہ مشورہ دیا کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے جگ سے ذرا اس رومنٹک شہزادے کے خوابوں کو گیلا کرو اور زریاب کی بھی آنکھیں چمکیں تو انھوں نے وہ جگ بھر کر پانی سے اسکے خوابوں کو بھگو دیا تھا۔ وہ دونوں۔۔

آپس میں باتیں ہی کر رہے تھے تبھی حیدر ٹاول سے سر رگڑتا باہر نکلا اور ان دونوں کو دیکھنے لگا جو کہ اسے دونوں ہی سخت زہر لگ رہے تھے۔ کس وجہ سے یہاں آئے ہو" وہ دونوں کو دیکھنے لگا۔ یہ حسین زبردست تکیے کے ساتھ کیا کرنے کا نظارہ جو دیکھنا تھا" حیدر نے اذان کو مکہ دیکھایا جبکہ زریاب ہنسنے لگا تھا سہی درگت ہوئی تھی آج اسکی۔۔۔ زبان نہ سیدھی رکھو تم دونوں اپنی بڑاہوں میں تم دونوں سے"۔۔ بڑوں کے یہ کام ہیں تو ہم چھوٹوں کا کیا۔"۔ زریاب نفی میں سر ہلاتا اٹھا۔ حیدر سر تھام گیا مطلب موضوع جو مل گیا تھا ان دونوں کو۔۔ اسنے پھر ڈھٹائی سے سر جھٹک دیا اور جس انداز میں سر جھٹکا یہ ثابت ہو گیا کہ وہ دوبارہ حیدر مرتضی کے روپ میں آگیا ہے جسے بے شرمی کا سرٹیفکیٹ اسکے باپ سے ہی ملا تھا۔ رومینس کی حسیں ہونی چاہیے ایسے ہی نہیں لڑکیاں مرتی مجھ میں"۔۔ وہ ذرا اترا کر بولا جبکہ وہ دونوں اسے گھورنے لگے۔۔ آپکو کیا پتہ ہم دونوں میں کتنی ہیں" زریاب نے کہا جبکہ اذان نے تائید کی۔۔ جس کی گرل فرینڈز مکھی بھی نہ ہو وہ تو سر نہ ہی ہلائے" اسنے اذان پر لگے ہاتھ چوٹ کی۔ شیٹ آپ ایسا کچھ نہیں ہے میں خود سے اینٹی گرل رہتا ہوں " اذان ایکدم سٹپٹا گیا واقعی آج تک اسکی کوئی گرل فرینڈز نہیں تھی اور گرلفرینڈ تو کیا کوئی منگنی ونگنی نہیں ہوئی تھی نہ ہی کوئی لڑکی اسے پسند آئی تھی اور مجھے پتہ ہے میرے لالا تو کتنا عمران ہاشمی کے خاندان سے ہے زیادہ۔۔ میرے سامنے پنجے پھیلانے کی ضرورت نہیں مدعا بتاؤ دونوں اور دفع ہو جاؤ۔"۔۔۔ وہ بولا اور اپنے بال سیٹ کرنے لگا جبکہ زریاب اور اذان اب لاجواب سے ہوئے تھے۔ ناشتہ کرنے آئے ہیں ہم تمھارے ساتھ"۔۔

اذان نے بات بدلی۔۔ پہلے پانی صاف کرو اور اسکے بعد۔۔ دوسری کسی چیز کو ہاتھ لگانا یہ بیڈ تم دونوں کے باپ نے نہیں سکھانا"۔۔ اسنے برش زریاب کی طرف اچھال دیا جبکہ اسنے فورا کیچ کیا۔ ۔وہ دونوں اسے گھورتے رہے جبکہ وہ باہر نکل گیا۔ امین کو ناشتے کا کہا۔۔ جبکہ وہ دونوں بھی باہر ا گئے۔ اذان نے سنجیدگی سے حیدر کو دیکھا۔ کمال کے گھر کا سارا نقشہ اس یو ایس بی میں ہے میں تمھارے ساتھ یہ ڈیسک کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہمیں کوئی ایشو نہ ہو" اذان کے اچانک کہنے پر زریاب نے چونک کر حیدر اور پھر اذان کو دیکھا۔۔ جبکہ حیدر نے اپنی پیشانی پر دو انگلیوں سے دباؤ ڈالا زریاب یہ کسی اور پر وہ یہ بات کھولنا نہیں چاہتا تھا اور یہ بھانڈا اسی کے سامنے بول چکا تھا۔۔ حیدر بھائی۔ "زریاب نے اسکی صورت دیکھی۔ بات تو صاف ہے زریاب تم بھی تو جانتے ہو گے کمال کون ہے تو مجھے بتاؤ دو ورنہ میرے پاس اس تک پہنچنے کے ہزار طریقے ہیں سمجھ مجھے یہ نہیں آتا مجھے سب یاد آنے کے باوجود صرف یہ یاد کیوں نہیں کہ کمال کہاں ہے کون ہے اور۔۔"۔وہ رک گیا۔ زریاب بے چینی کا شکار لگا تھا۔ آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں جب ڈیڈ نے منع کیا ہے تو۔ ۔"۔۔ زریاب ایکدم بلند آواز میں بولا جبکہ حیدر آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا اور۔۔ اذان کو احساس ہوا وہ غلطی کر چکا ہے۔۔ تم سب صرف میرے دشمن ہو" ایکدم وہ بھڑکا۔۔ مجھے دنیا کے سامنے ذلیل کر دیا اسنے۔۔ وہ انسان جس کے بارے میں میں کچھ نہیں جانتا وہ مجھے دنیا کے سامنے پاگل ثابت کر چکا ہے۔۔ وہ مجھے یہ دھمکی دیتا ہے کہ میں اسکی خاک تک نہیں پہنچ سکوں گا اور تم مجھے میرے باپ کے درس دے رہے ہو" وہ بھڑکا زریاب کو بھی غصہ چڑھا۔ آپ کو اپنا اتنا بڑا

نقصان ہضم نہیں ہو رہا حیدر بھائی جو اسکی تلاش میں نکل کر اپنے ساتھ ساتھ ہم سب کا مقدّر ختم کرنا چاہتے ہیں" وہ بھی غصے سے۔ بھڑکا۔۔ پرو بلم ہی یہ ہے۔۔ میں میں ہوں تم تم سب ہو۔۔۔ مجھے تمھارے سے کوئی مدد نہیں چاہیے تم یہاں سے چلے جاؤ"۔ وہ سپاٹ انداز میں بولا۔ میں یہاں سے کہیں نہیں جا رہا اور نہ ہی میں آپ لوگوں کو کچھ کرنے دوں گا وہ آدمی خطرناک ہے اور"۔ زریاب یہ ناانصافی کر رہے ہو تم" اذان کی کاٹ دار آواز پر زریاب نے مڑ کر اسے دیکھا۔ ایک انسان اپنی زندگی میں مگن اور خوشحال اچانک اسکا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اور اچانک اسکے ایکسیڈنٹ سے اسکی میمری ایفیکٹ کرتی ہے۔۔ اور پھر ایک انسان جو اسے یاد نہیں۔۔ وہ اسکا سارا کریر۔۔ تباہی کر دیتا ہے تم اس آگ کو سمجھ رہے ہو کہ یہ انسان کو کس طرح جھلسا دیتی ہے۔ اپنا لائف سٹائل اپنا کریئر سیٹ کرنے کے لیے جی جان لگانے پڑتی ہے اور وہ زندگی جو۔۔ ایک شخص جیتا ایا ہے وہ چھوڑ کر۔۔ تمھاری جیسی زندگی نہیں گزار سکتا اور نہ ہی تم اسکے جیسی گزار سکتے ہو پھر تم کیوں اپنے بھائی کو یہ فیور نہیں دے رہے یہ بتا کر کہ کمال کون ہے"۔۔ اذان بولا حیدر کو اسکی سپورٹ کی ضرورت نہیں تھی نہ ہی اسے اچھا لگا تھا کہ وہ زریاب پر بولے۔۔ لیکن وہ مصلحتاً چپ رہا آخر کو وکیل تھا ایموشینلی جال ڈال رہا تھا اذان زریاب کے گرد وہ سمجھ رہا تھا۔ زریاب نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔ بھائی کمال کا کیس لڑ رہے تھے کمال کے بیٹے کا کیس۔۔ اسی وجہ سے اسنے دشمنی نکالی ہے اس سے زیادہ کمال کا بھائی سے یہ ہم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔ اب" وہ سرد نظروں سے دونوں کو دیکھنے۔۔۔ جبکہ اسکے اتنے معمولی سے انداز پر کہنے پر وہ دونوں

سیدھے جو ہوئے تھے جھاگ کیطرح بیٹھ گئے۔۔۔۔ کون سا کیس "حیدر نے سوال اٹھایا۔ مجھے علم نہیں آپکا کیس تھا آپ بہتر جانتے ہیں" زریاب نے صاف جھنڈی دیکھائی۔ حیدر لب دبا گیا اذان بھی پیچھے ہو گیا۔ لیکن یہ آپ کیا کر رہے ہیں جو ہو گیا سو ہو گیا آپ ٹھیک ہو گئے ہیں ڈاکٹر کامران پر آپکا سیشن ہے جس میں وہ آپکی حلات کے بارے میں بتائیں گے اپ خود جان جائیں گے آپ نے کتنا ریکور کیا ہے اب اس بات کو چھوڑ دیں حیدر بھائی وہ آدمی کچھ نہیں ہے"۔۔ زریاب بولا جبکہ حیدر مسکرا دیا۔۔ پھر بھی وہ بہت کچھ کر گیا۔"۔ حیدر تلخی سے بولا۔ جان تو میں گیا ہوں کہ اس بات میں کتنی حقیقت ہے لیکن میری نظروں میں تمھارا بھی مقام انھیں سب لوگوں جتنا رہ جائے گا جو ہمیشہ سے مجھے اکیلا چھوڑ کر۔۔ خوش ہوتے تھے"۔۔ وہ باپ پر طنز کرتا سر جھٹک گیا۔ آپ صرف بدگمان ہوتے ہیں میں سچ بتا چکا ہوں"۔۔ حیدر کا دل کیا اسکے سر پر کوئی چیز دے کر مارے۔ اگر اتنا ہی بے کار سچ تھا تو اس سے پہلے اتنا سسپینس کیوں بنا رکھا تھا اسکے گرد۔۔۔ خیر آمین ناشتہ لگاؤ" اسنے وہ فلیش اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈالتے امین سے کہا۔۔ اذان نے اسکی جانب دیکھا اور دونوں چپ ہو گئے جبکہ زریاب تو بے چین ہو گیا تھا نہ اسکے بعد اس سے کچھ کھایا نہیں گیا حیدر اپنا مزید نقصان کر لیتا۔۔ وہ بے چینی سے بیٹھا تھا جبکہ حیدر اسکی کیفیت کو محسوس کرتے اچانک ہی۔۔ کانٹا پلیٹ میں چھوڑ کر کھل کر ہنسا۔۔۔ یقیناً تم ڈیڈ کو یہ سب بتانے کے لیے بے چین ہو" اسنے سنجیدگی سے زریاب کو دیکھا انکے علاوہ آپکو کوئی روک نہیں سکتا" زریاب نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ مجھے نہ تم اور نہ ہی سالار مرتضی کوئی نہیں روک سکتا۔۔ میرے معمولات سے دور

رہوزار میں تم سے لڑائی نہیں چاہتا تم نے تو بھائی ہونے کا ثبوت نہیں دیا لیکن میں نہیں چاہتا میں اپنے بھائی کو اپنا نشانہ بناؤ" سرد انداز میں وہ بہت کچھ جتا گیا تھا جبکہ زریاب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔ پھر کچھ نہیں بولا۔۔ اسنے ناشتہ وہیں چھوڑا اور اٹھ کر چلا گیا حیدر سر تھام گیا۔ جبکہ اذان کو زریاب ناجائز ہی لگا تھا وہ اپنے بھائی کی مدد کر سکتا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ حیدر کس پوزیشن میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ غصے سے بھڑکتا وہ گھر میں داخل ہوا اور سیدھا کمرے میں چلا گیا جبکہ باہر عورتوں نے ایک شور مچایا ہوا تھا۔۔وہ گانا بجا رہی تھیں وہ خوشگپیوں میں مصروف تھیں جبکہ۔۔لاونج میں سے گزرتے ہوئے اسے سب نے دیکھا تھا۔۔ دیکھا تو روشانے نے بھی تھا لیکن اپنی مستی میں وہ سب بھولی بیٹھی تھی۔ عائشہ اہستگی سے ان سب کے بیچ سے اٹھ گئی۔ کل بارات کا فنکشن تھا اسے روشانے نے تمام فنکشنز میں بلایا تھا۔۔ وہ خود بھی یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی اور جب سے زریاب پسند کے ساتھ ساتھ اب طلب بنا تھا اور اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کیا ٹھیک کیا غلط۔۔۔ وہ اٹھی اور اسکے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی وہاں کام کرنے والے ایک بچے کو پکڑا اور اسکے ہاتھ اسکے کمرے میں فریش جوس بھجوا دیا وہ کچھ ہی فاصلے پر کھڑی منتظر تھی کہ وہ کیا ریسپونس دیتا ہے جبکہ زریاب جو بے حد پریشان تھا شاید اسے اس چیز کی ضرورت تھی اسنے حیرانگی سے گلاس تھام لیا۔۔ کس نے دیا" ابھی بات مکمل ہوتی ہی کہ عائشہ کو دیکھ کر اسنے گہیرہ سانس بھرا۔ یہ سب کرنے کی آپکو ضرورت نہیں تھی" وہ بولا جبکہ عائشہ ہلکا سا مسکرا دی۔۔ آپ کچھ پریشان تھے تبھی فریش جوس بھیجا کیونکہ اس سے ذہن

اچھا ہو جاتا ہے انسان سوچنے سمجھنے لگتا ہے" عائشہ بولی جبکہ زریاب اسکی تھیوری پر مسکرا دیا۔ چلو ٹرائے کر کے دیکھتے ہیں کتنا اثر کرتی ہے تمھاری بات" وہ بولا اور عائشہ پھولے نہ سمائی اسنے ایک سانس میں پورا گلاس ختم کر لیا۔۔ اور واقعی اسکا غصہ کم ہونے لگا۔ تھینکیو" وہ مسکرا کر گلاس ایکطرف رکھ گیا۔ اور اچانک روشانے کے قہقہے کی آواز آئی تو اسنے باہر جھانکا جسے یہ سب کرنا چاہیے اسے پرواہ ہی نہیں ہے" وہ بڑبڑایا جبکہ عائشہ تو گویا ساری سماعتیں رکھتی تھی بچی ہے بچپنے میں تو بہت کچھ کر جاتی ہے" وہ ہنسی۔ کیا مطلب بچی ہے پورا دماغ رکھتی ہے تم بھی اسی کی عمر کی ہو" وہ بولا عائشہ شرما ہی گئی لیکن وہاں سے گزرتے یہ منظر رمشہ نے دیکھ لیا وہ چونک گئی وہ اس لڑکی کو دو دنوں سے نوٹ کر رہی تھی کہنے کو تو وہ لڑکی روشانے کی دوست بن کر آتی تھی لیکن ہر وقت وہ گھر کے معملات میں گھسی رہتی تھی اور زریاب کے ارد گرد بھی کئی بار دیکھا تھا۔ اسنے اپنی بیٹی کو دیکھا جو بلاوجہ لڑکیوں کزنوں اور سہیلیوں کے بیچ ہنس رہی تھی۔۔ اور۔۔ گانے گا رہی تھی رمشہ کو روشانے کی لاپرواہی پر سخت غصہ چڑھا۔۔ تھا وہ لڑکی زریاب سے باتیں کر رہی تھی رمشہ بے چین ہو گئی اور کچھ دیر بعد وہ دوبارہ روشانے کے پہلو میں بیٹھ گئی۔ رمشہ غصے سے پلٹ گئی۔ ---------- تم کڑھ مغز ہو روشانے" رمشہ نے بیٹھی کو کمرے میں بلایا اور اسپر برہم ہوئی۔۔ ماما ہر بار یہ ہی کہتی ہیں" وہ منہ بسور گئی۔ بس روشانے بچپنا بہت ہو گیا ہے آگے تو تم نے اپنا گھر بسانا ہے اور اپنے شوہر پر تمھاری کوئی توجہ نہیں ہے کل بھی حمنہ نے مجھے بتایا کہ کچن میں زریاب آیا تو تم مزے سے شیلف پر بیٹھی رہی اور تمھاری وہ دوست

کیا نام ہے اسکا ہاں عائشہ اسنے زریاب کو پانی دیا"۔۔ روشانے اپنی ہنسی روکتی ماں کی باتیں سن رہی تھی۔ مما تو آپ مجھ سے کیا ایکسپیکٹ کر رہی ہیں جہاں زار ہوں میں وہاں کارپیٹ بن جاؤ۔ "۔ وہ لاپرواہی سے بولی۔ روشانے تم کیوں مجھے غصہ دلوا رہی ہو" وہ غصے سے بولی جبکہ روشانے نے سر جھٹکا۔۔ زار مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور وہ میرے علاوہ کسی میں انٹرسٹ نہیں لے سکتے تو آپ تمام باتوں کو بھول جائیں پیاری مما" اسنے بڑے مان سے کہا رمشہ نے گیرہ سانس بھرا۔ زریاب مرد بھی ہے اور وہ جس طرح کا ہے تم جانتی ہو اسے"۔ ہاں پتہ ہے دیانوسی ہیں" وہ ہنسی روشانے سنجیدہ ہو جاؤ۔ "۔ اسنے گھورا تو روشانے نے اپنے دانت سمیٹے او کے اب سنجیدہ کہاں ہیں میرے سر تاج میں انھیں ڈھونڈ کر انھیں پانی پلاتی ہوں" وہ گھوم کر بولی جبکہ رمشہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ اور وہ مزید اسکی کوئی سنے بنا ہی باہر کل گئ رمشہ کو اسکی بہت فکر تھی وہ بہت لاپرواہ تھی ہر چیز سے یہاں تک کے اپنے رشتے سے بھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشانے شرارتی نظروں سے ارد گرد زریاب کو ڈھونڈ رہی تھی اور وہ لون میں کسی سے بات کرتا دیکھائی دے گیا اسنے سب لوگوں کو پہلے دیکھا کہ کون کہاں ہے اور اسکے بعد پانی کا گلاس بھر کر سر پر دوپٹہ لے کر گھونگھٹ نکال لیا گھونگھٹ اسکے ہاتھوں تک ارہا تھا اور وہ پانی کا گلاس لے کر۔۔ لون میں اگئ زریاب لائٹس اور ڈیکوریشن والوں سے بات کر رہا تھا کل کی ارینجمنٹس بھی مرتضی ہاؤس کے لون میں تھی اور اچانک ہی روشانے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ سر تاج پانی نوش فرمائیں بول بول کر آپکا گلہ مبارک سوکھ ہو گیا ہو گا" وہ ایسے بولی کہ زریاب جہاں

حیران رہا وہیں وہ آدمی روشانے کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔ روشانے کی جانب دیکھا جو بے حد معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا رہی تھی جو کہ باریک دوپٹے سے دیکھ رہیں تھیں۔ زریاب نے ان آدمیوں کو روشانے کو اگنور کر کے فارغ کیا۔۔ روشانے یوں ہی کھڑی رہی وہ آدمی پاگل روشانے کو دیکھ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ زریاب سینے پر ہاتھ باندھ کر اسے دیکھنے لگا۔ کیا ہوا۔۔۔ آپ ہمارے ہاتھ سے نہیں لیں گے" وہ بولی۔۔ جبکہ زریاب نفی میں سر ہلا کر گلاس تھام گیا اور کچھ فاصلے پر پڑیں کرسیوں پر بیٹھ گیا۔۔۔ بڑی دیر سے خیال آیا۔۔ بیوی محترم" اسنے بھی اسی کی ٹون میں طنز کیا۔ روشانے البتہ کھکھلا دی۔۔ اور اپنا آنچل ہٹایا تو وہ حسن چہرہ اسکے سامنے آگیا۔۔۔ دیکھا میں نے کہا نہیں تھا آپ مجھ سے خفا ہو ہی نہیں سکتے ہیں اماں بھی نہ انھیں لگتا ہے `پ میرے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اور میں آپکو قابو میں کر لوں" وہ۔ مٹھیاں بھینچ بھینچ کر بولی۔ جبکہ زریاب۔۔ اسکی شکل دیکھنے لگا۔۔ اتنا مان کیوں ہے تمھیں مجھ پر میں نے دھوکا دے دیا تو" اسنے کہا جبکہ روشانے ہنس دی۔ آپکو میرے علاوہ کوئ نہیں مل سکتی یہ یاد رکھیے گا اور ہاں کل کی تعریف باقی ہے کتنے بے مروت ہیں آپ تو مجال ہو تعریف کی ہو کل کتنی محنت سے تیار ہوئ تھی میں" وہ بولتی جا رہی تھی۔ زریاب اس سے پہلے اٹھ کر اسکی بولتی بند کرتا سالار سامنے سے اندر ہی آرہا تھا اسکے ساتھ کبیر اور عارض بھی تھے وہ۔۔ سب آفس سے ہی لوٹے تھے یقیناً۔۔۔ بڑے پاپا"۔ ۔روشانے اچھل کر سالار اور کبیر کے سامنے پہنچی اور وہ رک گئے اس شرارتی لڑکی کو مسکرا کر دیکھا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔ زریاب پر سوچ ہو گیا کہ آیا کہ وہ حیدر کی بات اسے بتائے یہ

نہیں یہ وہ حیدر کی مدد کرے" وہ سوچنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہاسپیٹل میں داخل ہوا اور۔۔ رسیپشن پر ڈاکٹر کامران کا پوچھ کر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ ابھی دوسرے فلور پر پہنچا ہی تھا کہ۔۔ سامنے سے ہی لائبہ آتی دیکھائی تھی۔ تھکی تھکی سی وائیٹ ڈاکٹر کوٹ اور گلے میں سکیٹو سکوپ پہنے وہ ایک پوکٹ میں ہاتھ دیئے سر جھکے بے پرواہ سی چل رہی تھی حیدر اسے روک کر دیکھنے لگا وہ تھی ہی ایسی۔ اور ابھی لائبہ اس تک پہنچتی اور اسکے چوڑے سینے سے ٹکرا جاتی کہ تبھی بیچ میں ایک اور ڈاکٹر حائل ہو گیا۔ تھک گئیں ہیں میڈیم آپ" وہ ڈاکٹر خوش اسلوبی سے بولا۔۔ حیدر پیچھے ہی کھڑا تھا اور لائبہ اس ڈاکٹر کے اوٹ میں چھپ گئ تھی وہ ہلکا سا مسکرا دی۔ نہیں ڈاکٹر ارہم ہم بلکل ٹھیک ہیں البتہ آج آپکی سرجریز تھیں آپ ضرور تھک گئے ہوں گے" اسنے فارمل سے انداز میں کہا۔ یار میرا کیا ہے مرد ہوں سب جھیل جاؤ گا اپ تو ایک نازک سی لڑکی ہیں" وہ ہنسا لائبہ بھی ہنس دی نہیں ہم نازک نہیں نہیں ہیں لیکن شکریہ آپ نے ہمارے بارے میں سوچا" وہ آہستگی سے بولی۔۔ جبکہ اس ڈاکٹر نے۔ جھک کر لائبہ کے آگے یہ داد او صول کی تھی اور جیسے ہی ڈاکٹر جھکا۔۔ پیچھے سپاٹ نظروں سے لائبہ کو ہی گھورتا حیدر اسے دیکھائے دیا۔ وہ ایکدم سٹپٹا گئ اور پھر۔۔ خود کو سنبھالا اسنے جو خود سے وعدہ کیا تھا اسپر عمل کرنے کا وقت تھا دل میں آیت الکرسی پڑھنے لگی آخر کو حیدر جلاد سامنے کھڑا تھا کوئ عام انسان تو نہیں تھا ۔ ارہم سیدھا ہوا۔ کافی ؟" اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا اور۔۔۔ لائبہ نے ہمت مجتمع کرتے سر ہلا دیا۔ اوہ تھینکس آلوٹ" ارہم مسکرایا اور لائبہ چوری چوری نظریں اسپر ڈال کر۔۔۔

اسکے پاس سے ہی گزر گئ جیسے اسے جانتی تک نہ ہو۔۔ جیسے بلکل انجان ہو اسکے لیے اور وہ اجنبی بس پیچ رہ میں کھڑا ہو۔۔ حیدر نے شاکڈ ہوتے گاگلز اتارے تھے۔۔ وہ اس سے پہلے انکے پیچھے بڑھتا کہ ڈاکٹر کامران کے دروازے کے اگے ہی جما کھڑا تھاوہ باہر نکلے۔۔۔اوحیدر آؤ اندر آؤ" وہ پہچان کر بولے جبکہ وہ پیچھے ایک نگاہ دیکھ کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ بے کار سا انسان آپکا بیٹا ہے نہ" وہ چئیر گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ ڈاکٹر کامران نے اسکی جانب دیکھا۔۔ کون ارہم کی بات کر رہے ہو"۔ ۔ وہ پوچھنے لگے جی بلکل اسکو کہیں میری بیوی سے دور رہے۔۔" وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا بولا۔ ڈاکٹر کامران مسکرا دیے تم تو بلکل ٹھیک ہو گئے ہو" وہ ہنسے اور۔۔ سکرین گھما کر اسکے سامنے کی ارہم اور لائبہ کنٹین میں تھے۔ تمھیں نہیں لگتا تمھاری بیوی اپنی مرضی سے ہے یہاں" وہ اسکے فیس ایکسپریشن دیکھتے بولے۔ اسکی تو ایسی کی تیسی" وہ دانت پیس کر سوچنے لگا اپنی ویز۔۔ کیسے ہو" وہ سکون سے پوچھنے لگے۔ گدھا ہوں پاگل ہوں۔۔"۔۔ وہ چیڑ کر بولا ڈاکٹر کامران سے جب بھی ملا تھا اسی طرح بس دوسروں کو مرنے مارنے پر تلا رہتا تھا۔ مجھے لگتا ہے تمھیں محبت ہو گئ ہے"ڈاکٹر کامران بولے تو وہ اچانک انھیں دیکھنے لگا۔ کیا مطلب ہے"۔ تمھاری بیوی سے بھئ" وہ مسکرائے۔ معلوم نہیں محبت ہے فلحال تو میرا میٹر گھوم رہا ہے اور اسکی ذمہدار یہ آپکی ڈاکٹرنی ہے۔۔ جسے اپنا وکیل پن دیکھانا ہی پڑے گا یہ لڑکی مجھے اگنور کرے گی" وہ بھڑکتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ ڈاکٹر کامران ہنس دیے اور نفی میں سر ہلانے لگے ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیرانگی کی بات تھی وہ یہاں نہیں آیا تھا لائبہ کو

لگا تھا کہ وہ پہنچ جائے گا اسکا ہاتھ پکڑے گا کھینچ کر لے جائے گا وہ یوں ہی ڈر رہی تھی اور وہ اتنا لاپرواہ ہو گیا تھا کہ کچھ نہیں بولا۔ لیکن اسنے بھی اب توجہ نہیں دینی تھی بمشکل ہی سہی اسنے یہ بات سوچ لی تھی۔۔۔ ڈیوٹی سے آج جلدی آف لے کر وہ تقریباً سات بجے ہاسپیٹل سے باہر نکلی تو ارہم سامنے ہی تھا۔ اسنے گھیرہ سانس بھرا میں ڈراپ کر دوں"۔ جی نہیں۔۔ ہم چلے جائیں گے" وہ بولی اور اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا وہ۔۔ اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئ۔ اور خدا حافظ کہہ کر وہ گاڑی گھما کر باہر لے آئ۔۔ اپنے گھر کی راہ لی تھی۔۔ اور جیسے ہی وہ تیزی سے روڈ پر گاڑی چلا رہی تھی اچانک اسکے آگے ایک گاڑی اکر روکی اسکے اندر سے دو بندے باہر نکلے لائبہ ابھی کچھ سمجھتی ہی کہ ان دونوں بندوں کے لائبہ کی گاڑی کا دروازہ کھولا اسے باہر کھینچا اور اسے زبردستی نکال کر وہاں سے اپنی گاڑی میں ڈال لیا۔۔ لائبہ چلانے کی کوشش کر رہی تھی اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔ کسی کا بھاری ہاتھ اسکے لبوں کی آواز دبا گیا جبکہ۔۔ لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔ لائبہ نے اپنے ہاتھوں سے اس شخص کے ہاتھوں پر تھپڑ مارے اور اپنے ناخن اسکے ہاتھ کی پشت میں کھبو دیے اس شخص کے ماتھے پر ایکدم تیوری چڑھی اور اپنے پاس پڑی ہتھکڑی اٹھا کر لائبہ کے ہاتھوں میں ڈال دی وہ اب مطمئین تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

اچانک دیوار پر ایک احالہ محسوس ہوا جس نے اپنی عقابی نظروں سے ارد گرد دیکھا یہاں سکیورٹی سخت تھی لیکن وہ قدرے اندھیرے میں تھا۔ جبکہ گارڈز تھکے ہارے اونگنے میں مصروف تھے۔۔ اتنے گارڈز ہونے کے باوجود بھی۔۔

کوئی۔ اس کوٹھی کی دیوار پھلانگ گیا انھیں پتہ نہیں چلا شاید خالی گھر کے باہر ڈیوٹی دے دے کر وہ تھک چکے تھے تبھی لاپرواہ کھڑے تھے۔۔ وہ دیوار پھلانگ کر گھر کے لون میں کود چکا تھا۔ مکمل سیاہ لباس سیاہ ماسک سے چہرہ چھپائے سر پر سیاہ ٹوپی رکھے وہ۔۔ ادھر ادھر دیکھتا اندر جا رہا تھا۔۔ داخلی دروازے پر بیٹھا گارڈ سو رہا تھا وہ اسکے سامنے کھڑا ہو گیا سکون سے اسے دیکھنے لگا دو بار اسکے سامنے ہاتھ ہلایا اور اسکے بعد نفی میں سر ہلاتا وہ لمحوں میں اندر کہیں غائب ہو گیا جبکہ وہ گارڈ ایکدم اٹھا اور پھر سر کھجا کر دوبارہ اپنی بندوق تھام کر سو گیا۔ وہ اندر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جو اسنے فوٹیج دیکھی تھی۔۔ اسکے مطابق دوسرے فلور پر۔۔ کمال کی لائبریری تھی اسے اس خالی گھر کا اچار نہیں ڈالنا تھا صرف کمال کی لائبریری تک پہنچنا تھا۔۔ وہ اوپر سیڑھیاں چڑھ گیا نہ ہی وہ پولیس میں تھا اور نہ ہی کسی فوج میں اور یہ سب وہ کر بھی پہلی بار ہی رہا تھا کیونکہ اس سے پہلے تو ہر کیس کو سلجھانے کے لیے صرف اسکے آرڈرز ہی کافی تھے وہ کمال کی لائبریری میں داخل ہونے کے لیے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اندر جانے لگا کہ لائبریری لاک تھی اسنے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔ ادھر ادھر دیکھا ڈیم ایٹ" وہ بھڑکا۔ اب یہ دروازہ کیسے کھلے گا وہ پر سوچ ہوا۔۔ اور اسکی نظر اچانک ہی پاس پڑے واس پر گئی اسکے برابر ہی ایک نوکیلی لمبی سی چیز پڑی تھی وہ چور بلکل نہیں تھا لیکن اس وقت اسے اپنے سارے ہنر آزمانے تھے تقریبا دس منٹ اس لاک پر کھپ ماری تھی اسنے اور اسکے بعد دروازہ کھلا تو وہ اپنے ٹیلنٹ پر خود حیران رہ گیا۔ جلدی سے لائبری میں گھسا اور۔ دروازہ لاک کر لیا۔ یہاں اسے اپنے ہر سوال کا جواب مل جاتا۔۔۔ پندرہ منٹ میں پوری

لائبریری کا نقشہ بگاڑنے کے بعد اسنے ایک ایک چیز کو چھان مارا اور۔۔ لائبریری اب کم از کم لائبریری نہیں لگ رہی تھی اور اچانک ایک دراز کھولنے پر اسے اپنے نام کی فائلز نظر آئی۔۔ اور وہیں اسکا ہاتھ تھام گیا۔ چونک کر وہ فائل باہر کھینچی۔۔ اور اس فائل کو کھول کر سٹیڈی کرنے لگا۔ ۔یہ اسکی ہینڈ رائیٹنگ تھی یعنی یہ اسکی فائل تھی۔۔۔۔ اسکی رپورٹ تھی جو اسنے کمال کے متعلق جمع کی تھی اور وہ ساری فائلز سٹڈی کرتا چلا گیا دماغ کے دریچے کھلتے چلے گئے۔۔ ہر سوال کا جواب اسکے سامنے تھا۔۔۔ افنان کا قاتل تھا کمال اور جیسے اسکی ذہن کی سکرین پر کئی جھپاکے ہوئے اور کمال سے ہوئی پہلی ملاقات یاد آنے لگی اور پھر اپنا ایکسیڈنٹ یاداشت میں آیا کہ اسکا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا تھا۔ اور لائبہ سے نکاح اور جیسے بہت کچھ یاد آگیا جو وہ شاید بھلا چکا تھا وہ چیئر گھسیٹ کر اپنے اندر اٹھنے والے اشتعال کو قابو کرتا۔۔۔ فائل کے آخر میں اپنی تصویر پر لگا سرخ کراس کا نشان دیکھ کر مدھم سا مسکرایا کوئی ایسی کنفیوژن نہیں تھی جو اب اسکے ذہن میں جنم لیتی کوئی ایسی بات نہیں تھی جو وہ یہ محسوس کرتا کہ وہ لاعلم ہے کسی کی مدد کے بنا ہی اسنے یہ جان لیا تھا کہ اسکا دشمن ہے کون۔۔ لائبہ کے باپ کا قاتل۔۔۔۔ وہ سکون سے سوچنے لگا۔ لائبہ اسکی زندگی کے ہر موڑ پر کھڑی تھی ہر۔۔ مصیبت کے پیچھے اسی لڑکی کا ہاتھ تھا۔ دیکھا جاتا تو وہ برباد اسی کی وجہ سے ہوا۔۔نہ کمال اسکے باپ کا قاتل ہوتا اور نہ ہی حیدر اس کیس میں انولو ہوتا۔۔ اسنے گہرہ سانس بھرا لیکن اب تو دشمنی بن گئی تھی۔ اور دلی حالت لائبہ کے ساتھ پہلے جیسی کب تھی۔۔۔۔ اب وہ اس دشمنی کو پورا پورا نبھانے والا تھا وہ بھی حیدر کے اپنے سٹائل میں۔۔۔ اسنے جیب سے

موبائل نکالا اور اذان کو کال کرنے کے لیے نمبر ڈائل کیا وہ اسے انفارم کرنا چاہتا تھا کہ اسے ساری انفارمیشن مل گئ ہے۔۔ لیکن اذان نے کال اٹینڈ نہیں کی اور حیدر نے سر جھٹک کر وہ فائلز اٹھالی ابھی دو قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ جیسے۔۔ اس فائل پر پھر سے توجہ گئ۔۔۔۔ یہ فائل اسکے آفس میں ہونی چاہیے تھی پھر کمال کے پاس کیسے تھی۔۔۔۔ کچھ لمحوں میں ہی سر کو جھٹکا اس آدمی کے لیے اسکی یاداشت کے چلے جانے کا فائدہ اٹھانا کہاں مشکل تھا وہ باہر نکل گیا۔ اور جس طرح آیا تھا اسی طرح وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا لیکن فلحال اسکے پاس۔ ۔ تمام ثبوت تھے ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کرسی پر بندھی ہوئی تھی کسی نے رسی سے اسے کرسی پر باندھ دیا تھا اسکا دل پتے کیطرح کانپ رہا تھا۔ یہ کون تھا جس نے اسے اٹھالیا تھا ۔۔۔۔ آنکھوں سے آنسو متواتر بہنے لگے وہ اپنے آپ کو جھٹک جھٹک کر چھڑوانا چاہ رہی تھی جبکہ دوسری طرف کوئ اسکی اس حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔ سینے پر ہاتھ باندھے وہ سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔ حیدر" بے ساختہ بچوں کیطرح روتے اسنے اسے پکارہ اور حیدر کو لگا اسکے وجود میں سرشاریت سی بھر گئ ہو۔۔ وہ اسکا حسین پریشان چہرہ دیکھنے لگا ویسے تو وہ کافی غصے میں تھا اسے لے کر تبھی سزا کے طور پر اسنے اسے سوئمنگ پول کے پاس باندھ دیا تھا اپنے کام نپٹا کر وہ دوبارہ اسکے سامنے تھا اور جب پریشانی اور مشکل میں اسنے اسے پکارہ تو وہ کافی خوش ہوا تھا۔۔ وہ اسکے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا جھکا تو چہرہ بلکل سامنے تھا حسین آنکھوں کو رومال کی مدد سے باندھا گیا تھا جبکہ ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھی اگر یہ کسی رومانوی فلم کا منظر ہوتا تو غلط نہیں تھا۔۔ کیونکہ اسکے اندر اس وقت

لائبہ کو چھو لینے کی طلب مچل رہی تھی جس طرح اسنے اسے پکارہ تھا۔ حکم کرو"۔۔ آہستہ سے اسکے کان کے نزدیک وہ بولا اور لائبہ چوکنا ہوئ ایکدم اسکے آنسو تھم گئے وہ آواز کے تعاقب میں دیکھنے لگی ح۔۔حیدر آپ آپ نے ہمیں۔ " وہ غصے سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے لگی کیا جھٹکتی ہتھکڑیوں نے گرفت ہی ایسی باندھی ہوئ تھی۔۔ کڈنیپ کر لیا ہے " وہ مزے سے بولا اور اسکی ادھوری بات مکمل کی۔ کیوں" وہ غصے سے بولی۔۔ اور سر جھٹکا کیونکہ اندھیرے نے اسکی آنکھیں ہی دھندلا دیں تھیں۔ حیدر نے آرام سے اسکی آنکھوں پر بندھی پٹی کو کھول دیا ریشمی پٹی اسکی گود میں جا گیری۔۔۔ لائبہ نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ اسکی چاہت تھی دل میں بس اچھی لگ رہی تھی۔۔ وہ اس وقت بے بس اسکے قابو میں بیٹھی۔۔ میری بیوی ہو تم جب آوارہ ہو گی تو میرا حق ہے میں تمھیں اٹھا کر سبق سیکھاو" اسنے دوسری چیئر کھینچی اور اسکے سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا۔ جبکہ جیب سے سیگریٹ نکال کر لبوں میں دبالی۔۔ وہ سکون سے دھواں اڑاتا اسکی حیران نظروں کو دیکھ رہا تھا کیسا سبق ہم نے کیا کیا ہے اور اور ہم آوارہ ہیں " وہ شکواہ کن ہوئ۔۔۔ ہاں " اسنے سیگریٹ کی راخ کھڑکی اور ذرا غصے سے دیکھا۔ جب تمھیں منع کیا ہے تم کسی ایرے غیرے سے مت بولا کرو تو تمھاری بیوقوف کھوپڑی میں یہ میری بکواس بیٹھتی کیوں نہیں" اسنے اسکے سر پر انگلی سے دباؤ دیا تھا۔ کھولیں ہمیں ہم نے جانا ہے یہاں سے آپ۔۔ کون ہوتے ہیں ہم سے یہ سوال کرنے والے ہماری مرضی ہم جس مرضی سے ملیں اپ تو ویسے بھی نفرت کرتے ہیں۔۔ ہتھکڑیاں کھولیں۔ " وہ بھڑکتی ہوئی بولی۔۔۔ جبکہ حیدر

سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ ضروری ہے نکاح کر کے تمھیں اس گھر میں لاؤ اور اسکے بعد اپنے کمرے میں اور اپنے بستر کی رونق بناؤ تب جا کر تمھیں احساس ہو گا کہ تم حیدر مرتضی کی ملکیت ہو جبکہ شادی کا شوق بھی تمھیں مجھ سے تھا مجھے تم سے نہیں" وہ بولا جبکہ لائبہ کا چہرہ اسکی بے باکی پر ایکدم سرخ ہو گیا۔۔ حیدر ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے"۔۔ مسز حیدر آپ ہم سے لڑ بھی نہیں سکتی اپنے آپ کو دیکھیں۔۔ کسی بیماری کا شکار لگتی ہیں" وہ طنزیہ مسکرایا لائبہ کا منہ ہی کھل گیا۔ وہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔۔ سب یاد ہے مجھے آپ نے آخری بار کیا کہا تھا۔۔ کہ آپ مجھے کبھی نہیں اپنائیں گے تو بہتر۔۔" ایکدم وہ رکی۔ ہاں یہ ہی حل تھا اس بات کا۔۔۔ بہتر ہے کہ آپ مجھ۔۔۔" کہنا بہت مشکل تھا نم نظروں سے وہ اپنے الفاظوں کو مکمل کرنے کی تگ و دو میں تھی۔ کہ آپ مجھے طلاق دے دیں اور اور جس لڑکی سے آپ چاہتے ہیں شادی کر لیں۔۔ علیشبہ سے" اسنے اوپشن بھی دے ڈالا۔ یہ اس وقت حیدر جانتا تھا یہ شاید اسکا خدا کہ اس وقت اسے لائبہ کی نہایت فضول ترین بکواس کتنی بری لگی تھی ہاں یہ اسکے ہی اپنے الفاظ تھے لیکن اسے سخت زہر کی مانند لگے تھے یہ الفاظ۔۔۔۔۔ اسنے سگریٹ کا گھیرہ کش بھرا اور سیگریٹ کو پول میں پھینک دیا۔۔ میرے طلاق دینے کے بعد کیا کرو گی تم" اسنے بالوں میں ہاتھ پھیرہ اور نہایت سرد لہجے میں پوچھنے لگا۔ ہ۔۔ ہم بھی کسی اور سے شادی" آہ حیدر" اسکا چہرہ ایکدم جکڑتے وہ اسے غصیلی نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ تمھارا دماغ درست کرنا واقعی ضروری ہو چکا ہے۔۔ لائبہ حیدر۔۔۔ تمھارے اس ویسٹ بھیجے میں میری بات سمجھ نہیں آتی۔"۔۔ اسنے بھڑکتے ہوئے پینٹ کی جیب سے چابی نکالی اور اسکی

ہتھکڑیاں کھولیں۔۔ اور۔۔ رسیوں کی مظبوط گرفتار سے اسکے وجود کو آزاد کراتا وہ کھینچتا ہوا اسے وہاں سے باہر کی جانب لے جانے لگا۔ حیدر "لائبہ پریشانی سے بولی اسکے ہاتھ کی گرفت کسی اچھے سگنل کی گواہ نہیں تھی۔۔ جبکہ حیدر اسے گھسیٹ کر گاڑی تک لایا اور اسنے اسے زبردستی گاڑی میں دھکیل دیا۔۔ گاڑی کو ایک سو بیس کی سپیڈ میں اسنے چلتے روڈ پر ڈرائیو کیا تھا اور لائبہ کو لگا اسکی روح ہی نکل جائے گی اتنی ٹریفک میں اتنی تیز سپیڈ پر۔۔ وہ سات منٹ میں مرتضی ہاؤس کے باہر موجود تھے اور اسی طرح بھڑک کر۔۔ وہ اسے کھینچتا ہوا مرتضی ہاؤس میں داخل ہوا۔۔ مرتضی ہاؤس میں شادی کی وجہ سے کافی لوگ تھے۔۔ زیمل اور آیت نے ہی سب سے پہلے دونوں کو دیکھا تھا زیمل دوڑ کر اس تک پہنچی تھی لوگ باتیں بناتے کیونکہ جس انداز میں اسنے اسے پکڑا ہوا تھا اور لائبہ کا حلیہ اور آنکھوں میں آنسو۔۔۔ یہ اللہ خیر کیا ہوا ہے آپ دونوں کو" وہ بولی۔۔ ڈیڈ کہاں ہیں" حیدر نے سپاٹ نظروں سے پوچھا کمرے میں مگر"۔۔ اور حیدر کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ جبکہ۔۔ زیمل اور آیت ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں۔ حیدر سالار کے کمرے میں ایکدم داخل ہوا تو وہاں عارض کبیر اور زین بھی موجود تھے۔۔ وہ تینوں ایکدم کھڑے ہو گئے جبکہ سالار صوفے پر بیٹھا تھا سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔ شادی کرنی ہے مجھے آپکی لاڈلی سے۔۔ اور ان صرف اسکا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے۔۔" اسنے بھڑک کر اسکا ہاتھ چھوڑا۔۔ لائبہ۔۔ کو ایکدم زین نے پکڑا۔۔ یہ کیا طریقہ ہے حیدر بیوی ہے وہ تمھاری" کبیر کو غصہ آیا تھا میں ڈیڈ سے بات کر رہا ہوں۔ ۔ مجھے شادی کرنی ہے ڈیڈ""۔۔ وہ پھر سے بولا۔ جبکہ سالار۔۔ اسکے مقابل کھڑا ہو گیا۔ اسکی

آنکھوں میں دیکھنے لگا ہلکا سا مسکرایا۔۔ وائے ناٹ سن۔۔ اس میں اتنا بھڑکنے والی کیا بات ہے۔۔ لائبہ تمھاری ہی ہے۔۔ پھر یہ پیشانی پر پسینہ کیسا" وہ حیدر اور لائبہ کے نکاح سے لے کر اب تک اسی بات کا تو منتظر تھا اور جب اپنے منہ سے حیدر یہ بات کہہ رہا تھا تو سالار سو فیصد ہاتھوں ہاتھ لینے والا تھا کہیں وہ۔۔ یاداشت کا مارا بھول ہی نہ جاتا لیکن سب کی غلط فہمی تھی کہ اسے یاداشت کا کوئ مسلہ تھا۔۔ حیدر نے سر ہلایا اور ذرا گھور کر لائبہ کو دیکھا۔ لیکن تمھارا حق نہیں بنتا تم میری لاڈلی کے ساتھ ایسا سلوک کرو اور سب سے اہم بات ہے حیدر۔۔ اب لائبہ اگر چاہے گی تب ہی میں تمھیں گھوڑی چڑھاؤ گا" سالار نے بات لائبہ پر ڈالی اور اپنے غصے اور عزت نفس اور آنا کے مارے ہوئے بیٹے کو اگنور کر کے لائبہ کی جانب دیکھا۔ ہاں یہ ٹھیک کہا ہے بھیا نے لائبہ ہی فیصلہ کرے گی "۔ زین بھی بولا۔ ہم نے نہیں کرنی کوئ شادی ان سے خاص کر" وہ پہلی بار سب کے سامنے غصے سے بولی تھی۔۔ حیدر سمیت وہاں سب شاکڈ رہ گئے تھے۔ ہم جا رہے ہیں"۔۔ وہ نروٹھے لہجے میں کہتی وہاں سے نکل گئ حیدر نے باپ کی جانب دیکھا۔ م۔۔۔ میں ٹانگیں توڑ دوں گا اس کی"۔۔ وہ بھڑکا۔۔ بس یہ ہی وجہ ہے بیٹے تمھاری شادی نہ ہونے کی" عارض نے افسوس سے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا وہ چاروں ہی اسکی حالت سے محظوظ ہو رہے تھے۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا آپ نے اس سے کیوں پوچھا ہے میں شادی کرنا چاہتا ہوں اتنا کافی نہیں ہے" حیدر نے عارض کو گھورا تھا۔ نہیں پہلے اپنا رویہ درست کرو اور اسے مناؤ پھر شادی شادی کھیلنا"۔ سالار بولا جبکہ وہ لائبہ کے جواب سے کافی مطمئین ہوا تھا۔ اگر وہ مان گئ تو شادی کر لینا"۔۔ زین بھی ہنسا۔ چیڑ رہے ہیں نہ

آپ سب مجھے دیکھ لوں گا میں سب کو۔ "وہ دانت پیس کر بولا۔ پہلے جا کر اسے دیکھے جو دی گریٹ بیرسٹر حیدر مرتضی کو ریجیکٹ کر چکی ہے "کبیر نے بھی اسکی دکھتی رگ دبائی حیدر آنکھیں سکیڑ کر دیکھنے لگا۔۔ یہ منہ پر ہاتھ پھیرا میں نے بھی ایک رات میں اسکے منہ سے نکلوانہ لیا نہ حیدر اور بس حیدر تو نام حیدر سالار مرتضی نہیں "وہ جتاتی نظروں سے بے باکی سے چاروں کو شرمندہ کرتا وہاں سے نکلا تھا شرمندہ نہ ہو میرے بھائی یہ تیرا ہی بیٹا ہے تیری زبان بھی بریکوں کے بغیر تھی "۔ کبیر نے سالار کا شانا تھپتھپایا تو عارض اور زین کا قہقہہ ابھرا۔۔ حیدر بھاگتا ہوا نیچے اترا۔۔ تو۔۔ زیمل کی جانب بڑھا۔ آپ نے اپنی بہو کو دیکھا ہے کہیں "۔۔ اسنے سوال کیا جبکہ نگاہیں اسے تلاش رہی تھی ۔ دوسری طرف زیمل کو تو وہ گھر میں چلتا پھرتا ہی بہت اچھا لگتا تھا۔۔ اسکے ہونے سے ایک الگ ہی رونق لگتی تھی۔۔ کیا بات ہے آج کچھ زیادہ ہی توجہ ہے میرے بیٹے کی میری بہو پر "۔۔ زیمل مسکرائی مام اب اپ بھی ٹانگیں کھینچیں گی میری "۔ حیدر عاجز آیا۔ جبکہ زیمل ہنسنے لگی کیونکہ سالار کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر تسلی ہوئی تھی کہ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔۔ ہو گی یہیں کہیں کیا ٹنشن ہے آپ بیٹھو کچھ کھاؤ "۔۔ زیمل نے اسکے ہاتھ میں کھیر کی پیالی دی وہ بچپن سے ہی کھیر کا شوقین تھا۔۔ حیدر ابھی کھیر کا چمچ منہ میں بھرتا کہ سالار ہی آواز پر اوپر دیکھنے لگا۔ حیدر صاحب ایک رات کی بات ہے لگتا ہے نام ڈبونا ہے تم نے میرا "۔ وہ شیخ کرتا آنکھوں کو جنبش دیتا بولا تھا حیدر نے چمچ پیالی میں ہی پٹخ دی۔۔ کیسا شوہر ہے ماں آپکا۔۔ بس پوری دنیا میں یہ ہی آدمی ملا تھا شادی کے لیے "۔۔ حیدر نے زیمل کے ہاتھ میں وہ پیالہ تھما دی۔ جبکہ سالار شانے آچکا گیا۔ حیدر

ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔اب وہ کہاں گئ ہو گئ۔۔۔ نکھرا تو دیکھو کیسے انکار کر گئ۔۔ اچانک اسکی نگاہ۔۔لاونج کے بیچم بیچ پڑے مائیک پر گئ وہاں ڈھولکی۔۔ اور مختلف سامان پڑا تھا خواتین کا شاید وہ اس میں گانا گاتی رہیں تھیں اور اب تھک کر ادھر ادھر ہو گئ تھیں اسنے وہ مائیک اٹھالیا۔ سالار زیمل کے شانے پر ہاتھ پھیلائے کھڑا اسکے کارنامے ہی ملاحظہ کر رہا تھا حیدر نے مائیک چیک کیا اور۔۔ ایکدم چلایا لائبہ 😂😫"۔ اسکی لائبہ کی پکار نے مرتضی ہاؤس کی درو دیوار کو ہلا دیا تھا زیمل تو کان ہی ڈھک گئ لائبہ جو منہا کے کمرے میں آ گئ تھی اپنی نام کی پکار پر ایکدم اچھلی روشانے نے شرارتی نظریں اسپر اٹھائیں اور ایکدم وہ ساری کزنیں سہلیاں اور لڑکیاں باہر دوڑیں تھیں اور منہالائبہ کو بھی گھسیٹ کر باہر لے آئ۔ جبکہ نور بھی کمرے سے باہر اگئ تھی چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئ۔۔حیدر کو دیکھ کر۔۔ اسنے ڈھولکی گلے میں ڈال لی تھی اور ڈھولکی کو پیٹ ڈالا۔ وہ سب اوپر سے اسے دیکھ رہیں تھیں رشک بھری آنکھیں تھیں لڑکیوں کی اس پر یہاں تک کے عائشہ بھی حیدر کو دیکھ رہی تھی وہ تھا ہی ایسا اور اس وقت بلیک ڈریس شرٹ بلیک پینٹ اور فولڈ بازو کے ساتھ وہ بکھرے بالوں میں چاند کیطرح چمکتا ان ہزاروں میں سے اس ایک کو دیکھ رہا تھا جو سنجیدہ تھی۔ کیا ہوا حیدر بھیو۔۔ آپ ڈھول والے کیوں بن گئے۔" یہ روشانے تھی زریاب تو باہر گیا ہوا تھا فلحال۔۔۔۔ سب لڑکیاں ہنسنے لگی۔ تم سب اپنے کان بند کرو مجھے اپنی بیگم سے کچھ کہنا ہے" وہ ایک آنکھ دباتا بولا لائبہ کا چہرہ انار کی مانند سرخ ہو گیا تھا وہ اب بھی مائیک میں بول رہا تھا سب کے ہوٹنگ شروع کر دی تھی نسوانی قہقوں نے مرتضیٰ ہاؤس میں ایک سما بنا دیا تھا۔ تمھیں

اپنی بیگم سے بات کرنی ہے تو کمرے میں جا کر کرو یہ ڈھول باجے کیوں بجا رہے ہو"۔۔نور بولی۔۔ تو حیدر کہاں کنفیوز ہونے والی چیز تھی۔۔۔ آپ لوگ میرا ٹائم ویسٹ کر رہے ہو۔۔"۔۔وہ منہ بنا کر بولا پھر سے سب ہنسنے لگے عارض کبیر زین رمشہ نیناں آیت سب دیکھ رہے تھے۔۔ اچھا بھئ سب کان بند کر لو" منہا نے کانوں میں انگلی ڈال لی۔ آپی" لائبہ کے تو پسینے چھوٹ گئے۔۔ معلوم نہیں وہ منہ پھٹ کیا کہہ دے۔۔ نہیں ایسی بھی و لگر بات نہیں کرنے والا آپ لوگوں کے سامنے کیوں کروں گا میں۔۔ فلحال کے لیے بس اتنا ہی"۔۔ مجھ سے شادی کرو گی". وہ گنگنایا جبکہ ڈھولکی بھی پیٹ ڈالی روشانے نے تالیاں بجا دیں جبکہ سب ہنستے ہوئے تالیاں بجا رہے تھے۔۔ اور لائبہ کو لگا وہ کھڑی نہیں ہو پائے گی وہ اتنا شرمندہ ہو گئ تھی۔۔ اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔ حیدر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ بولو لائبہ"۔۔سب اسے جھنجھوڑنے لگے جبکہ۔۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کچھ شرم سے کچھ بولا نہیں گیا تو وہ پلٹ کر کمرے میں بھاگ گئ۔۔ حیدر گھورنے لگا تھا اتنی محنت اور اتنی بات کرتی دیکھنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ پتہ نہیں لڑکیاں شرماتی کیوں ہیں" سر جھٹک کر اسنے ساری چیزیں پھینک دیں۔۔۔۔سب کے چپ ہونے کے بعد سالار کا قہقہہ ابھرا تھا حیدر تو تپ ہی گیا۔ باپ نہیں دشمن ہیں آپ میرے" اسنے کھیر کی پیالی کھینچ لی اور صوفے پر بیٹھ گیا زیمل کا بس نہیں چلا تھا اسنے اسپر سے ہزار ہزار کے نوٹ وار کر ملازمہ وہ تھما دیے۔۔ کر دیے میرے پیسے ضائع" سالار بولا تو۔۔زیمل نے گھورا۔۔ بزرگو آج پہلی بار حلال ہوئے ہیں۔"۔حیدر بولا تو زیمل نے اسکی پیشانی چوم لی وہ کھیر کھاتے ہوئے مسکرا دیا۔ تو تم ہار گئے"۔۔ سالار نے پھر سے پنگا لیا۔

یہ کس نے کہا ہے حیدر رہار نہیں سکتا یہ بات سمجھ جائیں" اسنے جیسے بہت کچھ جتایا تھا۔۔ سالار نے شانے آچکا دیے۔ ایک لڑکی پٹ نہیں رہی بول کیسے رہا ہے"۔۔ سالار کبھی تو باپ بن جایا کریں بلکل اسکے ہاں ساتھ کے لڑکے بن کر اسے تنگ کرتے ہیں" زیمل نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ تمھارا بیٹا ایک لڑکی سے اقرار نہیں نکلوپارہا اور باتیں تم مجھے سنارہی ہو بلکل اپنی ماں پر گیا ہے مجھ پر جاتا تو۔۔" وہ رک گیا زیمل کی جانب دیکھا۔ زیمل نے تو اسکیطرف دیکھا بھی نہیں۔۔۔ تو۔۔۔۔ زیادہ معنی خیز پولس مارنے کی ضرورت نہیں۔۔ اس عمر کی ٹھرک۔ پر لوگ شرم کرتے ہیں۔۔ اور یہاں ہمارے والد صاحب۔"۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتا کھڑا ہو گیا تھا۔۔ حیدر آپ جارہے ہو۔۔۔۔ زیمل سمیت سالار بھی اسکی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ حالانکہ وہ جانے کے لیے ہی اٹھا تھا لیکن پہلی بار ماں سمیت باپ کی آنکھوں میں بھی اداسی دیکھ کر۔۔۔ اسنے لمحوں میں فیصلہ بدل دیا۔۔ شادی کرنے نکلا تھا ما م گھر سے اور ایک بار جو کام شروع کر لوں پورا کر کے رہتا ہوں انکی چہیتی کا شکار جب تک نہیں کروں گا واپس نہیں لوٹوں گا اب تو یہیں ہوں۔"۔۔ وہ سکون سے دھپ کر کے گیرا۔ بے شرم" زیمل شرمندہ سی ہوتی۔۔ اسکے شانے پر ہنستے ہوئے تھپڑ لگا گئی۔ کچھ اور ہے کھانے کو" حیدر کی بھوک کھل گئی تھی۔۔ زیمل جلدی سے اٹھی تھی۔۔ سالار نے اسکی جانب دیکھا۔۔ پھر گھڑی کیطرف دیکھا وہ معنوں میں اسے جیتا رہا تھا وقت جارہا ہے۔۔ اور لائبہ کے منہ سے اقرار نہیں ہوا ۔ حیدر ہنسنے لگا تھا سالار بھی ہنس دیا ۔

-------------------- وہ گھر لوٹا تو کافی حد تک تھک چکا تھا

۔ باتھ لے کر روم میں آیا اور۔۔ ابھی بستر پر لیٹتا کہ اچانک اسکے موبائل پر لگاتار کافی میسیجز بجنے لگے ۔ اسنے موبائل اٹھا کر دیکھا تو نمبر اسکے ڈیل میں فیڈ نہیں تھا۔ تھوڑا توقف سے اسنے میسیجز اون کیے تو وہ کافی ساری ویڈیوز تھیں ۔۔۔ جس کی بھی تھیں لوڈ ہونے میں ٹائم لگا تھا اور پھر جب ویڈیوز کھولیں تو زریاب کی نگاہیں دنگ رہ گئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں دنگ رہ گئیں شاکڈ نگاہوں سے وہ ویڈیوز دیکھ رہا تھا۔۔ جن میں روشانے کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔۔ روشانے کہیں صارم کے ساتھ تھی تو کہیں کسی اور مرد کے ساتھ کوئی کہیں اسکا دوپٹہ ٹھیک کر رہا تھا وہ کہیں کسی کے ساتھ کھڑی ہنس رہی تھی وہ گیرنے لگی تو کہیں صارم نے اسے تھام لیا کہیں صارم نے اسکی تعریف کی۔ کئ ویڈیوز یونیورسٹی کی بھی تھیں یونیورسٹی میں وہ کسی لڑکے کے ساتھ کلاس میں کھڑی اکیلی بات کر رہی تھی کسی نے اسکا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ اور سب سے خاص۔ شاہزیب پروفیسر کے روم میں وہ سکون سے بیٹھی چارٹ کھا رہی تھی جب کہ وہ اسے دیکھ رہا تھا زریاب نے موبائل ایکطرف پھینک دیا۔۔ اسکی آنکھوں میں خون سا اترا تھا۔ اسنے دانت پیس لیے۔۔ اور موبائل فون پاور آف کر کے وہ لیٹ گیا ہاں نیند تو نہیں آنی تھی مگر جو بھی تھا وہ انگاروں پر سلگنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور یہ ہی نہیں کہ یہ ویڈیوز زریاب کے پاس گئیں تھیں اسکے گھر کے ایک ایک فرد کے موبائل پر روشانے کی ویڈیوز تھی۔۔۔ یہاں تک کہ اگلا دن رمشہ روشانے کے روم میں داخل ہوئ اور اسے کھینچ کر اٹھایا اور کئ تھپڑ اسکے چہرے پر مار دیے وہ خود بھی بری طرح رو رہی تھی۔ روشانے سمجھ نہ سکی کہ وہ اسے کیوں مار

رہیں ہے۔ ماما" نم لہجے سے اسنے ماں کی جانب دیکھا۔ کیا ہے یہ سب "رمشہ نے بھڑک کر غصے کی شدت سے اسکے منہ پر موبائل کھینچ کر مارا اسکے گال پر موبائل لگا تھا وہ ایکدم اپنا چہرہ پکڑ گئ۔۔ دیکھو اسے روشانے کیا ہے یہ سب" وہ اسکی پرواہ کیے بنا چیخی روشانے نے موبائل اٹھا کر ان تصویروں کو ان ویڈیوز کو دیکھا اور اسکی آنکھیں پھٹ گئ۔۔ وہ نفی میں سر ہلاتی پھولتی سانسوں میں ماں کو بے یقینی سے دیکھنے لگی ی۔۔۔یہ یہ سب کیا تھا وہ تو نہیں جانتی تھی وہ واقعی کچھ نہیں جانتی تھی ما۔۔۔ما میں ۔۔۔ یہ سب "۔۔روشانے کے پاس الفاظ نہیں تھے اور اچانک رمشہ کے سیل پر اسی نمبر سے دوبارہ کلک ہوا اور جو تصویریں سامنے آئیں رمشہ کی چیخی نکل گئیں۔ روشانے" وہ دھاڑی روشانے شاکڈ نظروں سے موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔۔ کسی مرد کے ساتھ نازیبہ حلیے میں وہ۔۔۔ وہ ایسی تو نہیں ہے اسنے ایسا تو کبھی نہیں کیا وہ۔۔ سمجھنا ہی چاہ رہی تھی کہ رمشہ کے تھپڑوں نے اسکا چہرہ سجا دیا۔ ما۔۔۔۔ما یہ میں میں نہیں ہوں میں خدا کی قسم کھاتی ہوں میں میں کیسے ہو سکتی ہوں یہ۔۔ اللہ کی قسم میں نہیں ہوں یہ میں" جبکہ رمشہ خود روتے ہوئے اسے اتنا مار رہی تھی اور تبھی زین کمرے میں داخل ہوا اسکے ہاتھ پہلی بار کانپ اٹھے روشانے کو جن بے یقین نظروں سے وہ دیکھ رہا تھا روشانے چکرا گئ یہ سب کیا ہے" اسنے بیٹی سے نہیں رمشہ سے پوچھا تھا جس پر گڑھوں پانی پڑا اور۔۔ روشانے پتے کی طرح لرز کر رہ گئ۔۔ یہ کیا ہے" زین کی دھاڑ جیسے سارے گھر میں گونج کیطرح دوڑی تھی۔۔۔ شیری بھی اپنا موبائل کانپتے ہاتھوں سے لے کر آیا تو زین نے موبائل کھینچ لیا اسکی بیٹی بے پردہ ہو رہی تھی روشانے ایسے بیٹھی

تھی جیسے لمہوں میں لٹ گئ ہو۔۔ رمشہ اسکی سنے بنا اسے پھر سے مارنے لگی۔۔ میں سچ کہہ رہی ہوں یہ میں نہیں ہوں" اسکو اپنی حمایت بھی بے کار لگی جیسے بلکل بے وزن ہو جیسے ان تمام تصاویر میں وہ خود کو بنا لباس کے وہ کسی مرد کے ساتھ کیسے۔۔ اسکی پوری زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا تھا پھر یہ سب کیا تھا۔ دوسری طرف۔۔ سالار۔۔ کبیر۔ عارض۔۔ اور ساتھ ساتھ۔۔ آیت نیناں منہانور یہاں تک کے زیمل بھی۔ روشانے کے کمرے میں جمع ہو چکے تھے۔۔ زین بے یقینی سے بیٹی کو دیکھ رہا تھا روشانے کے پاس گنجائش نہیں تھی کہ وہ سانس لے پاتی۔۔ سب حیران حونک کھڑے تھے کوئ موبائل کی سکرین کی جانب نہیں دیکھ پا رہا تھا اور اچانک وہ اٹھ کر بھاگی اور سب سے موبائل کھینچ لیے یہ میں نہیں ہوں میں نہیں ہوں آپ سب میرا یقین کریں میں غلیظ نہیں ہوں میں نے کچھ نہیں کیا میں نے کبھی ایسا کوئ کام نہیں کیا جس سے بابا شرمندہ ہوں یہ یہ میں نہیں ہوں میں سچ کہہ رہی ہوں بابا ماما بڑے پاپا" وہ بے دم رہ گئ سالار وہاں سے نکل کر جا چکا تھا زیمل بھی چلی گئ۔۔ جبکہ کبیر اور عارض کو بھی وہاں کھڑے ہونا بے فائدہ لگا اس وقت سب ایسے تھے مانو کے منہ میں زبان نہ ہو۔۔ اور زین بھی اس اعتبار کے اٹھنے پر مردہ قدموں سے باہر نکلنے لگا بابا" وہ لیکی کانپ رہی تھی زرد ہو گئ تھی جبکہ زین نے اسے جھٹک دیا۔ یہ یہ سچ نہیں ہے" اسنے مدھم لہجے میں کہا اور زین نے پہلی بار بیٹی کے منہ پر تھپڑ کھینچ کر مارا۔ تو اور کون ہے ان وحیات فحش تصاویر میں میری بیٹی زین مرتضی کی بیٹی ایک عزت دار گھرانے کی لاڈلی بیٹی میرے لاڈ پیار نے تمھیں اتنا نیچا گیرہ دیا اگر اتنا ہی گیرنا تھا تو شادی کا کہہ دیتی مجھے"۔۔ روشانے لبوں پر ہاتھ رکھتی

دور ہوتی گئی۔۔ یہ وہ کیا بول رہا تھا اسکا باپ اسے کیا کہہ رہا تھا۔ جبکہ رمشہ نے زین کے شانے پر ہاتھ رکھا تمھاری تربیت تھی ہی غلیظ" نفرت سے پھنکارتے وہ رمشہ کو بھی دھکیل کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اور رمشہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔ بابا بابا یہ میں نہیں ہوں میں قسم اٹھاتی ہوں میں ایسی نہیں ہو۔ بابا میری بات سنیں بابا" وہ باپ کے پیچھے دوڑی جبکہ زین سلگ رہا تھا جل رہا تھا اسکی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں۔ پہلی بار بھیگ گئیں تھیں۔۔ وہ بھاگ رہی تھی باپ کے پیچھے اپنی سچائی کا یقین دلانے کے لیے جبکہ سالار اور زیمل اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔۔ روشانے تڑپ اٹھی۔۔ گھر کی دہلیز پر وہ تڑپ تڑپ اٹھی تھی اور اسکی چیخوں پکار اسکی تڑپ پر اسے حوصلہ دینے کو کوئی نہیں تھا جبکہ۔۔ عائشہ مدھم سا مسکرائی۔۔ اسکا مقصد آج پورا ہو گیا تھا اب یقیناً زریاب اسے طلاق دے دیتا اور اسکا دوسرا آپشن عائشہ کے علاوہ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا تھا وہ آرام سے سینے پر ہاتھ باندھ کر تماشہ دیکھنے لگی روشانے سے تو اسے کوئی خاص قسم کی حسد تھی اور آج جو اسنے کیا تھا وہ۔۔ اسکے دل میں سکون بھر گیا تھا جبکہ وہ بھول گئی تھی اسنے کسی پر بہتان لگایا ہے اسے دنیا کے سامنے برہنہ کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چیخ و پکار کی آواز پر وہ۔۔ ذرا بھنا کر اٹھا اور جب احساس ہوا کہ روشانے کی آواز ہے وہ ایکدم ایک جست لگا کر اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھا تھا اور باہر نکل آیا روشانے زمین پر پڑی تھی سارا گھر ایک طرف کھڑا یہ تماشا دیکھ رہا تھا بچپن سے ہی حیدر سمیت گھر کا ایک ایک فرد روشانے کے لاڈ پیار اٹھاتا تھا وہ جلدی سے اسکی جانب بڑھا۔ روشی" اسنے روشانے کو اٹھایا جو اسکے سینے سے لگ کر بری طرح سسکی۔ کیا

ہوا ہے چندہ" وہ کبھی باپ کو دیکھتا تو کبھی روشانے کو سب جیسے دانتوں تلے انگلیاں دبائے کھڑے تھے کہ یہ روشانے نے کیا کیا ہے۔۔ بھیا میں ایسی نہیں ہوں میں نہیں جانتی یہ سب کیا ہے" وہ بچوں کیطرح اس کو بتا رہی تھی حیدر نے اسکے گرد مظبوط حصار باندھ دیا اسنے باپ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا بات ایسی نہیں تھی سالار ذکر بھی کرتا وہ زریاب کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا روشنی نے اسکا مان توڑ دیا تھا اسکا پیار اسکا لاڈ کسی بات کی پرواہ نہیں کی تھی اسنے یہ بھی پرواہ نہیں کی تھی کہ وہ نکاح شدہ ہے ایک مرد کے نام کے ساتھ ہے۔۔ دور ہٹو۔ "رمشہ ایکدم ہی آئ اور حیدر سے روشانے کو دور کر کے اسنے کئ تھپڑ مارے تھے روشانے کے حیدر حیرانگی سے دیکھنے لگا۔۔۔ یہ کیا کر رہی ہیں آپ" وہ غصے سے رمشہ اور روشانے کے بیچ اگیا۔ اس ناپاک فاحشہ کو میرے گھر سے نکالو مجھے نہیں رکھنا اس کو اس گھر میں نکالو اسے یہاں سے "رمشہ چلائ تھی رو رو کر اسکا اپنا برا حال تھا حیدر کو اب شدید غصہ چڑھا تھا۔ ہوا کیا ہے" وہ بھڑکا جبکہ رمشہ نے اسکی ہتھیلی پر موبائل رکھ دیا حیدر کی آنکھیں پھیل گئیں وہ تصاویر دیکھ کر۔۔ جبکہ روشانے نے اپنا چہرہ چھپا گئ۔۔ اور کانپتے ہاتھ سے۔۔۔ اسنے وہ وجود چھپا دیا جو اسکا نہیں تھا مگر چہرہ اسی کا تھا۔ حیدر نے موبائل ہٹا دیا اور مٹھیاں بھینچ لیں روشانے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپائے۔۔ وہیں بیٹھتی چلی گئ حیدر خود خاموش کھڑا رہ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار جب کمرے میں داخل ہوا تو زریاب سر تھامے بیڈ پر ہی بیٹھا تھا اور صاف ظاہر تھا کہ اسکے پاس بھی یہ تصاویر پہنچ چکیں ہیں اسنے باپ کی جانب سر اٹھا کر دیکھا سالار لاجواب سا کھڑا تھا اسکے پاس جواب نہیں تھا لمحوں میں سب نے

یقین کر لیا تھا اور کرتے کیسے نہ وہ سب چیزیں بھیجی ہی اس طرح گئیں تھی کہ سب یقین کر لیتے پہلے مختلف مردوں کے ساتھ اسکی ویڈیوز اور تصاویر اور اسکے بعد معلوم نہیں کون شخص تھا جس کے ساتھ اس کی وہ نازیبہ تصویریں تھیں۔۔ سالار نے اسکے موبائل کی چلتی سکرین کو آف کر دیا۔ زریاب کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ سالار اسکے شانے پر ہاتھ رکھ گیا۔ میرے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے تم جو فیصلہ کرو گے اپنے باپ کو اپنے ساتھ پاؤ گے "۔ سالار نے کہا جبکہ زریاب اب بھی سر تھامے بیٹھا تھا۔ رخصتی کر دیں بابا"۔۔ زریاب کے الفاظ سالار کے لیے دوسرا شاکڈ تھا۔ تم۔" سالار حیرانگی سے بولا۔ ہاں مجھے رخصتی کرنی ہے۔"۔ اسنے تحمل سے کہا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا۔ کیا تم سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ "سالار پھر سے بات ادھوری چھوڑ گیا۔ جی میں نے سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہے" اسنے کہا اور سنجیدگی سے باپ کو دیکھنے لگا۔۔ آج ہی آپی اور کی بارات کے ساتھ ہو جائے تو اچھا ہو گا"۔۔ کہہ کر وہ واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ پیچھے سالار۔۔ حیران و پریشاں کھڑا تھا

-------------------------------- مرتضی ہاؤس میں موت کی سی خاموشی پھیل گئی تھی۔۔ شادی کی خوشیاں کو پورے گھر میں رونق کیطرح لگی ہوئی تھیں اب سب ماند پڑ گیا تھا ہر کوئی اپنا منہ چھپاتا پھر رہا تھا۔ کسی کی ہمت نہیں تھی کسی بھی چیز کے متعلق کسی سے بھی بات کرے یہاں تک کے رشتے دار بھی دم سادھ چکے تھے زین واپس گھر ہی نہیں لوٹا تھا جبکہ رمشہ نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا تھا روشا نے اپنے کمرے میں بند تھی۔۔ اور۔۔ سالار کی اس خبر نے کہ روشا نے کی آج ہی زریاب کے ساتھ رخصتی ہے۔۔ اس بات پر سب حیران رہ گئے جبکہ زیمل نے

شکایتی نظروں سے سالار کو دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔ جب پتہ چلا کہ یہ فیصلہ زریاب کا اپنا تھا۔
---------- لائبہ ہاسپیٹل سے واپس لوٹی تو گھر کا ماحول کچھ ٹھیک
نہیں لگا کوئی بھی۔۔ نظر نہیں ارہا تھا سب کے کمروں کے دروازے بند تھے وہ پریشانی سے ادھر
ادھر پھر رہی تھی۔ اور بلآخر آیت دیکھائی دی تو وہ اسکے پاس آئی اور آیت کے منہ سے جو کچھ سننے
کو ملا وہ لبوں پر ہاتھ رکھے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کو دیکھنے لگی۔ روشانے ایسی نہیں ہیں" یہ پہلا
شخص تھا جس کے منہ سے یہ بات نکلی تھی۔ جبکہ آیت نے نفی میں سر ہلاتے اسکے ہاتھ میں
موبائل تھما دیا۔لائبہ سے وہ تصویریں دیکھی نہیں گئیں۔ یہ یہ بہت یہ کچھ غلط ہے۔۔وہ ایسی نہیں
ہیں کس نے یہ سب کیا ہے ہم یقین نہیں کرتے روشانے۔"۔۔ وہ پلٹی اور آیت اسکی بیوقوفی پر
مزید رو دی سب کو کتنا یقین تھا اسپر اور وہ کیا سے کیا کر گئی تھی۔ لائبہ نے اسکے کمرے کا دروازہ
کھٹکھٹا دیا۔ لیکن اندر سے جواب نادر تھا۔ روشی ہمیں یقین ہے تم ایسا نہیں کر سکتی دروازہ کھولو
"لائبہ کی آواز پر اسنے گھٹنوں سے سر اٹھایا۔۔ جاؤ یہاں سے لائبہ میں میں کسی کو اپنا چہرہ دیکھانے
قابل نہیں ہوں۔۔ میں میں بے پردہ ہو گئی ہوں"۔۔وہ سسک اٹھی تھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔
۔لائبہ اسکے ساتھ ساتھ رونے لگی تھی۔۔ تبھی رمشہ بھی وہیں اگئی۔ کوئی ضرورت نہیں ہے لائبہ
اس کی حمایت یہ ہمدردی کرنے کی۔۔ اس سے ایسی لڑکیوں سے ہمدردی نہیں ہوتی جو جسم فروش
ہوں"۔۔ آنٹی آپکی بیٹی ہے" لائبہ احتجاجی انداز میں بولی۔۔ مر گئی یہ میرے لیے اس سے کہو باہر
آئے اور رخصتی ہے آج اسکی۔۔اور دفع ہو جائے اور اگر زریاب اسے جان سے بھی مار دے تو

آف نہ کرے احسان مند رہے یہ ساری زندگی۔۔ کہ اسنے یہ سب دیکھنے کے باوجود اس سے رخصتی کی ہے "۔۔ رمشہ کی کڑک آواز پر روشانے حیران ہوئ رخصتی کی بات پر۔۔ لیکن ماں کے۔۔ الفاظ سینے کے آرپار ہو رہے تھے۔۔۔ ایسا لگا جیسے زندگی ریت کی مانند ہاتھوں سے نکلتی چلی گئ ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نور اور منہا کی بارات تھی تبھی سب کو زبردستی وہ سب کرنا پڑ ارہا تھا جس کا دل نہیں تھا۔۔ باہر کے لوگ تھے پہلے ہی چار لوگوں میں رسوائ ہو چکی تھی اب مزید وہ لوگ نہیں چاہتے تھے۔ نور۔۔اور منہا پالر سے تیار ہوئ دونوں ہی خاموش تھیں وہ ساری شوخیاں شرارتیں شادی کی خوشیاں یہ سب تو روشانے کے دم سے محسوس ہوتی تھی۔۔ ایسے تو بس یہ ایک فریضہ لگ رہا تھا جو پورا کیا جا رہا تھا۔۔ جو فنکشن گھر کے لون میں ہونا تھا وہ فنکشن حال میں منعقد کیا گیا اور حال سے ہی منہا اور نور کو رخصت کر دیا گیا تھا جبکہ روشانے رمشہ زین تینوں ہی شامل نہیں ہوئے تھے اور کبیر نے انکی طبعیت کی خرابی کا بھانا لگا دیا تھا۔ اور جب وہ سب گھر لوٹے تو رمشہ باہر ہی بیٹھی تھی۔ زریاب بھی گھر لوٹا تھا۔ تقریبا مہمان گھر کا ماحول دیکھ کر جا چکے تھے صرف گھر والے تھے اس وقت رمشہ اٹھ کر زریاب کے سامنے اگئ۔ اور اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیے زریاب یوں ہی کھڑا رہا۔ جب رمشہ کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا اور زریاب بھی کچھ نہیں بولا زین بھی گھر نہیں لوٹ رہا تھا شیری کی اپنی آنکھیں بھیگ رہیں تھیں۔۔ اسکی بہن نے ظلم کیا تھا روشانے سے اسے نفرت محسوس ہوئ اور یاد آیا جو لڑکی شادی سے پہلے زریاب سے نزدیک ہو سکتی ہے وہ کچھ بھی کر سکتی ہے سخت نفرت

کا احساس تھا اور وہ وہاں سے کمرے میں بند ہو گیا۔۔۔ دوسری طرف رمشہ نے روشانے کو
زبردستی کمرے سے باہر کھینچا کوئی کچھ نہیں بولا تھا اور زریاب کے قدموں میں پھینک دیا۔۔۔
حیدر مٹھیاں بھینچ گیا یہ شاکینگ تھا سب لیکن۔۔"۔ وہ دانت پیس کر آگے بڑھا۔ اور روشانے کو
زریاب کے قدموں سے اٹھالیا۔ چچی "۔۔ حیدر حمایت مت کرنا اسکی۔۔ بلکل بھی"۔۔ وہ سختی
سے بولیں تھیں روشانے مسلسل رو رہی تھی۔۔ آپ لوگ یقین کریں ایسا روشی نہیں کر سکتی"
لائبہ دھڑکتے دل سے ہلکی آواز میں سب کو یقین دلانا چاہ رہی تھی لیکن یقین کون کرتا سب سب
کچھ اپنی آنکھوں سے جو دیکھ چکے تھے۔ کوئی کچھ نہیں بولا جبکہ زریاب نے سب کے سامنے اسکا
ہاتھ تھاما اور اسے لے کر کمرے میں بند ہو گیا۔۔۔ اور یہ منظر سب سے زیادہ حیران کن اور
حیرتوں کے پہاڑ توڑے دینے والا عائشہ کے لیے تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا بھاگ کر زریاب کے
پاس جائے اور اسے جھنجھوڑ کر پوچھے کہ۔۔ کیا وہ سب سچ نہیں جانتا جو باقی سب جانتے ہیں جو وہ
اس سے رخصتی کرنے اور اسے کمرے میں لے جانے پر راضی ہو گیا ہے وہ بے چینی سے۔۔ پہلو
بدلنے لگی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسکے پاؤں جل گئے ہوں۔۔ ان دونوں کو کمرے میں جاتا دیکھ کر
۔۔۔ جبکہ رمشہ مشکور ہوں گئ تھی اور باقی سب چپ تھے سب اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ
گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے گھر جانے کے لیے گاڑی
کی جانب بڑھی اس وقت وہ مکمل گرے ڈریس میں تھی ہلکا ہلکا سا کام پورے ڈریس پر ہو رہا تھا جبکہ
چہرہ سادگی کی اپنی مثال آپ تھا نہ کوئی شوخ میکپ نہ کوئی لالیاں اسکا اپنا حسن ہی نمایاں کر دیتا تھا

پھر باقی کیا رہ جاتا تھا۔۔۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھی اور اس سے پہلے گاڑی سٹارٹ کرتی کہ ساتھ والی سیٹ پر حیدر ایکدم سے اکر بیٹھ گیا۔ وہ ماتھے پر چھوٹے چھوٹے بل ڈالے اسے دیکھنے لگی۔ حیدر البتہ مطمئین تھا۔۔۔ ہم اپنے گھر جا رہے ہیں"۔۔ اسنے جیسے اطلاع دینا ضروری سمجھی ۔۔۔ ہاں سنا تھا شوہر کا گھر بیوی کا گھر ہوتا ہے تو بیوی کا گھر شوہر کا ہو سکتا ہے ویسے بھی تمھارا شوہر تو کافی بے روزگار ہے اور تم ڈاکٹرنی کچھ تو رحم کھاؤ"۔۔ وہ گاڑی میں ادھر ادھر جھانکتا گاڑی کی تسلی بخش تلاشی کرتا بولا تھا۔ آپ ہمیں تنگ کر رہے ہیں حیدر" لائبہ زچ ہوئی ہم اداس ہیں کوئی بھی روشانے کا یقین نہیں کر رہا" وہ نم لہجے سے بولی۔۔ حیدر نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا۔ جو کچھ سامنے آیا ہے اسے دیکھ کر کوئی بھی یقین نہیں کر سکتا۔۔۔ سب کاری ایکشن نیچرل ہے "۔۔ وہ بولا۔ مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے روشانے وہ ایسا نہیں کر سکتی مجھے یقین ہے کچھ غلط ہے ایسا نہیں ہوا ہو گا" وہ جلدی جلدی بول رہی تھی آنکھوں سے آنسو نکلنے کو تیار تھے ایسا ہی ہے "حیدر نے سکون سے کہا جبکہ لائبہ چونک کر اسے دیکھنے لگی ۔۔۔۔ ک۔۔ کیا مطلب آپ بھی اس بات پر یقین کرتے ہیں" وہ حیرانگی سے بولی۔ افکورس۔۔ یقیناً کچھ غلط ہے ایڈیٹ بھی ہو سکتی ہے وہ تصویر" وہ لاپرواہی سے بولا۔ لائبہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔ تو آپ بولے کیوں نہیں وہ اسے گھور کر دیکھنے لگی ۔۔۔۔ میں انوسٹیگیٹ کرنے کا پیسہ لیتا ہوں مائے ڈائیر جب تک کچھ دو گے نہیں مجھ سے کچھ نہیں لے سکتے "۔۔ اسنے شان بے نیازی سے کہا جبکہ لائبہ بے اختیاری میں اسکے بازو پر کھینچ کر تھپڑ مار گئی۔۔۔ آہ" حیدر کے جان دار وجود پر کہاں اثر ہونا تھا مگر ایکٹینگ کمال کی تھی۔ کیسی لڑکی ہو

شکل سے اتنی معصوم اور اندر سے دس بیس مردوں کی طاقت رکھتی ہو" وہ بازو سہلاتا بولا جبکہ لائبہ آنکھیں سکیڑ کر بولی۔۔ کتنے افسوس کی بات ہے آپ سب کے سامنے کہہ سکتے تھے آپ تو وکیل ہیں آپ تو سب کچھ کر سکتے ہیں روشانے کتنی مشکل میں ہے حیدر زار بھائی معلوم نہیں اسپر یقین کریں گے یہ نہیں۔۔۔۔ آپ اسکی ہیلپ کر سکتے تھے اور ہمیں علم ہے جب آپ بولتے تو کسی کو نہ بولنے دیتے اور سب سے یہ بات منوا کر ہٹتے مگر آپ نے کسی چیز میں خدا کو راضی نہیں کرنا نہ ہی ثواب کمانا ہے۔۔ بس پیسہ چاہیے آپکو" وہ بھڑکتی ہوئی بولتی اسے بہت پیاری لگی تھی۔۔۔ سونیو بے روزگار شخص صرف پیسے کا سوچتا ہے۔۔ تم مجھ پر ایموشنل حملے کرنا بند کرو۔۔۔۔ اور ڈیل کرو" اسنے اسکا نازک ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ میں بھر لیا۔ ک۔۔ کیا مطلب ہم۔۔ ہم کیسی ڈیل کریں"۔ ۔ وہ حیرانگی سے بولی۔۔ کیوں تمھیں ثواب نہیں کمانا روشانے کی مدد کر کے تمھارے پاس کوئ دین ایمان نہیں اللہ کو راضی نہیں کرنا تم نے" اسنے جان بوجھ کر آڑے ہاتھوں لیا اور لائبہ کا ایک دم اترا ہوا منہ دیکھ کر وہ اپنی ہنسی دبا گیا۔ م۔۔۔۔ مطلب حیدر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہیں ہیں" وہ تو رو دینے کو تھی حیدر کا دل کیا قہقہے لگائے۔۔ کہاں۔۔ کوئ ایسا کام ہے تمھارا۔۔ شکل دیکھو اپنی اور سوچو کبھی کوئ نیکی کی ہے تم نے شوہر کو تو تم خوش نہیں کر سکتی" وہ کہتے ساتھ گاڑی سے نکالا لائبہ فق رہ گئ اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا اللہ اس سے راضی نہیں اسکی آنکھیں بھیگ گئیں ہونٹ نکل آئے جنھیں وہ دبا کر رونے سے روک رہی تھی حیدر نے اپنی ہنسی روکی اور اسے گاڑی سے باہر کھینچ کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔ تم مانو یہ نہ مانو دماغ کی کمی تو تم میں ہے 😑 وہ

بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے گاڑی میں بیٹھا کر وہ گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا جبکہ وہ اب تک یہ سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں۔ کہاں ہے تمھارے باپ کا گھر " اسنے پوچھا اپکو تمیز نہیں ہے " لائبہ صدمے سے نکل کر ذرا غصے سے بولی۔ ٹھیک ہے کہاں ہے میرے سسر کا گھر "۔۔اسنے پھر سے بات بدلی البتہ شرارت آنکھوں میں پوری تھی لائبہ نے گھیر اسانس بھرا آپ یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہاں ہے ہمارا گھر " وہ بولی۔۔۔ وہ تمھارا گھر نہیں ہے میں تمھیں گھسیٹ گھسیٹ کر تمھارے گھر لے کر جاتا ہوں تم بھاگ بھاگ کر اپنے باپ کے گھر میں گھستی ہو۔۔۔ کتنی بدھو ہو لائبہ تم "۔۔وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔اور آپ ہمیں وہاں لے جا کر صرف ذلیل ہی تو کرتے ہیں یہ جتاتے ہیں کہ آپ کتنا اختیار رکھتے ہیں "۔ ۔اسے پیچھلی بات یاد آئ تو مدھم لہجے میں بولی۔ حیدر کو بھی اپنی بات یاد اگئ تھی مگر وہ کل خود نہیں جانتا تھا اس چہرے پر وہ کیوں مر مٹا ہے اور اب اسکو چھوڑ کر ادھر ادھر ہونا اسکے بس کی بات نہیں تھی لیکن اسے یہ بتانا کہ وہ۔۔تو عرصے سے اسکا تھا۔ شاید اس جدائ کا غصہ نکالتا رہا تھا۔۔ جو اسنے ان دونوں کے درمیان ڈالی تھی جبکہ یہ جدائ لائبہ سے زیادہ انکی قسمت نے ڈالی تھی انکے درمیان۔۔۔ اور اب بھی انا کے ہاتھوں مجبور ہوتے وہ اسے کھل کر کہہ نہیں سکا۔ یہ شاید یہ موقع نہیں تھا کیونکہ وہ اسپر اعتبار نہ کرتی اور حیدر کے جزبات اور احساسات اتنے عام نہیں تھے کہ وہ انھیں اسکے سامنے پیش کرتا اور وہ مسترد کر دیتی وہ قبول نہ کرتی اسکی آنکھوں میں وہ اعتبار نہ آتا۔۔ زیادہ میری غلطیوں کا احساس مجھے کرانے کی کوشش نہ کرو راستہ بتاؤ "۔۔وہ لاپرواہی سے

بولا۔ جبکہ لائبہ منہ بسورتی اسے راستہ بتانے لگی۔۔ اسپر تو کسی بات کا اثر نہیں ہوتا تھا جبکہ وہ سوچ رہی تھی شاید وہ کچھ کہے مگر وہ بہت ڈھیٹ تھا بلکل ویسا ہی جیسا بچپن میں تھا وہ منہ بنا رہی تھی جس کا مطلب تھا وہ اسکے متعلق کوئ اچھی بات تو نہیں سوچ رہی تھی اسکے لبوں کی تراش میں مسکان ٹھری۔۔ تو تم ریڈی ہو ڈیل کے لیے۔۔"۔۔ اسلے دوبارہ وہی موضوع چھیڑا کسی ڈیل" وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔ کیوں اب تمھیں روشانے کی مدد نہیں کرنی" وہ۔۔ ڈرائیو کرتے اسے ہی دیکھنے لگا جبکہ اچانک ایک احساس سا ہوا جس کے تحت سیگریٹ کی خواہش نے اسے بے چین سا آگیا ہم نے آپکے ساتھ کوئ ڈیل نہیں کرنی" لائبہ نے سر جھٹکا اور ہوا سے اڑتی اپنی ہی لٹ سے تنگ اکر اسنے کان کے پیچھے لٹ کو اڑیس لیا جبکہ غصہ اب بھی ناک پر تھا جو وہ نکال تو پا نہیں رہی تھی البتہ دیکھا ضرور رہی تھی۔ یہ تم کچھ زیادہ نہیں اتراتی میرے سامنے" حیدر نے ایک ہاتھ سے سٹیرنگ تھاما اور دوسرے سے ڈیش بورڈ سے سیگریٹ اٹھا کر لبوں میں دبالی لائبہ نے یہ کرتے اسے دیکھا تھا۔ جبکہ اب وہ لائیٹر کی تلاش میں نگاہ دوڑا رہا اور لائیٹر نیچے لائبہ کے پاؤں میں پڑا تھا شاید وہ گیر گیا تھا وہاں۔۔ لائبہ نے جلدی سے اس لائیٹر پر اپنا جوتا رکھ دیا نہ ہی نظر آئے گا نہ وہ سموک کرے گا وہ سکون سے بیٹھ گی۔۔ اب یہ کہاں دفع ہو گیا۔۔۔ یہ لائٹر بھی تم پر گیا ہے مجھے غصہ دلا رہا ہے" وہ جھٹکے سے گاڑی روکتا بھڑک اٹھا تھا اسکے بھڑکنے سے لائبہ کچھ تذبذب کا شکار ہوئ اگر اسے پتہ لگ گیا تو وہ معلوم نہیں کیا کرے وہ ڈر بھی رہی تھی۔ ڈیل تو تمھیں کرنی پڑے گی ڈاکٹر" وہ اب پھر سے تلاش کرتا بولا تھا کچھ مصروف سا بھی تھا۔ آپ آپ کو کیا ہے" وہ

جھنجھلا کر بولی کیا کیا ہے میں نے ہر وقت ڈانٹتی رہتی ہو مجھے "وہ گھور کر بولا۔ آپ کیوں ڈھونڈ رہے ہیں لائیٹر "وہ جھنجھلائی ہوئی لگی۔۔ اور اسکے جھنجھلانے اور اسطرح گھبرانے سے حیدر کو شک ہو گیا کہ لائیٹر اسی کے پاس ہے۔ لائیٹر دو "اسنے آئی برو آچکا کر کہا۔۔ لائبہ اسکی جانب دیکھنے لگی۔۔ دیتی ہو یہ ایک تمھارے لیے بھی نکالوں سیگریٹ "اسکا ہاتھ بکس کی جانب بڑھا نہیں نہیں۔" اور لائبہ نے جلدی سے اپنے پاؤں میں سے آچک کر اسکے ہاتھ میں تھما دیا۔ حیدر نے مسکرا کر سکون سے۔۔ سیگریٹ سلگائی اور گھیرہ کش بھرا۔۔۔ شکر مناؤ یہ دھواں تمھاری سانسوں میں منتقل نہیں کر رہا آئندہ میرے اور میرے شوق کے بیچ نہ آنا ورنہ وارن تو میں نے تمھیں کر ہی دیا ہے "۔۔ وہ بولا جبکہ لائبہ۔۔ کچھ کہہ نہیں سکی۔۔ ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ تم ڈیل کر لو مجھ سے میں روشانے کی ہیلپ کروں گا "وہ اسکی جانب متوجہ ہوتا سکون سے سیگریٹ پیتا گاڑی روکے بول رہا تھا ٹھنڈی میٹھی ہوا گاڑی کی کھڑکیوں سے ٹکرا کر اندر آرہی تھی اور ویسے بھی آج کل اسلامہ آباد کا موسم بہت خوبصورت رہتا تھا۔ ہم کہہ رہے ہیں نہ ہم نے نہیں کرنی "وہ یوں ہی منہ بنائے بولی تھی۔ سوچ لو۔ "۔۔ اسنے پھر سے کش بھرا اور سیٹ تھوڑی سی پیچھے کر کے آرام دہ سا نیم دراز ہو گیا۔ لائبہ زچ ہوتی اسے دیکھنے لگی۔۔ آپ نے بس ہمیں تنگ کرنا ہے "۔ وہ بھڑکی۔۔ نہیں بلکل نہیں میں نے تو بہت ساری لڑکیوں کو تنگ کیا ہوا ہے اور تمھاری سوچ ہے کیسے کیسے کیا ہوا ہے "وہ دانت نکالتا اسے جلا گیا تھا۔ اور لائبہ کی آنکھیں بھیگ گئیں شاید غصے اور بے بسی سے کہ وہ جتنا بھی چاہے اسے تنگ کر لے وہ اسپر چلا کر غصہ نکال ہی نہیں سکتی تھی وہ دونوں ٹانگیں سیٹ پر۔۔ چڑھا

کر۔۔ خود بھی احتجاج میں بیٹھ گئ ۔۔۔۔ حیدر کا جاندار قہقہہ نکلا آوو رونددو کہا تو ہے ڈیل کر لو فائدے میں رہو گی "۔ بتائیں کیسی ڈیل" وہ ہار مانتی بولی۔ ہاں ں ں اب آئ ہو نہ لائن پر "وہ ایک ونک دیتا بولا ایکسیپٹ کرو میرا پرپوزل" وہ سنجیدگی سے بولا۔ ہم نہیں کریں گے "وہ ضدی ہوئ۔ ۔ حیدر نے دانت پیسے۔ اور اسے گھورنے لگا۔۔ جبکہ وہ کہہ کر باہر دیکھنے لگی۔۔ ٹھیک ہے بنا شادی کے میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو یہ تمھاری مرضی ہے میرے اندر اتنا سٹیمنا نہیں ہے تمھارے نکھرے برداشت کرو" وہ بھڑک کر سیدھا ہوا۔ اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔ لائبہ نے اسکی جانب دیکھا اور خاموش ہو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشانے کے لیے یہ لمحے کسی قیامت سے کم نہیں تھے کہ وہ سامنے کھڑا گھور رہا تھا اور وہ حق پر ہو کر اپنے لیے گواہی نہیں دے پا رہی تھی سیلاب کی طرح آنسوں کا ریلا اسکی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔۔ جبکہ زریاب خاموشی سے اور قدرے سکون سے اسکے سامنے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اور روشانے کو اسکی خاموشی سے لگ رہا تھا اسکا دل پھٹ جائے گا۔۔ اسکی ہچکی کمرے میں گونجی اور زریاب کے قدم اسکی جانب بڑھے وہ سہم گئ وہ اسے مارے گا وہ یقینا اسے مارے گا۔۔۔ وہ اسکا اعتبار نہیں کرے گا۔۔ وہ ڈر کر ایک قدم دور ہوئ۔۔ جب وہ پہلے اتنی سختی کرتا تو اب۔۔۔۔ اب تو وہ مجرم بن گئ تھی سب کے سامنے مگر وہ جرم جو اسنے کبھی کیا ہی نہیں ۔۔ اسکی سزا اسے سنائ گئ۔ ۔ ز۔۔۔ ار۔۔۔۔ میں۔۔ "کچھ بولا نہیں جا رہا تھا آواز کہیں دب رہی تھی وہ مر رہی تھی اور وہ مر جاتی اگر۔۔ مزید اس بہتان کا بوجھ اسکے نازک شانوں پر رہتا۔۔۔ ز۔۔ ار میری بات میں کچھ "۔

اسنے ہمت کر کے بولنا چاہا۔ تمہیں ہر لمحے ایک بات سمجھائی تھی روشی خود سے اتنی لاپرواہی نہ برتو "آہستگی سے زار کے یہ الفاظ جبکہ وہ ایک جاندار تھپڑ کی منتظر تھی آنکھیں بند کیے۔ اسے حیران کر گئے وہ پٹ سے آنکھیں کھولے بھیگی پلکوں اور حیران و پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ اتنی لاپرواہی برت لی خود سے "وہ اب کے ذرا غصے سے بولا تھا۔ میں نے کچھ نہیں کیا میں میں آپکی قسم کھاتی ہوں۔۔ میں میں ایسا کب میں تو آپ لوگوں کے سامنے "۔ ششش "زریاب نے اسکے لبوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ کر اسے چپ ہونے کا کہا تھا۔ معلوم ہے مجھے یہ سب۔۔" وہ اسکا چہرہ تھام کر بولا اور روشانے کو لگا تپتی دھوپ میں اسے گھنے سائے دار درخت کی چھاؤں میسر آ گئی ہو وہ۔۔ اسکے سینے سے لگ گئی اور پھر اتنا روئی کہ زریاب سے سنبھالنا مشکل ہو گیا روشی "وہ اسے سنبھالنا چاہ رہا تھا مگر وہ بکھر رہی تھی۔۔ اپنی گواہی دیتے دیتے وہ تھک گئی تھی اور اپنے ہی ماں باپ نے اسکو قبول نہیں کیا اسے زریاب سے بھی امید نہیں تھی۔ لیکن اسکے یقین نے روشانے کو بکھیر دیا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رہی تڑپ اٹھی۔ میں بے پردہ ہو گئی زار۔۔ میں میں سب کے سامنے بے پردہ ہو گئی "۔۔ وہ جیسے خود اذیتی میں اتر گئی زریاب کی نظریں سرخ تھیں۔۔ وہ بیٹھتی چلی گئی اور وہ اسکے ساتھ ساتھ ہی بیڈ کے پاس۔۔ نیچے کارپٹ پر بیٹھ گیا۔ پہلے پہل اسے ویڈیوز دیکھ کر شدید غصہ چڑھا تھا اس لڑکی کی لاپرواہی پر۔۔ اور جب سویا نہ گیا تو بھڑک کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا لون میں آیا قدموں کی بے چینی ہی ایسی تھی کہ کوئی بھی محسوس کر لیتا۔ اور مقابل پھر حیدر تھا۔۔۔ اسنے زریاب کو غور سے دیکھا وہ لون میں ڈیڈ سے چھپ کر سگریٹ پی رہا تھا زریاب مگر اندرونی

انتشار میں اتنا مبتلہ تھا اسے کچھ کہہ نہیں سکا الٹا دل کیا اس سے کھینچ کر خود بھی پی لے۔۔ کم از کم اسکا غصہ تو کم ہو۔ تم کیوں جلے پاؤں کی بلی کیطرح ادھر ادھر منڈلا رہے ہو"۔۔ حیدر نے سوال کر ہی لیا۔ مجھے سمجھ نہیں آتی حیدر بھائی میں اس لڑکی کا کیا کرو۔۔"۔ وہ بھڑک کر غرایا۔ حیدر نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا وہ بینچ پر جہاں پھیل کر لیٹا تھا سیدھا ہو گیا۔ اور سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تو زریاب نے اسکے آگے موبائل تک دیا جہاں ویڈیوز تھی کئی۔۔ کس نے بھیجی ہیں یہ" ماتھے پر تیوری ڈالے وہ پہلا سوال کر چکا تھا۔ مجھے کیا پتہ لیکن جس نے بھی بھیجی ہیں آپ لاپرواہی دیکھ رہے ہیں" وہ بھڑک رہا تھا۔ حیدر نے البتہ بھڑک کر اسکی جانب دیکھا۔ ثبوت کے بنا بات مت کرو اور کسی کی کردار کشی بھی نہ کرنا"۔ سنجیدگی سے بولا۔ اس سے زیادہ کس ثبوت کو دیکھنا چاہ رہے ہیں آپ"۔۔ یہ بے کار ثبوت ہیں سب سے پہلے تو یہ کہ یہ ہوا ہی تمھاری وجہ سے ہے اول تو روشانے تمھارے سامنے بڑی ہوئی تمھارے ساتھ رہتی ہے کیا تم اندھے تمھیں نظر نہیں آتا کہ وہ کہاں جاتی ہے کس کے ساتھ ہوتی ہے"۔۔ اور دوسرا تمھاری وجہ سے اسکی تصاویر اور ویڈیوز کو اسطرح کھینچا گیا۔۔۔ اول قصوروار تو تم ہو" وہ غصے سے بول رہا تھا وہ نامور وکیل تھا یہ سب باتیں عام تھا اسکے لیے پکڑنا زریاب ایکدم خاموش رہ گیا۔۔۔ کیا تم نے کبھی روشانے کو کسی میں انٹرسٹڈ پایا۔ یہاں تک کے میں نے تم میں اسے انٹرسٹ لیتے نہیں دیکھا اور تم ایک نمبر کے کھوتے ہو۔۔ ایک بات یاد رکھنا زریاب محبت کی اور اعتبار نہ کیا۔۔ تو محبت صرف جسمانی رہ جاتی ہے۔۔ اور جسم تمھیں کہیں بھی مل جائے گا اسکے لیے خاندانی لڑکی کی ضرورت نہیں" بھائی "زریاب کو اسکے یہ

الفاظ چبھے تھے بے اعتباری سے پہلے سوچتے۔۔۔ یہ تمھارے پیچھے کوئ ہے جو۔۔اسے تمھاری نظروں میں گندا کرنا چاہ رہا ہے۔"۔۔ اسنے سگریٹ کا کش لیے اور اسے دیکھا جبکہ زریاب کے دماغ سے جیسے کئ جالے جھڑے اور پھر اگلے دن وہ سب تصاویر دیکھ کر وہ جیسے ساکت رہ گیا۔ اور خود کو اسکا مجرم تصور کرنے لگا تھا۔۔۔ حیدر اسکے بعد کچھ نہیں بولا تھا شاید وہ چاہتا تھا کہ زریاب خود سٹینڈ لے اور ہوا بھی ایسا ہی تھا کہ اسنے بابا کو رخصتی کا کہہ دیا۔۔ روشانے کو سینے سے لگائے وہ یہ سب سوچ رہا تھا جبکہ دوسری طرف روشانے۔۔ ایکدم لڑھک کر اسکے بازؤں میں گیر گئ شاید وہ یہ سب سہہ نہیں پا رہی تھی۔۔ میں اس شخص کو نہیں چھوڑ گا جس نے روشی تمھارا حجاب ہٹانا چاہا ہے" وہ اسکے زرد ہوئے چہرے کو دیکھتا ایک جنون کی کیفیت میں بولا جبکہ۔۔ روشانے اسکے پہلو میں حواس کھوئے پڑی تھی جسے بازو میں بھر کر اسنے لائبہ کو کال ملائ ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اپنے گھر آئ تو اس غریب خانے میں اسکا دم گھوٹنے لگا اتنا سب کچھ کیا اسنے اس لیے کہ زریاب رخصتی کر لیتا روشانے سے اسکی ساری بازی پلٹ گئ تھی وہ بپھر رہی تھی بس نہیں چل رہا تھا روشانے کے ٹکڑے کر کے چیل کوؤں کو کھلا دے اور اس غریبی سے نکل کر زریاب کے پہلو میں خود چلی جائے۔۔۔ اسنے بہت مشکل سے روشانے کی تصاویر ایڈیٹ کرائیں تھیں اپنی سونے کی چین بیچ دی جو واحد قیمتی چیز تھی اسکے پاس اور اتنا پیسہ لگا کر بھی اسکے ہاتھ خالی رہ گئے اسے لگ رہا تھا وہ کوئلوں پر دھک اٹھی ہو۔۔۔ میں تمھیں زندہ ہی نہیں چھوڑوگی روشانے تم زریاب کی ہو ہی نہیں سکتی زریاب کی مجھے ہی ہونا ہے۔"۔ اسنے جیسے

بڑے ضبط سے سوچا اور گھر میں اٹھا پٹخ اٹھا دی جبکہ اسکی بوڑھی ماں خاموشی سے بیٹی کو رات گئے گھر لوٹتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زار بھائی کا فون یہ اللہ خیر "وہ جلدی سے گھر میں داخل ہوتی کال پک کر گئ تھی۔۔ زریاب روشانے کو ہوش میں لانے کا طریقہ پوچھ رہا تھا جبکہ حیدر اس گھر کو توجہ سے دیکھنے لگا بچپن اسکی آنکھوں میں کسی فلم کیطرح چلنے لگا اسکی نگاہ پورچ میں کھڑی گاڑی کے پاس کھڑی بائیک پر گئ۔۔ اسکی ڈریم بائیک زندگی کی پہلی بائیک جس کو چلانے کے شوق میں معلوم نہیں کتنی بار جھوٹ بولے اسنے اور کتنی بار اپنی ٹانگیں ٹڑوائیں تھیں اسکے پاس کئ بائیکس تھیں مگر آج تک اس بائیک جیسا مزاہ نہیں آیا وہ اس بائیک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔ اور پھر اندر کی جانب چلا گیا ایک ایک منظر لوٹ آیا تھا وہ سب یاد کر چکا تھا کچھ نہیں تھا جو ایسا نہ وہ کوئ گیرہ جو کھل نہ رہی ہو۔۔ یاداشت کے دریچوں پر ایک ایک منظر واضح تھا۔۔ فون بند کر کے وہ فکر مندی سے حیدر کو دیکھنے لگی روشانے بے ہوش ہو گئیں ہیں "وہ بولی تو لہجہ بھیگ گیا تھا سب کے غم میں نہیں روتے" اسنے سنجیدگی سے کہتے اسے پاس بلایا۔۔۔ لائبہ حیرانگی سے اسکے انگلی کے اشارے کو دیکھنے لگی۔۔ آپ تو نکلیں یہاں سے "وہ ذرا توقف سے بولی۔۔ میں سیریس ہوں جتنا کہا ہے اتنا کرو"نہایت سنجیدگی سے سرد لہجے میں وہ بولا مگر "وہ کچھ کہنے لگی تھی پھر چپ ہو گئ اور اسکی سمت چلتے وہ جھجھک بھی رہی تھی پورے گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئ تیسرا نہیں تھا۔۔۔ وہ اسکے نزدیک آئ نگاہیں خود بخود اسکے سامنے جھک گئیں حیدر نے اسے جھجھک کو نوٹ کیا اور اپنے پاس بیٹھا لیا وہ سٹپٹا سی گئ اسکی قربت کی عادی نہیں تھی کہ اسکے

پہلو میں سکون سے بیٹھتی۔۔۔ جب مجھ سے نکاح کرتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں تھی تو رخصتی کرتے ہوئے کیوں ہو رہی ہے "۔ وہ سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا اسکے جھکے ہوئے چہرے کو دو انگلیوں کی مدد سے اوپر اٹھایا۔ ہ۔۔۔ ہمیں ڈر لگتا ہے"۔ ۔لائبہ بھیگی پلکیں سے اپنی سنہری آنکھوں کو اسکے چمکتے روشن چہرے کیطرف اٹھاتی بولی۔ کس سے "۔۔وہ سرد مہری سے بولا۔ آپ سے "وہ سچ بیان کر گئی۔۔ وہ خاموش رہا۔ اسکو اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔ حیدر نے سر ہلایا اور اس سے دور ہو گیا۔ ایک بار پھر اسکی جانب دیکھا۔ تھوڑا بے چین لگا جیسے اپنا غصہ کنٹرول کر رہا ہو۔۔۔ لائبہ اپنی پوری بات بتانا چاہتی تھی لیکن وہ ادھوری میں ہی خاموش ہو گیا تھا۔۔ وہ خود بے چینی سے نم پلکیں لیے اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ایکدم اٹھ گیا۔۔ پھر تو میرا یہاں پر ہونا بے کار ہے کہیں تم ڈر نہ جاؤ مجھ سے تنہائی میں "وہ کہتے ساتھ اٹھا اور باہر جانے لگا آپ ہمیں چھوڑ دیں گے حیدر کسی کے لیے بھی کیونکہ آپ ہم سے نفرت کرتے ہیں آپ صرف ہمارے چہرے یہ معلوم نہیں کس چیز سے اٹریکٹ "وہ بل کھا کر مڑا اسکے ماتھے کے بل بتا رہے تھے کہ اس وقت غصے کی شدت کتنی تھی اس میں۔۔ وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔۔ اگر میں نے تمھارے ساتھ یہ ہی کرنا ہوتا تو علیشبہ کو اپنی زندگی سے کبھی نہ نکالتا۔۔ تم مجھے ویسا ہی سمجھتی ہو جیسے ڈیڈ سمجھتے ہوں چلو اچھا کیا وقت رہتے جیتا دیا کہ میں کیا ہوں۔۔"۔ سپاٹ انداز میں کہہ کر وہ لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل گیا۔ حیدر "جبکہ لائبہ کو شدت سے اپنی غلطی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ اسکے پیچھے لپکی مگر وہ۔۔ روکتا کبھی نہیں وہ حیدر تھا جسے یہ امید نہیں تھی کہ لائبہ کبھی سنجیدگی سے اور اسکی اس عادت کو

مد نظر رکھ کر کوئی فیصلہ لے گی۔۔۔ کیا اسے دیکھائی نہیں دیتا تھا کہ اسنے اسکے آنے کے بعد علیشبہ کو کس طرح اپنی زندگی سے نکال دیا اور اسکے باوجود بھی وہی۔۔ اسکے باپ کیطرح وہ اس ڈر کا شکار تھی جب سالار مرتضی نے کبھی حیدر پر بھروسہ نہیں کیا تو اسکے چہیتی من پسند بہو کیوں کرتی وہ۔۔ تلخی سے سر جھٹک کر وہاں سے نکال تھا جبکہ اسے بھاگ کر اپنی جانب آتے دیکھا تھا۔۔ لیکن بے اعتباری سے وہ جتا گئی تھی اب کیوں اسکے پاس آرہی تھی ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے پوری رات گزر گئی تھی وہ تھک ہار کر شاید سو گئی تھی اور اچانک کمرے میں ہونے والے کھٹکے کی آواز پر اسکی آنکھ کھلی تو صبح نکلنے والے سورج کی پہلی کرن نے اسکی انکھوں کو ٹھیک طرح کھلنے نہیں دیا اس بے رحم سورج اور کمرے میں کسی کی موجودگی پر وہ ہوش میں آئی یہاں جب وہ آئی تو اسنے کچھ خاص سوچا نہیں تھا وہ جانتی تھی جب شادی ہی زبردستی کی تھی تو نبھا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ وہ اٹھ کر بیٹھی تو کمرے کے سارے پردے ہٹے ہوئے تھے بیڈ پر سورج کی روشنی آرہی تھی جو یقیناً کسی کو بھی جھنجھلا سکتی تھی اور سامنے وہ ڈریسنگ میں گھسا کچھ کر رہا تھا کسی دراز کو کھولتا اور پٹخ کر بند کرتا ہے۔۔ وہ سیدھی ہو گئی بے ساختہ خود ہی اٹھ کر اس کمرے میں آتی تیز دھوپ کو دبیز پردے آگے کر کے۔۔ کمرے میں سے سورج کی دھوپ کو ختم کیا تھا اور صارم کی جانب دیکھا جو پوری رات کمرے میں نہیں آیا تھا۔ وہ خاموشی سے خود پر سے زیورات اتارنے لگی تھی۔ جبکہ صارم نے غصے سے اب چیزیں پھینکنا شروع کر دیں نور۔۔ اسکی جانب دیکھنے لگی جو اب بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔۔۔ سر پکڑے۔۔ وہ کچھ کہہ

نہیں سکتی تھی کیا کہتی۔۔ کچھ کہنے کے لیے الفاظ کا ہونا ضروری ہے اور اسکے پاس کوئی لفظ ایسا نہیں تھا۔ وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کس کو پسند کرتا ہے جس کے لیے وہ بنا کسی لحاظ اور مروت کے اسکو کہہ گیا تھا۔۔ کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گا اور پھر اچانک اسنے سر اٹھا کر نور کی جانب دیکھا۔ نور کچھ ڈر گئی اسکی آنکھوں میں بے حد سرخی تھی۔ وہ اٹھا اور اسکے نزدیک آگیا نور کو لگا وہ دب گئی ہو۔۔۔۔ اسکے سامنے اور صارم نے اسکا منہ جکڑ لیا یہ عمل بہت ترنت تھا وہ حق و دق رہ گئی۔۔ کہا تھا نہ میں نے تمھیں کہ مجھ سے شادی نہ کرنا " دانت پیس کر وہ اسکے جبڑے پر اپنی انگلیوں کی گرفت کو سخت تر کرتا پھنکارہ جبکہ نور تلملا اٹھی۔ ص۔۔ صارم چ۔۔ چھوڑیں مجھے " اسنے درد کی کیفیت میں اسکا ہاتھ ہٹانا چاہا۔ بہت شوق ہے تمھارے باپ کو دوسروں پر اپنے فیصلے مسلط کرنے کا۔۔۔ بہت شوق تھا تمھیں میری زندگی میں آنے کا چلو اپنی زندگی میں آنے کا انجام میں تمھیں دیکھاو جس کی گونج تمھیں اس وقت سے سنوار ہا تھا جب یہ بات چھیڑی تھی نہ مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ ہے اور نہ ہی تمھاری اس شکل میں ایک بے کار لڑکی جس میں نہ ہی کوئی گلیمر ہے اور نہ ہی وہ خوبصورت ہے " ایکدم ہی اسنے اسے بیڈ پر دھکیل دیا۔ اپنے لیے ایسے الفاظ سننا نور کے لیے حیرانگی کا باعث تھا وہ اسے شاکڈ نظروں سے دیکھنے لگی اور نہ ہی تم میں ایسی کوئی بات ہے کہ کوئی مرد تمھاری جانب متوجہ ہو تم نے اپنے آپ کو دیکھا ہے۔۔ اور پھر اپنے خاندان پر توجہ دو۔۔ کتنی حسین لڑکیاں ہیں تمھارے خاندان میں اور تم۔۔ تم تو اپنی ماں پر نہیں گئی اور تمھارے باپ نے میرے گلے میں یہ ڈھول ڈال دیا جسے پیٹنے کی ذمہ داری میرے ماں باپ نے

دے دی۔۔ تمھارا باپ باخوبی جانتا تھا کہ تمھارے اندر کچھ بھی نہیں ہے کوئ تمھاری طرف متوجہ نہیں ہو گا۔۔ تبھی اسنے مجھے بلی کا بکرا بنا دیا۔۔ لیکن میں اسے بہت جلد اسکی اس کوتاہی کا احساس دلا دوں گا سمجھی تم اسکی مرضی سے میری زندگی کا فیصلہ نہیں ہونا تھا" غصے سے دھاڑتے ہوئے وہ اسکی عزت نفس کی دھجیاں بکھیر گیا جبکہ نور پلکیں بھی نہ جھپکا سکی لمحوں میں ایک رات کی دولہن کو۔۔ اسنے یہ جیتا دیا تھا کہ وہ دنیا کی بدصورت لڑکی ہے جو زبردستی اسکے ساتھ باندھی گئ ہے وہ حیرانگی کے مارے اگلا سانس بھال نہیں کر سکی تھی زندگی میں آنے والا پہلا مرد اور پہلے ہی موقعے پر اسے ریجیکٹ کر گیا اسکی نفی کر گیا۔۔۔ تو ایان کو اس میں کیا نظر آیا تھا جو وہ اس سے محبت کرنے لگا تھا وہ سمجھ نہیں سکی کچھ کہہ نہیں سکی جبکہ صارم کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ کچھ ایسا کر دے کہ نور ختم ہو جائے اور وہ دوبارہ آزاد ہو جائے اسنے اپنے گھر والوں کے سامنے بھی سٹینڈ لیا تھا مگر کسی پر اسکی بات کا کوئ اثر نہیں ہو رہا تھا کیونکہ ان سب نے مل کر اسکی زندگی میں اسکے آنے کا حتمی فیصلہ کر دیا تھا اور نور سے شادی سے زیادہ اس بات پر اسے غصہ تھا کہ اسکی زندگی کا اتنا قیمتی فیصلہ اسکی مرضی سے نہیں عارض کی مرضی سے ہوا تھا اور یہ عارض ہوتا کون تھا اسکی زندگی کا فیصلہ کرنے والا اسنے نور کو بیڈ پر دھکیلا اور اسکے دونوں ہاتھوں کو جکڑ لیا۔۔ وہ سنبھل نہیں سکی تھی اسکے ایک حملے سے اگلا حیران کن حملہ تیار تھا۔۔۔ اچانک صارم کا جلتا ہوا لمس اسے اپنی گردن پر جا بجا بڑی نفرت سے پھیلتا محسوس ہوا۔۔۔ وہ تلملا سی گئ۔۔ ایکدم اسے خود پر سے جھٹکا۔۔ آنسو کا ایک ریلا آنکھوں سے بہہ نکلا۔۔۔ جب میں اتنی ہی قابل نفرت ہوں تو مجھے چھونے کی کوشش

مت کریں صارم"۔۔وہ ہمت کرتی بولی اور بیڈ پر سے اٹھنے لگی۔۔۔ جبکہ صارم نے۔۔ وہیں اسکی کلائی جکڑ کر اسے دوبارہ کھینچ کر ویسے ہی تکیے پر پٹخ دیا۔۔۔۔ کیوں تمھیں نہیں پتہ۔۔ تمھارے باپ نے تمھاری ماں کے ساتھ شادی سے پہلے وہ بھی ناپسندیدگی میں۔۔ یہ سب کیا تھا اور تم وہ ہی پیدائش ہو۔۔۔۔ تمھارے لیے یہ سب نیا نہیں ہے۔۔۔ پھر کیوں اتنا پھڑ پھڑا رہی ہو" وہ طنزیہ نظروں سے اسے دیکھتا اسکی گردن کو اپنے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں قید کرتا بولا۔۔۔ صارم"نور کو لگا اسکی سانسیں رک جائیں گی پھسنی پھنسی آواز میں وہ اسکے جنگلی پن سے اسے بعض رکھنے کا بولنے لگی۔۔ جو تم ہو تمھیں ویسے ہی ٹریٹ کیا جارہا ہے تمھاری شکل سے تو کسی دن مجھے پیار ہو ہی نہیں سکتا اب میری مرضی یہ گیم میں کیسے کھیلو تم میرے سامنے زبان چلانے کے بجائے پوری دنیا کے سامنے اپنی زبان کو یہ تو بند رکھو نہیں تو طلاق نامہ پکڑو اور نکلو یہاں سے۔"۔۔ وہ پھنکارہ۔۔ نور۔۔ دم سادھ گئ وہ ڈر نہیں رہی تھی وہ۔۔۔ حیران تھی یہ سب کیا ہو رہا تھا اتنا شدید عمل اسنے نہیں سوچا تھا۔۔۔ صارم نے ہاتھ مار کر کمرے کی تمام لائٹس بجادیں اب دبیز پردوں سے چھن کر بلکل ہلکی سی روشنی کمرے میں ارہی تھی جبکہ لائٹس آف کرتے ہی وہ بنا اسکی پرواہ کیے کافی غصیلے اور جنونی انداز میں اسکی جانب بڑھا اور۔۔ اسکی عزت نفس کی دھجیاں اب حقیقی معنوں میں ادھیڑ رہا تھا یہ پھر وہ اپنے ساتھ ہوئے عمل کا اس سے کچھ اس انداز میں بدلا لے رہا تھا نور نے بے حد مزاحمت کی تھی وہ اسکا کھیلونا نہیں تھی جسے وہ غصے میں توڑ پھوڑ دیتا اسنے خود کو اسکی گرفت سے نکالنا چاہا مزاحمت شدید تھی مگر صارم مرد تھا اور اسکے آگے وہ زیادہ دیر دم نہیں مار سکتی تھی وہ چند

ہی لمہوں میں بلکل اسکے رحم و کرم پر تھی کمرے کی خاموشی میں صارم کا بھڑکتا جنون اور نور کی بے بس آواز کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔ وہ نئی نویلی دولہن تھی نہ ہی کوئی شوق جملہ سننے کو ملا تھا نہ ہی شرارت سے بھرپور اسکے دل کے تاروں کو چھیڑ دینے والا لمس نہ ہی گھبراہٹ سے اسکے ہاتھ کانپے نہ ہی صارم کی نظروں نے اسے خود میں سمیٹنے پر مجبور کیا الٹا اسے کڑوے جملوں میں یہ جتا دیا گیا کہ وہ ایک بدصورت لڑکی ہے جس کی قربت میں چند لمہے لے کر وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ آیا اس میں کچھ بھی دلچسپ ہے توہین کے احساس سے وہ بے جان ہو چکی تھی اور۔۔ جب تک اسکا دل کیا اسنے اپنی مرضی جاری رکھی اور جب دل بھر گیا تو وہ معلوم نہیں کب اس سے دور ہو گیا۔۔۔ نور ساکت نظروں سے چھت میں لگے فانوس کو دیکھ رہی تھی جس میں کوئی روشنی نہیں تھی وہ جانتی تھی وہ بھی جاگ رہا ہے کیونکہ کمرے میں سیگریٹ کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ اور سیگریٹ کے دھویں نے کمرے میں ناگوار سی خوشبو پھیل رہی تھی دوسری طرف وہ اسی حلیے میں ساکت پڑی تھی۔ کمرے میں کوئی آواز نہیں تھی جب کہ کچھ دیر پہلے کسی نازک دل کی کرچیوں کی آواز بڑی واضح تھی مگر اب چاروں سمت خاموشی چھا گئی۔۔ جیسے طوفان اکر تھم گیا ہو اور کچھ ہی دیر میں اسے محسوس ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے اور اسکے وجود پر کمبل کھینچ کر مارا تھا۔۔۔ نور میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔ وہ ہل بھی سکتی جبکہ وہ واشروم اور پھر ڈریسنگ روم میں جا چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ دروازہ کھلا۔ اور۔ وہ باہر نکلا اور قدم اسکی جانب اٹھائے اب کہ نور کی آنکھوں کی پتلیوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔ تمھیں کہا تھا میں نے ایان سے ہی شادی کر لو کم از کم وہ تمھیں جتاتا نہ کہ تم کیا

ہو۔۔ مجھے سمجھ یہ نہیں آئی کہ تمھارے اندر اسے دیکھا کیا یہاں تک کے تمھاری قربت میں تمھاری خوشبو میں تم میں کچھ بھی خاص نہیں " اسکا گال تھپتھپا کر۔۔ وہ بولا چلو میں تمھاری یہ پریشانی حل کر دیتا ہوں۔۔" وہ بولا اور سکون سے بیٹھ گیا۔۔ وہ فریش ہو گیا تھا شاید۔۔۔ تمھارے خاندان کی لڑکیوں کو انگلیوں پر گنوا دیتا ہوں کہ وہ کیا ہیں انھیں دیکھ کر کوئی بھی۔۔ اپنے حواس کھو دے تم نے کبھی لائبہ کو دیکھا ہے"۔۔ اور ایکدم نور نے اسکی جانب چہرہ موڑ لیا وہ اسکی سمت نہیں دیکھ رہا تھا وہ کس قدر حسین ہے چھونے سے کہیں میلی نہ ہو جائے اسکی نظریں اسکی آنکھوں کا اٹھنا اسکا ڈر جانا اسکا اپنے آپ کو ہم کہہ کر مخاطب کرنا اسے کبھی تم نے ڈاکٹر کوٹ میں دیکھا ہے۔ ۔وہ۔۔ دنیا کی حسین ترین لڑکیوں میں سے ایک ہے۔۔ پھر گھوم کر تم خود کو دیکھو۔۔" اسنے برا سا منہ بنایا۔ کچھ نہیں ہے تم میں پیارا۔۔ بہتر ہو گا تم میری زندگی سے اب بھی خود ہی نکل جاؤ۔"۔ ۔وہ جھٹکے سے اٹھا اور کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ کمرا لاک کر گیا تھا شاید وہ مہربانی کر گیا تھا۔۔ کہ گھر کا کوئی شخص کمرے میں نہ آئے۔۔ کیونکہ وہ اس حلیے میں نہیں تھی کہ کوئی اسے یوں دیکھتا۔۔۔ دوسری طرف نور۔۔ کو لگا اسکا دل رو رہا ہے مگر انکھوں سے آنسو کیوں نہیں ا رہے۔۔۔ ایک لمحے کے لیے بھی اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں آئے جبکہ اسپر سے ایک سانحہ ہو کر گزرا ہے اسے تو چلا چلا کر رونا چاہیے تھا۔ اسنے خود کو کبھی کم تر نہیں سمجھا تھا کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ایک بدصورت لڑکی ہے۔۔ وہ بلکل آیت پر گئی تھی۔۔۔ جبکہ عارض کا کہنا تھا وہ آیت سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔۔ اسکا شفاف چمکتا رنگ ہی دور سے دیکھنے والوں کو۔۔ اپنی جانب متوجہ کر

سکتا تھا۔۔۔ جبکہ۔۔ اسکے خوبصورت سنہری لمبے کمر سے نیچے جاتے بال اور اسکا خوبصورت چہرہ وہ بھرپور لڑکی تھی کبھی بھی وہ کسی سے کم نہیں لگی تھی لائبہ کو صارم پسند کرتا تھا لیکن لائبہ حیدر کے نکاح میں تھی کون نہیں جانتا تھا یہ تو۔۔۔ پھر بھی وہ اسے پسند کرنے لگا تھا۔۔ وہ سپاٹ نظروں سے اب بھی چھت کو گھور رہی تھی اور معلوم نہیں خالی ذہن سے اس فانوس کو کب تک اسنے گھورا اور تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ کمبل اسپر سے سرک کر نیچے گیر گیا اسنے اپنا دوپٹہ خود پر لپیٹا اور اٹھ کر وہ۔۔ واشروم کی جانب چلتی کہ اچانک آئینے پر نگاہ گئی۔۔ اسنے کمرے کی لائٹس کھول لیں اسکی گردن بازوں پر سرخ نشان تھے۔۔ناپسندیدگی کے اسکا رنگ بے حد گورا تھا تبھی نشانات کافی سے زیادہ ہی نظر ارہے تھے۔ وہ گہیرہ سانس اپنے اندر اترتی چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر۔بری طرح روتی چلی گئی۔۔شاید برداشت نہیں ہوا خود کو یوں دیکھ کر۔۔۔ اپنا آپ شاید دیکھا نہیں جارہا تھا اور وہ روتی ہی چلی گئی یہاں تک کے اسکی آواز بے حد بلند ہو گئی اور کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔ اسنے ایکدم اپنی آواز کو روکا اور دروازے کی سمت دیکھنے لگی اس میں ہمت نہیں تھی اسکا حلیہ ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی کے سامنے جاتی منہ پر ہاتھ رکھتی وہ واشروم میں بند ہو گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریاب ساری رات اسے اپنے بازؤں میں سمیٹ کر لیٹا تھا۔ اور جب اسکی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوا تمام رات وہ سوچتا رہا کہ آخر کون تھا جو اسپر روشانے کو غلط ثابت کرنے پر تلا تھا ایسا کون تھا۔ روشانے نے بھاری آنکھوں کے پپوٹے کھولے اور سیدھی نگاہ زریاب پر گئی۔۔ طبعیت ٹھیک ہے تمھاری"

بڑی ہی چاہت سے اسنے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔ جبکہ وہ پھر سے رونے کے لیے تیار تھی ہے "
وہ اسکا چہرہ اپنے چہرے سے نزدیک کر گیا۔ مجھے تم پر یقین ہے روشانے بہت یقین ہے تم میرے
علاوہ کسی کی نہیں ہو سکتی جس نے تمھیں بے حجاب کیا ہے میں اسے چھوڑو گا نہیں۔۔ تمھیں
رونے کی۔۔ڈرنے کی۔۔ خود کو سچ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے روشی تم اس طرح رو گئ میں
کچھ کر بیٹھو گا "۔۔وہ اسے سمجھانے لگا زار میں سچ میں ایسی نہیں ہوں "۔ وہ سسکی میری جان مجھے
علم ہے "نرمی سے اسنے اسکی ناک سے اپنی ناک مس کی اور اسکو اپنے سینے میں چھپا لیا میں کسی کو اپنا
منہ دیکھنے قابل نہیں رہی میرے بارے میں لوگ کیا سوچیں گے یہ سب "وہ تڑپی زریاب لب دبا
گیا وہ اسے تسلی دیتا رہا میں دیکھ لوں گا سب کو "۔اسنے کہا۔ جبکہ روشانے نے نفی میں سر ہلایا۔ مگر
کسی نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا مما نے نہیں با۔۔باش۔شیری بڑے پاپا" وہ سسک اٹھی۔ زریاب
اسکا گال سہلاتا رہا۔۔ چلو اٹھو بہت ہو گئ۔۔"۔ نہیں جانا زار میں نے میں ان سب کا سامنا نہیں کر
سکتی میں نہیں جاؤں گی "اسنے اسے اٹھانا چاہا مگر پھر بھی۔۔ زریاب نہیں مانا اور زبردستی اسے
واشروم میں دھکیل دیا جبکہ روشانے خود کو بے حد تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ روشنی بی فاسٹ
یار۔۔ تم بہت سلو ہو "وہ بے زاریت سے بولا جبکہ وہ فریش ہو کر باہر آئ تو وہ اسی کا ویٹ کر رہا تھا
روشانے میں جیسے وہ طاقت رہی ہی نہیں تھی اسکے مسکرانے کا بھی کوئ اثر نہیں لیا اور وہ دوبارہ
جیسے تھک کر صوفے پر بیٹھ گئ کل کا دن اسکی زندگی کا جتنا خوفناک دن تھا وہ ٹوٹ کر بکھر گئ تھی
اسنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا اور پھر سے رونے لگی اور جب جب وہ رو رہی تھی زریاب خود بھی سلگ

رہا تھا وہ اسکی در حقیقت حفاظت نہیں کر سکا۔ روشانے "وہ اسکے نزدیک بیٹھ گیا نہیں زار مجھ میں ہمت نہیں ہے نہیں ہے مجھ میں یہ ہمت۔۔۔ مجھے لگ رہا ہے مجھے کچھ ہو جائے گا میں خود کو تصور نہیں کر پا رہی میں وہ تصاویر ک۔۔۔ کوئ آپکے پاس بھیج س۔۔۔ سکتا ہے سب۔۔ کے پاس بھیج سکتا ہے کسی نے نیٹ پر "وہ بلکل درست سوچ رہی تھی زریاب بھی کل سے اسی فکر میں تھا اسنے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ تم مجھے پر یقین ہے "اسنے نرمی سے اسکی رو رو کر سوجی ہوئ آنکھوں کی جانب دیکھا وہ سر اثبات میں ہلا گئ۔ اب مزید کچھ نہیں ہو گا اور جس کے بھی یہ کیا ہے وہ بھاری ہرجانہ بھرے گا روشی۔۔۔ ٹرسٹ می میں تمھیں بے آبرو نہیں ہونے دو گا تم میری ہو۔۔ اور ہمیشہ میری عزت ہی رہو گی نہ ہی میری محبت میں کوئ کمی ہے تمھارے لیے اور نہ ہی اعتبار میں۔ ۔اور باقی سب نے جو دیکھا اسپر یقین کیا۔ میں خود دیکھ لوں گا۔۔ اٹلیسٹ حیدر بھائ ہی اکیلے ہیں ان سب کے لیے تو وہ تو تمھارے سب سے بڑے حمایتی ہیں" وہ ہلکا سا ہنسا روشانے نے اسے غور سے دیکھا حیدر بھائ نے ہی آپکو اس بات پر یقین دلایا ہو گا کہ میں ایسی نہیں ہوں" وہ جیسے بے حد سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔ زریاب نفی میں سر ہلانے لگا۔ مجھے تمھاری لاپرواہی پر غصہ آیا تھا کہ تم اتنی لاپرواہ کیوں ہو اپنے ارد گرد سے۔۔ انھوں نے صرف مجھے یہ احساس دلایا کہ یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے "۔ وہ بولا اور جیسے قبول کرنے لگا کہ در حقیقت وہ مجرم ہے اسکا روشانے سمجھی نہیں۔ کوئ مجھ پر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ تم میرے قابل نہیں تم غلط لڑکی ہو انھوں نے بس یہ احساس دلایا ہے۔۔ اور شاید یہ بلکل ٹھیک بھی ہے۔۔"۔۔ وہ بولا۔ روشانے بے ساختہ اسکے سینے

پر سر رکھ گئ۔۔زار اب کیا ہو گا سب ٹھیک کیسے ہو گا اگر کچھ اور "۔وہ گھبرائی ہوئی تھی۔کچھ نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں "۔ ۔اہستگی سے وہ بولا اور اسکا گال سہلایا ۔ ---------- حیدر صوفے پر بیٹھا۔۔کافی کا مگ ہاتھ میں لیے ٹیب میں معلوم نہیں کیا کر رہا تھا۔ وہ اپنے گھر جانا چاہتا تھا لیکن زیمل کی نظریں اسے یہاں کھینچ لائیں اور اسنے سوچ لیا کہ کچھ عرصے صرف زیمل کے لیے وہ یہاں رہ لے گا۔وہ سکون سے آدھا دن سو کر اب ٹیب میں کوئی کام کر رہا تھا اور تھوڑی حیرانگی یہ تھی کہ مرتضی ہاؤس والے آج اپنے کمروں سے نہیں نکلے تھے۔زیمل نے حیدر کو صوفے پر بیٹھا دیکھا وہ اب موبائل اٹھا کر کال ڈائل کر رہا تھا کسی کو۔۔۔وہ بچپن میں بھی اپنا سارا سامان یوں ہی پھیلا کر سب سے انجان اپنی کسی نا کسی شیطانی میں مصروف رہتا تھا بے ساختہ ڈھیر سارا پیار آیا تھا زیمل کر اسپر اور وہ اسکے نزدیک آ گئ اور جھک کر اسکی پیشانی چوم لی حیدر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئ۔وہ جانتا تھا اسکی ماں سب سے زیادہ خوش ہو گی۔۔۔ حیدر نے کال بند کی..... جاری ہے حیدر نے کال بند کی اور زیمل کی جانب دیکھا۔ وہ کچھ اداس لگ رہی تھی۔ خیریت مجھے دیکھنے کے باوجود بھی اداس۔۔ ڈونٹ سے مام آپکو اپنا شوہر یاد آرہا ہے جبکہ انھیں کے کمرے سے آپ نکلی ہیں"۔۔وہ اپنے انداز میں نفی میں سر ہلاتا بولا شرم کرو حیدر بابا ہیں تمھارے ایسے بات کرتے ہو جیسے تمھارے ہم عمر ہوں "۔۔زیمل نے ٹوکا جبکہ وہ شانے آچکا گیا۔ لیکن زیمل اب بھی پریشان تھی۔۔کیا پریشانی ہے "وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔ یہ سب کچھ سمجھ نہیں آرہا حیدر روشانے۔۔اتنی بڑی حرکت کیسے

کر گئ اور پھر زریاب نے رخصتی لے لی۔۔ مطلب۔"۔۔ وہ خود بھی جیسے کنفیوز تھی اسکی جانب دیکھنے لگی حیدر نے لیپ ٹاپ اپنی ٹانگوں پر سے اتار کر ایکطرف رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔ ماں پلیز کومن سینس کا استعمال کریں روشانے ہمارے سامنے پالی بڑھی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بڑی ہوئ ہے۔ وہ اتنی لاپرواہ ہے کہ کبھی زریاب کے ارد گرد نہیں پھٹکی۔۔ اور آپ لوگ یہ سوچے بیٹھیں ہیں یہ سب اسنے اتنے سکون سے کر دیا۔ دنیا میں بہت کچھ ہوتا ہے ایڈیٹس سے ساری سچویشن بدلی جاسکتی ہے آپ لوگ بھی کمال ہیں بس اسی پر یقین کر لیتے ہیں جو نظر آتا ہے۔ ۔"۔ حیدر آپ نے وہ تصاویر دیکھی بھی ہیں" زیمل ذرا غصے سے بولی کہ اتنی بڑی بات کو وہ کتنا نارملی سلجھا رہا ہے۔ مجھے دیکھنی ہی نہیں بات ٹرسٹ کی ہے جو مجھے ہے روشانے پر اور کیا آپ نے یہ نہیں سوچا کہ یہ آپکے بیٹے کی وجہ سے ہوا ہے وہ معصوم لڑکی سب کے سامنے بے آبرو ہو گئ آپکے بیٹے کی وجہ سے۔۔ اور لکھوا کر رکھ لیں یہ آپکے بیٹے کا ہی کوئ ناکوئ گند ہے جو روشانے کو سہنا پڑ رہا ہے اور یہ اس لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوئ ہے الٹا اسکے ساتھ کھڑے ہونے کے بجائے سب ہی اسکے خلاف ہو گئے۔۔ کتنی فضول بات ہے"۔۔ وہ بولا اور پھر سے لاپرواہ دیکھائی دینے لگا جبکہ زیمل پر سوچ ہو گئ وہ سچ کہہ رہا تھا کبھی بھی زریاب کے ارد گرد نہیں دیکھا تھا روشانے کو جو کہ اسکا جائز شوہر تھا پھر وہ کیسے نہ محرم کے ساتھ یہ سب کچھ کر سکتی تھی۔ وہ سوچنے لگیں اور پہلے سے زیادہ متفکر سی ہو گئ حیدر البتہ ہنسنے لگا تھا۔ زیمل نے خفگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔ جب آپ کو ایسا لگتا تھا تو پہلے وقت میں کیوں نہیں بولے حیدر ہم سب نے روشانے پر بے یقینی دیکھائی کیسے

۔۔ وہ ہم سب سے بد گمان ہو گئ ہو گی "۔۔ وہ بولیں جبکہ حیدر نے گھیرہ سانس بھرا۔۔ ماں یہ تو آپ لوگوں کو سوچنا چاہیے۔۔ میں کیا کر سکتا ہوں اب۔۔۔ اور ویسے بھی یقین مانیے مجھے کسی کی بھی مدد کا کوئ شوق نہیں۔۔ "۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھاز یمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔ لائبہ سے بات چیت ہوتی ہے آپکی "۔۔ زیمل نے موضوع بدلا۔ بدماغ لڑکی ہے وہ تو "وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا وہ سب سے اچھی ہیں اور اپکے ساتھ بھی بہت اچھی لگتی ہے اور وہ۔۔ ویسے بھی بہت معصوم اور بہت اچھی ہے حیدر بس بہت ہو گیا ہے اب تمھاری بھی رخصتی ہو جانی چاہیے تو بہتر ہے لائبہ کو منالو "۔ ۔زیمل ذرا ڈپٹ کر بولی۔۔ شرط تو تمھارا بیٹا ہار ہی چکا ہے اب کیا کرے گا ایک لڑکی سے اپنا آپ منوا نہیں سکا اور لڑکی بھی وہ جو نواب زادے کی اپنی بیوی ہے "۔۔ سالار کی طنز بھری آواز پر وہ پلٹا۔۔ آپ تو نہ ہی بولیں مہربانی دل جلانے کے سوا آتا کیا ہے ڈیڈ آپکو "حیدر نے غصے سے ہاتھ اٹھا کر کہا سالار ہنس دیا۔۔ وہ باپ ہی کیا جو دل نہ جلائے "۔۔ وہ مزے سے بولا تھا البتہ اسکے مزے حیدر کو سخت زہر لگے۔۔ درحقیقت نہ آپ ہم سے بدلے لے رہے ہیں دادا نے آپکے ساتھ یہ سب کیا اور آپ میرے ساتھ دوگنا زیادہ کر رہے ہیں لیکن یہ یاد رکھیے گا میں شرطیں ہارتا نہیں اور جس کے پیچھے پڑ جاؤں بس پڑ جاتا ہوں۔ "وہ چٹکی بجا کر انگلی دیکھاتا بولا تھا۔ ہاں ہاں بس بہت کوئ چیز ہو انوکھی تم پتہ ہے مجھے "سالار نے لاپرواہی سے گردن ہلائ البتہ حیدر تو اڑ چکا تھا کیونکہ وہ اسے یہ طعنہ دے چکا تھا کہ وہ لائبہ سے بات منوا نہیں سکا۔ وہ سنجیدگی سے سالار کو گھورنے لگا جبکہ زیمل نے بھی سالار کو گھورا۔۔ میں ناشتہ بناتی ہوں آپ دونوں بنا لڑے ناشتے کی ٹیبل پر

آئیں "۔۔وہ کہہ کر ناشتہ بنانے چلی گئ جبکہ حیدر نے ٹائم دیکھا دو بج رہے تھے یقیناً لائبہ اس وقت ہاسپیٹل میں ہی تھی۔ اسنے باپ کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا باقی بدلے بعد کے تھے فلحال اسنے یہ شرط پوری کرنے کی ٹھان لی تھی اسکا باپ اسے ہلکے میں لے رہا تھا انداز بلکل جلا دینے والا تھا حیدر کی سنجیدہ شکل دیکھ کر سالار کا قہقہہ ابھرا اور حیدر نے دانت پیس لیے۔۔۔قسم سے آپکو تو دیکھ لوں گا میں۔۔"۔وہ گردن ہلاتا بولا۔کہاں "وہ اس سے پہلے باہر نکلتا سالار نے اسے روکا۔۔ آتا ہوں بس مام کو سنبھال لینا" وہ آنکھ دباتا باہر بھاگا تھا حالانکہ گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور انداز میں بھرپور شرارت تھی معلوم نہیں اب کیا کرنے جا رہا تھا۔حیدر کے نکلتے ہی زریاب بھی کمرے سے باہر نکل آیا زریاب کی جانب دیکھ کر۔۔سالار مسکرا دیا۔کیسے ہو برخوردار "باپ کو اتنا نارمل دیکھ کر زریاب تھوڑا چونکا روشانے تو ان سب کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔۔ اور پھر اسے احساس خود ہی ہو گیا کہ یقیناً ان سب معملات کے پیچھے حیدر ہی ہے جس طرح اسنے۔۔زریاب کو نہ محسوس طریقے سے اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں احساس دلایا تھا کہ روشانے ایسا نہیں کر سکتی وہ باقی سب کو بھی دلا چکا ہو گا۔۔ بابا میں بہت پریشان ہوں یار "زریاب سر تھام کر بیٹھ گیا جبکہ سالار نے اسکا شانہ تھپتھپایا۔یہ حالات زندگی کا حصہ ہیں۔۔ تمھیں اپنے ساتھ ساتھ روشانے کی حفاظت کرنی ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ جس نے یہ سب کیا ہے۔۔اسے ایکسپوز کر کے ٹکڑے کر دینا۔۔۔یار سالار مرتضی کی بہو اور زریاب مرتضی کی بیوی ہے وہ یہ احساس تمھیں خود ہونا چاہیے "وہ بول رہا تھا اور زریاب سر ہلانے لگا۔وہ بہت ہرٹ ہے "۔۔اسنے باپ کی جانب دیکھا ہم

سب نے شک کیا ہے اس کھوتے زین کو بھی واپس بلایا ہے میں نے۔۔"۔ سالار بولا زریاب کو اچھا لگا کہ جس ایشو کو سولو کرنے کے لیے اسے محنت کرنی پڑتی اسکا بھائی نہ محسوس طریقے سے سب کے دلوں میں یہ بات ڈال گیا تھا وہ مسکرادیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آج ایونیگ کی کلاس تھی تبھی وہ لیکچر لینے کے لیے کلاس میں داخل ہوئی اور عرشیہ نے ہاتھ ہلایا وہ دوسری رو میں بیٹھی تھی لائبہ اسکے پاس جاکر بیٹھ گئی۔۔ انکا لیکچر سٹارٹ ہوا ویسے تو دماغ حیدر کی طرف لگا ہوا تھا۔ لیکن وہ پڑھنے پر دھیان دینے لگی تھی زبردستی ہی سہی سر جھکائے بیٹھی وہ لیکچر نوٹ کرنے لگی کہ اچانک ہی لیکچر کے دوران دروازہ کھلا۔۔ اور معلوم نہیں کون لڑکے تھے وہ جن کے ہاتھوں میں سرخ گلاب تھے اور وہ گلاب کچھ اسطرح حسین تھا کہ ایسا رنگ گلاب کا اسنے کبھی نہیں دیکھا تھا اتنا کھلا ہوا گلاب اسنے کبھی نہیں دیکھا تھا لمبی کلی جس پر چھوٹے چھوٹے ہرے پتے اور پورا کھلا ہوا گلاب بے حد حسین لگ رہا وہ نہیں جانتی تھی یہ کس کے لیے ہے وہ مسکراتی نظروں سے ان حسین گلابوں کو دیکھنے لگی جو ایک کے بعد ایک لڑکا کلاس میں داخل ہوا انکے ہاتھوں میں انھیں گلاب کی کلیوں کے بکے تھے۔۔۔ کون ہیں اپ لوگ اور یہ کیا حرکت ہے" پرفیسر کے جھڑکنے پر ایک دم کلاس سمیت سب دم سادھ گئے البتہ ان لڑکوں کے چہروں پر جو مسکراہٹ تھی ان میں کمی نہیں آئی اور ایکدم دروازہ کھلا اور لائبہ بے ساختہ کھڑی ہو گئی۔۔ بلیک پینٹ کوٹ میں بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ بلیک گاگلز لگائے اندر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاب تھا لائبہ کو دیکھ کر وہ مسکرایا۔ اور وہ لڑکے رفتہ رفتہ اسکے بینچ کے پاس آئے اور وہ بہت اسکے بینچ پر رکھ دیے۔۔

دوسری طرف عرشیہ اپنی ہنسی روک رہی تھی کلاس کی ہر لڑکی اور لڑکا مسکرا کر حیدر کو دیکھ رہے تھے جبکہ سر نے ایک نظر غصے سے لائبہ کو اور پھر حیدر کو دیکھ ایکسکیوز می۔۔۔۔ آپ کو پتہ ہے یہ کلاس۔۔۔۔ " اور حیدر نے اسکے منہ میں چاکلیٹ کا ٹکڑا دے دیا پرفیسر کا منہ بند ہو گیا۔ بزرگو تھوڑا حوصلہ رکھو نظر نہیں آرہا میں اپنی بیگم کو منانے آیا ہوں اور یہ کٹ پٹ بعد میں بھی پڑھائی جاسکتی ہے پلیز ڈونٹ ڈسٹرب می " سکون سے کہتے وہ بنچ پر چڑھ کر بیٹھ گیا لائبہ ساکت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اور حیدر کے کانفیڈنس سے جیسے سٹوڈنٹس میں بھی حوصلہ آیا سب نے اسکے لیے تالیاں بجادی۔ حیدر ہنس دیا۔ وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا لائبہ کا دل تیزی سے دھڑکنے کے ساتھ ساتھ چہرے پر سرخی پھیل گئ۔ میں تمھاری شکایت کر دوں گا یہاں پر ھائی ہو رہی ہے "۔ ۔پرفیسر سختی سے بولے حیدر نے سنجیدگی سے دیکھا۔۔ بزرگو ایک بات بتاؤ "لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ جبکہ حیدر کو کوئ فرق نہیں پڑتا تھا۔ تمھاری بیوی تمھارے گھر میں ہے مگر میری بیوی میرے گھر جانے کے لیے تیار نہیں ہے اب میں اسے منا رہا ہوں تو پلیز تھوڑے دیر صبر کر کے کھڑے رہو ورنہ بیرسٹر حیدر صرف ایک فائلز تیار کرے گا اور تم سلاخوں کے پیچھے ساری بقیہ زندگی قیدیوں کو بائیو پڑھا کر گزارو گے ویسے بھی گنتی کے دن رہ گئے پیار سے کہہ رہا ہوں چپ ہو جاؤ " بیرسٹر حیدر مرتضی کے بارے میں کون نہیں جانتا تھا پرفیسر ایکدم خاموش ہو گیا اور حیدر کو علم ہو گیا دھمکی کام آئ ہے وہ لائبہ کی جانب متوجہ ہوا۔ قصر جمپ لگا کر ڈیسک سے اترا اور اسکے حیران و پریشان چہرے کے عین سامنے آگیا۔ ول یو میری میں پلیز " اسنے وہ کلی اسکی

جانب بڑھائے اور۔۔ اپنی گھیری آواز میں وہ اس سے مخاطب تھا ساری کلاس نے تالیاں بجانا شروع کر دی لائبہ کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا اسنے کانپتے ہاتھوں سے وہ کلی پکڑلی دل خوشی سے پاگل سا ہو رہا تھا چہرہ کھل اٹھا تھا مگر اب بھی وہ کچھ نہیں بولی تھی سر جھکائے کھڑی رہی۔۔ جبکہ حیدر منتظر تھا۔ کیا کمی ہے یار مجھ میں "ایکدم اسنے ساری کلاس کو مخاطب کیا۔ ح۔۔۔حیدر"۔۔لائبہ کو اندازا تھا اگر وہ کچھ نہیں بولی تو وہ یہاں ایک ہنگامہ کھڑا کر دے گا اور لوگ تو پہلے ہی بہت انجوائے کر رہے تھے۔ س۔۔سوری سر ہم ہم معذرت چاہتے ہیں "حیدر کا بازو اپنے کانپتے ہاتھوں میں جکڑ کر وہ باہر کی جانب نکلنے لگی جبکہ پروفیسر بھی مسکرا دیے۔ بیٹا کمی تو کوئی بھی نہیں ہے "وہ بولے لائبہ تو شرمندہ ہی رہ گئی۔۔ دیکھا تم نے بزرگ بھی مجھ سے ایمپریس ہیں ایک ماہ سوائے تمھارے "حیدر تو خوش ہو گیا اور لائبہ اسے لے کر کوریڈور میں اگئ کوریڈور تقریبا خالی تھا سب اپنی اپنی کلاس لے رہے تھے۔۔ حیدر کے اشارہ کرنے پر وہ لڑکے چلے گئے جو وہ کرائے کے لے کر آیا تھا اور انھیں زبردست۔۔ڈریس پہنا کر پورا ماحول بنایا تھا اور پھر وہ سیدھا چلتا گیا یہاں تک کے وہ گاڑی تک پہنچ گئے تھے حیدر کی فارچنز کے پاس۔۔ آپ آپ آپ پاگل ہیں "۔۔وہ اب تک کانپ رہی تھی۔ ابھی تو میں نے تمھیں چھوا نہیں تمھارے الفاظ ہی لڑکھڑا گئے۔"۔ گھیری نظروں سے اسے دیکھتا وہ مسرور سا بولا۔لائبہ سے پلکیں بھی اٹھ نہیں رہیں تھیں۔ اچھا گاڑی میں بیٹھو یہ جگہ سازگار نہیں ذرا کھل کر بات چیت کریں گے ابھی تو تم نے مجھ سے معافی بھی مانگی ہے " اسنے کہا۔۔ تو لائبہ اسکا چہرہ دیکھنے لگی جبکہ نفی میں بھی گردن ہلا رہی تھی وہ اسکے ساتھ رہنے لگی تو

وہ اسے بے چین کر دے گا شاید وہ سانس بھی لے سکے۔۔۔۔ بیٹھو بیٹھو"۔۔حیدر جبکہ گاڑی میں جمپ لگا کر سوار ہوا۔۔اور وہ بے حد خوبصورت لگ رہا تھا لائبہ کو لگا پوری دنیا اسے اسکے ساتھ دیکھ رہی ہو وہ اسکی گاڑی میں سوار ہو گئ۔۔چہرے پر مسکراہٹ بار بار ا رہی تھی۔۔اسے لگا تھا کہ اسے منانا بہت مشکل ہو گا اور اسے یقین نہیں تھا وہ خود اجائے گا لیکن وہ خود سے اسکے پاس آ گیا تھا۔۔ اور لائبہ کا دل کیا اسے کہہ دے کہ وہ تو اسکی ہی تھی۔اور ساری زندگی اسی کی رہے گی۔۔وہ اپنے گھر کی جانب گاڑی گھما چکا تھا۔ جبکہ۔۔لائبہ بے حد نروس ہو رہی تھی۔۔۔۔ اچانک اسنے گاڑی میں گانا چلا لیا شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کون سا گانا چل رہا تھا کیا جانے تو میرے ارادے ۔۔۔۔۔لے جاؤں گا سانسیں۔۔۔۔چرا کے۔۔کب سے ادھوری۔۔۔۔اور ایکدم لائبہ ہاتھ بڑھا کر گانا ہی بند کر دیا جبکہ گاڑی میں حیدر کا بھرپور قہقہہ ابھرا تھا۔ ہمیں آپکے ساتھ نہیں جانا" وہ جلدی سے بولی اور کہاں جاؤ گی " حیدر نے گھما کر ہوٹرن لیا تھا۔ لائبہ تو ہل ہی گئ۔۔ ح۔۔۔حید۔۔حیدر پلیز ابھی نہیں ابھی ابھی ہمیں گھر جانا ہے اپنے"۔وہ شاید بے حد گھبراہٹ کا شکار تھی۔۔حیدر نے گاڑی روک لی۔۔چند لمحے سٹیرنگ پر۔۔بازو رکھے وہ اسے دیکھتا رہا۔۔ٹھیک ہے۔۔۔۔ جیسے تمھاری مرضی" وہ کہہ کر گاڑی کو دوبارہ موڑ گیا تھا لائبہ اسکی فرمانبرداری پر حیران ہی تھی۔۔کچھ ہی دیر میں اسنے افنان کے گھر کے آگئے فار چنز کو بریک لگائی اور لائبہ جلدی سے گاڑی سے اتری جبکہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر۔۔وہ پھول رکھے تھے لائبہ رکی حیدر اسے ہی دیکھ رہا تھا اسنے رک کر وہ گلاب جو حیدر نے اسے دیا تھا وہ اٹھا لیا۔لیٹل گرل ول یو میری می" وہ پھر سے

پوچھنے لگا کچھ اسطرح کے وہ گاڑی میں تھا جبکہ لائبہ باہر گھر میں بھاگ جانے کے لیے بے تاب تھی ۔وہ مڑی ۔۔حیدر کی چمکیلی نظروں نے اسی کا احاطہ کیا ہوا تھا اور لائبہ نے سر اثبات میں ہلا دیا جبکہ وہ اسطرح سرد ہوئی تھی کہ بھاگ کر گھر کا دروازہ بند کر لیا۔ حیدر مسکرا دیا اور اس سے پہلے وہ گاڑی سٹارٹ کرتا اچانک اسکی نظر گاڑی کے شیشے پر پڑی ۔۔کوئی تھا جو فوراً ہی ہٹا تھا۔ وہ باہر دیکھنے لگا۔۔ لیکن اب وہاں کوئی نہیں تھا۔ پرسوچ لکیریں اسکی پیشانی پر پڑیں اور اسنے گاڑی گھمائی۔۔ اذان سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا اس دن کے بعد ۔۔اور اسنے دوبارہ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا نہ ہی وہ کمال کا اتا پتہ نکلوا رہا تھا تو وہ پاکستان میں ہے مگر کس شہر میں ابھی وہ یہ پتہ کروا رہا تھا۔ وہ گاڑی سٹارٹ کر کے آگے لے گیا۔۔۔ ------------------------۔ نہ ہی نور اگلے دن گھر لوٹی اور نہ ہی اسنے کسی سے بات کی اور نہ ہی عارض کی کال اٹینڈ کی جبکہ دوسری طرف اسکی ساس یعنی صارم کی ماں بے حد شرمندہ تھی یہاں تک کے ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا نور نے کسی سے کچھ نہیں چھپایا اور البتہ سسر بے حد غصے میں تھے صارم گھر ہی نہیں لوٹا تھا اگر وہ گھر لوٹتا تو کوئی اس سے بات کرتا وہ گھر نہیں آیا تھا۔۔ دوسری طرف عارض اور آیت بہت پریشان تھے تبھی وہ نیچے اترا اور نور کی طرف جانے کا سوچا ناشتے کی رسم بھی ہونی تھی مگر نور فون نہیں اٹھا رہی تھی کبیر نے اسے بارہا سمجھایا کہ وہ مصروف ہو گی مگر عارض کا دل تسلی میں نہیں تھا۔ تبھی اسنے ناشتہ خود لے جانے کا فیصلہ کیا گھر میں الگ ہی ماحول تھا۔۔سالار زین کو کچھ سمجھا رہا تھا اور زین سر تھامے بیٹھا تھا۔ کہاں جا رہے ہو" سالار نے عارض کیطرف دیکھا۔ مجھے بس نور کی

پریشانی ہو رہی ہے بھائی" عارض بولا۔ کیسی پریشانی وہ اپنے سسرال میں ہے اور یہ کیا تم صبح صبح پہنچ جاؤ اسے اپنے سسرال میں اڈجیسٹ ہونے دو" سالار نے ڈپٹ دیا جبکہ کبیر بھی ہنس دیا یہ ہی بات کب سے سمجھا رہا ہو مگر اسکے بھیجے میں بیٹھ نہیں رہی۔۔ وہ فون بھی نہیں اٹھا رہی۔"۔۔ ہو سکتا ہے مصروف ہو تمھیں الگ سے دورے پڑ رہے ہیں چپ چاپ بیٹھو" سالار کی بات پر وہ بیٹھ تو گیا مگر بے چینی نے اب بھی اسے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔۔۔ زین اپنی جگہ سے اٹھا اور زریاب کے روم کی جانب بڑھ گیا زریاب بھی وہیں موجود تھا مگر اسنے روکا نہیں اچھا تھا سب کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔۔ دروازہ لاک تھا زین نے کئی بار دروازہ بجایا مگر روشانے کچھ نہیں بولی رمشہ تو رونے لگی تھی اسنے پہلی بار اسے اتنا مارا تھا روشانے نے لاکھ ان سب کے دروازہ بجانے کے باوجود بھی دروازہ نہیں کھولا تھا ۔ اور شاید وہ جائز تھی حق پر تھی ---------- وہ رات گئے آفس سے اٹھا تھا کمال کوئٹہ میں تھا۔ جبکہ آج ایک عجیب واقع ہوا وہ نا سمجھ نہیں تھا خاص کر تب جب اسکے ساتھ اتنے بڑے بڑے حادثے ہو گئے ہو اچانک ہی اذان اسکے آفس میں داخل ہوا تھا اور اسپر وہ بے حد برہم تھا کہ وہ کامل کے گھر اکیلا کس لیے اور کیا کرنے گیا تھا۔۔ حیدر نے اسکی کسی بات کا جواب نہیں دیا البتہ خاموشی سے وہ اسے دیکھنے لگا تھا۔۔ اذان خود بھی سنبھالا شاید وہ اوور ری ایکٹ کر رہا تھا حیدر نے البتہ اسے کچھ نہیں کہا اور کچھ دیر وہ اس سے سرسری سا ذکر کر کے وہاں سے اٹھ گیا جبکہ اذان نے بارہا اس سے پوچھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے جس کا حیدر نے فلحال کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ

مرتضی ہاؤس نہیں جارہا تھا۔ وہ اپنے گھر کے لیے نکلا تو خیال لائبہ کا آیا اور جب لائبہ کا خیال آیا تو صبح والی ہوئی حرکت یاد آگئی۔۔ کوئی تھا یہ اسکا وہم نہیں تھا کوئی تھا جو ایکدم اسکے دیکھنے پر پیچھے ہٹا اسی سوچ میں وہ گھر تک گاڑی لے تو آیا لیکن اب گھر کے باہر کھڑا وہ کسی گھیری سوچ میں تھا اور اچانک اسنے بڑی عجلت میں گاڑی کا رخ موڑا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھادی گھڑی میں وقت دیکھا رات کے ڈیڈ بج رہے تھے۔ اور تیزی سے گاڑی وہ افنان کے گھر کی جانب۔ ۔ بڑھا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گاڑی روکتے ہی اسکا شک حقیقت کی شکل اختیار کیے ہوئے تھا رات کے اس اندھیرے میں کوئی دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ حیدر نے گاڑی دور ہی پارک کی وہ کون تھا لائبہ کے گھر کیوں گھس رہا تھا صبح ہی وہ لائبہ کے گھر کے باہر تھا۔۔ وہ ایکدم بھاگ کر اس شخص تک پہنچا اسکو پیچھے سے ہی جکڑا لیکن شاید وہ شخص چوکنا تھا اور۔۔ اسنے حیدر کے سینے پر کھینچ کر لات ماری۔۔ حیدر دور جا گیرہ اور اٹھ کر ابھی وہ اسے دوبارہ پکڑتا کہ وہ آدمی بھاگ گیا۔۔ جبکہ حیدر نے ایک فائر بھی کیا تھا جو کہ اس آدمی کو لگا۔۔۔ مگر وہ آدمی رکے بنا گاڑی میں سوار ہو کر فرار ہو چکا تھا حیدر اسکا پیچھا کر سکتا تھا لیکن اس وقت اسے لائبہ کی فکر تھی معلوم نہیں وہ اندر سے باہر ارہا تھا یہ پھر اندر جانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔ وہ عجلت میں دروازہ نہ کھولنے کا انتظار کیے وہی دیوار پھلانگ کر وہ اندر داخل ہوا اور دوڑتا ہوا وہ اندر آیا اور لائبہ کا روم اوپری منزل میں تھا وہ تقریبا بھاگتا ہوا اوپر پہنچا تھا دروازہ دھڑ سے کھولا۔ اور کمرے میں ملگجے سے اندھیرے کے ساتھ پر سکون سے بستر پر لیٹی سو رہی تھی۔۔۔ زندگی میں پہلی بار اسے اس قدر

پریشانی کا سامنا کرنا پڑا تھا اور حقیقت تو یہ تھی وہ ڈر گیا تھا۔ اسنے اپنی سانسیں بحال کیں۔ اور سر تھام لیا۔ دماغ بہت تیزی سے حرکت کر رہا تھا۔ اسنے دروازہ بند کر دیا۔ اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ اس تک پہنچا اور چہرے سے بلنکیٹ ہٹا دیا نرم ریشمی لٹیں اسکے چہرے پر جا بجا بکھری ہوئی تھیں اور وہ گھیری نیند کسی وادیوں میں سکون سے اتری ہوئی تھی۔ حیدر کی سانسیں تیز ہو رہیں تھیں۔ زندگی میں کبھی اتنا خوف محسوس نہیں کیا جتنا بس ان چند منٹوں میں اسنے محسوس کیا تھا۔۔ یہ اسکے دوبارہ سے کھو جانے کا خوف تھا یہ پھر سے اسکی جدائی کا خوف تھا۔ جیسے پھر سے کوئی اسے اس سے چھین کر دور کر دے گا وہ اسکے پہلو میں ہی بیٹھ گیا۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا وہ پھر سے اسکے بنا رہنا نہیں چاہتا تھا۔ دل کی دھڑکنیں اب بھی اسکے کانوں میں گونج رہی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا۔ کہ اسکے ارد گرد گھیرہ تنگ ہو رہا ہے۔۔ کمال الرٹ ہے حد سے زیادہ شاید وہ جان گیا ہو حیدر اسکے پیچھے ہے اسنے اچانک ہی۔۔ لائبہ کا بازو پکڑا اور نیند میں ڈوبے اسکے وجود کو کھینچ کر سینے میں بھر لیا ۔۔۔ یہ سکون اسے کہیں اور میسر نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔ اتنا تو اسے علم تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

گولی اسکے بازو میں لگی تھی وہ تکلیف سے اپنا ہاتھ پکڑے سامنے سے آتے دو آدمیوں کو دیکھنے لگا وہ تیزی سے دوڑ کر اس تک پہنچے تھے۔ اسکی ڈریسنگ وہیں کھڑے کھڑے ان لوگوں نے کی تھی اور پٹی اسکے بازو پر باندھ دی۔۔۔ اور پھر ایک آدمی نے اسکے ہاتھ میں موبائل تھما دیا۔ کام ہوا" دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔ نہیں کام نہیں ہوا۔۔ لیکن ہو جائے گا" وہ بولا۔ کیوں نہیں ہوا تم چاہ رہے ہو وہ میری گردن تک گھیرہ تنگ کر

دے تب تم حرکت میں آؤ گے اسکی محبوبہ کے سینے میں چھ گولیاں اتاروں اور قصہ ختم کر اس مجنوں کا۔۔ میں نے تمھیں پیسہ اس لیے نہیں دیا کہ حیدر کو دن بادن میرے اور قریب لے آؤ" کمال چلایا جبکہ اذان نے کان پر سے موبائل ہٹا کر دیکھا۔ جب میں نے کام کا وعدہ کیا ہے تو تمھارا کام ہو بھی جائے گا فلحال اسے مجھ پر شک نہیں ہوا ہے مجھے تھوڑا سا وقت دو کام ہو جائے گا۔" مجھے حیدر کی یاداشت دوبارہ بلکل ختم چاہیے۔۔ وہ میرے گھر میں اتر کر ساری ڈیٹیلز جان چکا ہے میرے بارے میں اور میں جانتا ہوں وہ مجھے اپنی بدنامی کے بدلے میں پھانسی تک پہنچا دے گا میں اتنے دن چھپ کر نہیں بیٹھ سکتا جلد از جلد کچھ کرو کوئی کیس میرے نام کا عدالت میں کھلنا نہیں چاہیے مجھے الیکشن میں کھڑا ہونا ہے۔" کمال بولا جبکہ اذان نے سر ہلایا۔ اور کمال نے کال کٹ کر دی۔۔ وہ حیدر سے شدید نفرت کرتا تھا۔ اتنا کامیاب وکیل ہونے کے باوجود بھی وہ حیدر کی جگہ نہیں لے سکا تھا۔۔۔ وہ جانے مانے وکیلوں میں شامل ہوتا تھا لیکن جب حیدر کے مقابل کھڑا ہوتا تھا صرف ہار اسکا مقدر بنتی تھی یہ سچ تھا اسکا سینس آف ہومر کافی اچھا تھا وہ کھڑے کھڑے انسان کا ایکسرے کر لیتا تھا اور۔۔ اسکی جیت اسکے سینس آف ہومر پر ہی تھی۔ رفتہ رفتہ اسکے اندر یہ آگ بھڑکتی چلی گئی اور حسد نے بدلے پر اکسا دیا جب اسے یہ اطلاع ملی ہے حیدر کی یاداشت پر فرق پڑا ہے تو وہ خوش ہوا تھا کسی نہ کسی طرح حیدر کو مات مل گئی تھی لیکن دوسرا ہاتھ کمال کا تھا جس نے اسے ایک بھاری رقم دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ حیدر کو بلکل ختم کر دے۔۔ نہ ہی وہ کبھی عدالت میں چھڑے اور نہ ہی اسے کبھی دوبارہ کیس لڑنے کا لائیسنس ملے اذان نے معملات

اپنے طریقے سے حل کرنا چاہے اور حیدر کے لیے ہمدرد بن گیا۔۔ حیدر صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ کمال کون ہے۔۔ اور اذان صرف اسے ختم کرنا چاہتا تھا تاکہ اسکے مقابلے پر زندگی میں کبھی کوئی کھڑا نہ ہو سکے۔۔ لیکن حیدر کے سینس آف ہومر نے یہاں بھی اسے مات دے دی اور وہ کمال کے بارے میں خود ہی سب جان گیا۔۔ اور جاننے کے بعد ساری گیم کا کاسہ پلٹ چکا تھا۔ اور اسکے بعد۔ اذان کو حیدر کے نکاح کا علم ہوا۔ اگلا قدم اسکے لیے لائبہ تھی بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی جسے دوسری بار دیکھنے کے لیے وہ اس گھر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن یہاں بھی ہار کا سامنا ہوا اور حیدر پہنچ گیا اگر حیدر نہ آتا تو یقیناوہ گھر کے اندر ہوتا اور اس ماہ جبیں کا چہرہ ایک نظر پھر سے دیکھ لیتا مگر وہ اگیا اور اسپر گولی بھی چلائی وہ جانتا تھا حیدر ایک کمینا انسان ہے نفرت سے سوچ کر اسنے سیٹ کی بیک پر ٹیک لگالی۔ خون اب بھی بازو سے رس رہا۔۔ اور اچانک آنکھیں بند کرتے ایک خیال اسکے ذہن میں آیا تو وہ مسکرا دیا۔۔ وہ باخوبی جانتا تھا حیدر نے یہ ساری کہانی اپنی فیملی سے چھپائے ہوئی ہے اگر سالار کو پتہ چل جاتا ہے۔۔ تو۔۔؟؟؟ مسکرا کر اسنے اپنے بازو میں اٹھتی ٹیس کو دیکھا اور ڈرائیور کو ہاسپیٹل کی جانب چلنے کا کہا ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ گھیری نیند میں تھی اور اچانک ہی جیسے اسے کسی نے کھینچ کر سینے سے لگالیا تھا بازو کی گرفت اسکی نازک کمر پر کافی سخت تھی وہ ہوش میں آنے کی کوشش کرنے لگی اور ایک خوشبو جو ہر وقت اسکے چار سو تھی وہ خوشبو محسوس ہوئی۔۔ بے ساختگی میں اسکے لبوں سے اسکا نام آزاد ہوا تھا حیدر" وہ پہچان کر اس سے اپنا آپ چھڑانے لگی مگر حیدر نے اسے نہیں

چھوڑا وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس تکیے کو گھور رہا تھا جس پر سے ابھی اسے کھینچا تھا۔ کون تھا وہ۔۔۔ کیا کمال کا کوئی آدمی۔ جب وہ پیچھے ہی پیچھے کمال کی ساری انفارمیشن نکلوا سکتا تھا تو کمال بھی بہت کچھ کر سکتا تھا لائبہ ہوش میں آئی اور پھر سے اس سے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔ اور حیدر نے گرفت مزید تنگ کر لی۔ اب نہیں اب نہیں کھو سکتا میں تمھیں بہت مشکلوں سے ملی ہو تم مجھے اگر میں نے پھر سے تمھیں کھو دیا تو میں پہلے جیسا ہو جاؤں گا میں نہیں ہونا چاہتا۔۔۔ ویسا" آہستگی سے بولتے اسنے اسے آزاد کیا لائبہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ کچھ بولتی کہ حیدر نے اسکے لبوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ کر کچھ بھی کہنے سے بعض رکھا تھا وہ اسکے چہرے کو بے تابی سے دیکھتا اسکا گال سہلا رہا تھا۔ لائبہ کچھ سمجھ نہیں سکی۔۔ تمھیں نہیں لگتا ہماری رخصتی ضروری ہو گئی ہے" وہ کچھ دیر اسکا گال سہلاتا رہا اور پھر توقف سے بولا۔ لائبہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلا دیا۔ کیوں"ں وہ آئی برو آچکا کر پوچھنے لگا آپ ہمیں پڑھنے نہیں دیں گے" وہ مدھم لہجے میں بولی اور حیدر کا بے ساختہ قہقہہ ابھرا۔ ہاؤ سمارٹ ہنی تم تو بہت ذہین ہو تبھی مجھ سے بچتی پھر رہی ہو چلو شکر ہے یہ معمہ بھی حل کیا تم نے"۔۔ وہ اسکی ناک کھینچتا اسکے بستر پر چوڑا ہو کر پھیل کر لیٹتا بولا۔ جبکہ لائبہ جلدی سے کھڑی ہو گئی۔۔ باہر چوکیدار انکل ہیں وہ ہمارے بارے میں کیا سوچیں گے"۔۔ دیوار پھلانگ کر آیا ہوں اس بوڑھے کو کچھ نہیں پتہ اونگھ رہا ہے بیٹھا ویسے چوکیدار بھی کوئی تگڑا رکھتی یہ کیا کوئی گھر میں گھس آگیا اسکی نیند پوری نہیں ہو رہی" وہ افسوس سے گردن ہلاتا اسکا نرم بلنکیٹ خود پر ڈال چکا تھا لائبہ کا دل ایکدم دھڑکا۔ آپ بن جائیں۔" وہ خود کو قابو میں کرتی بیڈ سے دور

کھڑی اسے ہی دیکھتی تھوڑا شرارت سے بولی۔ جو حکم "وہ جو ارد گرد چیزیں دیکھنے میں مصروف تھا ایکدم سیدھا ہوا۔ لیکن ذرا میری جو فیس ہے وہ زیادہ ہے افورڈ کر لو گی" وہ آئی برو آچکا کر معنی خیزی سے بولا تھا جسے وہ بیوقوف لڑکی سمجھ نہیں سکی اور نفی میں گردن ہلاتی گھیرہ سانس بھر گئ۔۔ آپ کتنے بھوکے ہیں پیسوں پر بس پیسے چاہیے آپکو آپ نے روشانے کی مدد نہیں کی پیسوں کے لیے اور ٹھیک ہے کتنے پیسے چاہیے آپکو"۔۔ وہ سینے پر ہاتھ باندھتی سوال کرا ٹھی۔ حیدر ہلکا سا مسکرایا۔ کمبل ہٹایا کھڑا ہو اور اسکی سمت آیا۔ لائبہ ایک قدم دور ہوئ معلوم نہیں اسے اتنی گھبراہٹ محسوس کیوں ہوتی تھی۔ وہ دور ہوئ حیدر اسکے نزدیک اگیا یہاں تک کے وہ صوفے سے ٹکرا کر صوفے پر دھپ سے بیٹھی اور حیدر عین اسکے چہرے پر جھکا اور۔۔ اہستگی بلکل نرمی سے اسکے لبوں کر چھوا۔ بس یہ "خماری میں بہکا بہکا وہ بولا تمھیں خود نہیں معلوم تمھاری قیمت پیسوں میں تولی نہیں جاسکتی "نرمی سے اسکا گال سہلاتا وہ اسکے خشک ہوتے ہونٹوں کو ہی دیکھ رہی تھا اور اسکی تپتی ہوئ نظریں لائبہ کے دل میں طوفان برپا کر چکیں تھیں وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی سانسوں کی ناہمواری پر قابو پانے لگی اور حیدر بہک سا گیا اچانک اسکی اس ناہمواری کو مزید دشواری میں ڈالنے کو وہ اسکی جانب جھکا کہ لائبہ نے چہرہ موڑ لیا اب۔۔ ابھی نہیں"۔۔ وہ اہستگی سے بولی وہ خود سے وعدہ کر چکی تھی وہ رخصتی سے پہلے حیدر کو خود کو چھونے نہیں دے گی تبھی جلدی سے چہرہ موڑ گئ تھی۔ حیدر نے چند لمحے اسکو غور سے دیکھا اور دور ہو گیا۔ پینٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ اسے کنفیوز ہوتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ اس وقت ایک نشے کیطرح اسکے ہونٹوں

کی خواہش نے حیدر کے وجود میں انگڑائی لی تھی جسے وہ سر نہیں کر سکا۔ یہ لڑکی اتنی مشکل نہیں تھی جتنا مشکل بن رہی تھی۔۔چند لمحے دیکھنے کے بعد وہ باہر نکل گیا حیدر"۔۔لائبہ جلدی سے اسکے پیچھے لپکی۔ وہ البتہ سیڑھیاں اترنے لگا تھا کہ لائبہ نے اسکا بازو پکڑ لیا۔ میں کنٹرول نہیں کر سکوں گا مجھے چھو مت"۔۔بے حد سنجیدگی سے اسنے یہ الفاظ کہے تھے لائبہ کے ہاتھ تھوڑے کانپ سے گئے۔۔رخ۔۔رخصتی کے بعد۔"ٹھیک ہے"۔۔وہ ایکدم بھڑکا اور لائبہ کو ذرا غصے سے دیکھا لیکن یہ یاد رکھنا وہ رات تم پر بہت بھاری ہو گئ تمھیں میرے ایک ایک لمحے کا حساب جو دینا ہے تیار رہنا "۔۔ اسنے کہا اور لائبہ کی تیز ہوتی سانسوں سے اپنی نظروں کو چرا کر۔۔ وہ جانے لگا۔۔ پھر ایک خیال آیا۔ یہاں لاونج میں تو آپکی نازک جان کو مجھ سے خطرہ نہیں تو میں یہاں سو سکتا ہوں اتنی اندھیری اور کالی رات میں مجھے ڈر لگتا ہے" وہ آنکھوں میں شرارت لیے ذرا معصومیت سے بولا لائبہ ہنس دی لبوں پر ہاتھ رکھ لیا آپ روم میں رک جائیں ایسے لاونج میں کیوں روکیں گے"۔۔ میں تو کہہ رہا ہوں میں تمھارے کمرے میں رکتا ہوں تم ہی اترا رہی ہو" وہ جلدی سے دو سیڑھیاں پھر سے چڑھا ن۔۔ نہیں" وہ ترنت بولی۔ ی۔۔ یہاں اور بھی کمرے ہیں نہ۔" وہ بولی تو حیدر نے طویل سانس لیا۔۔۔ معلوم نہیں جب ہم تم ایک کمرے میں بند ہوں اور چابی کھو جائے گی"۔۔وہ ایک ونک دیتا بولا جبکہ لائبہ اپنی مسکراہٹ روکتی۔۔ نیچے اتری اور نیچے رومز کو کھولنے لگی۔ حیدر اسکے ساتھ ہی تھا۔۔۔ ڈاکٹر میں تمھارے کمرے میں نہیں اسکتا تم تو میرے کمرے میں رک سکتی ہو یہاں رک جاؤ نہیں نہیں جگہ پر ڈر جاتا ہوں پھر ہینڈسم ہوں تو۔۔۔ چڑیلیں پیچھے پڑ گئیں"۔ ہم

چڑیلوں کو منہ توڑ دیں گے آپ اتنے معصوم نہ بنیں "۔۔وہ ذرا گھور کر بولی۔۔ سہی بیویوں والے نکھرے ہیں بھئ مگر بیویوں والے کام نہیں کرنے " وہ بیڈ پر دھپ سے گرتا بولا۔۔۔ لائبہ کچھ نہیں بولی۔ آپکو کچھ چاہیے ہو تو بتا دیجیے گا" وہ جاتے ہوئے پلٹی۔۔ آپ چاہیے ہو۔"۔۔وہ تکیوں کو بانہوں میں بھرتا بے باکی سے بولا جبکہ لائبہ جلدی سے بے شرم کہہ کر وہاں سے بھاگ گئ تھی جبکہ حیدر مسکرا دیا۔ آج رات تو وہ کہیں نہیں جانے والا تھا کل وہ یہاں سکیورٹی کا انتظام خود کروا دیتا۔۔ وہ ساری رات۔۔ جاگتا رہا تھا اول تو سونے کا دل نہیں تھا دوسرا۔۔ وہ شاید اسکے بارے میں حد سے زیادہ وہمی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگلی صبح وہ جلدی سے اٹھ کر نیچے آئ اور ناشتہ بنانے لگی مدھم سی گنگناہٹ میں وہ اسکے لیے ناشتہ تیار کر رہی تھی اور جب ناشتہ تیار ہو گیا تو اسنے کمرے کا دروازہ کھولا مگر حیدر کہیں نہیں تھا حیدر " اسنے پکارہ اور واشروم کا دروازہ ناک کیا مگر وہ یہاں بھی نہیں تھا بے ساختہ اسکی آنکھیں بھیگ گئ وہ اسے کھونا نہیں چاہتا تھا اور۔۔ ہر جگہ سے خود بھاگ جاتا تھا۔۔ اسنے خود بھی پھر ناشتے کو نہیں چھوا اور ذرا غصے سے ہاسپٹل کے لیے نکل گئ۔۔۔ البتہ ایک میسیج اسے ضرور کیا اور ساتھ ناشتے کی تصویر بھیج کر اب ہم سے بات مت کریے گا لکھ کر وہ موبائل ہی پاور آف کر گئ۔۔ جب اسے کوئ دل سے چاہنے لگتا تھا وہ وہاں سے یوں ہی فرار ہو جاتا تھا جبکہ دوسروں پر اتنا اختیار چاہیے تھا کہ اسکی اجازت کے بنا لائبہ ملے بھی نہ۔ ۔وہ۔ بھڑکتی ہوئی ہاسپٹل چلی گئ۔۔ دوسری طرف حیدر آفس میں بیٹھا تھا سکیورٹی کے لیے اسنے ایک ٹرسٹ والے آفیسر کو کہا تھا۔۔۔ اور لائبہ کے گھر کے گرد کیمروں کو حیدر کے موبائل سے

اٹیچ کر دیا تھا۔ وہ کیمرے حیدر کے موبائل سے بھی اٹیچ تھے اور وہاں سیول یونیفارم میں سکیورٹی بھی تھی نہ ہی اسے گھبراہٹ ہوتی کہ وہ اتنی سکیورٹی میں کیوں ہے نہ ہی وہ کچھ اور فیل کرتی تبھی اسنے ایسا کیا تھا البتہ وہ بلکل صبح صبح اسکے اٹھنے سے پہلے وہاں سے نکل آیا تھا۔ وہ آفس میں بیٹھا کوئٹہ میں کمال کے اڈریس کو ٹریس کرانے ہی تگ و دو میں تھا کہ دو میسیجز دیکھ کر لبوں کی تراش میں مسکراہٹ پھیل گئ اسنے فوراکال کرنا چاہی مگر موبائل پاور آف تھا۔ آف اتنا غصہ۔۔۔ ہنی ایک اہم کام تھا ورنہ ناشتہ کیے بنا وہ بھی اپنی پسند کا کبھی وہاں سے نہیں آتا " اسنے میسیج ٹائیپ کیا مگر جواب نادر تھا۔ ایک تو یہ روٹھتی بہت تھی بچپن میں تو ایسی نہیں تھی" وہ ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گیا اور پھر وہاں بیٹھے شخص نے اسے یہ خوشخبری دی کہ کمال کا اڈریس ٹریس ہو چکا ہے وہ موبائل چھوڑ اسکی جانب بڑھ گیا۔ ------------------۔ عائشہ روشانے سے ملنے کے لیے۔۔ گھر آئ تھی۔۔اور رمشہ کو اسکی آمد اچھی نہیں لگی جب شادی ختم ہو گئ تھی تو وہ لڑکی اب یہاں کیا کرنے آتی تھی۔۔ عائشہ نے سب سے پہلے زریاب سے ہی حال احوال لیا اور روشانے کا پوچھا تو زریاب نے اس سوچ کے تحت کے دوست سے مل کر وہ نارمل ہو جائے گی اسے اپنے روم میں جانے کا کہا مگر رمشہ نے ٹوک دیا۔ رہنے دو زار وہ آرام کر رہی ہو گی"۔ رمشہ بولی جبکہ عائشہ کا چہرہ حتق کے احساس سے سرخ ہوا اچھی" زریاب کچھ کہتا کہ رمشہ نے نفی کی رہنے دو اور ویسے بھی تم دونوں تو جارہے ہو ٹکٹس ہو گئیں " وہ جان بوجھ کر بولیں عائشہ چونک کر ان دونوں کو دیکھنے لگی۔ جی بس ہو گئیں ہیں رات تک نکل جائیں گے " زریاب نے روشانے کا ذہن

بٹانے کے لیے اسے شمالی علاقے جات لے جانے کا پلین کیا تھا تا کہ وہ اس فیز سے نکلے۔ کیونکہ وہ بہت ہرٹ تھی گھر والوں کے رویے کی وجہ سے۔۔ رمشہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔ کہاں جارہے ہیں آپ لوگ" عائشہ بے دھیانی میں ذرا غصے سے بولی۔۔۔ آپ سے مطلب بیٹا شادی تو ختم ہو گئی ہے آپ بھی اپنے گھر پر توجہ دو" رمشہ نے بڑے ہی روکھے لہجے میں کہا زریاب کچھ بولتا کہ رمشہ نے اسے چپ کرا دیا جاؤ۔ تم شاباش اپنی پیکینگ کرو" رمشہ نے کہا تو زریاب کچھ سوچ کر خاموش ہوتا وہاں سے چلا گیا اور رمشہ نے عائشہ کو بھی گھر سے چلے جانے کا کہا عائشہ مڑ مڑ کر اس کمرے کو دیکھتی جہاں زریاب گیا تھا۔ کب تک سوگ بنانا ہے تم نے" زریاب اسکے پہلو میں گیرا یار رخصتی ہوئی ہے ہماری مجھے بلکل نہیں لگ رہا کہ اب تم ہمیشہ کے لیے میری ہو گئی ہو" وہ شوخی وہ شرارتیں تمھیں پتہ ہے میں کتنا بور ہوں اور تم"۔۔ وہ بولا جبکہ روشانے نے اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔۔ ہم یہاں سے کب جائیں گے" وہ سوال کرنے لگی بس آج رات" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بس جلدی لے چلیں زار مجھے یہاں سے۔۔۔۔ میرا دم گھٹتا ہے یہاں"۔ وہ بھیگے لہجے میں بولتی پھر سے رونے لگی تھی زریاب۔۔ دانت پیس گیا۔ اور۔۔ سر ہلاتا وہ اٹھا جو پلین رات کے جانے کا تھا ارلی ٹکٹس اسنے بک کرا لیں۔ اور جتنا جلدی ہو سکتا تھا وہ اسے وہاں سے لے کر اب خود بھی جانا چاہتا تھا۔ روشانے کی وجہ سے انکی زندگی میں رونق تھی اگر وہ ہی غمزدہ رہتی تو کیا فائدہ تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پورے دو دن بعد وہ گھر لوٹا۔۔ اور سیدھا کمرے میں گھس گیا جبکہ۔۔ نور اسکی والدہ کے ساتھ بیٹھی تھی۔ صارم" وہ غصے سے بولیں لیکن صارم جو

شاید کسی کی پرواہ نہیں تھی آج سارا دن اسنے ہاسپیٹل میں لائبہ کا انتظار کرتے گزار دی مگر لائبہ نے ایک لمہے کے لیے بھی اسکی جانب نہیں دیکھا صرف اس لیے کہ اب وہ اسکی بہن کا شوہر تھا اور یہ بات اسے تیزاب کی مانند لگ رہی تھی اسنے اپنے کپڑے بیگ میں ٹھونسے اور۔۔ بیگ لے کر نیچے اترا۔ لمہوں کا بس یہ سفر تھا کہ وہ عین اسکے سامنے اکھڑا ہوا۔ نور اسی کی جانب دیکھ رہی تھی میں صارم اپنے ہوش و حواس میں تمھیں طلاق دیتا ہوں نور عارض طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔ "۔۔ تین لفظ جتنی آسانی سے وہ بول گیا تھا۔۔ اتنے آسان تو یہ تین لفظ نہیں تھے۔۔۔ نور کے وجود کو جہاں ایک جھٹکا لگا وہیں صارم کی والدہ کی چیخ نکلی تھی صارم نہیں یہ کیا کہہ رہے ہو نہیں ایسا مت کہو رک جاؤ صارم "۔ وہ چلائیں مگر وہ طلاق دے چکا تھا میں نے تمھیں آزاد کیا تم میری غلام بن کر زندگی گزارتی اس سے کہیں گناہ بہتر تھا میں تمھیں آزاد کر دوں میں تم پر تمھارے باپ کی نفرت مزید نہیں انڈیلنا چاہتا اپنے باپ کو یہ بتا دینا زبردستی کے رشتے کا انجام اس سے زیادہ کچھ نہیں اور شادی اس سے کرو جو تم سے محبت کرو "۔۔ وہ اسے باور کراتا سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر وہاں سے ملتا چلا گیا اور نور زمین پر ڈھے گئ ۔

---------- ہاسپیٹل میں داخل ہوتے کئ لوگوں نے اسے دیکھا تھا وہ وائیٹ شرٹ اور جینز میں تھا جبکہ بلیک کوٹ شانے پر ڈالا ہوا تھا۔ مجھے ڈاکٹر لائبہ سے ملنا ہے "۔۔ رسیپشنسٹ نے اسے گھور کر دیکھا۔ کیوں وہ بیزی ہیں "۔۔ وہ بولی کیا اب بھی "حیدر نے پانچ پانچ ہزار کے کئ نوٹ نکال کر اسکے آگے رکھے۔ ریسپشنسٹ کی آنکھیں چمکی۔

وہ ڈاکٹر کامران کے ساتھ میٹینگ میں۔۔۔ تو کوئی ایشو نہیں میٹینگ سے نکال لو" اسنے پھر سے نوٹ رکھا اوکے سر پلیز آپ میرے ساتھ چلیں وہ جلدی سے اٹھی حیدر۔۔ ہنس دیا اور نفی میں سر ہلا کر اسنے والٹ جیب میں ٹھونس دیا جبکہ سیگریٹ نکال کر سلگائی۔ سر یہ سیپریٹ روم ہے اس وقت فری ہے اگر آپ چاہیں "۔۔جی بلکل شیور" وہ ہنسا اور اس کمرے میں گھس گیا۔ جبکہ اس لڑکی کو روکا۔ آپ کہیے گا کہ سالار مرتضی ملنے آئے ہیں حیدر مرتضی کہیں گی تو کبھی نہیں آئے گی "۔۔وہ بولا تو وہ مسکرا کر جلدی سے سر ہلا گئی۔۔۔ اور باہر نکلی جبکہ حیدر پیشنٹ بیڈ پر پھیل کر لیٹ گیا اگر وہ کچھ عرصے پہلے سوچتا تو وہ بلکل گدھا نہیں تھا اور اب۔۔وہ لڑکی اسے۔۔اس ہاسپٹل کے چکر لگوا لگوا کر بنا چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جاری ہے وہ پاؤں جھلاتا سیگریٹ نوشی میں مصروف تھا۔ حیدر ایک کمال کا کرپٹ بندہ ہے" اسنے خود کی تعریف کمرے کی خاموشی فضا میں کی۔۔ کرپشن اور حیدر کچھ بہن بھائی سے لگتے ہیں" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تبھی دروازہ کھلا اور کھلتے ہی اس کی چیزیں زمین بوس ہوئیں سوری سالار انکل دیر ہو گئی در حقیقت آج ایک ڈیمو لیکچر تھا اور تھا بھی ڈاکٹر کامران کا تبھی دیر ہو گئی۔۔ حیدر اسکے جھکتے اور بولنے کے اتنے سے عرصے میں جھپ لگا کر اترا اور جلدی سے کبرڈ کے پیچھے چھپ گیا لائبہ نے سر اٹھایا تو وہاں کوئی نہیں تھا بہت بری بات ہے بیٹا آپ نے بہت انتظار کرایا ہے" وہ سالار کی آواز نکال کر بولا جبکہ لائبہ حیرانگی سے اسکی آواز سن رہی تھی مگر وہ دیکھائی نہیں دے رہا تھا انکل آپ کہاں "ہیں" وہ حیرانگی سے ادھر ادھر جھانکنے لگی کیا مطلب ہے کہاں ہیں چپ چاپ کھڑی رہو وہیں" وہ بولا جبکہ لائبہ رک گئی

سالار اسے کبھی ڈانٹ نہیں سکتا تھا انکل ہم تو"۔۔ چپ بس بہت بولتی ہو تم میرے بیٹے کا بھی ہوں ہی جینا حرام کیا ہوا ہے کیسی لڑکی ہو تم ایک لڑکے نے تمھیں ہزار بار پرپوز کیا اور تم تم کیسا جواب دے کر گئ بہت نا امید کیا ہے تم نے مجھے" وہ گھڑی دیکھتا۔۔ اپنی مرضی کی ہانکتا جا رہا تھا۔ مگر انھوں نے تو تین بار کیا تھا ہزار بار نہیں" وہ نم لہجے میں بولی۔۔ نہیں تو تم کون سا حور پری ہو جسے میرا بیٹا ہزار بار پرپوز کرے لڑکیوں کی کوئ کمی بھی نہیں تھی اسے بس دل آئے گدھی پر پری کیا چیز ہے"۔۔ وہ افسوس سے بولا۔ انکل" لائبہ کو رونا آنے لگا کیا انکل۔۔"۔۔ وہ بھڑکا آپ ہمیں ڈانٹ رہیں ہیں وہ اب کہ رونے لگی۔۔ بس چپ ہر وقت رونے لگ جاتی ہو ایکدم بے کار لڑکی ہو بیوقوف بد دماغ۔۔ دماغ کی جگہ شاپر رکھ رکھا ہے وہ بھی خالی مجھے تو دکھ ہے اپنے بیٹے پر آخر میں نے اسے کس لڑکی کے ساتھ باندھ دیا" وہ مزے سے بولتا جا رہا تھا جبکہ لائبہ رونے لگ گئ سالار یہ سب اسے کیسے کہہ سکتا تھا وہ اسکے بارے میں ایسا سوچتا تھا۔ پھر اب ہم کیا کریں" وہ جاننا چاہتی تھی کہ آیا کہ وہ بس اسے ڈانٹنے ایا تھا۔ جبکہ حیدر کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔ میں بتاتا ہوں کیا کرو۔۔ بھاگ کر آؤ اور سینے سے لگ جاؤ" وہ سکون سے کبرڈ کے پیچھے سے نکلا اور لائبہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئ۔ وہ اتنی دیر سے اسے بیوقوف رہا تھا اور اتنا سب کچھ اسنے اسے سنا بھی دیا لائبہ نے آنسو صاف کیے اور اسکی جانب دیکھا اوہ چھوٹا بے بی تو رونے لگا" وہ اسکے نزدیک آیا اور۔۔ اسکا گال کھینچا۔۔ جبکہ وہ جو پہلے سے ہی ناراض تھی اور اسکی گوہر فیشانیاں سن کر مزید ناراض ہو چکی تھی وہ اسکو کچھ کہے بنا جانے لگی جبکہ حیدر نے اسکی کلائی تھام لی۔ کیوں ناراض ہوتی ہو تم مجھ سے

اتنا۔۔ میں مصروف سا بندہ ہوں میرے پاس وقت نہیں ہے تمھیں بار بار اکر مناؤ" اچانک کہتے ہوئے اسنے اسے آہستگی سے اپنی جانب کھینچا اور اسکی پشت اپنے سینے سے لگا کر اسکے شانے پر تھوڑی ٹکالی ہم آپ سے بات نہیں کر رہے۔۔ آپ بہت بڑے ڈرامے باز ہیں" وہ غصے سے بولتی اس سے دور ہوئی۔۔ دیکھو یہ بات تو تمھیں بچپن سے پتہ ہے پھر کیوں اب تمھیں تکلیف ہو رہی ہے۔"۔۔ وہ دانت دیکھاتا بولا۔ آپکو شرم نہیں آئی۔۔ یہاں پر کتنے لوگ ہیں جو آپکو بھی جانتے ہیں اور ہمیں بھی سب ہمارے بارے میں کیا سوچے گے"۔۔ وہ اس سے دور ہٹ کر کھڑی ہو گئ جبکہ حیدر گھیرہ سانس بھرتا پیشنٹ بیڈ پر پھر سے ڈھے گیا۔ میں نے تو تمام سے محبت کی کہانی اس ہسپتال کی دیواروں پر لکھی ہوئی ہے یہاں سب جانتے ہیں میں تمھارا عاشق ہوں آوارہ لڑکی"۔ ۔وہ آنکھ دبا کر بولا جبکہ۔۔ لائبہ کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہو گیا۔ عاشق اور شوہر ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے کوئی نہیں جانتا آپ ہمارے شوہر ہیں" وہ کچھ بے ترتیب سی ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی پھر سے آنکھیں دیکھاتی بولی کیونکہ وہ اسے ٹریپ کرنے کے اور اپنے جال میں پھنسانے کے ہر حربے سے واقف تھا۔ تو کہہ تو رہا ہوں شادی کر لو۔ تم خود نہیں مان رہی" وہ سکون سے بولتا۔ سیگریٹ کا کش بھر گیا۔ لائبہ نے سینے پر ہاتھ باندھ لیا۔ اور کس طرح ہاں کہیں اب ہم کہہ تو دیا ہے ہم نے"۔۔ وہ عاجز سی آئی۔ اچھا واقعی۔۔ ویسے کب تین بار تمھیں پرپوز کیا ایک بار بھی تمھارے منہ سے نہیں پھوٹا۔ آئی لو یو حیدر ہم تو آپ سے شادی کرنے کے لیے بچپن سے بے چین ہیں"۔۔ وہ لائبہ کی نقل اتارنے لگا جبکہ لائبہ ہنس دی۔ یہ کافی چیپ ہے ہم ایسی باتیں نہیں

کرتے شرم و حیا سے واقف ہیں اور آپ اپنے کام سے کام رکھیں ناراض ہیں ہم آپ سے۔۔۔ بلاوجہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں "۔ وہ بولی اور پھر سے جانے لگی۔ اوکے اوکے بات سنو یار سیریسلی مجھے کام تھا ورنہ تمھارے سے زیادہ کچھ اہم نہیں "۔۔ وہ اسکے ہاتھ تھامتا بولا۔ جھوٹ "وہ بے یقینی سے بولی تھی حیدر کو لائبہ کبھی اہم نہیں تھی ہاں البتہ لائبہ کو حیدر ہمیشہ سے اہم تھا۔۔۔ حیدر شانے آچکا گیا۔ ہم اظہار کریں تو وہ جھوٹ کہتے ہیں۔۔ "۔وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔ آپ جائیں یہاں سے۔۔لوگ باتیں بنائے گے "۔۔لائبہ بولی اسے احساس تھا وہ بہت دیر سے اندر تھی ۔ رشوت دی ہے تمھارے ہاسپیٹل والوں کو۔۔اسے ہنر کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی کا۔ اینی ویز۔ ۔بکواس بند کرو بہت بولتی ہو روشانے اور زریاب گھومنے پھیرنے جا رہے ہیں کیا خیال ہے چلو گی میرے ساتھ "وہ آئی برو آچکا کر بولا۔ کبھی نہیں "۔۔لائبہ نے ٹکا سا جواب دیا جبکہ وہ گھیرہ سانس بھر گیا۔ لگتا نہیں تھا تم اتنی بڑی پھلجڑی ہو یعنی رخصتی کے بعد ہی ہاتھ لگو گی "۔۔وہ بولا۔جی ہاں " وہ مسکراہٹ دبا گئی۔۔ جبکہ حیدر نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔ اور مسکرا دیا۔ چلتا ہوں "۔ کہہ کر اسنے ایک سفید گلاب اسکی جانب بڑھایا تھا اور لائبہ وہ سفید گلاب دیکھ کر ایکدم پریشان سی ہو گئی۔۔ ہ۔۔ہم یہ نہیں لیں گے "۔۔وہ جلدی سے بولتی اسکے ہاتھ سے کھینچ کر زمین پر پھینک چکی تھی۔۔ لائبہ "پہلی بار اور برسوں بعد اسنے اسے اسکے نام سے پکارہ وہ حیران تھا اسکے ری ایکشن پر۔۔ یہ سفید گلاب ہجر کی علامت ہے حیدر بابا نے ہمیشہ ماما کو سفید گلاب دیا اور اور وہ الگ ہو گئے انکا ساتھ کتنا مختصر ہو گیا ہم۔ ہمیں سرخ گلاب دیا کریں ہم۔۔ آپ سے "وہ بے دھیانی میں بولتی جا رہی تھی

جبکہ آنکھیں بھیگ چکیں تھیں حیدر نے ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ تھاما اور اسے سینے سے لگا لیا ریلکس ۔۔۔"وہ نرمی سے بولا اور۔۔ اسکے ریشمی بالوں میں ہاتھ چلانے لگا لائبہ کو جبکہ کچھ ہی دیر میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو جلدی سے دور ہوئی۔۔ حیدر نے مسکراہٹ سمیٹ لی۔ تمھیں پتہ ہے کتنا بڑا ل جرم کر رہی ہو اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۔"۔۔وہ پھر سے اسے چلانے لگا۔ جی نہیں ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہیں کیونکہ ہم ساری نمازیں پڑھتے ہیں۔"۔وہ فخر سے بتانے لگی۔۔ واہ اور شوہر کے حقوق کا کوئی خیال ایسی نمازیں بھی قبول نہیں ہوتی محترمہ"۔ ۔لائبہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی جھوٹ بول رہے ہیں۔"وہ گھبراتی ہوئی بولی۔۔ لو بھلا میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔"۔استغفرُللہ"۔لائبہ نے کانون کو ہاتھ لگایا جبکہ حیدر اپنی مسکراہٹ روک گیا۔ اب اگر تم مجھے ایسی حرکتیں کر کے روکو گی تو میں۔۔ کچھ کر گزروں گا"۔۔وہ دلکشی سے اسے اوپر سے نیچے تک تکتا بولا۔ جبکہ لائبہ نے دو قدم اور دور کیے وہ مسکرا دیا اور اسکا گال تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔۔۔ جبکہ وہ پیچھے ہی کھڑی اسکو جاتا ہوا دیکھ رہی تھی اسے تھوڑی الجھن بھی ہوئی وہ گزر رہا تھا تو۔۔ کئی لوگوں کی نظریں اسپر تھی اور ان میں سے لڑکیاں زیادہ تھی جو اسی کی جانب دیکھ رہی تھی جبکہ حیدر کی شاید کال آئی تھی اور اسنے وہ کال اٹینڈ کی اور وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اچانک ایک زوردار تصادم ہوا۔۔۔ یہ ہوا تو مقابل کھڑی لڑکی سے تھا لیکن پورے زور شور سے لائبہ کے وجود کو جھٹکا لگا تھا۔ وہ آنکھیں پھیلائے دم سادے ایک عجیب کیفیت میں گھیری اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی جس سے حیدر ٹکرایا تھا۔ وہ عالیا تھی لائبہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے

پورے جسم کی رگوں میں خون کی گردش نے شدت سی پکڑی ہو۔۔ ہاتھوں کی لرزش کو ایک نظر دیکھ کر اسنے دوبارہ اس منظر کو دیکھا سوری" وہ زرالاپرواہی سے بولا اور وہاں روکے بناہی وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ عالیا خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔ لائبہ کے اندر اتنی ہمت نہیں تھی وہ باہر نکل سکے اسکا سامنا کر سکے۔۔ وہ چھپ گئ یہ کیفیت نہ سمجھ آنے والی تھی خوف اور وحشت سے وہ۔۔ کانپنے لگی تھی۔ اور اسکے بعد جب تک عالیا وہاں سے چلی نہیں گئ تب تک لائبہ اس کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہاں کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ کہاں مر گئے ہو "۔۔ اسے کافی دنوں بعد غصے میں دیکھا تھا روشانے ابھی سو کر اٹھی تھی تمھیں میں پاگل نظر ارہاہوں میں انتظار کر تا رہوں تمھارا تمھیں ایک کام کہا تھا وہ تم نے ٹھیک طریقے سے نہیں کیا پیسے کس چیز کے لے رہے ہو دیکھو اصفر مجھے جلد از جلد۔۔ اس نمبر کا ڈیٹا چاہیے "۔ کیا مطلب اس نمبر پر کوئ ڈیٹا نہیں" وہ دھاڑا روشانے بیڈ پر اچھل سی گئ اسنے تھوک حلق میں نگلا۔۔ وہ جو اتنے دنوں سے بچوں کیطرح ہو رہی تھی ایکدم اسکی غصیلی آواز سے جلدی سے بستر چھوڑ کر اٹھی۔ میں تمھارے باپ کا ملازم نہیں ہوں۔۔ مجھے ڈیٹلز ہر صورت چاہیے۔۔ ورنہ آگے کے ذمیدار تم خود ہو گے" کہہ کر اسنے فون بند کیا ہی تھا کہ اچانک اپنے پیچھے سے اپنے ہی کمرے کے دروازے کے بند ہونے کی آواز پر وہ پلٹا وہ بستر چھوڑ کر بھاگ گئ تھی۔ وہ حیرانگی سے سلوٹوں زدہ بستر کو دیکھتا دروازے تک آیا دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ تو وہ اپنے کمرے میں بھاگ رہی تھی زریاب کو کچھ غصہ بھی چڑھا۔۔۔ رمشہ اسی کے پاس ارہی تھی زریاب نے بنا

سوچے سمجھے رمشہ پر غصہ کرنا شروع کر دیا۔۔۔اب کیا مسلہ ہے آپکی بیٹی کے ساتھ "وہ چیڑ کر ایسے بولا کہ زیمل بھی حیران رہ گئ وہ مزاج سے سخت تھا لیکن بد تمیز نہیں پھر ایسے رمشہ کو شرمندہ کیوں کر رہا تھا زار "زیمل نے برہمی سے اسے ٹوک دیا جبکہ زریاب سنبھالا۔ اور بنا کچھ کہے وہ باہر نکل گیا۔ ابھی ہورچ تک ہی پہنچا تھا کہ سامنے سے نور آتی دیکھائی دی پورے پانچ دن بعد وہ اس گھر میں داخل ہوئ تھی۔۔۔ منہا تو پانچ دن میں پانچ سو بار اچکی تھی کبیر اور نیناں بیٹی کو خوش دیکھ کر بے حد خوش تھے شاہزیب ایک اچھا لڑکا تھا اور جلد ہی وہ منہا کو لے کر پاکستان سے آسٹریلیا چلا جاتا۔ جبکہ نور ٹیکسی سے اتری اور اپنا سامان گاڑی سے نکال کر۔۔وہ۔۔باہر زریاب صارم کا منتظر تھا کہ دوسری طرف سے صارم بھی نکلے گا مگر کوئ نہیں تھا وہ خود ہی باہر آئ اور نگاہ زریاب سے جا ملی۔ وہ پھیکا سا مسکرائی اور زریاب کو کچھ گڑبڑ کا احساس سا ہوا وہ تقریبا چند ہی دن بھر کر اسکے مقابل جا پہنچا آپ ٹھیک ہیں" یہ پہلا سوال تھا جو پانچ دن میں اس سے بھی کسی نے کیا تھا۔ نور نے سر ہلا دیا۔ پلیز زار میری ہیلپ کروگے یہ سامان اندر لے جانے میں" وہ نرمی سے بولی۔۔زریاب کو کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا اسکو عجیب گھبراہٹ محسوس ہوئ اسنے واچمین کو اشارہ کیا سامان اٹھانے کا اور نور کے پیچھے بڑھا۔ آپ ٹھیک ہیں صارم کہاں ہے آپ ٹیکسی میں کیوں آئ ہے عارض چاچو پریشان تھے آپکے لیے آپ نے کال بھی پک نہیں کی" انھیں میری کیوں فکر ہو گئ"۔ ۔نور نے اس سے سوال کیا۔ انھیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ اچھا ہے میں یہاں سے چلی گئ"۔وہ سکون سے بولتی اندر داخل ہوئ۔ صارم کہاں ہے" زریاب نے ذرا غصے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے

روکا۔ وہ اتنا سیسپینس برداشت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی فلوقت اس میں اتنا ٹیمپر تھا۔ طلاق دے کر یورپ چلا گیا ہے۔۔"۔ اسکے یہ الفاظ تھے یہ کوئ بم زریاب کے ہاتھ سے بے ساختہ اسکی کلائی چھوٹ گئ۔ مجھے ایان کی آہ لگ گئ"۔۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔اور صوفے پر بیٹھ گئ۔۔۔اب تم لوگ بتادو طلاق یافتہ بہن کے لیے تمھارے گھر میں جگہ ہے"۔ نور کو محسوس ہو رہا تھا اسکا دل کچلا جا رہا ہے اپنے ہی الفاظوں سے لیکن وہ سرد مہری سے بولا رہی تھی۔ جیسے ان لفظوں کی تکلیف کو برداشت کر کے اپنے آپ کو ہی آزما رہی ہو جیسے واقعی وہ خود کو تکلیف دینا چاہتی ہو باپ کے ہر فیصلے پر سر جھکانا آج اسکو داغدار کر گیا۔۔۔ میں اسے زندہ گاڑ دوں گا" مرتضی ہاؤس میں زریاب کی دھاڑ پہلی بار درودیوار کو ہلا گئ تھی۔ نور اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھنے لگی جبکہ تقریبا سب نے یہ الفاظ سنے تھے۔ اور شاید اندر گھر میں داخل ہوتے۔۔حیدر نے بھی۔ وہ آگے بڑھا اور اسنے نور کی جانب دیکھا۔ یہ دیکھو" وہ کانپتے لہجے میں اپنی کلائیاں اسکی جانب بڑھا گئ جہاں جابجا سرخ نشان تھے حیدر ان دونوں کے نزدیک آگیا تھا۔ وہ۔۔۔وہ مجھے اذیت دے کر گیا ہے۔۔"۔ وہ ایسے بولی کہ ان دونوں کے کلیجے منہ کو اجاتے رفتہ رفتہ سارا گھر کھڑا ہونے لگا تھا مگر سالار زین کبیر اور عارض آفس تھے۔ زریاب نے اسکی کلائیاں پکڑ کر چھپا دیں نہیں زار دیکھو۔۔۔ میرے بابا کے ایک غلط فیصلے نے تمھاری بہن کا حال کیا کیا ہے وہ وہ مجھے کہتا ہے میں اسکے قابل نہیں میں ایسی ہوں ہی نہیں کہ کوئ مجھے چاہے مجھ سے شادی کرے" وہ بچوں کیطرح ان دونوں کو شکایتیں لگا رہی تھی جبکہ زریاب کا خون کھول رہا تھا اسنے نور پر اپنے بازوؤں کی چھاؤں کر لی پہلی بار اسکی آنکھوں میں سرخی

کے ساتھ آنسو کی نمی تیر گئ تھی جبکہ حیدر معملہ سمجھنا چاہ رہا تھا۔ کیا ہوا ہے " اسنے سنیید گی سے استفسار کیا زیمل رمشہ بھی وہیں اگئ جبکہ روشانے کمرے کا دروازہ کھول کر کھڑی تھی زریاب اسپر غصہ نہیں تھا وہ نور آپی کو دیکھنے لگی جو ایسا معلوم ہوتا تھا ٹوٹ گئ ہوں۔۔۔ دوسری طرف آیت نے بھی کمرے کا دروازہ کھولا اسے نور کی آواز ارہی تھی مگر نماز ادا کرنا پہلے ضروری تھی عصر کی نماز ادا کر کے وہ باہر نکلی نور کو دیکھ رک نور تک پہنچتی کہ زریاب کے الفاظ مرتضی ہاؤس کے لیونگ روم میں گونجے۔ طلاق دے دی ہے صارم نے۔"۔ زریاب نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا کہ اگر صارم سامنے ہوتا تو۔ کتے کیطرح اسے سڑکوں پر مروا دیتا۔ حیدر سمیت سب پر آسمان ٹوٹا تھا نور نے حیدر کے ہاتھ تھام لیے۔ تم وجہ جانتے ہو وجہ لائبہ ہے وہ لائبہ سے محبت کرتا ہے۔۔ اور اسی کے وجہ سے مجھے طلاق دے کر گیا ہے۔۔ اسنے مجھے لائبہ کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے اسنے مجھے کہا ہے میں اس گھر کی بدصورت ترین لڑکی ہوں۔"۔۔ یہ دوسرا بڑا دھچکا تھا لائبہ کا ذکر سن کر حیدر نے لب بھینچ لیے پیشانی کی رگیں پھول گئیں۔۔ اسے بچالو اسے اس آدمی سے چھپا کر رکھنا وہ وہ لائبہ کے پیچھے ہے " وہ بولتی گئ۔ کہاں گیا ہے وہ " حیدر نے بس اتنا ہی سوال کیا تھا۔۔ یورپ "۔ ۔نور بولی زریاب اسے پکڑے بیٹھا تھا حیدر اسکی کلائیاں دیکھ رہا تھا آیت سینے پر ہاتھ رکھے وہیں گیر گئ جبکہ روشانے بھاگتی ہوئ اس تک پہنچی تھی۔ زریاب نے حیدر کی جانب دیکھا۔ بھائ میں اسے چھوڑو گا نہیں " وہ مٹھیاں بھینچتا بولا تھا۔ یورپ کی ہی سڑکوں پر بکھاری نہ بنا دیا تو کہنا اسکی جرت کیسے ہوئ وہ لائبہ کا نام بھی اپنے منہ سے نکالے " وہ تیش سے غرایا۔ جبکہ نور سر جھکائے بیٹھی

رہی۔۔ ماما" روشانے کے منہ سے بے ساختہ ماں کی پکار نکلی تھی زیمل اور رمشہ نور کے پاس ہی تھیں مگر ہمت نہ تھی کہ کچھ کہہ سکیں اور روشانے کے پکارنے پر وہ پلٹی تو سامنے آیت زمین پر پڑی تھی ۔ حیدر آیت کی جانب لپکا زریاب بھی مگر نور یوں ہی بیٹھی رہی ۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانچ دن کی بیاہی دولہن کو طلاق ہو جائے اور وہ بھی اسکی وجہ سے ڈوب مرنے کا مقام تھا اسکے لیے دوسری طرف عالیا کا وہ اپنے سامنے ایکسپٹ نہیں کر ارہی تھی اور اب سب مرتضیٰ ہاؤس والوں کے سامنے آنے قابل بھی نہیں رہی تھی وہ تھک کر گھر آ گئ۔ اور جتنا ہو سکتا تھا اتنا رو بھی لی تھی ماں باپ کے بنا وہ جیسے تپتی دھوپ میں کھڑی رہ گئ تھی اس دھوپ میں چھاؤں ہو ہی نہیں رہی تھی اور اگر حیدر کو دیکھتی تو وہ کبھی۔۔ سرد تھا تو کبھی گرم کبھی بے حد چاہنے کے لیے تیار۔۔ تو کبھی اتنا لا پرواہ۔ جیسے کوئ فرق نہ پڑتا ہو اسنے اپنے دکھتے سر کو تکیے سے اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلی۔۔ اس وقت وہ نائیٹ سوٹ میں مقید تھی وہ جس کا ایز حصہ تو مکمل پاؤں کی سرخ ایڑیوں کو چھوتا تھا جبکہ بازو سلیو لیس تھے اور گلا کافی گھیرہ تھا ایسا نہیں تھا وہ یہ پہننے کی عادی تھی بس۔۔۔ یہاں اکر یہ لباس کچھ کمفر ٹیبل لگتا تھا پھر وہ یہاں بلکل اکیلی ہوتی تھی تبھی ایسا لباس وہ سہولت سے پہن لیا کرتی تھی ہاسپیٹل کی پوری دن کی تھکان کے بعد یہ لباس بہت سکون دہ محسوس ہوتا تھا جب کے اس لباس میں وہ اپنے شعلہ بار حسن کی تباہ کاریوں سے بلکل انجان تھی کہ کبھی اگر کسی نے اسے یوں دیکھ لیا تو شاید وہ اپنے جزبات کو سنبھال پائے۔ وہ کچن میں آئ کافی کا مگ اٹھایا اور کافی بنانے لگی۔۔۔ اچانک احساس ہوا جیسے کوئ گھر میں کودا ہو سہم کر اسنے مڑ کر دیکھا

مگر اسکے پیچھے صرف خالی لاونج دیکھائی دے رہا تھا۔ اسنے گھبرا سانس بھرا وہ نور کی وجہ سے اتنی غمزدہ تھی کہ کان بجنے لگے تھے تبھی وہ اگنور کرتی اپنے کام میں مگن ہو گئ۔۔ پرسوں سے اسکے فائنل پیپرز کا آغاز ہو جاتا اور اسے بے حد توجہ کی ضرورت تھی ڈاکٹر کامران سے ڈانٹ ڈپٹ کھانے کے بعد اسے کچھ چھٹیاں مل گئیں تھیں وہ گھر سے باہر اب نہیں جانا چاہتی تھی تبھی اسنے کافی بنائ اور کیبنٹ سے ٹیک لگا کر ایک گھونٹ بھرا کڑوی کافی اسکے اندر تک اتر گئ اسنے برا سا منہ بنایا اور اس میں دودھ کی مقدار بڑھا کر اس میں کریم بھی اوپر سے ڈال دی اب یہ مزے دار بن گئ تھی۔ وہ کافی پینے میں اتنی مشغول ہوئ کہ دیکھ ہی نہ سکی کچن کے دروازے میں وہ کھڑا کیسے احمق سا اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے دیکھنے کے لیے آنکھوں کو بس وہ ہی میسر ہو۔۔ اور وہ جتنا دیکھنا چاہے اتنا کم ہے۔۔ اپنے بازو پر کسی جلتی نظروں کا احساس اسکی توجہ دوسری سمت کروا گیا اور وہ چلا کر۔۔ کافی کا مگ فرش پر پھینک گئ۔ ا۔۔۔ اپ "حیرانگی سے بولی۔ تو یہاں میرے علاوہ کس نے آنا تھا۔۔ تمھارے چار سو صرف حیدر رہے۔۔ اور کون ہو سکتا تھا" وہ گھمبیر لہجے میں اسے سر سے پاؤں تک دیکھتا بولا جبکہ لبوں میں پر مسرت مسکان تھی حسن کی بجلیاں حیدر کے دل پر کڑک رہیں تھیں اور وہ گھبرا کر خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔ آپ آپ ایک لڑکی کے گھر میں کود کر دیوار پھلانگ کر آتے ہیں اگر آپ بل بجا کر گھر میں داخل ہو تو ہمیں اندازا ہو جائے آپ آئیں ہیں" وہ اس سے قدم دور کرتی بولی۔۔ جبکہ۔۔ اسکی سفید ایڑیوں میں ہلکی ہلکی سرخی۔ حیدر نے اپنے قدم نہیں روکے الٹا اپنے جوتے بھی اتار دیے۔۔۔ لائبہ گھبرائی گھبرائی سی اسے دیکھتی۔۔۔

وہاں سے فرار ہونا چاہ رہی تھی مگر اسکی نظروں میں الگ ہی پیغام تھا حیدر ہماری بات "۔ ہششش"۔ مجھے علم نہیں تھا تمھیں یہ لباس پسند ہے خدا کی قسم میرے ہوتے ہوئے تمھارے وجود پر اس کے علاوہ کوئ لباس نہیں ہو گا " خماری میں بہکا بہکا لہجہ اور اسکی گرم ہتھیلی کی سرسراہٹ لائبہ تھوک حلق میں نگلتی اپنی دھڑکنوں کے عجیب و غریب رقص پر خود ہی پریشان ہو رہی تھی ا۔۔ایسا نہیں ہے ہم۔۔ہم اکیلے تھے تو"۔ اٹس اوکے ہنی آئ لائیک ایٹ گھبرانے والی کیا بات ہے بلکہ مجھے اچھا لگا" اسنے جھک کر اسکے گال کو۔۔جزبات کی شدت سے چھو لیا۔ لائبہ لہرا کر گیر جاتی اسنے شیلف پکڑ لی۔ حیدر نے اسکے بازوؤں پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کی حرکت لائبہ کو پریشان کر گئ۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے اسکے ہاتھ کی بے باک حرکت لائبہ کو پریشان کر گئ۔ حی۔۔حیدر" بمشکل ہی سہی اسکے جزبات کے طوفان کو لائبہ روکنے کی تگ و دو میں تھی اپنا نازک ہاتھ اسکے سینے پر رکھے وہ اسے کسی بھی بڑے قدم سے روکنا چاہتی تھی جبکہ حیدر اپنے حواسوں میں ہی کب تھا وہ اسے اس حلیے میں دیکھ کر اتنا بہک چکا تھا کہ اب اگر لائبہ روتی چیختی چلاتی کچھ بھی کرتی وہ اپنے مقصد سے ایک پرسنٹ بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔۔ اپنے سینے پر اسکے ہاتھ کی نرم حرارت حیدر کے دل کو دھڑکا گئ۔۔ اسنے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا لائبہ جیسے چھپنا چاہتی تھی اس سے بھاگ کر چھپ جانا چاہتی تھی اور حیدر ابھی اسے اپنی اپنی گرفت کے حصار میں قید کرتا کہ وہ جلدی سے بھاگ کر اس سے دور ہوئ۔۔۔۔ آپ آپ پاگل ہو گئے ہیں۔۔ آپ یہ سب کیا سوچ رہے ہیں ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے "وہ شاید حیدر کی نظروں کے مفہوم سے واقف تھی تبھی

بولی۔ مجھے تمھارے اس کولڈ انکار سے ذرا بھی فرق نہیں پڑتا۔ "؛حیدر نے ذرانا گواریت سے اسے دیکھا۔ آپ چاہتے چاہتے کیا ہیں کیوں آئے ہیں یہاں "۔۔وہ کانپتے لہجے میں استفسار کرنے لگی۔۔حیدر نے گھیرہ سانس بھرا سانسوں پر تو بن آئی تھی اور ایسے ماحول میں سوالات کی بوچھار کچھ عجیب نہیں لگتا مگر اس بات کی لائبہ کو کون سی پرواہ تھی۔۔۔شاید لوگوں کو یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تم صرف میری ہو آج سے نہیں۔۔تب سے جب سے تم نے اس دنیا میں پہلا سانس بھرا تھا تم حیدر کے لیے اتاری گئی تھی پھر کوئی تمھارا نام بھی لبوں سے آزاد کرے چبھن میرے سینے میں کیوں ہوتی ہے ایسی دیوانگی سوچیں نہیں تھی "۔۔اپنے ایک ایک حرف پر زور دیتا وہ بولتا اسکے نزدیک بڑھنے لگا۔۔ جبکہ لائبہ اسکی بات پر تھم سی گئی۔۔میں نے کاٹا ہے تمھارا ہجر اور کوئی تمھارا نام بھی لے تو۔۔مجھے چبھتا ہے میں ہر اس شخص کو جان سے مار دوں گا جو میرے چیز کو اپنا کہے گا ۔"۔وہ بولتا گیا جبکہ لائبہ اس سے اس حد تک کا جنون ایکسیپٹ نہیں کر رہی تھی۔۔۔ وہ شاکڈ تھی اسے حیدر بے حد لاپرواہ لگتا تھا مگر وہ جزبات رکھنے والا شخص تھا اور جزبات بھی ایسے کہ اگر وہ اسکے دام میں پھنس گئی تو وہ شاید اپنے جزبات اسپر انڈیلنے اور اسے یہ بیان کرنے کے چکر میں کہ وہ کس شدت سے اسکو چاہتا ہے تب سے جب سے وہ ایک ساتھ تھے شاید اسے مار ہی دے اپنی محبت بہت مختصر لگی ان لفظوں کے آگے۔۔۔۔وہ اسکے نزدیک اگیا تھا۔لائبہ نے حلق تر کیا اور حیدر نے اتنے میں ہی اسے اپنے حصار میں قید کر لیا۔۔۔ وہ شیلف سے پشت لگائے کھڑی تھی نائیٹی کے گھیرے گلے اور سلیو لیس بازوؤں پر نرم جیٹ کا کپڑہ۔۔وہ شیلف کو سختی سے جکڑ گئی حیدر نے اسکے

گال پر اپنی بھاری ہتھیلی رکھی ایک عجیب تپش سی تھی جو لائبہ کے وجود میں اسکے چھونے سے ابھری اور حیدر۔۔ تو پہلے ہی اسکا اسیر ہو چکا تھا۔۔ ہر آنا ہر جنگ کو بھلائے وہ اسکی جانب بڑھ گیا تھا ایک بے مثال محبت کی کہانی لکھنے کو اگر وہ اسے قبول کرتی۔۔ اور لائبہ جیسے اسکے شدت جزبات کے آگے ہارنے لگی۔۔۔ گھیری مگر گھبراہٹ سے بھرپور سانسوں کی ناہمواری اتنی تھی کہ وہ اپنے حواسوں کو اسکے قدموں کا غلام سمجھنے لگی۔۔ وہ اس طور چھایا کہ وہ ایک لفظ پھر کچھ نہ کہہ سکی جبکہ حیدر نے اسکی بڑھتی سانسوں کے شور پر مبہم سی مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی اور ایکدم ہی اسکے لبوں پر جھکا۔۔۔ یہ نشہ یہ ذائقہ یہاں دنیا آخر تھی اسکی۔۔ اور وہ اتنا بہکا اس حد تک بہکا کہ مقابل کی نازک مزاجی کا احساس تک فراموش کرتا چلا گیا شدت لٹانے کو وہ بے قرار اور شدت میں وقت باوقت اضافہ کرتا جیسے برسوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔ لائبہ سہم ہی گئ اسکی شدت پر۔۔ اسنے حیدر کے شانے پر کانپتا ہاتھ مارا مگر اسکے مسکلر وجود پر اسکے نازک ہاتھ نے کون سا اثر کرنا تھا۔۔ دس منٹ کی طویل اور بے بس کر دینے والا یہ بھیگا بھیگا لمس۔۔ لائبہ کو ڈھیر کر چکا تھا یہاں تک کے سانس روکنے کے باعث اسکی آنکھوں سے ایک آنسو بہہ نکلا کیونکہ پہلے بھی وہ اسکے ہونٹوں پر بڑے پرشوقی سے زخم دے گیا تھا اور اب بھی اسکے ہونٹوں کو زخمی کر کے مسکرا دیا۔۔۔ لائبہ نے شکواہ کن نظروں سے اسے دیکھا میرے پاس ٹیوب ہے لگا لینا" لاپرواہی سے بولا۔ کتنوں کو لگائ ہے آپ نے اسطرح"۔۔ یہ سوال معلوم نہیں اسکے منہ سے کیسے نکلا۔ حیدر نے چونک کر اسکی جانب دیکھا اور سیدھا ہو گیا۔ میری قربت ہر کسی کے بس کی بات نہیں تبھی کسی کو دی نہیں بس

تمھارے لیے۔اپنے لمس کو بچالیاورنہ موقعے ایسے بھی تھے کہ اچھے اچھے بہک جائیں میں تو پھر بڑا آوارہ انسان ہوں۔"۔۔وہ اہستگی سے مسکرایا اور لائبہ کو یہ چیز کاٹ کھاتی تھی۔۔۔ کہ وہ بہتوں سے یہ عاشقی پڑا چکا ہے تو اس سے بھی شاید بس جسم کی چاہ رکھتا ہے جبکہ یہاں وہ سراسر غلط تھی اور حیدر کے حق میں اسکے سچے جذبوں کو غلط سمجھتی تھی۔تو انھیں سب کے پاس جائیں'۔وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی جبکہ حیدر نے نفی میں سر ہلاتے اسکے ریشمی بالوں کو اپنے ہاتھ پر لپیٹ لیا۔ کیوں اتنا خفا ہوتی ہو مجھ سے کیا تم مجھے اس لیے ملی تھی کہ تم بس خفا ہوتی رہو۔"وہ نرمی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا پوچھنے لگا۔ لائبہ پھر اسکے لمس کے زیر اثر مجبور سی رہ گئ۔ ہلکی ہلکی جسارتوں نے اسکی گردن کو موتر کر دیا۔۔یہاں تک کے حیدر نے اپنے ہاتھ میں پکڑے اسکے بالوں کو۔۔ایک طرف کر کے۔۔اسکی گردن پر اپنی محبت کے حسین نشانات سجا دیے۔۔لائبہ پھسل گئ اسکے ہاتھوں میں بے دم سی ہونے لگی جبکہ حیدر ہنس دیا ایکدم اسنے جھک کر لائبہ کو اپنے شانے پر اٹھالیا حیدر"۔وہ بے بسی ے چلائ وہ اسے روکنا چاہتی تھی مگر حیدر کو قابو میں کرنا اسکے بس کی بات نہیں تھی۔ وہ اسے شانے پر یوں ہی اٹھا اسکے نازک بے جان سے ملت اپنی کمر پر محسوس کرتا مسکراتا ہوا اسے اوپر۔۔لے آیا۔ اور ابھی وہ اوپر لایا ہی تھا کہ پورے گھر کی لائیٹس ایکدم بجھ گئ۔ حیدر نے ارد گرد دیکھا اور لائبہ کو نیچے اتار دیے۔ باہر ہوا تیز چل رہی تھی بارشوں کا موسم تھا شاید وہ دونوں۔ باہر سے اتنے ناواقف ہوئے کہ باہر امڈ آنے والے طوفان کو دیکھ نہیں سکے محسوس نہیں کر سکے۔ ۔لائبہ۔اندھیرے میں بجلی کی کڑک اور گڑھ سے کچھ سہم گئ۔ اور اچانک اسنے شکر ادا کیا وہ اسکے

آپس تھا ورنہ وہ شاید آج رات رو رو کر۔ افنان ہاؤس میں بار،ش کر دیتی۔۔ دیکھو۔ آج ہر چیز تمھیں اور مجھے ملانے پر۔ تل گئ ہے" وہ ہنس دیا۔ لائبہ نے نفی کی ہم د۔۔ دیکھ لیتے ہیں شاید بریکر گیر گیا ہو۔ عم۔ ورنہ جا۔ جاتی نہیں یہاں لائیٹ"۔۔ وہ پریشانی سے بول رہی تھی جبکہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں الگ جکڑی ہوئی تھی۔ اچھا ہے آج کی پوری رات لائیٹس نہ آئے اور تم مجھ سے یوں ہی چیپکی رہ جاؤ" وہ شرارت سے گویا ہوا جبکہ لائبہ نے اسکے سینے پر مکہ بجا کر مارا۔ یہ نازک نازک وار۔۔ آپکو یوں نہیں لگتا جب میری طرف سے وار ہوئے تو تم۔ تڑپ اٹھیں گی جائے۔ فرار نہیں اور خیر سے تمھارے تو ماں باپ بھی نہیں"۔ وہ ہنس دیا جبکہ لائبہ نے چاند کی روشنی میں۔ اسے بیڈ پر پھیلتے افسوس سے دیکھا۔ آپکو زرا بھی رحم نہیں آتا دوسروں پر"۔۔ وہ بولی اور۔ اسکی ٹانگ پکڑ کر خود بھی بیٹھ گئ۔ کیونکہ بادل اسطرح گرج رہے تھے جیسے ٹوٹ کر گیر جائیں گے۔ نہیں سب پر آتا ہے لیکن دل کرتا ہے تمھارے ساتھ بے رحمانہ سلوک کروں اور اتنا گے رحم ہو جاؤں کے تم ساری زندگی بھی لگا لو پھر بھی مجھے چھوڑ کر جانے کی تمھاری سزا کبھی ختم نہ ہو"۔۔ مگر حیدر ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں گئے تھے" وہ اپنے ٹھنڈے ہاتھ اسکے ہاتھوں میں چھپاتی آہستگی سے بولی۔ حالانکہ سے سردی نہیں تھی مگر پھر بھی وہ سردی کی کیفیت کا آشکار تھی۔ اچھا"۔ اسنے۔ ہلکی ہلکی پھیلی چاند کی۔ بمشکل گھیرے بادلوں سے بلکل اندھیری ہوتی روشنی میں اسکے بالوں کو جکڑ لیا ۔ اسکا چہرہ اوپر کیا اور ایک بار پھر اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں کا غلام کر لیا۔ لائبہ۔ میں اب سکے نہیں تھی مزاحمت کی یہ شاید محبت کی بیٹیوں نے اسکے پاؤں کو بھی پکڑ لیا تھا وہ۔ اسکے آگے ہارتی

وہی اسکو یہ احساس دلاتی کہ وہ مجبور تھی ورنہ کبھی اسے چھوڑ کر نہ جاتی اسکی گردن میں بازو حائل کر گئی۔ حیدر کا جوش اور بڑھ گیا اور یہ جوش لائبہ کے لیے امتحان سے کم نہیں تھا وہ۔ سسک ہی گئی اسکے زخمی ہونٹ حیدر معلوم نہیں کیا چاہتا تھا آج اس سے۔۔ مان لیا۔۔ سب کو تم نے کہا وہ سب مان لیا۔ مگر اب چھوڑنے کی بات مت کرنا"۔ وہ اسکی نرم بازو کو ڈھانپتی جالی کو۔ کو ہٹاتا گویا ہوا۔ لائبہ نے اس اندھیرے میں بھی اپنا چہرہ چھپا لیا۔ حیدر نے احتیاط سے وہ جالی اتار کر۔ پھینکی وہ اندھیرے میں کہاں جا گیری معلوم نہیں تھا۔ دوسری طرف اسنے۔۔ موبائل کی ٹارچ جلائی حیدر "لائبہ چیخ اٹھی حیدر ہنسنے لگا۔ اگر اب سے وہ۔ بس پچیس تیس منٹ پہلے جا کر سوچتا تو وہ بلکل ایسے ارادے نہیں رکھتا تھا۔ نہ ہی وہ ایسی کوئی نیت لیے اسکے گھر میں کودا تھا۔ اسے علم تھا وہ دھواں دھار رو رہی وہ گئی وہ اسکے پاس اسکے آنسو سمیٹنے اور یہ احساس دلانے آیا تھا کہ حیدر ہر اس شخص کی سوچ کو بھی نوچ لے گا جو تمھارے بارے میں ایک لمہے کے لیے بھی کچھ غلط سوچے گا ۔لیلن یہاں اکر لائبہ کا حلیہ اسکے اوسان خطا کر گیا اور۔۔ وہ ہک گیا کچھ ایسے جیسے پوری شراب کی بوتل پی کر ایک اناڑی اپنے قدموں پر ٹک نہ پائے۔۔ ایسے نشے کیطرح اسکی قربت حیدر کو حواس باختہ کر دیتی تھی۔ لائبہ کے چہرہ چھپا لیا گھیرے سانسوں میں۔۔ وہ۔ پریشانی اور گھبراہٹ کیا جا رہا پر تھی اپنے زخمی لب وہ۔ بے دھیانی میں۔ دانتوں تلے دبا گئی۔۔ اور ایکدم تکلیف سے چھوڑ دیے۔ ۔ درد کے ساتھ تمھارے زہن میں پہلا احساس میرا ہو گا میں چاہتا نہیں تھا۔ مگر یوں سمجھ لو مجبور ہو گیا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں تمھارا پور پور دکھتا رہے۔ اور تمھیں کم از کم ایک ہفتہ اس احساس

میں مبتلہ رکھے کہ تم حیدر مرتضی کے ساتھ بس ایک شام ہی تو ٹھری تھی۔ اسکی بے باک گفتگو۔ لائبہ کا دم نکال رہی تھی۔ حیدر کی بڑھتی جسارتیں جابجا پھیلتا لمس۔۔ اسکو پاگل سا کرنے لگا تھا ۔بارش ہے شور میں اسکی۔ مزاحمت سے بھرپور کئ آوازیں دم توڑنے لگیں جبکہ وہ دیوانہ وار اس مسلہدھار بارش ہے ہو باہو اسپر ایک موجھ کی مانند برس رہا تھا کڑک رہا تھا گرج رہا تھا اور شاید اپنی بات پوری کر دینے کا روادار تھا۔ وہ چاہتا تھا وہ۔ ایک ایک پل۔ میں اسکی یہ قربت یاد رکھے۔۔ وہ بھولے نہ۔۔ کہ وہ کس کو پانا دیوانہ بنا چکی تھی۔۔ ظاں لوگ اسے پاگل کہتے تھے اور اسکا پاگل پن صرف لائبہ نے دیکھا تھا۔ یوں بنا بتائے برس پڑنا لائبہ کی گے بسی کی انتہا تھی۔ حیدر" وہ۔ اسکو روکنے کو مچلی۔۔ جبکہ حیدر کی بھاری ہتھیلی نے اسکی آواز کا حلق دبا دیا۔ وہ اپنی مرضی سے۔ سر اسکو رہائ دیتا۔ اسکی نم پلکوں کو۔۔ موبائل کی ہلکی پھلکی سی روشنی میں دکھتا مسکرا دیا۔ یہ محبت جو ہے۔۔ جب قربت کی راہ پر۔ اجائے تو رولا دیتی ہے۔۔"۔ ہنسی ضبط کرتے وہ اسے بمشکل سے سانسیں بھرتے دیکھ رہا تھا۔ یظ منظر۔ ہر نظر پر بھاری تھا۔ آپ بہ۔۔۔ بہت بہت برے ہیں حیدر" وہ واقعی ہی رو پڑی۔۔ اوہ" حیدر کا قہقہ۔ بارش کے جوش کیطرح تھا۔ اور اسکلنے اسکی پیشانی چوم لی۔ ہاں یہ بن بادل برسات کی طرح وہ اسکی سانسوں کو لڑ گیا تھا تو وہ۔ نازک سی لڑکی یوں ہی گھبراتی۔۔ حیدر سکون سے تکیے پر نیم دراز ہوتا۔ سیگریٹ کے کیس سے سیگریٹ نکال کر۔۔ لبوں میں دبا گیا۔ سوری عزیز من۔ میں مجبور ہوں۔ "لائبہ کی ناگواری سے وہ واقف تھا مگر آپ ی عادت کو ترقی نہیں کر سکتا تھا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی کا اضافہ ہو گیا اور وہ حیدر کی سیگریٹ کا

شعلہ تھا۔ وہ آہستگی سے اسکی گردن پر اپنی انگلی سے سطر بار بار کھینچتا۔ جارہا تھا جبکہا نکھیں بند تھیں اور۔ سیگریٹ کا شغف جاری وساری تھا۔ لائبہ نے اپنے ہی ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے اور۔ اس نیم اندھیرے میں اسکی جانب دیکھا۔ وہ ناراض نہیں تھی اس سے۔۔ئہ اسکا حق تھا وہ جب چاہے لیتا۔ مگر ڈر گئ تھی۔ ایک بار۔ معیز کی بات سنی تھی اسنے۔۔ اور اس بات سے وہ۔ اکثر ڈر جاتی تھی مرد عورت کے پیچھے تب تک پڑا رہتا ہے جب تک اسے حاصل نہ کرلے خاص کر ایک عیاش مرد اور جب وہ عورت وک اسکی پسند اور رضامندی سے حاصل کرلے تو وہ عورت اپنے خمار اپنا نشہ بس یاک رات میں کھو دیتی ہے۔۔ وہ اسکی جانب دیکھتی۔ یہ ہی سوچ رہی تھی کہ حیدر بائے نیچر عیاش پسند ہی تھا لائبہ کے زندگی میں آتے ہی علیشبہ وہ چھوڑ چکا تھا اور۔۔ شاید اب لائبہ وک حاصل کرنے کے بعد کوئ اور۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی نیگیٹیو سوچتی جارہی تھی۔ اسنے اپنی سوچوں سے خوذدہ ہوتے اسکے سینے میں چہرہ چھپالیا۔ حیدر نے تھکی تھکی آنکھوں کو کھول کر اسکو دیکھا وہ اب بھی رورہی تھی۔ آریو اوکے "وہ فکرمندی سے بولا۔ ایم سوری یار میں شاید واقعی پی پاگل ہو گیا تھا یہ نہیں سوچا تم ایک نازک سی"۔ ن نہیں "۔۔وہ آہستگی سے اسکو پریشان ہوتا دیکھ نفی کرنے لگی۔ پھر کیا ہوا ہے "۔۔حیدر جاننا چاہتا تھا آپ آپ ہمیں چھوڑیں گے نہیں نہ "۔۔وہ اسکی بریڈز کو چھوتی سوال کرنے لگی۔ تمھیں لگتا ہے ایسا" ہنستے ہوئے جزبات سے بھرپور ایک اور شرارت کر ڈالی۔ لائبہ نے اپنی سوچوں کو ایکطرف رکھا اور سر نفی میں ہلایا۔ گڈ ہنی۔ "۔۔عہ پیار سے اسکا گال تھپتھپا گیا۔ ایک فرمائش ہے پوری کرو گی "۔۔وہ مسرور سا بولا۔ لائبہ نے پھر سے

آنکھیں صاف کی اور اسکی فرمائش پر غور کیا اب تو اسکے تن من کا مالک بن گیا تھا وہ۔۔ میں تمھیں۔ ملن کی آس تیز بارش میں بھیگا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔ سرسراتے لہجے میں وہ۔ لائبہ کو۔ ہڑبڑانے پر مجبور کر گیا۔ ن۔۔ نہیں"۔۔ صہ چلائی۔ اس میں مزید اسکا جنون سہنے کی ہمت نہیں تھی وہ سونا چاہتی تھی دوسری طرف وہ تو سیگریٹ پی کر جیسے تازہ دم ہو گیا تھا اسے بازو میں بھرا اور۔۔ تیز بارش میں لے آیا۔ آسمان گرج رہا تھا اور۔۔ وہ اپنے پیچھے آنے والے ہر طوفان سے ناواقف۔۔ اسے اپنے حصار میں قید کیے گھما رہا تھا لائبہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس احساس کو محسوس سکڑنے لگی جو وہ اسے دینا چاہ رہا تھا وہ کھل کھلا اٹھی۔ رات کے آخری پھر اسکی ہنسی کی جھنکار گونجنے لگی۔ جبکہ حیدر نے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا اور ایک بار پھر۔ اسپر۔ بے آواز برس اٹھا۔ بارش سے زیادہ حیدر کی گرج تھی جو لائبہ کے چار سو تھی۔ وہ بے دم سی ہوتی پانی کے چھوٹے سے جھوٹ میں گیر گئ۔ بے ہمت سی وہ اسے دیکھنے لگی جو شرٹ لیس تھا۔ وہ خود بھی اس جوہڑ میں ایک ہاتھ رکھتا۔ اسپر جھکا۔ اور۔ اپنی شدتوں کا اظہار۔۔ بے حد عقیدت۔ اور کبھی جنونیت اور کبھی۔ نرمی اور کبھی سختی سے کرنے لگا۔ وہ رات بارش کے ساتھ ساتھ حیدر پلبھی بھرپور برسا تھا۔ یہاں تک کے صبح کی پہلی اذان پر اسکا قہقہ۔ ٹیرس میں۔ عجیب سا شور برپا کر گیا۔ بارش تھمی گئ تھی شاید اسے بھی تھم جانا چاہیے تھا۔ نیند سے خود بھی جھولتے وہ مسرور سا اسے بازوؤں میں اٹھائے جو۔ بے جان ہی ہو گئ تھی تقریبا۔ کمرے میں لے آیا۔ اور اسے بیڈ پر پھینکا۔ اور خود بھی ڈھے گیا۔ اپنے اپنی بازو میں اسکے۔ بے بس وجود کو جکڑے وہ۔۔ لمحوں میں نیند کی آغوش میں اتر گیا۔ اگر کوئ کہتا اسکی

خوشیوں کی مدت بہت کم تھی تو یہ کم نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صبح نکل آئی اور۔ صبح سے دوپہر اور دوپہر سے جب سورج۔ ان دونوں کو یوں ہی پڑا دیکھ شریر سا مسکرا کر چھبنے لگا تو۔ حیدر کے فون نے۔ چھنگاڑنا شروع کر دیا۔ جسے اسنے لات مار کر زمین پر پھینکا اور کروٹ لے کر پھر سے سو گیا مگر کمرے میں کالین ہونے کے باعث فون کی بچت ہونے کے ساتھ ساتھ لائبہ کی آنکھ بھی کھل گئی۔ اسنے۔ بمشکل آنکھیں کھولیں اور ایسا لگا جیسے اسے کسی نے بہت بری طرح پیٹ ڈالا ہو ملنے کی ہمت بھی نہ رہی تھی۔ لیکن پھر بھی جسم کو حرکت دیتی وہ مڑی اور۔ اپنے پیچھے اسے شرٹ لیس۔ تکیوں کو۔ بانہوں کے گھیرے میں لئے دیکھ۔۔ اور پھر اپنے حلیے کو دیکھ افنان ہاؤس میں لائبہ کی چیخوں کا ایک ادھم اٹھ گیا چیخوں کی آواز پر بھی جو شخص نہ اٹھے اسے حیدر ہی کہا جا سکتا تھا۔۔ وہ تو ایسے سو رہا تھا جیسے مردوں سے شرط باندھ لی ہو جبکہ وہ چلا چلا کر آدھی ہو گئی تھی اسکے بیڈ پر بکھر کر پڑے وجود پر مجال ہے کوئی اثر ہوا ہو۔۔ لائبہ نے اسے غصے سے مکے مارے مگر اثر نادر تھا۔ اسنے پھر سے اسے جھنجھوڑا اور بے سود۔۔ وہ اٹھ کر واشروم میں بھاگ گئی۔ حیدر جبکہ سکون سے سو رہا تھا اور دوسری طرف اسکا موبائل چیخ رہا تھا لیکن اسے کسی بھی قیمت پر اس وقت اٹھنا نہیں تھا وہ فریش ہو کر آئی تو سینے میں ہول اٹھ گئی یہ کیا کر دیا تھا اسنے کیا بے دھیانی تھی یہ رخصتی سے پہلے ہی وہ اسکی ہو گئی وہ اتنی پاگل کیسے ہو سکتی ہے رات کا ایک ایک منظر دماغ میں گھومنے لگا وہ شرمندگی کی گہرائیوں میں کھو گئی اپنے ہی ماں باپ کے گھر میں اسکا چہرہ سرخ پڑ گیا۔۔ اور آنکھیں بھیگ گئیں حیدر پر غصہ بھی چڑھا یہ ہی ہے وہ انسان جس نے

اسے یوں شرمندہ کیا تھا۔۔۔ وہ نیچے اگئ اور صوفے پر منہ پھلا کر بیٹھ گئ یہ تو لاکھ لاکھ شکر تھا کہ کوئ نہیں ہوتا تھا اسکے گھر میں ورنہ اس وقت شاید وہ کسی کوٹھڑی میں چھپ جاتی۔۔ اپنے ہاتھوں یہاں تک کے پاؤں اور مختلف جگاہوں پر نشانات دیکھ کر وہ۔۔ اوسان خطا کر چکی تھی۔ اسنے لونگ شرٹ اور لمبا پجامہ پہنا ہوا تھا اور سر پر دوپٹہ لے کر استغفار کا ورد کر رہی تھی یہ سب کیا ہو گیا تھا اس سے۔۔ بار بار اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتی۔۔ جا رہی تھی جبکہ وہ کمرے میں سکون کی نیند لے رہا تھا رات بارش ہونے کے باعث موسم میں خوشگواریت تھی ہلکے پھلکے بادل پھیلے ہوئے تھے شاید سورج نکلا ہی نہیں تھا یہ پھر وہ مدہوش پڑی رہی تھی اسی وجہ سے سورج اب چھپ گیا تھا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ۔ موبائل چیک کرے اگر کسی نے سوال کیا تو کیا جواب دے گی۔ اسنے مغرب سے دس پندرہ منٹ پہلے عصر کی نماز پڑھی اور توبہ کے ساتھ ساتھ وہ روتی ہی چلی گئ جبکہ مغرب کی نماز بھی پڑھ لی اسکا رونا ختم نہیں ہوا اور حیدر کی نیند۔۔۔ لائبہ بنا کچھ کھائے پیے جیسے بے چینی سے بیٹھی تھی اور جب عشاء کی نماز سے بھی وہ فارغ ہو گئ رو رو کر آنکھیں سوجھ گئیں اپنی کلائیاں خود دیکھی نہیں جا رہیں تھیں تب وہ نوشا میاں شرٹ کے بٹن بند کرتا بلکل تھکا تھکا سا بھیگے بالوں کو معمولی سا سنوارے نیچے اترا۔ سر درد سے پھٹ رہا ہے کافی دے دو" وہ صوفے پر ڈھے گیا جبکہ آنکھیں پھر سے بند کر لیں۔ اور تھوڑی دیر بعد سوں سوں کی آواز پر جب اسنے اپنے بوجھل پردے اٹھا کر سامنے دیکھا وہ۔۔ کئ کپڑوں سے لدھی پوری پوٹلی ہی لگ رہی تھی جو ایک ہی بات کہہ رہی تھی اللہ جی ائندہ ایسے کپڑے نہیں پہنے گے ہم آپ ہمیں معاف کر دیں پلیز معاف کر

دیں ہم سے غلطی ہو گئ آئندہ کسی کی بات نہیں مانیں گے "۔۔وہ روتی جا رہی تھی حیدر کی کافی کی خواہش بھی اگنور کر دی تھی وہ ہوش میں آیا اور نیند کو بھگا کر اب غور سے اسے دیکھنے لگا اور جب وہ دھواں دھار رونا شروع ہوئ تبھی حیدر کو ساری کہانی سمجھ آنے لگی۔ تم پاگل ہو "۔۔اسے تو کسی نرم گرم شوق جملے کی خواہش تھی یہاں تو کاسا ہی پلٹ گیا تھا وہ اسکے پاس اکر بیٹھ گیا رو رو کر آنکھیں سوجھ چکیں تھیں حیدر نے لمبا سانس کھینچا اور۔۔بال پیشانی پر سے ہٹا کر اسکی جانب دیکھا اسکا بازو ہلایا۔ ایکدم وہ "سی "کرتی۔۔اپنا بازو ہٹا گئ حیدر "اووووہ ہ "کرتا مسکرا دیا۔ جبکہ لائبہ نے پھر سے چہرہ چھپا لیا میری جان میری زندگی یہ کیا ڈرامہ ہے "وہ ہنسنے لگا ہمیں آپ سے بات نہیں کرنی جائیں آپ "۔۔وہ بولی سوں سوں الگ جاری تھی۔ اچھا رات تو حیدر حیدر کے نعرے لگا۔۔ حیدر "وہ غصے سے چیخی چہرہ انار کی مانند سرخ ہو گیا ہاں ہاں ایسے بھی تھا "وہ سکون سے بولا انداز میں شرارت ہی شرارت تھی۔۔ جبکہ لائبہ نے سانس بھال کیا۔ حیدر یہ گناہ ہوتا ہے "۔۔وہ ہونٹ نکالتی اسے سمجھانے لگی میرے بھولے محبوب تمھیں کس نے بتایا یہ گناہ ہوتا ہے " وہ مسکرایا اور اسکا گال کھینچا جبکہ لائبہ نے اسکے اسی ہاتھ پر تھپڑ مارا۔ تو تو یہ گناہ تھا اور اور ہم نے نے کیا ہے ہم دونوں کو معافی "۔ او فلاسفر بس میرا موڈ نہیں ہے رات محنت کرو اور دن میں بھی تمھاری بک بک سنو چپ چاپ۔۔ اٹھو اور کافی بناؤ اور فکر نہ کرو۔ فرشتے خوش ہی ہوئے ہوں گے "۔ استغفار "۔وہ منہ بنا کر بولی۔۔ دماغ تو تمھارے پاس ہے نہیں۔۔ چلی ہو پیار کرنے "وہ سر جھٹک کر اٹھا اور خود ہی کافی بنانے چلا گیا کچن میں لائبہ خراماں خراماں چلتی آئ جیسے مجرم

ہوں حیدر اسے دیکھ کر قہقہہ روک گیا رات تو تمھارے پاس کپڑے نہیں تھے آج اتنے کپڑے کہاں سے آئے" وہ اسے زچ کر رہا تھا اور جب جب وہ رات کا نام لے رہا تھا لائبہ کانپ اٹھتی تھی اس خوف سے کہ وہ گناہ کر چکی ہے۔۔ اور حیدر محظوظ ہو رہا تھا حیدر آپ کچھ سوچیں نہ"۔۔ وہ بے بسی سے بولی۔ ہنی۔ نن پریشانی کیا ہے تمھیں۔۔ چل کرو" وہ آنکھ دباتا۔۔ بولا دل کرتا ہے آپکو پکڑ پکڑ کر ماروں"۔ وہ بھی غصے سے بولی۔ جبکہ حیدر نے۔۔ سنجیدگی سے اسے دیکھا اور شرٹ کے بٹن کھولنے لگا حیدر" لائبہ حیران رہ گئ کہ کیا وہ پھر سے پاگل ہونے لگا ہے اسنے شرٹ اتار کر ایکطرف پھینکی لائبہ پیچھے بھاگ گئ جبکہ حیدر نے اپنی پشت اسکے سامنے کی وہاں جا بجا ناخنوں کے نشان تھے یہ کم ہے جو تمھیں مزید کا شوق چڑھ رہا ہے" وہ شرمندگی سے گلابی ہو گئ اور چہرہ موڑ لیا ۔ حیدر نے کافی کا کپ لبوں سے لگایا اور کھل کر مسکرایا ہم بہت خراب ہو گئے ہیں"۔۔ وہ خود کو کوستی بولی تھی۔ ہاں وہ تو میں رات دیکھ چکا ہوں۔" حیدر" وہ اب دھواں دار رو دی جبکہ حیدر کا پھر سے قہقہہ ابھرا اور وہ۔۔ اسکے نزدیک آیا اور اسکا سر سینے سے لگا لیا۔ ٹیک ایٹ ایزی ہنی میں بات کرتا ہوں ڈیڈ سے کہو تو کل ہی رخصتی کروا لیتا ہوں۔۔ کیوں پریشان ہو رہی ہو نکاح میں ہو تم میرے میں تم پر حلال ہوں اور تم مجھ پر"۔۔ اسنے اسے سمجھایا جبکہ لائبہ نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا جو بے حد پر سکون تھا۔۔ یہ واقعی گناہ نہیں ہوتا"۔۔ وہ معصومیت سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی نہیں بھئ۔" وہ کافی کا مگ اسکے لبوں سے لگاتا بولا۔ لائبہ اسکی بات مانتے ہوئے سر ہلا گئ اور کافی کا گھونٹ بھرا آویں رو رو کر برا حال کیا ہے پہلے ہلا کر پوچھ لیتی" وہ سکون سے چیئر پر بیٹھ کر

پر شوق نظروں سے اسے گھورتا بولا آپ آپ تو ایسے سوتے ہیں جیسے اب آندھی یہ طوفان بھی ا جائے آپ اپنی مرضی کے بنا نہیں اٹھیں گے "وہ آنکھیں پھیلا کر بولی جبکہ حیدر کو اسکے گال پر ایک مدھم سا نشان نظر آیا اور وہ مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا سر ہلانے لگا لائبہ البتہ اسکی شرارتی نظروں کو خود پر اٹھتا دیکھ دوپٹے کو مزید چہرے پر کھینچ چکی تھی۔۔۔حیدر ہنس دیا ابھی تو تم میرے ساتھ نہیں رہتی پھر یہ حال ہے چیخیں مارتی بچتی پھر رہی ہو جب میرے ساتھ میری راتوں کی ہم راز ہو جاؤ گی پھر کیا بنے گا لائبہ تمھارا میں تو پریشان ہو گیا ہوں "وہ ہنستا ہوا اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا جو دوپٹے سے پورا حجاب بنائے خود کو چھپائے انگلیاں چٹخا رہی تھی ۔ اچانک اسکے سیل فون کی آواز پھر سے ابھری۔ کوئی کمینہ ہی ہے "وہ بے دھڑک گالی دیتا موبائل دیکھنے لگا اور ڈیڈ کہ کال دیکھ کر۔۔ ایکدم زبان دانتوں تلے دبا گیا جبکہ لائبہ نے گھورا اور نفی میں سر ہلایا۔۔۔جی ڈیڈ "ہشاش بشاش لہجے میں سوال ہوا جبکہ وہاں سے گالیوں کی بھونچار تھی ۔ تم گھر مرو حیدر تمھیں پھر اچھے سے بتاتا ہوں میں کہاں دفع ہو گئے تھے صبح سے کال کر رہا ہوں میں تمھیں ۔"۔۔سالار چنگھاڑا۔ وہ میں "اسنے لائبہ کی جانب دیکھا جو اس بے شرم سے یہ امید رکھتی تھی کہ وہ باپ کو سب بتا دے گا اسنے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔ میں اپنے گھر آیا ہوا تھا میں ابھی اجاتا ہوں کوئی ضروری بات ہے"۔۔وہ بولا۔ گھامڑ آدمی گھر میں کیا چل رہا ہے تمھیں خود نہیں پتہ"۔۔ بھئی اب میں کیا کر سکتا ہوں نور آپی کے لیے "وہ بے زاریت سے بولا۔ حیدر" سالار نے دانت کچکائے ۔ یار آپ چاہتے کیا ہیں مجھ سے "حیدر نے تنگ اکر پوچھا۔ اچھا بھلا موڈ

خراب کر رہے ہیں" میرے سامنے ہوتے نہ خدا کی قسم مار مار کر حشر بگاڑ دیتا۔"۔ سالار بھڑکا۔ بزرگو دم خم نہیں ہے اب آپ میں خیر بتائیں کیا کام پڑ گیا آپکو"۔ وہ اسے چیڑاتا بولا تھا لائبہ جبکہ سن رہی تھی یہ کہیں سے نہیں لگ رہا تھا یہ باپ بیٹے کی کانورسیشن ہے۔۔ کیس کرنا چاہ رہا ہے عارض ۔۔۔ صارم کی فیملی پر "۔۔ پاگل بدماغ بھائی ہے آپکا" وہ ایکدم کپ منہ سے لگاتا بے دھڑک بولا واضح تھا سالار ں ضبط کر رہا تھا جبکہ لائبہ نے اسکے بھاری ہاتھ پر چٹکی کاٹی جو منہ میں آتا تھا کہہ دیتا تھا کسی کا لحاظ نہیں تھا مشورہ مانگا ہے تم سے میں نے ؟؟" وہ سوالیہ انداز میں بولا نہیں" وہ فرمابرداری سے گویا ہوا۔ تو جتنا کہا ہے اتنا کرو کیس کرنا چاہتا ہے وہ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ کیس تم ۔"۔ یعنی ایک بار پھر اپنی ضرورت کے لیے سالار مرتضی مجھے استعمال کرنے جا رہے ہیں پہلے اپنے دوست کے لیے اور اب اپنے بھائی کے لیے ویسے ڈیڈ شاید اپ بھول رہے ہیں یہ بات تو آپ نے مجھے خود کہی تھی کہ اب اس پیشے کو چھوڑ دو۔ " حیدر" لائبہ نے آہستگی سے اسے ٹوکا۔ سالار نے کوئی جواب نہیں دیا الٹا فون بند کر دیا حیدر طنزیہ مسکرایا۔ میرے باپ سے زیادہ مطلبی میں نے کسی کو نہیں پایا" وہ سر جھٹکتا بولا۔ آپ بدگمان نہ ہوں ان لوگوں کو آپکی ضرورت ہے آپ جب مدد کر سکتے ہیں تو کیوں اسطرح کر رہے ہیں" لائبہ نے غصے سے اسکی پیشانی کی رگوں کو تنتے دیکھا تو نرمی سے اسکا ہاتھ سہلایا حیدر نے ایک نظر اسے دیکھا اور سر ہلا دیا گویا اسکی بات مان گیا ہو جبکہ لائبہ فخر سے مسکرا دی۔۔۔ اور شرم بھی آئی کتنے آرام سے بنا کسی جراہ کے وہ مان گیا تھا اب آپ گھر جائیں گے "۔۔ وہ سوالیہ پوچھنے لگی۔ ہاں مگر فلحال نہیں جب موڈ ہو گا تب جاؤں گا" اسنے لاپرواہی سے

کہا۔ آپ کیوں انتظار کرا رہے ہیں۔"۔ تم زیادہ اختلاف نہیں کر رہی":۔ وہ گھور کر بولا۔ نکالنا چاہ رہی ہو نہ مجھے کہ جلدی سے نکل جاؤں مگر ایم سوری ہنی میں یہاں سے کہیں نہیں جانا چاہتا آئی وانٹ یو مور "۔۔وہ کافی کا کپ ایکطرف رکھ کر اسکے تقریباً زرد ہو جانے والے چہرے کو بڑی چاہت سے دیکھتا بولا۔۔۔۔ حیدر نہیں۔۔۔" وہ باہر کی جانب بھاگتی کے اپنے ہی پجامے میں اڑ کر گیری اور حیدر کا قہقہہ بلند ہوا اسنے اسے یوں ہی آچک لیا نہیں حیدر آپ بہت برے ہیں ہمیں بھوک لگ رہی ہے ہم تھک گئے ہیں چھوڑیں ہمیں ہم شکایت لگائیں گے آپکی۔۔۔ انکل سے لگائیں گے "۔۔وہ چلاتی جا رہی تھی مگر اس نواب پر ذرا بھی اثر نہیں پڑا خود تو وہ کافی پی کر بلکل فریش ہو گیا تھا اور لائبہ نے پورے دن سے کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔ جس کی ہر واہ کیے بنا وہ اسے لیے کمرے میں گھس گیا لائبہ نے احتجاجاً اسکے سینے پر مکے برسا دیے جبکہ حیدر نے اسکے دوپٹے سے ہی۔ ۔ سکون سے اسکے دونوں ہاتھ باندھے اور۔۔ اپنا موبائل اٹھا لیا۔ پیزا کھاؤ گی "۔۔ زہر کھاؤ گی" وہ منہ پھلا کر بولی حیدر نے اسے ونک دی۔۔ وہ تو میں کھلاؤ گا اپنے ہاتھوں سے میں پیزا آرڈر کر رہا ہوں جب تک نہیں آتا اپنی چونچ بند رکھنا " اسنے پیزا آرڈر کیا لائبہ بھاگنے کی اس سے چھپنے کی جائے فرار تلاش کر رہی تھی مگر وہ ہمیشہ سے لیٹ تھی اور حیدر اسکے سر پر کھڑا تھا اسنے اپنی شرٹ کے بٹن آہستگی سے کھولے لائبہ زور زور سے سر ہلانے لگی۔۔۔ اور حیدر کی معنی خیز مسکراہٹ گواہ تھی کہ اب لائبہ کو بخشنے کا ارادہ وہ نہیں رکھتا تبھی اسے اسکے آگے ہارنا ہی تھا محبت اور جنوں خیزی کی داستان ایک بار پھر وہ اسپر لکھنے کو تیار ہو چکا تھا۔۔۔۔ یہاں تک کہ پیزا مین پیزا ڈیلور کر

کے۔۔ کب کا جا چکا تھا حیدر اور حیدر کی جوش سے مچلتے چشمے کی مانند محبت کے آگے لائبہ بلکل بے دم سی رہ گئ تھی۔۔۔۔ اور جب اسے اس بات کا احساس ہوا تو۔۔ وہ اسکی پیشانی چوم گیا۔۔۔ چلو اٹھو کھانا کھاؤ اور سو جاؤ" وہ اسکے کان میں آہستگی سے بولا۔۔۔ لائبہ نے بمشکل تمام آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔ اور رونے لگ گئ"۔ ایک تو ملازم بنالیا اسنے مجھے اپنا رونے کے علاوہ کچھ نہیں آتا"۔۔ وہ سر جھٹکتا غصے سے اٹھا خود جو اب نیند میں ڈوب رہا تھا تبھی چیڑ رہا تھا۔۔۔ پھر بھی وہ اٹھا اور اپنی شرٹ پہن کر وہ نیچے آیا۔ واچمین دوسری رات کے گزر جانے کے باوجود بھی یہ جان نہیں سکا کہ اندر حیدر بھی ہے اسکا دل کیا دل کھول کر قہقہے لگائے البتہ پیزا کچن میں ہی موجود تھا۔ اسنے پیزا اٹھایا۔ اور سیگریٹ کو جلا کر لبوں میں لگالیا اگر جاگنا تھا تو سیگریٹ پینا ضروری تھی تبھی وہ سکون سے کمرے میں آیا وہ چہرے پر کلائی رکھے لیٹی ہوئی تھی اسنے اسے اٹھنے کے لیے کھالائبہ شدید بھوک کا شکار تھی اٹھ کر بیٹھی اور کمبل خود پر کھینچ لیا حیدر کی مسکراہٹ دیکھنے لائق تھی اسنے گھڑی کی جانب دیکھا رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔ اوہ شیٹ" وہ جلدی سے موبائل کی جانب بڑھا اور سلائس لائبہ کو دے دیا۔ ڈیڈ کی تیس کالز تھی۔۔۔ بس تمھاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب"۔ وہ سارا الزام اسکے سر پر ڈالتا بھڑکا۔ جبکہ لائبہ نے طویل سانس کھینچا کیا کر سکتے تھے وہ ایسا ہی تھا وہ اسے کبھی بدل نہیں سکتی تھی۔۔۔۔ وہ چپ چاپ کھا رہی تھی جبکہ وہ سالار کے خوف سے ادھر ادھر چکر لگا رہا تھا البتہ لائبہ کو تسلی ہوئ کم از کم کسی سے تو ہلکا پھلکا ہی سہی ڈرتا تو ہے۔۔ ورنہ اس سے زیادہ بے باک کوئ نہیں تھا۔ وہ بن پانی کی مچھلی کیطرح چکرا اٹھا تھا جبکہ لائبہ نے سکون سے پیٹ

بھرا اور کمبل سر تک تان کر سو گئ حیدر نے روک کر اسے دیکھا اور دانت پیس لیے۔۔۔۔ دل تو کر رہا ہے تمھیں اٹھا کر اپنے گھر پھینک آؤں " وہ بھڑکا مگر لائبہ واقعی سو گئ تھی لمحوں میں ہی اسکا احساس کرتے اسنے اسے پھر جاگنا مناسب نہ سمجھا اور خود بھی کچھ۔۔ڈرتا ہوا لیٹ گیا جبکہ صبح کیا بہانا بنانا تھا وہ سوچ رہا تھا جبکہ وہ سکون سے اسکے پہلو میں لیٹی ہلکی ہلکی سانسیں۔ل بھرتی گھیری نیند کی آغوش میں تھی حیدر نے چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔ اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھر لیا وہ جتنا اسکے قریب ارہا تھا اتنا شدت چاہتا تھا وہ واحد لڑکی تھی جس سے دل بھر نہیں رہا تھا ورنہ لمحوں میں بےزار ہو جانے والا انسان حیدر ہی تھا۔۔۔۔۔۔ ---------- انکا باہر جانے کا پلین کونسل ہو چکا تھا۔۔۔۔

روشانے میڈیم اپنے پرانے کمرے میں جو جا پہنچیں تھیں اور وہاں سے نہ نکلنے کی قسم کھالی تھی اسنے گھیرہ سانس بھرتے اپنے موبائل کی جانب دیکھا وہاں کئ میسیجز تھے وہ یونیورسٹی کے لیے ہی نکل رہا تھا عائشہ اس سے پوچھ رہی تھی کہ وہ۔۔یونیورسٹی ارہا ہے۔۔۔۔ اسنے ایک سیکینڈ کے لیے اسکے میسیجز دیکھے اور پھر ریپلائے کر دیا۔۔۔ ابھی وہ گاڑی باہر نکالتا کہ روشانے سامنے سے آتی دیکھائی دی خوشگوار حیرت سے وہ گاڑی کے شیشے سے باہر جھانکنے لگا۔ آپ کہیں جارہیں ہیں محترمہ " چمکتی آنکھوں سے اسنے پوچھا تھا۔جی مگر آپکے ساتھ نہیں۔ " وہ سکون سے بولی۔ وجہ جب منزل ایک ہے تو راستے بدلنے کی کیا تک بنتی ہے اور ایک بات دماغ میں بیٹھالو اپنے اب تم میرے کمرے میں پہنچ چکی ہو تو مجھ سے بھاگنے کی ضرورت نہیں " باہر لے کر جارہے تھے آپ تو

مجھے" وہ زرا غصیلے لہجے میں بولی کیونکہ یہاں رہتے ہوئے وہ کسی سے مخاطب نہیں ہونا چاہتی تھی کل منہا جب آئی تھی تو نور تو اس سے چھپ گئی تھی جبکہ اسنے روشانے سے معافی مانگی تھی اور روشانے کچھ کہہ نہیں سکی مگر فلحال وہ اس گھر سے دور چلی جانا چاہتی تھی تبھی صبح صبح نکل رہی تھی کہاں معلوم نہیں تھا۔ روشی گاڑی میں بیٹھو" زریاب کو اسکی پوزیشن سمجھ اگئی تبھی سیریس ہوتے بولا۔ نہیں بیٹھنا مجھے آپ اپنی فیملی اور اپنی فیملی کے ایشوز کو سولو کریں۔۔۔ زار میں کیا ہوں میرے ساتھ کیا ہو لوگ۔۔ آنے والے نئے حادثے سے پیچھلا حادثہ بھلا چکے ہیں"۔۔ غصے سے کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی جبکہ زریاب نے سٹیرنگ پر ہاتھ مارتے گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا سامنے سے زین بھی اندر داخل وہ رہا تھا روشانے کو دیکھ کر وہ ایکدم اسکیطرف بڑھا۔۔۔ جبکہ روشانے پلٹ کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ گئی چلیں" اسنے کہا اور۔۔ گاڑی کے شیشے چڑھا لیے زریاب شرمندہ سارہ گیا زین کا اترتا چہرہ۔ اسے اچھا نہیں لگا زین وہیں رک گیا اور زریاب گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی کو۔۔ گھر سے باہر نکال چکا تھا۔۔۔ باپ ہیں وہ تمھارے"۔۔ ان سے غلطی ہو گئی تم دل بڑا کر سکتی ہو" وہ اسے سمجھانے لگا۔ میرے پاس اتنا بڑا دل نہیں ہے" اسنے دوٹوک جواب دیا۔ اگر میں بھی یقین نہ کرتا تو میرے ساتھ بھی تم نہ بیٹھتی ابھی تو صرف گھر پر توجہ دینے پر بھڑک رہی ہو جبکہ وہی گھر والے تمھارے بھی ہیں" وہ ہلکا سا ہنسا مجھے شاپینگ کرنی ہے"۔۔ لیکن میں تو یونیورسٹی جا رہا ہوں" اسنے چہرہ اسکی جانب موڑا۔ ٹھیک ہے یہیں اتار دیں مجھے پھر" روشانے یونیورسٹی نہیں جانا چاہتی تھی روشی کب تک سب سے منہ موڑو گی۔۔ میرے

ساتھ یونیورسٹی چلو اپنی پڑھائی پر فوکس کرو۔۔"۔ زار میں۔۔میں نہیں ابھی کسی چیز پر فوکس کر سکتی پلیز "وہ بے بسی سے بولی۔ ٹیک ایٹ ایزی۔۔ تمھارا دھیان بٹ جائے گا" اسنے اسکا گال سہلایا اور روشانے کے ہر احتجاج کی نفی کرتا رہا یہاں تک کے وہ یونیورسٹی پہنچ گئے اسنے اسے کلاس میں جانے کا کہا روشانے وہیں جم گئی وہ جانا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔ پھر وہ اسے لے آیا تھا وہ نہیں کرنا چاہتی تھی دنیا سے سامنا جبکہ زریاب نے اسکی ہمت باندھی اور اسے۔۔ کلاس میں جانے کے لیے فورس کیا وہ کلاس میں داخل ہوئی تو کلاس کا شور ایکدم تھم گیا۔ روشانے نے سب کو نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ تم کیوں آئی ہو ہماری کلاس میں "ایک لڑکی بولی ایک مچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہے اور تم ایک گندی مچھلی ہو زار سر تمھیں کتنا بھی ڈھانپ لیں کیا ہمیں پتہ نہیں ہے کیا ہم نے دیکھا نہیں تمھارے تصویروں کو شیم اون یو روشانے شیم اون ہو "پوری کلاس یہ کہنے لگی زور زور سے شیم اون یو۔۔ شیم اون یو۔۔ اور ان سب کے بیچ بیٹھی عائشہ مطمئین سی اسکے پورے وجود کی کپکپاہٹ کو نوٹ کر رہی تھی سب نے روشانے کی تصویریں کھول کر اسکے سامنے کر دی۔۔ اور روشانے۔۔ چکرا کر زمین بوس ہو گئی۔ کیا عزت رہ گئی تھی اسکی۔۔ کیا تھا اب اسکے پاس۔۔۔ صرف گھر والے نہیں باہر کی دنیا میں بھی وہ بے ابرو تھی وہ گیری تو سر ڈائیس پر لگ کر فرش پر لگا۔ اور روشانے بے دم سی ہو گئی۔۔۔ جبکہ کسی کے بھاگتے قدموں کی آہٹ کانوں میں محسوس ہو رہی تھی روشی "وہ زریاب تھا اسے جھنجھوڑ رہا تھا اور روشانے جیسے گھیرے اندھیرے میں چلی گئی ۔۔۔ جہاں سے روشنی دیکھائی نہیں دے رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

ایمر جنسی میں وہ اسے لے کر ہاسپیٹل بھاگا تھا۔۔ اور لائبہ کو وہاں موجود دیکھ کر کچھ تسلی ہوئی جبکہ زریاب بہت گھبرا گیا تھا۔ لائبہ بھی پریشانی سے اسکو۔۔ ایمر جنسی میں لے گئ جہاں اسکی ٹریٹمنٹ ہوئی اور گھیرے صدمے کے باعث بے ہوش ہونے کی وجہ سے۔۔ اسکی دماغی حالت سٹیبل نہیں تھی زریاب مٹھیاں بھینچے کھڑا تھا۔۔ لائبہ نے اسکی جانب دیکھا کم از کم روشانے کو کل تک انڈر اوبزرویشن رکھا جائے گا۔۔ اسنے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔ سب میری غلطی سب میں میں اتنا لاپرواہ ہو گیا ہوں"۔۔ وہ خود پر غصہ کرتا دیوار پر مکہ مار گیا لائبہ نے جبکہ اسکا ہاتھ پکڑا۔ کیا کر رہے ہیں آپ۔ "وہ اپنا ہاتھ بھی زخمی کر لیتا نہیں تمھیں نہیں پتہ میں بہت لاپرواہی کر رہا ہوں میں نے زبردستی اسے یونیورسٹی جانے پر فورس کیا۔۔۔ لیکن لیکن یہ عام بات نہیں اس شخص نے ساری دنیا میں یہ سب پھیلا دیا ہے" وہ سر تھامے بیٹھا تھا کیا ہم حیدر کو فون کریں" وہ زریاب کو بے چین دیکھ کر اس سے سوال کرنے لگی دونوں نے ہی ابھی گھر پر اطلاع نہیں کی تھی نور والے معملے نے پہلے ہی سب کو بے حد افسردہ کر دیا تھا عارض تو شاید اپنی بیٹی سے نگاہ ملانے قابل بھی نہیں رہا تھا زریاب نے جبکہ نفی میں سر ہلایا۔ میں اپنے معملات خود حل کر سکتا ہوں میرا بس ایک کام کر دو۔۔ وہ بولا تو لہجے میں روشانے کے لیے بے حد فکر تھی۔ اسکا خیال رکھنا"۔ مجھے ابھی یہاں سے جانا ہو گا"۔۔ نہیں ہم نہیں رکھیں گے اس وقت روشانے کو۔۔ سکون کی ضرورت ہے اور آپ سے زیادہ کوئ نہیں دے سکتا مجھے ایسا لگتا ہے آپکو۔۔ روشانے کو لے کر یہاں سے چلا جانا چاہیے وہ ذہنی طور پر اچھا محسوس کرے گی"۔۔ اسنے مشورہ دیا اور زریاب تو پہلے سے ہی یہ سوچے

بیٹھا تھا اسنے سر ہلایا۔ اور اپنی جگہ سے اٹھا۔ لائبہ البتہ اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔۔ زریاب کا کتنا بڑا دل تھا۔۔ لیکن حقیقت تو یہ بھی تھی کہ۔۔ روشانے کو سب پہلے سے جانتے تھے روشانے پر بے اعتباری نہیں بنتی تھی۔ اگر لائبہ پر ایسا وقت اجاتا تو کیا حیدر اسکا اعتبار کرتا؟ اچانک اسکے ذہن میں یہ سوال آیا تھا۔ آج صبح اٹھتے ساتھ ہی وہ۔۔ نکل گیا تھا کہہ کر گیا تھا ڈیڈ کے پاس جائے گا رخصتی کی بات بھی کرے گا اور جو انکی بات ہو گی وہ بنا لڑے سنے گا بھی اتنی فرمابرداری حیدر سے ایکسپیکٹ نہیں کی جا سکتی تھی تبھی وہ مسکرا دی تھی لیکن اسکے بعد اب۔۔ وہ بے حد انسکیورٹی کا شکار ہو رہی تھی کیونکہ حیدر نے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا معلوم نہیں کیوں اسکا دل ڈرتا تھا کہ حیدر اس سے بس وہ ہی چاہتا تھا جو وہ حاصل کر چکا ہے اب مزید اسے اس میں دلچسپی نہیں رہی ہو گی۔۔۔ اسکا بار بار موبائل اٹھا کر چیک کرنا اسکی بے چینی کی علامت تھی زریاب البتہ موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا وہ روشانے کے پاس آ گئے۔ جس کو ہوش آ گیا تھا لائبہ ایکدم اسکی سمت بھڑی۔ تم ٹھیک ہو"۔ وہ بولی جبکہ روشانے نے اسکی جانب دیکھا اور نفی میں گردن ہلاتی بری طرح رونے لگی۔ تبھی زریاب بھی اندر آ گیا۔ اور ایکدم وہ بے ساختگی میں اسکی جانب بڑھا ہی تھا کہ لائبہ کی وجہ سے رک گیا اور شاید لائبہ نے بھی محسوس کر لیا تھا تبھی وہ۔۔ وہاں سے بعد میں آتے ہیں کہہ کر چلی گئی۔ اور اسکے جاتے ہی زریاب نے روشانے کی جانب دیکھا جو شکوہ کن نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی ایم سوری۔۔ ایم رئیلی سوری۔۔ میں اب کبھی تمھیں فورس نہیں کروں گا۔۔ کسی بات کے لیے" وہ اسے بے چینی سے بازوؤں کے حلقے میں بھر گیا۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے زاریہ

میں۔۔۔ میں کیا کروں میرا قصور کیا ہے کون ہے جو یہ سب کر رہا ہے" وہ اسکے سینے سے لگی روتی ہی چلی گئ اسکی ہچکیاں زریاب کے دل پر گیر رہی تھیں۔۔ زریاب نے اسکے ریشمی بالوں کو سہلایا ۔۔۔ یہ جو کوئ بھی ہے آئ سیور میرے ہاتھوں اپنی جان گنوائے گا۔"۔۔ وہ مدھم لہجے میں غرایا جبکہ وہ سسک رہی تھی۔۔ سب جانتے ہیں۔۔ سب۔۔۔نے وہ تصاویر دیکھی ہیں میں قسم کھاتی ہوں میں نے یہ ایسا کچھ"۔ ششش" اسنے اسکے خشک ہوتے لبوں پر انگلی رکھ کر۔۔ اسکے کانپتے ہونٹوں کو نرمی سے سہلایا۔ مجھے علم ہے۔۔ میں سب جانتا ہوں میں تمھارے سامنے اس شخص کو ضرور لاؤ گا ٹرسٹ می میں اس دن تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس شخص کو ایکسپوز کر کے دنیا کے سامنے یوں ہی بدنام نہ کر دوں"۔ وہ اسکا گال سہلا رہا تھا جس کی آنکھ کا پانی بس بہہ رہا تھا جیسے تھمنے کی کوئ جواز نہ ہو۔۔۔ ٹیک ایٹ ایزی پلیز۔" میں نہیں ہوں گی آپ مجھے زبردستی لے کر گئے تھے زبردستی کرتے ہیں میرے ساتھ آپکے پاس دماغ نہیں ہے۔" وہ اب بھڑکی جبکہ زریاب اسکے بھڑکنے پر لب دبا گیا جب دیکھو اپنی مرضی اپنی مرضی میں اپ سے چھوٹی ہوں تو یہ مطلب نہیں دادا ابو بن جائیں گے مجھ پر اپنی مرضی سے غصہ کر کے ڈراتے ہیں پھر پیار کرتے ہیں۔۔"۔۔ وہ گھورنے لگی اب صرف پیار کرو گا" وہ آہستگی سے اسکی کلائی پر لب رکھ گیا روشانے نے کلائی کھینچ لی۔۔ چیپ حرکتیں نہ کریں میرے ساتھ" اسنے آنسو صاف کر کے ذرا غصے سے کہا۔ میاں بیوی میں کچھ چیپ نہیں ہوتا اور تمھاری اس چھوٹی سی کھوپڑی میں یہ تو یاد ہو گا ہی کہ تم میری بیوی ہو آفیشلی ناؤ"۔۔ وہ سکون سے بولا تھوڑی تسلی ہوئ کہ اسکا ذہن کسی اور سمت گیا تھا۔

تو" اسے جیسے بلکل فرق نہیں پڑا اس تو کا جواب میں تمھیں کشمیر میں دوں گا"۔ وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔ کیا مطلب ہم کشمیر جا رہے ہیں" ایکدم وہ اسکی سمت حیرانگی سے دیکھنے لگی یس تمھیں پسند ہے نہ"۔ وہ مسکرایا۔ بہت" روشانے بھی مسکرائی اور بھیگی پلکوں سے وہ مسکراتی بہت حسین لگی زریاب نے جھک کر اسکی پیشانی چوم لی۔ اسکا گال تھپتھپایا۔ ہم رات تک نکل جائیں گے تم سفر کے لئے تیار ہو۔۔"۔۔ وہ سوال کرنے لگا۔ مجھے یہاں سے بہت دور جانا ہے زار وہ سفر کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو"۔۔ وہ۔ بولی تو زریاب اسکی فیلنگز سمجھتا ہوا سر ہلا گیا جبکہ روشانے سر جھکا گئ۔ ہے" اسے اچھی نہیں لگی اسکی اداسی۔۔۔ وہ اسکے پاس بیٹھ گیا۔ جبکہ روشانے اب بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔ کیا پھیل کر بیٹھ گئ ہو ادھر ہو۔"۔۔ اسنے اسے سائیڈ پر ہونے کے لیے کہا آپ یہاں لیٹیں گے" روشانے کی آنکھیں باہر نکل آئیں حیرانگی سے۔۔۔ بلکل" وہ مسکراہٹ روکتا بولا۔ ن۔۔ نہیں آپ جائیں یہاں سے۔۔۔ لائبہ ہے یہاں"۔۔ واہ میں تم پر مر رہا ہوں اور تم مجھے دفع کرنے کی باتیں کر رہی ہو۔۔ ویسے مائے ڈیئر وائف یہ بھی کچھ برا نہیں ہے ہاسپیٹل میں ایک ڈھلتی شام کے دوارن۔۔ میں اور تم اس تنگ سے بیڈ پر۔۔ کافی اڈونچر سا ہے۔" اسنے پردے آگے کیے اور۔۔ ڈور لاک کر دیا روشانے گھبرا کر کھڑی ہو گئ۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔ یہ ہاسپیٹل ہے"۔۔ ڈونٹ وری یہاں پہلے بھی یہ ہو چکا ہو گا" وہ ہنسا جبکہ روشانے سمجھ نہیں سکی۔۔۔ تمھیں لگتا ہے حیدر بھائ نے اس ہاسپیٹل کو بھی چھوڑا ہو گا مجھے یقین ہے کسی نہ کسی کمرے میں وہ بھی اس تنگ بیڈ پر۔ ۔ضرور لیٹیں ہوں گے" وہ ہنستے ہوئے بولا جبکہ روشانے تو اڑتے رنگوں سے اسکے قابل دید سکون

کو دیکھ رہی تھی۔ آپ آپ جائیں۔"۔۔ میں کہیں نہیں جارہا پھر میں غصہ کرو گا تو تمھیں ہی شکواہ ہوتا ہے" وہ سنجیدگی سے اسے اپنے پاس لیٹنے کا کہتا بولا۔ زار" روشانے نے نفی کی۔۔ شیٹ آپ"۔۔ جبکہ وہ بے رخی سے بولتا اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنے حصار میں قید کر گیا۔ جبکہ روشانے کی پشت اسکے سینے سے لگی تھی اور وہ اسپر بلکل اپنے وجود کا مکمل بوجھ دیے اسے خود میں سموئے لیٹا تھا۔۔ زریاب کی سانسیں روشانے کے کانوں کی لو کو چھو چھو کر گزر رہیں تھیں وہ کانپ ہی اٹھی تھی جبکہ وہ اسکے جزبات کو سمجھتے ہوئے بھی اپنی پر اترا ہوا تھا۔۔ زریاب میں میں مر جاؤ گی پلیز مجھے چھوڑ دیں" وہ زور سے اپنی آنکھیں بند کرتی بولی۔۔ زریاب مسکرا دیا۔ ہلکے ہلکے اندھیرے میں اسکا چہرہ دیکھا ایک بار یہ سو بار تمھیں مجھ پر مرنا ہی ہو گا۔ اب آواز مت نکالنا ورنہ پڑوس والے کمرے کا پیشنٹ اٹھ کر اجائے گا" وہ بولا اور اسکے ریشمی بالوں کو گردن سے ہٹاتا وہ اسکی گردن پر جھکا۔۔ ز۔۔۔ا۔۔۔ار" وہ کانپ اٹھی مگر دھڑکنوں کی بے ترتیبی پر۔۔ عجیب سے احساس میں مبتلہ سی ہو گئ تھی یہ لمہے عجیب تھے جیسے ہر احساس پر بھاری جیسے ہر چیز کو اسکے ذہن سے فراموش کر دینے والے۔۔ جیسے اسکی تکلیف اسکے چھونے سے بہت کم پڑ گئ ہو۔۔ وہ سوچیں وہ منظر جو دماغ میں اکر بار بار اسے رونے پر مجبور کر رہے تھے کہ اس وقت آنکھوں بند کرتے اسکے رحم و کرم پر اسی کے بازوؤں میں پڑے وہ سب بھلا چکی تھی۔۔ جبکہ زریاب نے اسکا چہرہ۔۔ اپنی سمت موڑا اور اسکی سانسوں کو خوبصورتی سے اور بھی مدھم کر دیا روشانے نے ڈریپ لگا ہاتھ اسکے گال پر رکھا جسے زریاب نے احتیاط سے اپنے ہاتھ میں قید کیا مگر سوئی کی چبھن سے وہ مچلی۔۔ لیکن زریاب۔

۔نے دوری کو مناسب نہیں سمجھا اسکا ہاتھ دور کرتے وہ جا بجا اس پر اپنی ورافنگیوں کی برسات کرنے لگا۔۔۔ روشانے۔۔ کچھ مچلی اور ان لمحات کا سلسہ طول پکڑ تا کہ زریاب کے موبائل پر کال آنے لگی۔ اسنے بڑی ہی ناگوراری سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ روشانے بھی بہکی بہکی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جبکہ زریاب نے اسکی انھیں سوجی سوجی آنکھوں پر پیار کیا اور۔۔ موبائل اٹھایا عائشہ کی کال تھی رات کے آٹھ بج رہے تھے اسوقت کال کیوں کر رہی تھی وہ"۔۔ روشانے نے نمبر نہیں دیکھا تھا وہ اپنی سانسوں کو ہموار کر رہی تھی۔ اسنے۔۔ کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔ اور تکیے پر کہونی رکھ کر۔۔ اس دیکھنے لگا۔ جبکہ روشانے نے اپنا چہرہ چھپالیا۔ اور زریاب ہنس دیا۔ بڑے ہی بے شرم ہیں آپ" وہ آہستگی سے بولی اور تم ایک اوبیڈنٹ سٹوڈنٹ ہو۔۔۔ میں نے کہا آواز نہیں نکالنی اور تم نے۔"۔زار" وہ اسکے منہ پر شرم سے سرخ پڑتی ہاتھ رکھ گئ جسے زریاب نے نرمی سے چھوا۔۔۔ آئ تھینک ہمیں ہوش میں آنا ہو گا میم" وہ افسوس سے بولا شکر ہے خدا کا"۔۔ وہ اسکے ہٹنے سے خود پر سے ایک بھاری بوجھ ہٹتے بے ساختہ بولی جبکہ زریاب نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔ شروعات ہے میری جان آگے آگے دیکھتی جاؤ" آنکھ دباتا وہ اسے ڈرا گیا تھا۔ پھر تو میں اپکے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی" وہ منہ بنا کر بولی اٹھا کر لے جاؤ گا پورا رائیٹ رکھتا ہو۔۔۔ اب بڑبڑ بند کرو اور اٹھو ڈریپ بھی ختم ہو گئ ہے"۔۔ وہ ڈریپ دیکھتا بولا۔ جبکہ روشانے اب بھی منہ پھلائے ہوئے تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زریاب اور روشانے کے جانے کی اطلاع سالار نے سب کو دے دی تھی کیونکہ زریاب نے صرف سالار کو انفارم کیا تھا اور سالار نے زین

اور رمشہ کو بتایا تو دونوں ہی خاموش رہ گئے اپنی ہی اولاد پر بے اعتباری کر کے دونوں ہی بے چین تھے راتوں کی نیندیں اڑ گئ تھی جبکہ کئ بار وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر چکے تھے مگر وہ۔۔ ہر اس جگہ سے بھاگ جاتی جہاں وہ دونوں ہوں۔۔۔ آخر کو مان تھا اسے اپنے باپ پر اپنی ماں پر جو ٹوٹا تھا اور عائشہ اسکا ایک ایسا دشمن تھا جو اسکی سانسوں کو بھی کھینچ لینا چاہتی تھی اور رمشہ کو وہ لڑکی بے حد بری لگتی تھی۔۔۔ جبکہ شیری کو تو شاید اب بھی بہن پر اعتبار نہیں تھا کیونکہ اس دن کے بعد اسنے کسی سے کوئ بات نہیں کی تھی روشانے کے تو پاس بھی نہیں پھٹکتا تھا۔۔۔۔ جبکہ دوسری طرف عارض اور آیت۔۔ بیٹی کا سامنا کرتے تو کس منہ سے کرتے۔۔۔ ان دونوں کی وجہ سے اسکو جو داغ لگا تھا وہ کیسے دھولتا عارض نے حیدر سے کیس کی بات کرنی تھی مگر وہ دستیاب ہوتا تو بات ہوتی معلوم نہیں کہاں تھا اور سالار کو البتہ اسپر بے حد غصہ تھا وہ اسکی کالز کے بعد بھی گھر نہیں آیا تھا وہ سب لوگ لاونج میں ہی بیٹھے تھے نور کمرے میں تھی۔۔۔۔ جبکہ آیت اسکے لیے ابھی کھانا لے کر گئ تھی وہ کسی سے کچھ نہیں بولی تھی اسنے صرف حیدر اور زریاب سے بات کی تھی اور وہ شکایت دی تھی اور اسکے بعد لبوں پر تالے ہی ڈال لیے کہ آیت اس سے ہزار سوال کرتی مگر اسکے پاس کوئ جواب نہ ہوتا۔۔ شاید ان دونوں سے بات کے بعد منہ پر قفل لگا لیا تھا کہ کسی سے نہیں بولے گی سالار کبیر نیناں زیمل زین رمشہ سب نے اس سے بات کرنی چاہی تھی مگر وہ کچھ نہیں بتاتی تھی۔۔۔۔ حیدر کو اندر آتے دیکھ سالار کو اتنی تپ چڑھی کے اپنے پاؤں سے چپل اتار کر اسنے کھینچ کر ماری جو اگر وہ فورا نیچے نہ جھکتا اسکے منہ پر ضرور سالار کے پاؤں کے سائز کا نمبر چھپ

جاتا۔۔گھر آتے ساتھ ہی گولا باری شروع کر دی آپ نے یار۔۔۔۔ مصروف تھا تبھی نہیں اسکا ۔"۔ تیری مصروفیت کی ماں کی آنکھ۔۔تجھے میں نے کہا تھا گھر پہنچ اور میرے کہنے کے دو دن بعد گھرا رہا ہے تو" وہ دھاڑا۔۔۔ڈیڈ۔۔قسم اٹھوالیں بیزی تھا ورنہ آپ کو کون کافر اگنور کرے گا"۔ ۔وہ تم ہی ہو۔۔"وہ دوسری چپل بھی اتارنے لگا جبکہ سالار نے زیمل کی تلاش میں نظر دوڑائی مام اپکا شوہر پاگل ہو رہا ہے یار" وہ مڑ کر بھاگتا کہ اسکی کمر پر چپل لگی تھی جسے منہ بنا کر وہ سہہ گیا۔۔اور کمر سہلانے لگا سائیکو" سکون سے بولا تھا وہ۔۔یہ باپ کی عزت ہے اسکی نظر میں میں اسکے ٹکڑے کر دوں گا"۔۔سالار آگے بڑھا جبکہ کبیر نے اسے روکا اور حیدر کو بھی گھورا جو دانت نکال رہا تھا پلیز بڑے پاپا اب ان کی حمایت لینے مت بیٹھ جایئے گا" وہ ان سب کے بیچ بیٹھتا بولا۔ جینا حرام کر رکھا ہے ایسی کوئی۔۔گھٹیا اولاد پلے پڑی ہے میرے"۔۔بزرگو یہ اپنے ہی کرموں کا پھل ہوتا ہے۔۔ دادا مجھے سب بتا کر گئے ہیں آپکے بارے میں کیا چیز تھے آپ اگر آپکے اوپر دو ہاتھ آ گئے ہیں تو اس میں بھی آپکا قصور ہے کیونکہ دنیا میں لانے کی وجہ بھی آپ ہی ہیں اور"۔سالار کا ہاتھ اٹھتا وہ زبان دبا گیا ماں کہاں ہیں" اسنے باپ سے ہی پوچھا۔ جبکہ وہ گھورنے لگا تھا اسے۔۔نہایت ڈھیٹ لڑکا تھا مجال ہو کسی بات کا اثر ہو۔۔مجھے لگتا ہے مام کی کمی ہو رہی ہے آپکو۔۔مام" وہ چیخا اور زیمل جو عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی جلدی سے باہر آئی اپنا چاند سا چہرہ اپنے شوہر کو دیکھا دیں۔۔پاگل ہو رہے ہیں"۔۔ہنستے ہوئے اسنے مام کو کہا جبکہ وہ ان سب کے سامنے حیدر کی۔۔بات پر سرخ رہ گئی اور اتنے سنجیدہ ماحول میں بھی وہ سارے ہی مسکرا دیے۔۔کیونکہ واقعی اسے دیکھ کر وہ جھاگ

کیطرح بیٹھ گیا تھا۔۔ زیمل تو پیچھے ہٹ گئ نہیں اب بھی کریں غصہ اب کہاں جا کر سو گیا" وہ اب اسے چیڑانے لگا۔ منہ بند کرو اپنا کام کی بات کرو۔"۔۔ سالار نے جھڑک دیا جبکہ حیدر نے مسکرا کر سر جھٹکتے ان سب کی جانب دیکھا۔ ایسا کون سا معمہ ہے جو بیٹھ گئے ہیں آپ لوگ اور میری بھی ضرورت پڑ گئ"۔ وہ بولا جبکہ زین نے اسے ٹوکا۔ ہر بات اتنی اسان نہیں ہوتی جتنا تم سمجھتے ہو حیدر معملات کو سنجیدگی سے لو یہ تمھارا بھی گھر ہے اس گھر کے معملات میں انٹرفیئر تمھارا بھی حق ہے "۔۔ میں کسی چیز کو آسان نہیں سمجھتا مگر میں لوگوں کی مرضی پر چلنے کا عادی نہیں ہو زور زبردستی سے وہی سب ہوتا ہے جو آپ لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو اور مجھے پتہ ہے یہ میرا گھر ہے لیکن میرے دل و دماغ میں آپ سب کا زیادہ احساس تب ہوتا اگر میں آپ لوگ کے ساتھ اپنی زندگی کا قیمتی وقت گزارتا۔۔ خیر۔"۔۔ وہ سر جھٹک کر سنجیدگی سے کہتا اب عارض کو دیکھ رہا تھا۔ سب ہی خاموش ہو گئے تھے اسکی بات پر۔۔۔ مجھے اپنی بیٹی کے لیے وہ فیصلہ اور وہ انسان ٹھیک لگا تھا تبھی میں نے اسکا انتخاب کیا تھا" عارض بولا جیسے خود کو بھی ان سب کے ساتھ مطمئین کر رہا ہوں کہ ایک باپ ہونے کے ناطے اسکا فیصلہ ٹھیک تھا۔۔ آپکو تو آیت چچی کے ساتھ شادی سے پہلے۔۔ ہی سب کر لینا بھی ٹھیک لگا تھا تب آپکے عیب کو ڈھانپ لیا آپکے باپ بھائیوں نے یہ پھر اس عورت نے جو آپ سے پیار کرتی تھی تو اسکا مطلب یہ نہیں تھا۔۔ چاچو کہ آپکے عیب ہر وقت ڈھانپ دیے جائیں گے۔" کھڑاک سے عارض کے منہ پر اسنے یہ بات ماری تھی جہاں اسکے رنگ اڑے وہیں سالار نے اسکی جانب دیکھا۔۔ ٹھیک ہے اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں میں اپ لوگوں

کی زبان بولو تو۔۔ میں زریاب نہیں ہو جو سر جھکا کر جی ڈیڈ جی چاچو اور جی بڑے پاپا کہہ دے گا میری سوچ ہے الگ اور میں اسی کے حساب سے بات کروں گا" صاف ٹکا سا جواب دے کر وہ سکون سے بیٹھ گیا۔ لیکن بیٹے یہ غلطیاں نکالنے کا وقت نہیں ہے جو ہو چکا ہے۔۔ اسے بدلا نہیں جا سکتا۔۔ اس لڑکے نے ہماری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی قصور اسکا کوئی نہیں تھا پھر بھی اسکے دامن میں داغ لگا ہم سب نے ہی یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم اسکے خلاف کیس لڑو کبیر بولا تو حیدر سیدھا ہوا۔ بڑے پاپا آپکو یہ بکواس نہیں لگتی ایک بھاگے ہوئے شخص کو کھوج کر میں یہاں لاؤ اور اسکے خلاف کیس لڑو اس بات پر کے بیٹھے بٹھائے طلاق کیوں دی اسنے جبکہ ایک انسان کہہ چکا ہے اسے نور آپی نہیں پسند"؛۔ حیدر اتنا منہ پھٹ ہونا اچھا نہیں ہے" عارض نے تپ کر اسکی جانب دیکھا کیونکہ اسے سخت زہر لگ رہا تھا اسکا بنا لحاظ کیے بولنا۔ اتنا خود غرض ہونا بھی اچھا نہیں تھا چاچو" وہ ترکی با ترکی بولا حیدر" سالار نے اسے ٹوکا کہ اپنی زبان کو بریک لگاؤ آخر کو اسکے بھائی تھے جنھیں وہ مسلسل سنا رہا تھا حیدر لب دبا گیا وعدہ کر کے آیا تھا کہ وہ ڈیڈ سے لڑے گا نہیں۔۔۔ تم اگر نہیں لڑنا چاہتے تو ٹھیک ہے" عارض نے ناگواری سے کہا جبکہ اسکی بات پر وہ مسکرا دیا سالار اسکی ڈیلنگ دیکھ رہا تھا اب تک وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا سوائے اسکو ٹوکنے کے وہ اپنے کام میں مستعد تھا۔۔۔ شاید وہ لاپرواہ تھا لیکن نہیں وہ لاپرواہ نہیں تھا روشانے والی بات پر اسنے سالار کو دو لفظوں میں ہی سمجھا دیا تھا کہ وہ لوگ اکٹھے رہ کر بھی اعتبار نہیں کر سکتے ایک دوسرے پر اور پہلی بار سالار شرمندہ ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی پریشان تھا آخر روشانے نے کیا کیا ہے۔۔ وہ ایسے ہی اتنا بڑا نام

نہیں تھا وہ اپنے ہنر سے واقف تھا کہ جب بات وہ کرے گا تو کسی ایک کو نہیں سو کو بھی قائل کر سکتا ہے جبکہ بظاہر وہ بے حد لاپرواہ تھا کہ کوئی اسپر یقین نہ کرے۔۔۔۔ اگر میں اس کیس میں انولو ہو گیا تو آپکے دوست کے بیٹے کو زندہ نہیں چھوڑو گا کیونکہ اسنے میرے حق پر آنکھ رکھی تھی ۔"۔۔ وہ بولا تو لہجے میں صارم کے لیے غراہٹ تھی۔ کیونکہ وجہ تو لائبہ ہی تھی جبکہ سب ایکدم چپ ہوئے۔۔ میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اب بھی وقت ضائع کرنے کے بجائے اس شخص سے آپی کی شادی کرا دیں جسے ذلیل کر کے یہاں سے نکالا تھا" اسکی بات پر سب کے دماغوں میں ایان کا خیال آیا تھا۔ پاگل ہو گئے ہو" عارض غصے اور حیرانگی سے بولا۔ آپ ضرور ہو گئے ہیں یہ کیس ویسے لڑنا نور آپی کو مزید تکلیف دے گا کہ طلاق دینے کے باوجود وہ انکی جان اب بھی نہیں چھوڑ رہا اور۔۔ شاید آپ بھائیوں کو شوق ہے اپنے بچوں کو تکلیف دینے کا اینی ویز میں اس میں انولو نہیں ہوں گا کیونکہ" وہ ہنسا آپ لوگ میری فیس افورڈ نہیں کر سکتے" باپ کو انکھ دبا کر کہتا وہ اٹھ گیا جبکہ ان سب کو ایان کا نام دے کر سمجھا گیا تھا کہ وہ بے کار صارم کی پشت پناہی کریں گے۔۔۔ وہ ٹھیک کہہ رہا ہے"۔۔ ہم سب نے زیادتی کی ہے اپنی اولاد کے ساتھ۔۔ انکو انکی مرضی کے فیصلے نہیں لینے دیے۔۔ اور اب بھی انکی زندگی میں مسلط ہونا چاہتے ہیں" زین پر سوچ نظروں سے غیر مرئی نقطے کو گھورتے نفی میں سر ہلاتا بولا روشانے کے ساتھ بھی تو بے اعتباری کر کے زیادتی کی تھی اسنے۔۔ جبکہ سالار نے بھی حیدر کو خود سے اور سب سے جدا کیا تھا اور عارض نے نور کو زبردستی صارم سے شادی پر مجبور۔۔ کیا وہ سب وہاں سے رفتہ رفتہ اٹھ گئے ۔۔۔۔

---------- اذان اسکے سامنے بیٹھا تھا جبکہ حیدر اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ اب اگلا قدم کیا لینے والا ہے اذان بھی سنجیدگی سے سن رہا تھا یعنی اب تم کوئٹہ جا رہے ہو۔"۔ ۔ اذان نے پوچھا ہاں۔۔ میں اسے گھسیٹ کر یہاں لاؤ گا" حیدر دانت پیس کر بولا جبکہ اذان مسکرایا گڈ پلین ٹھیک ہے تم کوئٹہ جاؤ اور جس دن بھی تمھاری واپسی ہو مجھے بتانا تمھارے لیے شاندار پریس کانفرینس کا انتظام میری طرف سے ہو گا" وہ بولا لہجہ عجیب تھا حیدر نے اسکی سمت دیکھا اور سر ہلایا۔۔۔ اذان مسکرا دیا حیدر عجلت میں اٹھا۔ پھر ملاقات ہو گی" کہہ رک وہ باہر نکلا ۔ اور اذان نے مڑ کر اسکی سمت دیکھا۔ حیدر یہ تو تم اوور سمارٹنیس میں مرنے والے ہو یہ پھر تمھارے پاس اب وہ دماغ نہیں رہا یہ نہ وہ نظر جو عقابی تھی۔۔۔ وہ ہنس رہا اور خود بھی اٹھا بازو میں ایکدم ٹیس سی اٹھی مگر۔ ۔ وہ ضبط کرتا وہاں سے چلا گیا ۔ ---------- حیدر۔۔ اپنے گھر کے لیے نکلا تھا اسکا ارادہ کچھ فریش ہونے کے بعد اپنی فلائیٹ بک کرانے کا تھا وہ مستعدی سی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور تبھی خیال آیا کہ اس نے لائبہ کو نہ کال نہ ہی میسیج کچھ بھی نہیں کیا۔ وہ۔۔ موبائل اٹھا کر ابھی اسے کال کرتا کہ سکرین پر اسکی کئی کالز شو ہوئیں وہ مسکرا دیا۔۔۔ ابھی ڈائل ہی کرنے لگا تھا کہ گاڑی کے سامنے کوئی آیا اور اسنے بڑی مشکل سے فورا گاڑی کو بریک لگائی چلتے روڈ پر اسکی فارچونر کے ٹائر چرائے اور وہ عجلت میں باہر نکلا پہلے ہی بدنام زمانہ تھا وہ اور اسکی پیشانی پر تمغہ لگ جاتا کہ حیدر نے قتل بھی کر رکھے ہیں ہیلو ایکسکیوزمی" اسنے اس لڑکی کو سیدھا کیا معلوم نہیں کون تھی البتہ گاڑی

اسکی اسکے گھر کے سامنے رکی تھی اسنے لڑکی کو بازو میں اٹھایا اور۔ ۔ اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔۔۔ دروازے پر حیدر کو دیکھ کر واچمین نے دروازہ کھولا اور نفی میں سر ہلاتا مسکرایا۔۔۔ کبھی رات کو تو کبھی دن میں ہر کچھ عرصے میں نئی لڑکی اسنے سوچا اور دروازہ بند کر دیا۔ آمین "حیدر نے اندر داخل ہوتے آواز لگائی اور امین معلوم نہیں کہاں تھا اسکی آواز پر دوڑ کر نکلا۔ اور حیدر کے سامنے اگیا۔ فرسٹ ایڈ بکس اور جوس کے ساتھ پانی کا گلاس بھی دو مجھے آئی تھینک۔۔ یہ ہوش میں ہی ہیں بس مدہوشی ہے شاید" وہ اس لڑکی کا گال تھپتھپاتا بولا۔ حیدر صاحب یہ کون ہے "۔ آمین کے سوال پر اسنے تپ کر دیکھا۔ میری ماں ہے آوو یار تمھیں جو کہا ہے وہ کرو" وہ کلس کر بولا تو آمین نے بھی بلکل وہ ہی سوچا جو باہر واچمین نے سوچا تھا۔ وہ چیزیں لینے چلا گیا تب تک حیدر اس لڑکی کے گال تھپتھپا رہا تھا جو رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہی تھی اور جب اسنے پانی کا چھینٹا مارا تو وہ لڑکی ایکدم آنکھیں کھول گئی۔۔۔ جبکہ حیدر اسکے سامنے تھا آر یو اوکے میں ڈاکٹر کو بلاؤ" اسنے سوال کیا اور جوس کا گلاس دیا۔ ن۔نو تھینکس " وہ لڑکی ہلکا سا مسکرائی اور بولی۔۔ جبکہ آمین ایکطرف کھڑا تھا۔ اسنے جوس کا گلاس پیا اور امین نے جلدی سے پکڑ لیا وہ اٹھنے لگی تو۔۔ حیدر نے اسے بیٹھنے کا کہا تھوڑی دیر بیٹھ جائیں آپکا سر چکرا رہا ہو گا یاداشت چلی جاتی ہے پھر بڑی دقت سے واپس لوٹتی ہے" وہ اپنا ایکسٹینٹ یاد کرتا ہنسا جبکہ وہ لڑکی بھی مسکرا دی۔ آمین انکے لئے کھانے پینے کا انتظام کرو" وہ بولا نہیں نہیں آپ تکلف میں نہ پڑیں میں چلتی ہوں بس "۔۔ وہ بولی۔۔ ارے نہیں ریلکس بیٹھ جائیں۔۔ "۔۔ اسنے پھر سے کہا۔ اور امین کھانے کا اہتمام کرنے چلا گیا۔ نام

کیا ہے آپکا" حیدر نے امین کو کافی کا کپ کا کہا اور اسکے سامنے بیٹھ گیا عالیا معیز" اسنے مسکرا کر بتایا۔ گڈ۔ حیدر مرتضی" حیدر نے اپنا تعارف کرایا۔ اوہ نامی گرامی وکیل" وہ لڑکی پہچان گئ۔ ہاں جسے لوگ پاگل اور سائیکو بھی کہتے ہیں" وہ شانے آچکا کر بولا۔ جس کا چمبر ٹوٹ چکا ہے اور جس سے لائیسنس بھی لے لیا گیا ہے" وہ لڑکی آگے بولی حیدر ہنس دیا۔۔ہاں۔۔ جس کا دشمن اپنی موت کے قریب ہے" وہ بولا تو وہ لڑکی ہنس دی۔ گڈ لک لگتا نہیں ہے آپ پاگل ہیں"۔۔ پاگل پن تو انسان کے اندر ہوتا ہے۔۔ جو وقتاً فوقتاً نظر ضرور آتا ہے۔ "۔۔یعنی آپ مانتے ہیں آپ پاگل ہیں"۔۔ بلکل۔ "۔ اسنے کافی کا مگ پکڑتے کہا۔ سٹرینج " وہ پھر سے مسکرائی۔۔۔ آر یو سنگل اور میرٹ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ کافی متاثر ہو گئ تھی اٹھ کر وہ بک شیلف پر کئ کتابیں دیکھنے لگی اور اسے ایک بلکل سیاہ کتاب نے اٹریکٹ کیا تو وہ کتاب نکال لی۔ اس کتاب کو کھولتے ہی اسکے سامنے ایک تصویر دیکھائی دی۔۔ وہ تصویر الٹی تھی اور اسکے پیچھے تاریخ درج تھی۔ Dec 20137 ساتھ لکھا تھا آئ مس یو کاش میں تمھیں کہیں سے چرا کر لے آؤ۔ اور اپنی تنہائی کا ساتھی بنالوں" وہ ماتھے پر دو بل ڈالے اس تصویر پر لکھی تحریر۔۔ دیکھ کر۔۔ اس تصویر کو سیدھا کر گئ اور جیسے کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئ۔ وہ لائبہ تھی ہاں وہ جانتی تھی اس لڑکی کو یہ لائبہ ہی تھی اسنے مڑ کر کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا دروازہ بند تھا اسکے ہاتھ میں تصویر تھی اس لڑکے کا لائبہ سے کیا تعلق تھا اور ابھی اسنے بتایا وہ میرڈ ہے وہ ایکدم حیران رہ گئ جبکہ لائبہ کی تصویر کو غصے سے مٹھی میں بھینچ لیا۔ نفرت حقارت۔۔۔ وہ دو ٹکے کی لڑکی یوں اچانک

اسطرح اسکے سامنے آنی تھی۔۔اسنے کتاب دوبارہ اٹھالی اور پوری کتاب دیکھی اس کتاب میں اور کچھ نہیں تھا اسنے ایک اور کتاب اٹھائی اس میں بھی کچھ نہیں تھا اسی طرح دو چار کتابیں چیک کرنے کے بعد اسے ایک ریڈ کلر کی بک دیکھی وہ۔۔شاید نوٹس کی بک تھی اسنے وہ کھولیں تو پہلے پیج پر ہی درج تھا۔۔۔حیدر کی لائبہ" وہ ایکدم سانس کھینچ گیا۔ یہ لڑکی اسکے لیے باعث نفرت تھی۔۔وہ اسکی کہنے کو بہن تھی لیکن اسنے ہر پل اس لڑکی سے نفرت کی اور اس کی وجہ سے اپنی ہی ماں سے نفرت کی تھی کہ اسکی موت کا بھی کوئی دکھ نہیں تھا۔۔۔تھا کون یہ کیسے جانتا تھا اسے؟؟ وہ سوالات میں پڑ گئی تھی۔۔ اسنے وہ بک مزید کھولیں تو رائیٹنگ کافی خوبصورت تھی۔۔ وہ ایمپریس تو پہلے تھی اب یہ جان کر کہ لائبہ سے یہ تعلق رکھتا ہے اسکے اندر ایک حسد سی جنم لے گئی اچانک دروازہ کھلا تو اسنے وہ کتابیں ویسے ہی رکھ دی اور وہ تصویر جلدی سے بیگ میں ڈال لی۔۔ اور حیدر بلیو شرٹ اور وائیٹ ٹراؤزر میں فریش سا باہر نکلا۔ امین کھانا لگا چکا تھا۔ اوہو یار میرا فون گاڑی میں ہے گاڑی بھی اندر لے کر او اور میرا فون بھی" ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے اسنے کہا بیٹھ جائیں" وہ پہلی بار کسی لڑکی کو اس طرح عزت سے ٹریٹ کر رہا تھا امین تو حیران تھا کہ یہ کون سی پری اگئی جو اسکا صاحب اتنی عزت دے رہا تھا۔ عالیا اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔ حیدر نے چہرہ گھوما کر دیکھا تو وہ مسکرادی۔ حیدر نے سر جھٹکا اور کھانا کھانے لگا۔ تو آپ نے اپنی وائف کا نہیں بتایا کہاں ہیں وہ"۔ ۔عالیا نے جاننا چاہا کہ آخر بیوی کون ہے اسکی" اسکے بارے میں سوال سن کر وہ بڑی دلجمی سے مسکرایا تھا۔ وہ ڈاکٹر ہے ہاسپیٹل میں ہوتی ہے فلحال مجھ سے سخت خفا ہے۔م اور میں یہ ہی سوچ رہا

ہوں کہ آخر لڑکیاں اتنا ناراض ہوتی کیوں ہیں"۔ وہ نفی میں سر ہلاتا مسکرایا۔ نہیں سب لڑکیاں نہیں ہوتیں"۔ وہ مسکرائی شاید جنھیں سامنے والے میں انٹرسٹ ہو وہ کبھی دوسرے سے ناراض نہیں ہو سکتیں" وہ ہنسی۔۔ حیدر نے نفی کی۔۔۔۔ شی لوز می اور محبت میں نارضگی۔۔ تو عام بات ہے شاید عورت مرد کے منانے سے اور نکھر جاتی ہے اور مجھے وہ ہمیشہ نکھری نکھری چاہیے بھلے اب میری زندگی اسے مناتے مناتے ہی ختم کیوں نہ ہو جائے" وہ پھر سے اپنی دلفریب مسکراہٹ سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔ عالیا لب دبا گئی۔۔ نام کیا ہے اس خوش نصیب لڑکی کا"۔۔ لائبہ"۔ وہ ترنت بولا۔ اور عالیا سے لقمہ منہ میں نہیں لیا گیا۔۔۔ وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی جو کہہ کر سلاد کھانے لگا تھا۔ لائبہ" دانتوں میں ہی اسکا نام پیس لیا۔ اسے یہ شخص پسند آنے لگا تھا اور وہ لائبہ کا شوہر نکلا۔ اسکا بس نہیں چلا بلکل اسی طرح جس طرح لائبہ کی ماں کو مارا تھا جو کہ اسکی ماں بھی تھی لائبہ کو بھی مار دیتے بلکہ اسی دن مار دیتے تو آج اس شخص سے ملاقات پر یہ علم نہ ہوتا کہ اس ڈیشنگ آدمی کی بیوی وہ تھی اور وہ ڈاکٹر تھی۔۔۔ کب کیسے۔۔ عالیا کے لیے ہر دھچکا بہت زیادہ تھا ۔ عالیا کچھ نہیں بولی تھوڑی دیر خاموش رہی کھانا کھانے کے بعد۔ حیدر کو لگا وہ چلی جائے گی لیکن وہ بیٹھی رہی۔۔ حیدر اب اس سے بے زار ہو رہا تھا اور وہ بار بار گھڑی میں وقت دیکھتا شاید آپ بور ہو گئے ہیں۔"۔ عالیا بولی۔۔ حیدر نے جواب نہیں دیا اوکے چلتی ہوں کیا دوبارہ مل سکتی ہوں" اسنے کہا حیدر اب بھی چپ چاپ اسے دیکھنے لگا جس سے واضح ہو گیا تھا عالیا کو کہ وہ کتنا موڈی ہے جب تک موڈ تھا وہ بولا تھا اور اسکے بعد کوئی مروت نہیں تھی بلکل منہ پر ٹیپ لگالی تھی وہ سر ہلا کر

چلی گئ اور حیدر نے گھیرہ سانس کھینچا۔ آج سکون سے سونے کا دل تھا۔۔ اور ابھی وہ بیڈ پر گیرا ہی تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔ کیا مصیبت ہے" وہ چنگھاڑا۔۔ ہم مصیبت ہو گئے ہیں آپ کے لیے"۔۔ لائبہ تھی جیسے دبی دبی آواز میں بولی۔ جان من مصیبت تمھیں نہیں کہہ رہا مجھے کیا پتہ تھا تم ہو" وہ مسکرا کر بولا۔ آپ کہاں ہیں"۔۔ لائبہ سیدھا سیدھا سوال کرنے لگی۔ گھر" وہ آنکھیں بند کیے جواب دے رہا تھا کیا کر رہے ہیں"۔۔ تمھیں یاد"۔ اور بس وہ چپ کی چپ رہ گئ وہ نیندوں میں بھی ہنس دیا۔ اسطرح یاد کیا جاتا ہے دو دن سے کوئ رابطہ نہیں"۔۔ وہ شکوہ کرنے لگی۔ اس وقت بہت زیادہ نیند ارہی ہے بعد میں فون کرنا اور میرے بنا دل نہیں لگ رہا تو میرے پاس اجاؤ" اسنے کہا ہم کیوں آئیں۔"۔ لائبہ تڑخ کر بولی وہ ہلکا سا ہنسا اور پھر لائبہ کو اسکے گھیرے سانس بھرنے کی آوازیں آنے لگی۔۔ اسے علم ہو گیا وہ سو گیا ہے اچھی لگ رہی تھی اسکی آواز وہ مسکرا دی۔۔۔۔ ڈاکٹر لائبہ آپکی شفٹ ختم ہو گئ ہے۔"۔ ایک نرس بولی۔۔ جی جی ہم جا رہے ہیں ڈاکٹر کامران آئیں تو یہ پیشنٹ کی ڈیٹیل ہیں آپ دے دیجیے گا" وہ موبائل کو یوں ہی کھلا رکھے اسکی سانسیں سنتی۔۔ فائلز تھما کر باہر نکلی لیکن ڈرائیو کرتے ہوئے اسے نہ چاہتے ہوئے بھی کال بند کرنی پڑی اسکا ارادہ بلکل نہیں تھا مرتضی ہاؤس جائے حیدر تو سو رہا تھا تبھی وہ کہیں جا سکتی تھی ورنہ وہ زبردستی اسے اپنے گھر بلا لیتا اور وہ کچھ بھی نہ کر سکتی۔۔ اسنے ہمت کر کے نور اور باقی سب کا سامنا کرنے کا سوچا اور۔۔ گاڑی روڈ پر ڈال دی۔ وہ سکون سے ڈرائیو کر رہی تھی بھوک بھی لگ رہی تھی اچانک موڑ کاٹا تو وہ بائے مسٹیک رونگ وے پر نکل آئ۔۔ جہاں سے ٹریفک ارہی تھی معلوم نہیں کس

بے دھیانی میں تھی وہ گھبرا کر کبھی گاڑی ایکطرف لے جاتی تو کبھی دوسری طرف۔۔لوگ اسے گھور گھور کر بول بول کر جارہے تھے جب چلانی نہیں آتی تو روڈ پر کیوں نکلتی ہو" ایک لڑکا بھڑک کر اسے کہہ کر چلا گیا جبکہ وہ گھبراہٹ سے رونے والی ہو گئ وہ۔۔ پیچھے کیطرف لے کر جاتی تو ایکطرف سے گاڑیاں ارہیں تھیں ایکطرف سے جارہی تھی اور بیچ میں اسکی گاڑی اڑ گئ تو ٹریفک پیچھے سے رک گیا۔ وہ گاڑی روکے چہرہ چھپا کر رودی۔۔ کیونکہ لوگ اسے سنارہے تھے کہ گاڑی ہٹائے یہاں سے۔۔اسنے گاڑی ہٹانی چاہی تو اچانک معلوم نہیں گاڑی کو کیا ہوا گاڑی چل کر ہی نہیں دے رہی تھی کیوں رک گئ تھی یہ علم نہیں تھا۔۔۔ اسنے۔ جلدی سے حیدر کو کال ملائ۔۔ مگر وہ تو سورہا تھا اسنے پھر سے گاڑی پیچھے کرنا چاہی مگر دونوں طرف سے ٹریفک بلاک ہو گی تھی گاڑیوں کے ہارن اسکو مزید کنفیوز کر رہے تھے۔۔۔ دوسری طرف اسکی آنکھ ایکدم کھلی تھی۔ اسنے ایکدم فون اٹھایا دومنٹ پہلے کی کال تھی۔۔۔اب کیا ہو گیا جو خواب میں آکر رورہی ہو" وہ بڑبڑاتا اٹھا اور کال گھمائ تو کال پک نہیں ہو رہی تھی وہ شرٹ ڈالتا عجلت میں بس نکلتا چلا گیا۔

---------------- ہاسپیٹل کے ابھی راستے میں ہی تھا کہ۔۔ٹریفک بلاک دیکھ کر وہ تپ گیا۔۔ کون جاہل ہے یہ" باہر نکل کر اسنے سوال کیا تھا معلوم نہیں کون لڑکی ہے گاڑی چلانی آتی نہیں روڈ پر نکل آئ ہے وارڈن روکے کھڑا ہے اس لڑکی کو اور نہ جانے دے رہا ہے اور وہ محترمہ روئے جارہی ہے" ایک آدمی کلس کر اسے ساری کہانی بتا گیا حیدر نے سر جھٹکا۔۔۔اور ہارن پر انگلی رکھ کر کھڑا ہو گیا جس سے اور شور پیدا ہو گیا تھا اور اچانک اس آدمی کی بات کو اسنے

ریوائنڈ کیا وہ لڑکی روئے جا رہی ہے "۔۔ اور بے ساختہ اسنے پیشانی پر ہاتھ مارا اور بھاگتا ہوا تقریبا وہ آگے بڑھا تھا۔ ۔ یہاں تک کے لوگوں کو چیرتا ہوا وہ اس جگہ تک پہنچا وہ رخ موڑے چہرہ چھپائے رو رہی تھی جبکہ وارڈن۔۔ اس سے سوالات کر رہا تھا لوگوں کی گاڑیوں کا شور تھا اور عجیب ہی ماحول تھا فولیش نان سینس۔ "وہ بڑبڑایا اور ایکدم نکل کر باہر آیا۔ ہائے ایکسکیوزمی سر۔۔ شی از مائے فولیش وائف۔۔ ایم سوری آئی نو اٹس رونگ وے آئی ول پے یو "حیدر کی آواز پر۔۔ اسنے جلدی سے چہرے پر سے ہاتھ ہٹائے۔۔ جو وارڈن سے بول رہا تھا۔ آپ اپنی وائف کو ڈرائیونگ سیکھائیں سر آپ تو کافی سمجھدار دیکھتے ہیں "وہ وارڈن حیدر کے پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ دیکھ کر شیری لہجے میں بولا جبکہ اس سے پہلے وہ لائبہ پر دھاڑ رہا تھا جی بلکل اب تو ایسی گاڑی چلانا سیکھا دوں گا یہ روڈ پر ریس بھی لگا سکتی ہیں۔ "وہ سکون سے بولا۔ جبکہ لائبہ اسے ہی دیکھ رہی تھی شکر کا سانس بھال کیا ورنہ لگ رہا تھا آج اس شور میں وہ مر جائے گی۔ اب یہاں سے یہ گاڑی ہٹائیں شہر کا مین روڈ بند کر چکی ہے آپکی وائف "وہ بولا تو حیدر سر ہلا کر پلٹا۔ چلو "اسنے لائبہ کو گھسیٹا حیدر ہم ہم غلطی سے نکل آئے یہاں ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا سب ہم پر بول رہے تھے۔۔ "۔۔ آوو میرا بچہ۔۔ ستر ہزار میرا اٹھکوا کر۔۔ تب زبان منہ میں آئی ہے۔۔ چلو اب۔۔۔ نانسینس "۔ وہ بھڑکا اور ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا جبکہ لائبہ کی گاڑی۔۔ کو پہلے ہی اسنے سائیڈ پر ایکطرف پر کر دیا لائبہ حیرانگی سے گاڑی دیکھنے لگی کہ اب کیسے چلنے لگ گئی تھی وہ۔۔۔۔ یہ گاڑی ہٹوالیں مسٹر "وہ وارڈن پھر سے بولا جس پر اسنے سر ہلایا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے لے کر اس ٹریفک میں سے باہر لانے لگا۔۔۔۔

جبکہ کچھ لوگ لائبہ کے منہ بسورنے اور رونے پر ہنس بھی رہے تھے اور حیدر نے اسے گاڑی میں بٹھا اور گاڑی کو بڑی مہارت سے وہاں سے نکال کر وہ۔۔ گاڑی کو پارکنگ تک لے آیا۔۔ چپ" وہ کچھ بولتی کہ اسنے اسے گھور کر چپ کرایا لائبہ منہ پھلا گئ۔۔۔ گاڑی لاک کر رہا ہوں آتا ہوں تمھاری گاڑی پارک کر کے"۔۔ کہہ کر وہ باہر نکلا اور روڈ پر پیدل ہی اس کی گاڑی کی سمت بھاگنے لگا لائبہ نے اسے دیکھا تھا وہ چند ہی منٹوں میں غائب ہو گیا ہمارا کیا قصور ہے" وہ خود سے بولی۔ وہ تو غلطی سے گاڑی رونگ وے پر اگئ۔۔ سارے ہی ہمارے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اب یہ بھی ہمیں ہی ڈانٹیں گے یوں نہیں سب کو مارتے اب بیوی سے محبت تو دیکھاتے فلموں میں ایسے ہی ہوتا ہے ایک حیدر صاحب ہیں دو دو دن غائب رہتے ہیں پھر ملتے ہیں تو بھڑکتے ہیں" وہ خود ہی شکایتوں کا پہاڑ بنا چکی تھی تقریبا بیس منٹ لگے تھے اسے اور وہ دوبارہ گاڑی میں تھا۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمھاری اس کھوپڑی میں دماغ ہے بھی یہ بس گوبر بھر رکھا ہے "وہ گاڑی کو گیر لگاتا تپتا ہوا بولا لائبہ نے اسکی جانب دیکھا۔ آپ ہماری انسلٹ کر رہے ہیں"۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔ بلکل میں تمھاری انسلٹ ہی کر رہا ہوں اگر تم سمجھ لو تو۔۔۔ تم روڈ پر رونگ وے پر نکل آئ ہو دماغ میں سوراخ ہے تمھارے" وہ بھڑک رہا تھا لائبہ منہ بسور کر بیٹھ گئ جب چلانی نہیں آتی تو نکلتی کیوں ہو گھر سے آئندہ اس کھٹارا میں مت جانا دو چار دن کے لیے کوئٹہ جا رہا ہوں اور " لائبہ اس سے پہلے کچھ بولتی کہ وہ ٹوک گیا گھورتے ہوئے میری گاڑی یوز کر لینا ورنہ ڈرائیور کا ارینج کر دوں گا۔۔ حد ہوتی ہے" وہ ڈانٹتا جا رہا تھا جبکہ لائبہ نے چوری چوری نظروں سے

اسے دیکھا۔ ایک سولا ہے بس پلیز پوچھنے دیں" وہ جیسے بولی تھی حیدر مسکراہٹ روک گیا۔ پوچھو" اسنے اجازت دی۔ کیوں جارہے ہیں آپ کوئٹہ" وہ فکرمندی سے پوچھ رہی تھی کچھ کام ہے تھوڑا سا وہ ہی کرنا ہے۔"۔ وہ دوبارہ ڈیش بورڈ سے سیگریٹ اٹھا کر اسے بتانے لگا جبکہ لائبہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئ۔ آپ ہمیں نہیں بتائیں گے"۔ نہیں" اسنے صاف انکار کیا۔ جن کے پاس دماغ نہیں ہوتا میں ان سے بات نہیں کرتا"۔۔ وہ شرارتی لہجے میں بولتا اسے دیکھنے لگا اچھا"۔۔ وہ آنکھیں سکیڑ کر دیکھ رہی تھی۔ ہاں کم دماغ والوں کو کس کرنے میں مزا ہ البتہ ضرور آتا ہے۔۔ ڈو یو وانٹ" وہ آئ برو آچکا کر پوچھنے لگا۔ چپ ہو جائیں ہر وقت بے شرمی پھیلانے کا شوق ہے آپکو" وہ چہرہ باہر موڑتی بولی۔۔ جبکہ حیدر ہنس دیا۔ کھانا کھایا ہے" وہ بے ساختہ سوال کر گیا نہیں" اسنے انکار کیا چلو ڈنر کرتے ہیں"۔۔ اسنے گاڑی دوسری سمت موڑلی لائبہ کچھ نہیں بولی۔ بائے داوے گاڑی چلانا اتنی گندی تمھیں سیکھائ کس نے ہے"۔۔ حیدر آپ کو ہمارے اندر صرف برائیاں نکالنی آتی ہیں اور ہمارے بابا نے ہمیں سیکھائ تھی اور ہم بہت اچھی ڈرائیو کرتے ہیں" وہ منہ پھلا کر بولی تھی جبکہ حیدر ہنس دیا۔ ڈیڈیز گرل اب ذرا ہز بینڈ سے ڈرائیونگ سیکھو تمھیں ساری عمر یاد رہے گی" آنکھ دباتا وہ گاڑی کو جھٹکے سے روک گیا۔ لائبہ نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ حیدر نے اسکی کمر میں بازو حائل کیا اور اسے اپنی سمت کھینچا حیدر" وہ احتجاجاً چیخی جبکہ حیدر کو قطعہ کوئ فرق نہیں پڑا اور اسے اسنے اپنی گود میں بیٹھالیا۔۔ لائبہ بھکلاہٹ کا شکار تھی حیدر اسکے اندر سے اٹھتی ہلکی ہلکی پرفیوم کی خوشبو اپنی سانسوں میں اتارتا مسکرا دیا ایسا لگا ساری تھکاوٹ بس یہیں اتر گئ ہو

اسنے پیچھے سے ایک ہاتھ لائبہ کی کمر میں حائل کیا اور دوسرے ہاتھ میں لائبہ کا ہاتھ پکڑ تا سٹیر نگ پکڑ گیا چلاؤ گاڑی اور اسی وے سے گزرنا جو بند کر چکی تھی"۔۔ حیدر بولا جبکہ لائبہ شرم سے سرخ پڑ چکی تھی حیدر لوگ دیکھ رہے ہیں"۔۔ ان کم بخت لوگوں کی کسے پرواہ ہے ہنی۔"۔ وہ بھاری لہجے میں بولتا اسے پریشان کر گیا تھا لائبہ نے سٹیر نگ پکڑا اور سامنے دیکھتی گھمانے لگی جبکہ حیدر نے سپیڈ بڑھادی لائبہ کی ایکدم چیخ نکلی اتنی زیادہ ڈرائیونگ میں ایسے شغل کون لگاتا تھا حیدر ہم مر جائیں گے آپ تو چاہتے ہی یہ ہیں" وہ چلائی اور سامنے دیکھتی لوگوں سے اپنی گاڑی بچانے لگی جبکہ حیدر ہنستے ہوئے اور بھی تیز کر گیا اور لائبہ کی چیخوں نے گاڑی میں شور برپا کر دیا حیدر کا قہقہہ ابھرا اور اسنے لائبہ کو پیچھے کھینچ کر ایک ہاتھ سے سٹیر نگ تھاما اور اسی مین روڈ پر وہ تیز سپیڈ میں گاڑی کو قابو میں رکھتا اسی دو سو چالیس کی سپیڈ پر ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ لائبہ کے رنگ اڑے ہوئے تھے اور حیدر کے لب آہستہ آہستہ لائبہ کے گالوں کو چھو رہے تھے۔۔ جیسے وہ بیقوقت دو کام سر انجام دے رہا ہو۔۔ حیدر" وہ چلائی سامنے ٹرک تھا۔۔ حیدر نے دو بار گاڑی کو گیر لگایا اور سپید کو مزید بڑھاتا چلا گیا شیشہ کھلا ہونے کی وجہ سے ہوا لائبہ کے بالوں کو چہرے پر لے آئی تھی۔ جبکہ حیدر اس ٹریفک سے گاڑی نکالتا اب۔۔ ہائی وے پر لے آیا تھا اسلامہ آباد کی بل کھاتی خوبصورت سڑکوں پر وہ اسکی جان لبوں پر لے آیا تھا۔ جبکہ۔۔ کافی مطمئین ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔ رومنٹک جراثیم اب بھی بے دار تھا اور اچانک اسنے جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگایا لائبہ کا سر ڈیش بورڈ پر لگتے لگتے بچا۔۔ آہ" وہ گھیرے گھیرے سانس بھرنے لگی آپ پاگل ہیں آج ہم مر جاتے یہ

کس سپیڈ میں گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے آپ۔۔۔ اب ہمیں سمجھ آئی آپکے آئے روز ایکسیڈنٹ کیوں ہوتے تھے اور انکل آپکو گاڑی کیوں نہیں دلواتے تھے یہاں تک کے بائیک پر بھی پابندی تھی" وہ مڑتے ہوئے اسکے سینے پر مکے مارتی بولتی ہی چلی گئ جبکہ حیدر ہنس رہا تھا۔ تم اور وہ تمھارا چوزا سا انکل۔۔ دونوں میرے پیچھے لگے رہنا مگر مجھے پکڑ نہیں سکتے سکون سے ایک بندہ گھر میں آرام کی غرض سے کہ آگے سفر پر جانا ہے سو رہا تھا ایک تو پہلے خواب میں آکر روتی ہو پھر تمھیں بچانے کے لیے میں کسی فلمی ہیرو کیطرح انٹری مارتا ہوں تو تم مجھے باتیں سناتی ہو تمھیں تو چاہیے تھا میرے چہرے پر اپنی اس حسین لیپسٹک کے نشانات چھوڑ دیتی لیکن کافی ناشکری لڑکی ہو بھی تم تو "۔وہ۔۔ مصنوعی گھوری ڈالتا اسے سناتا چلا گیا۔ لائبہ لب دبا گئ۔۔ اور اسپر سے ہٹانا چاہا وہ اپنے گھر میں کسی کمرے میں نہیں تھے جو وہ اسپر ایسے چڑھے بیٹھی رہتی۔۔۔۔ حیدر کو البتہ کچھ اور منظور تھا ۔ میں اپنا حق خود ہی لے لیتا ہوں یہ شکریہ کے طور پر۔۔۔۔ منشن ناٹ ہنی" وہ ایکدم اسکے سر کو سختی سے جکڑتا گاڑی کے شیشے سے ٹکراتا اسپر جھکا لائبہ کا آدھا سر گاڑی سے باہر تھا اور حیدر۔۔ اسپر جھکا اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔۔ خوبصورت ہوا بھی ان دونوں کے بیچ سے گزر نہ سکی اتنا وہ اس میں مگن تھا اور جب دور سے گاڑی کے آنے کا احساس ہوا تو وہ مستعدی سے اسے بھی اندر کھینچ گیا اور خود بھی اندر ہو کر بیٹھ گیا جبکہ۔۔ اسکا پسندیدہ کام آج سر انجام نہیں ہوا تھا نہ کوئ زخم دیا نہ کوئ تکلیف سے آنسو نکلا۔۔ شاید یہ نرمی تھی تھوڑی بہت۔۔ لائبہ کو البتہ یقین نہیں تھا اسپر تبھی اپنے ہونٹوں کو چھو کر دیکھنے لگی۔ حیدر کا قہقہہ ابھرا۔۔ ٹھیک ہو تم کہیں

سے نہیں توڑا تمھیں میں نے" وہ اسکے ریشمی بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تو وہ سر جھکا گئ۔۔۔ آپ نے انکل سے بات نہیں کی" لائبہ نے اسکی جانب دیکھا حیدر نے سیٹ کو پیچھے کی جانب کیا اور خود بھی نیم دراز لیٹتا اسے خود پر لیٹا چکا تھا۔۔۔ موقع نہیں ملا مگر میں جلد کر لوں گا ڈونٹ وری"۔ نہیں حیدر گھر میں حالات ایسے ہیں کسی چیز کا موقع نہیں ملے گا آپ پھر بھی موقع نکال کر کریں نہ بات"۔۔ وہ زور دینے لگی۔۔۔ تمھیں یقین نہیں مجھ پر" اسنے اسکی پیشانی کو نرمی سے چھوا۔ لائبہ اسکی سمت دیکھنے لگی سچ تو یہ تھا واقعی اسے اسپر یقین نہیں تھا۔۔۔ مگر وہ اسکا دل توڑنا نہیں چاہتی تھی تبھی اثبات میں گردن ہلا دی کہ ہاں وہ اسپر یقین رکھتی ہے تو بس پھر۔۔ ایزی ہو جاؤ"۔ اسنے کہا لائبہ نے سر اٹھایا سیریسلی میں خود پر قابو نہیں پا سکتا جب تم میرے اتنے نزدیک ہو" گھمبیر لہجے میں کہتے وہ اب کہ جس جنون سے اسپر جھپٹا تھا۔۔ واضح تھا اب نئے زخم اسے ضرور دے گا۔

---------- رات نو بجے وہ گھر لوٹے

حیدر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جبکہ لائبہ آیت سے اجازت لے کر اوپر نور کے پاس چلی گئ وہ نور سے بات کرنا چاہتی تھی اسے بتانا چاہتی تھی کہ کبھی اسنے یہ نہیں چاہا کہ اسکی زندگی کو خراب کرے وہ بے حد شرمندہ تھی۔ جبکہ حیدر اسے جہاں چھوڑ کر خود۔۔ بنا کسی کو بتائے نکل گیا تھا۔

---------- جاری ہے وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے سیگریٹ منہ میں دبائے سکون سے بیٹھا سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جسے وہ جانتا تو نہیں تھا اور نہ ہی ٹھیک سے اسکی شکل دیکھی تھی البتہ۔۔۔ اسکے بھائ کے چہرے پر فکر لانے کی وجہ ضرور تھی یہ اسنے سیگریٹ کے

دو تین لمبے لمبے کش بھرے اور اس تلملاتی مچھلی کی جانب دیکھتا اٹھ گیا۔ وہ آگے بڑھا ارد گرد اسکے گارڈز کھڑے تھے۔ جن میں سے دو چار ہی اسکے لیے بھروسہ مند تھے اور باقی سب کو تو اسکی سسپینشن کے ساتھ ہی حکومت نے لے لیا تھے کون ہو تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔۔ کون ہو" وہ چلائی جبکہ حیدر نے سیگریٹ لبوں سے آزاد کی اور۔۔ اسکی راکھ اس لڑکی کے ہاتھوں پر چھڑک دی ۔ لڑکی مچل کر چیخی۔ کیا نام ہے تمھارا" اسکی تکلیف کی پرواہ کیے بنا اسنے سوال کیا۔ کون ہو تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو میں نے کہا کیا ہے" وہ وہی سوال دھرانے لگی جبکہ رونے بھی لگی تھی۔ مجھے بار بار ایک ہی بات سننے کی عادت نہیں اگر تم چلانا چاہتی ہو تو مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ۔۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔۔ کچھ نیو کرو اب بور نہ کرو تا کہ مجھے مزاہ آئے ورنہ اتنا وقت میں کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنی بیگم کے" وہ خود ہی مسکرا دیا جبکہ سامنے بیٹھی لڑکی سمجھنا چاہ رہی تھی کہ۔۔ یہ کون ہے اسے یہاں کیوں لایا تھا اور کرنا کیا چاہتا تھا۔ ٹھیک ہے آخری بار پوچھ رہا ہوں نام کیا ہے تمھارا" اسنے پھر سے سوال کیا وہ لڑکی خاموش رہی۔ حیدر نے سیگریٹ اسکی گردن پر رکھ دی جلتا سیگریٹ گول دائرے کی صورت میں اسکی گردن کا چھوٹا سا حصہ جلا گیا۔ جبکہ وہ پھر سے چیختی رونے لگی۔ عائشہ عائشہ "۔ ۔وہ تیزی سے بولی۔ ویری گڈ تو عائشہ۔۔ تم روشانے کی تصاویر اور وڈیوز ایڈیٹ کرائی تھی یہ نہیں شکل تو تمھاری ایسی نہیں ہے کہ تم اتنے بڑے کام کر سکو" اسنے اسکی آنکھوں پر سے پٹی کھینچ کر اتاری اور عائشہ کو ملگجے سے اندھیرے میں۔۔ حیدر نظر آیا جو کافی مزاہ لے لے کر سیگیرٹ پی رہا تھا جبکہ آج تک اسنے کسی کو اتنے سرور میں سیگریٹ نوشی کرتے نہیں دیکھا تھا وہ سو فیصد زریاب کا

بھائی تھا وہ وکیل تھا۔ اور شاید خطرناک بھی۔ عائشہ لب دبا گئی۔ حیدر نے پلٹ کر دیکھا۔ میں نے کہا نہ مجھے نہیں پسند کہ میں اپنا سوال دھراؤ اور وقت بھی کم ہے تمھیں تیزی سے جواب دینا ہو گا "۔۔ وہ بولا سرد لہجہ تھا۔ عائشہ نے غصے سے سر اٹھایا۔ ک۔۔۔ کچھ کچھ بھی کر لو میں میں نے کچھ غلط نہیں کیا وہ روشانے میرے اور زریاب کے بیچ میں آئی تھی اسے بے عزت اور بدنام ہونا ہی تھا ۔ اور میں اسے مزید بدنام کر دوں گی " وہ چیخی جبکہ اسکی آنکھوں سے سرخ ہو کر پانی بہنے لگا تھا ۔۔۔ چہ چہ چہ "۔۔ تمھیں پتہ ہے مجھ میں اور زریاب میں کیا فرق ہے " اسنے چیئر گھما کر موڑی اور دونوں ٹانگیں وا کر اس چیئر پر بیٹھ گیا۔ عائشہ اسکی جانب دیکھنے لگی بلاشبہ وہ۔۔ اس اندھیرے میں بھی۔۔ بہت اثر رکھتا تھا۔ شاید اگ اور پانی کا۔۔ میں آگ نہیں ہوں میں چیختا چنگھاڑتا سب کو بہا کر ختم کر دینے والا پانی ہوں جو آگ کو بھی بجھا دے۔۔ اب تم بتاؤ تمھاری جو یہ کینچی کیطرح چلتی زبان ہے اسے اپنے سٹائل میں بند کراؤ یہ تمھیں کوئی ریگریٹ ہے " اسنے جاننا چاہا۔ کوئی کوئی ریگریٹ نہیں ہے ہمیشہ روشانے کو نیچا دیکھایا تاکہ زریاب میری طرف دیکھے اور وہ میری جانب متوجہ ہو بھی جاتا مگر روشانے ہمیشہ بیچ میں آ جاتی تھی "۔ عائشہ سر جھٹک کر بولی۔۔ تو کیا تم نے انھیں الگ کر دیا وہ تو کشمیر ہمی مون منانے چلے گئے اور تم یہاں بیٹھی اپنی جلن کا اظہار کر رہی ہو افسوس " وہ نفی میں سر ہلاتا اٹھا۔ عائشہ اسکی جانب دیکھنے لگی۔ خود فیصلہ کرو تمھیں سزا کیا دی جائے " وہ اسکے سر پر پہنچ گیا۔ میں۔۔۔۔ میں حق پر تھی "۔ اور حیدر نے گھما کر اسکے منہ پر تھپڑ دے مارا اسکے بال جکڑ کر منہ اوپر کیا۔ ایک عورت ہو کر دوسری عورت کو بے لباس کر دیا اور یہ

سمجھ رہی ہو حق پر تھی تم "حیدر کا تھپڑ ہی عائشہ کے اوسان خطا کر چکا تھا اوپر سے وہ پھنکارہ۔۔تو اسکا دماغ چکرا گیا۔ کون شامل ہے تمھارے ساتھ "حیدر نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا نہیں "وہ روتے ہوئے انکار کرنے لگی۔ جتنا پوچھا ہے جواب دو ورنہ اس سیگریٹ سے تمہارا وجود راکھ کر کے کتوں کے آگے پھینک دوں گا تب تمھیں بے لباس کے اصل معنی معلوم ہوں گے بتاؤ مجھے "وہ اسکے بالوں سے اسے جھنجھوڑ کر بولا جبکہ عائشہ پھر سے چلانے لگی۔ اتنا مت چلاو میری جان تمھارے ساتھ میں کچھ بھی نہیں کروں گا چیخے مار کر۔۔ثابت نہ کرو کہ حیدر تمھاری عزت لوٹ رہا ہے اپنے آپ کو دیکھو کہیں سے بھی لگتا ہے تمھارے اندر کوئی انٹرسٹ لے گا اوپر سے اس شیطانی دماغ۔۔پر تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اگر عورت کے دماغ کا ایک حصہ فارغ ہو تو مرد اسپر جان نثار کرتا ہے پورے دماغ کی اور خاص کر شیطانی دماغ کی عورت مرد کی توجہ نہیں اسکے اسی رویے کا باعث ہے اینی ویز اگر تو تم شرمندہ ہو تو جاؤ میں تمھیں چھوڑتا ہوں سب پہلے کیطرح ٹھیک کرو اور اگر تم شرمندہ نہیں ہو تو کچھ اور سوچیں گے "۔۔میں بلکل شرمندہ نہیں ہوں وہ اسی لائق تھی "عائشہ غصے اور جنون میں بولی حالانکہ وہ جان چھڑا کر یہاں سے بھاگ سکتی تھی لیکن اسکے شاطر دماغ نے شاید کام نہیں کیا تھا حیدر مسکرا دیا۔ اور اسکی گردن جکڑ لی۔ اچھی بات ہے میں بھی یہ ہی چاہتا تھا"۔اتارو اسکا لباس اور تصویریں بنا کر اپنے ساتھ سوشل میڈیا پر لگا دو ہر اخبار ہر نیوز پر۔۔اسکی شکل کے ساتھ اسکی تصاویر ہونی چاہیے "۔۔وہ سکون سے بولتا پلٹ گیا اور دوبارہ کرسی پر جا بیٹھا جیسے اب یہ تماشہ شوق سے دیکھے گا عائشہ کا دم نکل گیا وہ چار مرد اسے بے لباس

کرنے کو آگے بڑھے تھے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ نہیں نہیں یہ نہیں کر سکتے تم میں۔۔ جان سے مار دوں گی تمھیں۔ نہیں" وہ چلانے لگی جبکہ وہ دوسری سیگریٹ سلگا کر سکون سے اسے دیکھنے لگا۔ جبکہ اسکے گارڈز نے اسکے گریبان سے دوپٹہ کھینچا حیدر کی سیگریٹ کے مرغولے فضامیں گھوم رہے تھے نہیں" اور جیسے ہی اسکی قمیض کا ایک سرا پھٹا وہ چلاتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ مجھے بے لباس نہ کرو۔۔ نہ۔۔۔نہ کرو یہ یہ سب میرا۔۔ پلین نہیں تھا" میں اسے بے عزت ضرور کرنا چاہتی تھی لیکن صرف۔۔ زریاب کی نظروں میں گیرا کر۔۔ باقی سب اسنے کہا تھا" وہ روتی ہوئی بولی اور حیدر۔ ۔ نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا اسکا شک نشانے پر تھا ۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ آپی" اسنے روتے ہوئے اسکے ہاتھ تھام لیے جبکہ نور مسکرا دی۔ نہیں تمھارے رونے سے کچھ نہیں بدلے گا اور سچ بتاؤ مجھے صارم سے بھی کوئی اختلاف نہیں وہ تو وہ بتا چکا تھا جو وہ کرنے والا تھا۔ کہہ چکا تھا وہ مجھے کہ مجھے پسند نہیں کرتا اور میں اس سے شادی نہ کروں۔۔"۔۔ وہ ہلکا سا مسکرا دی تھی کچھ ہی دنوں میں اسکی آنکھوں کے نیچے گھیرے حلقے پڑ گئے تھے جبکہ۔۔ رنگ جو ملائی جیسا تھا دور سے ہی چمک دمک رکھتا تھا اب پیلا پڑ گیا تھا۔ لائبہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی تھی۔ نور نے گھیرہ سانس بھرا اور لائبہ کو تسلی دی کہ اس میں اسکا کوئی قصور نہیں تھا۔ جبکہ لائبہ اسکے سامنے بیٹھی مزید شرمندگی کا شکار ہو رہی تھی وہ سر جھکا گئی۔ جبکہ دروازہ اچانک ہی کھلا اور عارض کمرے میں داخل ہوا وہ بیٹی کے آنے کے بعد پہلی بار اسکے پاس آیا تھا شاید خود کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اسکے پاس جائے اس سے بات کرے۔۔۔ نور

نے ناگورای سے چہرہ موڑ لیا۔ لائبہ ان سے کہو جائیں یہ یہاں سے "نور سپاٹ انداز میں بولی لائبہ نے آنسو صاف کر کے سر اٹھایا۔ نور"۔ پلیز پلیز۔۔۔ میرا نام نہ لیں آپ نہ لیں میرے اندر سے آپکے لیے غصہ اور نفرت کم نہیں ہونی چاہیے آپ میری بربادی کے ذمہدار ہیں نہ آپ زبردستی کرتے نہ میں آپکی بات مانتی اور نہ میں داغدار ہوتی بابا آپ بہت خود غرض ہیں بہت" وہ چلائی۔۔ جبکہ۔۔ عارض کی آنکھیں سرخی مائل ہو گئیں۔ جائیں آپ یہاں سے میرے لیے برائے مہربانی اب کچھ مت کیجیے گا اور اگر آپ نے ایسی کوشش کی تو میں یہ بھی گھر چھوڑ دوں گی"۔ وہ اسے دھمکی دینے لگی۔ میری بات"۔ نہیں سننی ایسے ہوتے ہیں ماں باپ میں اپنی ماں کو بتاتی رہی صارم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتا مما پلیز یہ شادی رکوائیں تو وہ مجھے الزام دے گئ کہ میں ایان سے شادی کرنا چاہتی ہوں تبھی صارم سے شادی پر انکار کر رہی ہوں۔۔ آپ بھی جانتے تھے یہ بات مگر صرف ایان کی وجہ سے مجھے زبردستی اس جھنم میں جھونکا کون سے ماں باپ یہ کرتے ہیں" وہ جیسے اپنے اندر کا غبار نکال رہی تھی جو بہت دنوں سے دبائے بیٹھی تھی لائبہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے تھے خود بخود شاید اس میں اتنی ہمت کبھی کہیں تھی کہ نور کھڑی ہو گئ اسکے سامنے اگئ آپ شاید چاہتے ہی یہ تھے میں بھی لٹ پٹ کر اپکے دروازے پر اکر بیٹھ جاؤ"۔ نہیں ایسا نہیں ہے وہ اسکا چہرہ تھام گیا۔ ایسا ہی ہے آپ مجھ سے محبت کرتے کرتے اتنے ظالم کیوں ہو گئے تھے مجھ پر یقین نہیں کیا مجھے زبردستی کسی کی زندگی میں شامل کر دیا میرا حال نہیں دیکھا مجھے پلٹ کر نہیں دیکھا آپ نے آپ نے مجھے تکلیف دی ہے بابا جس سے میں نے سب سے زیادہ محبت کی صرف

انھوں نے ہی۔۔ میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی بھی" وہ روتی روتی اسی کے سینے سے لگ گئ جبکہ عارض نے اسے دونوں بازوں میں قید کر لیا جیسے اس سے زیادہ قیمتی واقعی اسکے لیے کچھ نہیں تھا اور وہ اپنی بیوقوفی اور ہٹ دھرمی میں کیا کر گیا تھا اپنی ہی اولاد کے ساتھ نور بری طرح رو دی۔۔ شاید عارض کی ہی منتظر تھی۔ مجھے معاف کرو دو نور میری جان میرا بچہ میں نے تمھارا برا نہیں چاہا تھا میں تو چاہتا تھا میری بیٹی آئڈیل لائف گزارے مجھے معاف کر دو میں نے غلط کیا میں غلط تھا تم ٹھیک تھی۔۔"۔ وہ اسکی پیشانی چومتا خود بھی اسکے آنسو سے تکلیف دہ ہوتا رو پڑا تھا۔۔ آیت بھی پیچھے کھڑی سسک رہی تھی۔۔ مجھے معاف کر دوں اپنے باپ کے لیے تھوڑی سی جگہ بنا لو نور میں اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہوں بہت" وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ گیا جبکہ نور اسکے دونوں ہاتھ تھام کر اسکے ہاتھوں کو چومتی نفی میں سر ہلا گئ اسنے واقعی اس دنیا میں صرف اپنے باپ سے محبت کی تھی۔۔ اور وہ رو کر اسکے آگے ہاتھ جوڑے تو ڈوب مرنے کا مقام تھا وہ تکلیفیں خود پر سہہ لیتی لیکن باپ کو روتا ہوا دیکھ کر وہ جیسے نئے سرے سے ٹوٹ گئ اسنے نفی میں سر ہلایا۔ اور عارض کو لگا اس سے بڑا ظالم اس دنیا میں کوئ نہیں۔۔ وہ اسے دوبارہ خود میں بھینچ گیا لائبہ نم پلکوں سے مسکرا دی۔۔ جبکہ آیت نے بھی نور کو سینے سے لگایا۔ وہ جب جب اسکے پاس آئ تھی وہ یوں ہی سپاٹ رہتی تھی اور اب باپ کے سامنے شکوہ سارا نکال کر جیسے بوجھ کم کر گئ تھی ہاں یہ زخم جو اسکی روح اسکے جسم اور اسکے نام کے ساتھ لگ گیا تھا اسے کوئ بھر نہیں سکتا تھا لیکن۔۔ غلطیوں کا احساس ہونا بھی کچھ مرحم بن ہی جاتا ہے۔۔ وہ ماں باپ سے لگی کھڑی تھی۔۔ جبکہ۔۔ عارض اسکے بالوں

پر کبھی پیشانی پر پیار کرتا بے حد بے چینی کا شکار تھا۔ نور سمجھ سکتی تھی اسکی کیفیت اور اپنی کیفیت وہ کس کو بیاں کرتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ باہر نکلی اپنے گھر جانے کے لیے تبھی سیل فون بجنے لگا حیدر کی کال تھی اسنے کال پک کی۔جی حیدر "وہ بولی تو لہجہ بھیگا بھیگا سا تھا۔ رو کیوں رہی ہو "سنجیدگی سے اسنے سوال کیا۔ وہ۔۔وہ نور آپی رو رہیں تھیں تو ہمیں بھی رونا آگیا" وہ سر جھکا گئ جیسے وہ اسکے سامنے کھڑا ہو۔۔ اگر تم میرے سامنے ہوتی تو ایک کھینچ کر کان کے نیچے لگا دیتا کوئ اور روئے تو تمھارا رونا فرض ہے اسکے ساتھ "وہ جھڑک گیا ہمارا دل پہلے ہی رو رہا ہے آپ اور ڈانٹ لیں" وہ پھر سے رونے لگ گئ حیدر نے گھیرہ سانس بھرا۔ میری بیوقوف بیوی ہر کسی کے ساتھ نہیں روتے اینی ویز گھر نہیں جانا تم نے جب تک میں نہ اجاؤ۔۔ تم وہی رہو گی میرے روم میں چلی جاؤ"۔۔ مگر "لائبہ سمجھ نا سکی اس حکم کو۔۔ حیدر کی سنجیدگی اسکے غصے کی اطلاع دینے لگی۔ ٹھیک ہے"۔ وہ کہہ کر پلٹی۔۔ گڈ "وہ کہہ کر کال کٹ کر گیا جبکہ لائبہ اسکے کمرے کی جانب چلی گئ تھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زار کشمیر بہت خوبصورت ہے "اسکی چہکتی ہوئی آواز اپنے عقب سے آئ تو وہ مسکرا دیا۔ تم سے کم "اسنے کہا تو وہ ذرا سرخ سی ہوئ یہاں اکر تو اسکے طور اطوار سب بدل گئے تھے۔۔ کچھ زیادہ ہی بے باک ہو گیا تھا خیر پہلے بھی کم نہیں تھا۔۔ ویسے روشی ایک بات بتاؤ سارے دنیا سمجھ رہی ہے ہم ہنی مون پر ہیں اور تم مجھے یہاں پہاڑوں اور درختوں کی سیر کو لے آئ ہو ویسے تمھاری سفر کی تھکان نہیں اتری تھی جان بوجھ کر کر رہی ہو کہ یہ سب "زریاب اسکی چلاکی کو بھنپتا بولا۔ ن۔۔ نہیں نہیں تو "وہ

ذرا خفیف سہ ہوتی گردن نفی میں ہلا گئ۔۔ جبکہ زریاب نے اسے ذرا گھور کر دیکھا ہبلو اب بہت دیر ہو گئ ہے ہمیں " اسنے کہا صبح سے وہ لوگ نکلے ہوئے تھے وہ کبھی ادھر گھومنے نکل جاتی کبھی ادھر نکل جاتی اور جب وہ یہاں پہ آئے تو اسے سفر کی اتنی تھکان تھی اسنے زریاب کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی اور سیدھا بستر میں گھس گئ تھی جبکہ سامان سے لے کر کپڑے اور یہاں تک کے کھانے بھی اسنے زبردستی اسے خود کھلایا تھا۔ اور دو دن سے وہ یہ ہی حرکتیں کر رہی تھی۔۔ زریاب اب سمجھ گیا تھا وہ ڈر رہی تھی اس سے زرا ابھی تو اس پہاڑ پر جانا باقی ہے " وہ بولی اور اس سمت چلنے لگی ۔ اس پہاڑ سے ہی نہ دھکا دے دوں میں تمھیں " وہ گھور کر اسکا ہاتھ کھینچ کر اسے گاڑی کی جانب لے کر آیا۔ آپ لوگوں کا نہ ایک ہی پروبلم ہے "۔ یس مائے ڈئیر ہنی مون اسے ہی کہتے ہیں "۔۔ وہ اسکی بات کا مطلب سمجھ کر بولا جبکہ مسکراہٹ بھی روکی کیونکہ غصے میں تھی وہ۔۔ اسنے گاڑی گھمائ روشانے اسے گھورنے لگی۔ مگر میں یہاں صرف گھومنے آئ تھی۔ گھماتا ہوں نہ تمھیں اچھے سے گھماؤ گا اور اتنا گھماؤ گا کہ صبح تک چکراتی پھیرو گی "۔۔ وہ ایک آنکھ دباتا بولا اور روشانے سرخ سی پڑ گئ۔۔ جبکہ زریاب ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا۔ وہ کچھ ہی دیر میں ہوٹل پہنچ گئے تھے۔ مجھے بھوک لگی ہے "۔۔ روشانے نے پھر سے کوئ بھانہ تلاش کر لیا تھا زریاب نے گہرہ سناس بھرتے سر ہلایا۔ اور اسے وہیں لابی میں بیٹھنے کا کہا۔ اور خود معلوم نہیں کہاں گیا تھا۔ جبکہ روشانے گھبراہٹ سے ہاتھ مسلنے لگی۔۔ وہ کہاں بھاگے وہ تو بلکل ایسا ارادہ نہیں رکھتا کہ اسے بخش دے گا جبکہ روشانے اس سے کافی ڈر رہی تھی۔ معلوم نہیں کیوں مگر شاید فطری سی گھبراہٹ

تھی جس کے تحت جان چھڑانا چاہ رہی تھی اسنے ارد گرد دیکھا اور کانٹا اور چھڑی دیکھنے لگی۔ نہیں نہیں یہ فلاپ ہے " وہ خود سے ہی بولی۔۔ اور پھر اسکے دماغ میں ٹرک آئی۔۔ کہ وہ یہاں سے بھاگ جائے۔۔ زار کو لگے گا وہ باہر بھاگی ہے وہ اسے ڈھونڈ تا ڈھونڈ تا تھک جائے گا اور پھر آج رات بھی وہ بچ جائے گی۔ وہ جلدی سے اٹھی اور وہاں سے فرار ہو گئ۔ اور دوسری سمت وہ۔۔ اس جگہ پر آیا تو وہ غائب تھی۔ اب نہیں بچتی تم مجھ سے روشانے " اسنے چھری اور کانٹا اٹھا کر جیب میں رکھا اور ایک نظر باہر گھمائی۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں تھی اسے یقین تھا کہ وہ۔۔ کمرے میں ہو گی اور جان بوجھ کر اسنے اس سے فرار ہونے کے لیے یہ کہا تھا کہ اسے بھوک لگ رہی ہے وہ ذرا ماتھے پر تیوری چڑھائے۔ ۔ آگے بڑھا اور اپنی کمرے کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ ۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کمرے کا دروازہ لاک تھا اسنے کارڈ انٹر کیا اور دروازہ کھل گیا تبھی لائٹ بھی چلی گئ حالانکہ یہ یہاں کا سب سے مہنگا ہوٹل تھا لیکن پھر بھی ایسا ہوا تھا شاید باہر بارش ہونے کو بے چین تھی یہ جو بھی وجہ تھی وہ نفی میں سر ہلاتا اندر آیا اور ایکدم ہی اسکے سر پر گلاس لگا تھا۔ آہ " وہ سر تھامتا زمین پر بیٹھ گیا گلاس لگا ضرور تھا مگر زخم کوئ نہیں دیا تھا۔ اور تبھی لائٹ بھی ا گئ اسنے روشانے کو پھاڑ کھانے والی نظروں سے دیکھا جبکہ روشانے دانتوں تلے لب دبا گئ اسے لگا کوئ اسکے کمرے میں گھسنے کی کوشش کر رہا ہے۔۔ دروازہ بند کرو " اسنے۔۔ غصے سے کہا۔ روشانے اپنے پلین کے اتنی جلدی فلاپ ہونے پر غمزدہ ہی رہ گئ اب واقعی اسے کوئ نہیں بچا سکتا تھا۔ وہ منہ بسور کر اس سے دور ہو گئ جبکہ۔۔ زریاب نے اچھے سے لاک لگا کر اسکی جانب دیکھا اور سر پر

پھر سے ہاتھ لگا کر چیک کیا کہیں خون نہ نکل آئے۔ لیکن ایسا کچھ نہیں رہا تھا مگر گلاس لگا بہت زور سے تھا ہو گئ تمھاری ڈرامے بازی" زریاب نے تپتے ہوئے سوال کیا۔ وہ میں"۔ ہاں تم میرے ساتھ ہائیڈ اینڈ سی کھیل رہی تھی رائیٹ" اسنے گھڑی اتاری وائلٹ اور موبائل رکھا اور اب شرٹ اتارنے لگا۔ روشانے گھبرا سی گئ۔ وہ تو میں" وہ پریشان ہو گئ۔ بلکل چپ" اسنے اسے ٹوک دیا اور۔۔ روشانے چپ ہو گئ۔۔ بھوک لگ رہی ہے یہ نہیں" وہ اسکے قریب آتا بولا۔ جبکہ روشانے تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔ پھر کیا ہو رہا ہے"۔۔ وہ اسکی کیفیت پر قہقہہ روکتا بولا پ۔۔۔ پیٹ میں۔۔ د۔۔ درد و۔۔ واشروم جاؤں" وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی جبکہ زریاب دانت پیس کر سائیڈ پر ہٹ گیا۔ جاؤ" اسنے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا۔ میں جان بوجھ کر تو نہیں کر رہی" روشانے اسکے غصے سے خائف ہوتی رونے والی ہوئ۔ شیٹ آپ جاؤ اور جلدی واپس آؤ" وہ بھڑک کر بولا جبکہ وہ جلدی سے واشروم میں گھس گئ۔ زریاب نفی میں سر ہلاتا موبائل پر آنے والے مسیج کو دیکھنے لگا۔ جہاں حیدر نے اسے عائشہ کی تصاویر اور۔۔ اسکی سٹیٹمنٹ بھیجی تھی۔ کلپرٹ از یور سٹوڈنٹ مائے ڈئیر برادر" طنزیہ میسیج تھا اسکی بات کو درست ثابت ہو گئ تھی۔ زریاب حیران ہی رہ گیا۔ شاکڈ کی کیفیت میں وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اور فوراحیدر کو کال ملائ۔ آپکو کیسے پتہ کہ یہ ہی ہے وہ"۔ واقع گدھے جب وہ اپنے منہ سے کہہ رہی ہے تو اور بھی کسی بات کی ضرورت ہے" حیدر چیڑ گیا۔ نہیں آپ اس تک کیسے"۔۔ اسکی ماں نے بتایا ہے۔۔ مجھے نہیں پتہ اس عورت کے بارے میں وہ مرتضی ہاؤس کے باہر کھڑی تھی اور شاید وہاں سے نکلنے والے پہلے

شخص کو اسنے یہ ساری کہانی سنا دی۔ وہ لاپرواہی سے بولا۔ زریاب سر تھام گیا۔ اب" وہ اسی سے جانا چاہتا تھا میرا تو بس نہیں چل رہا اسے بھی بے لباس کر کے دنیا میں اڑادوں "حیدر کلس کر بولا۔ نہیں بھائی ایسا نہیں کرنا" زریاب نے اسے روکا۔ حیدر خاموش ہو گیا۔ اینی ویز۔۔ یہ تمھاری اور روشانے کی مجرم ہے یہاں سے کہیں نہیں جائے گی اگر تم چاہو تو اسے اریسٹ کرایا جا سکتا ہے"۔ وہ مشورہ دینے لگا۔ ہمم اسے پولیس کسٹڈی میں دے دیں لیکن تب تک نہیں جب تک میں نہ لوٹ آؤ پلیز" وہ بولا۔ تو حیدر نے سر ہلایا ٹھیک ہے۔ تمھارا مجرم تمھارا ہی انتظار کر رہا ہے اپنی عیاشی کے دنوں میں کمی لا کر پہنچ جاؤ یہاں" وہ بولا تو زریاب ہلکا سا مسکرایا تھنکیو بھائی"۔ موسٹ ویلکم موٹے بس دس لاکھ میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادو" وہ بولا جبکہ زریاب ہنس دیا۔ ابھی بلکل ابھی"۔۔ اسنے کہا نہیں یہ نہیں۔۔ ڈیڈ کی کار" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ نہیں یار ڈیڈ مرتے ہیں اسپر" زریاب۔۔ جلدی سے جان چھڑانے لگا بس مجھے وہ ہی چاہیے۔" حیدر بضد ہوا۔ یار بھائی" اور اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔ زریاب کی مسکراہٹ سمٹ گئ وہ عائشہ تھی وہ۔۔ لڑکی جو ان دونوں کے بیچ تھی۔ اسکے دماغ کی رگیں پھول گئ غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں تو ثابت ہوتا ہے کہ زریاب کی وجہ سے روشانے بے آبرو ہوئ وہ سوچنے لگا عجیب کیفیت تھی۔۔ اسکو ذہنی اذیت میں مبتلا کر گئ بے دلی سے موبائل پھینک کر بستر پر لیٹ گیا جبکہ دروازہ کھلا اور روشانے باہر نکل آئ۔۔ زریاب نے اسکی جانب دیکھا گھبرائے گھبرائے سی وہ لڑکی کسی جادو کے زیر اثر یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔ ۔ مگر یہ ممکن نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

---------- جاری ہے وہ واشروم سے باہر نکلی تو وہ بیڈ پر لیٹا تھا معلوم نہیں کس سوچ میں تھا مگر روشانے کی حالت بس ایسی تھی کہ وہ۔۔ اگر بآسانی گم ہو سکتی تو ہو جاتی۔۔۔ اسکے قدم بھاری ہونے لگے تھے جبکہ زریاب اٹھ کر بیٹھ گیا اسکی جانب دیکھا اور آنکھوں میں ایک شرمندہ سا تاثر ابھرا وہ اسکے نزدیک آیا اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا جبکہ روشانے کے وجود پر اسکے چھونے سے ہی گھبراہٹ طاری ہونے لگی مجھے معاف کر دو روشی" وہ جزبات سے لبریز لہجے میں اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے نہایت گرمجوشی سے تھامتا بولا وہ حیرانگی سے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھنے لگی زار"۔ نہیں میری وجہ سے تمھاری نازک سی جان کو وہ سب سہنا پڑا جس کی حقدار تم نہیں تھی میں تمھاری تکلیف کا سبب بنا"۔ وہ بول رہا تھا جبکہ وہ نہ سمجھی سے اسکو دیکھنے لگی۔۔ آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں "روشنی کے لیے یہ بات ناقابل قبول تھی کہ زریاب اس سے معافی مانگتا۔۔ جبکہ زریاب شاید اس سچویشن میں نہیں تھا کہ اسے کچھ سمجھتا ایکدم ہی اسنے اسے اٹھا کر سینے میں بھر لیا اور روشنی اپنے قدموں پر نہ رہی وہ زمین سے اوپر اٹھ چکی تھی اسکے قدم۔۔ زریاب کے پاؤں کو چھو رہے تھے جبکہ وہ اسے خود میں بھر چکا تھا۔ روشانے کے کھلے بال ان دونوں کے چہروں کو چھپا گئے۔۔ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے جذبات کے طوفان سے گھبراتی روشنی نے نگاہیں جھکا لیں جبکہ زریاب ہلکا سا مسکرایا۔ میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ میں تمھارے لیے کسی بھی تکلیف کا باعث نہیں بنو گا"۔۔ وہ آہستگی سے اسکی تھوڑی چومتا بڑبڑایا جبکہ وہ شرم سے سرخ پڑنے لگی۔ م۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آرہا آپ کیا کہہ رہے ہیں "وہ۔

اب بھی جاننا چاہتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔یہ کہنا کیا چاہتا ہے ان سب باتوں کا مطلب کیا تھا ۔۔۔ جبکہ زریاب نے اس وقت اسے بتا کر اسکو اداس نہیں کرنا تھا آخر کو عائشہ اسکی دوست تھی اور وہ حرکت عائشہ نے کی تھی بس۔ پل میں وہ اس تک پہنچتا اور اسکے بدن سے خال ہی کھینچ لیتا وہ دانت پیس گیا تھا اسکو سوچ کر ہی اور پھر اسکی پیشانی پر پیار کر کے اسنے اسے اسکے قدموں پر کھڑا کیا۔ اور اسکے بال درست کر کے مسکرایا۔ اب کوئی ایشو نہیں اب سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا۔ اگر آپ مجھے مطلب سمجھا دیں گے تو آسانی ہو جائے گی میرے لیے" وہ اب کہ ذرا زچ ہو کر بولی۔۔ ام ہوں یہ مطلب و طلب کی باتیں پھر کبھی آج کی رات باتوں کی رات نہیں آج سرگوشیوں کی رات ہے جزبات کی رات ہے۔۔جو میں تمھارے اندر انڈیل دوں گا" اسکو باقائدہ ڈراتے ہوئے وہ اسکی پھیلتی آنکھوں کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ ک۔۔۔کیوں۔۔۔ یہ یہ کیا بات ہوئی بھلا" وہ دو قدم دور ہوئی۔ ویسے مجھے چچی سے شکایت ہے" وہ ذرا بے زاریت سے بولا ۔ روشنی نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ انھوں نے ذرا جو تمھیں عقل دی ہو لیکن بات تو یہ ہے کہ انھوں نے عقل تو تمھیں دینے کی بہت کوشش کی مگر تم ہی۔۔ عقل حاصل نہ کر سکی"۔ وہ معنی خیز سا طنز مارتا بولا جبکہ۔۔ روشنی نے سر جھٹکا۔۔ آپ مجھے پتہ ہے یہاں کیوں لائے ہیں مجھے۔۔ آپ کافی چیپ ہیں شروع دن سے ہی چیپ ہیں جو شخص روم میں کپڑوں کے بنا ہی پھیرتا ہو اسکا کیا بھروسہ اور سب کے سامنے ایسے اکڑتے تھے جیسے پاکستان کی اکانمی کا بوجھ ہو آپ پر"۔۔ اسنے ذرا لحاظ رکھے بنا ہی اسے اچھی خاصی سنا دی جبکہ زریاب کا منہ ہی کھل گیا۔ بھلا وہ کب کپڑوں کے بنا

پھیرا تھا وہ لڑکی تو پیچھے ہی پڑ گئ تھی اس دن کے بعد۔۔ تم نے کب دیکھا ہے مجھے کپڑوں کے بنا،" وہ بے باکی سے بولتا اسکے نزدیک بڑھا۔۔ استغفر اللہ میں میں کیوں دیکھوں گی آپکو کپڑوں کے بنا آپ فضول نہ بولیں "۔۔ وہ دور ہوتی گئ جبکہ۔۔ زریاب اسکے بلکل نزدیک اگیا ایسے۔۔ کہ روشانے سانس تھامے دیوار سے چپک گئ اور وہ۔۔ اسپر بلکل ہی چھا گیا۔ دونوں ہاتھ دیوار پر اسکے ارد گرد رکھتے وہ اسکو اپنے بازوؤں کے حصار میں قید کر چکا تھا۔ اور پھر وہ اسکے کان کے نزدیک جھکا اور آہستگی سے بڑبڑایا۔ مجھے لگتا ہے یہ شوق تمھارا مجھے پورا کر دینا چاہیے "۔۔ اسکے چہرے پر کھلتے لال رنگ کو شوق سے دیکھتے وہ اسکی حالت پر بنا ترس کھائے اسکی کمر پر اپنے ہاتھ کی بے باک حرکت بڑھاتے اسکی سانسوں کا توازن برباد کر چکا تھا۔ آپ بے ہو۔۔ ہو دہ ہیں ز۔۔۔ زار۔۔۔"۔ روشانے کے کانپتے لب زریاب کے گال پر سرسرا اٹھے جبکہ زریاب پر خمار سا چڑھا تھا۔۔ او تمھیں اس سے بھی متعارف کرواں" اور کہتے ساتھ ہی اسنے اسکی کمر میں پھر سے ہاتھ ڈالا اور اسے شانے پر اٹھالیا روشانے کی آنکھیں پھیل گئیں آج جان بخشی نظر نہیں ارہی تھی نہ کوئ ایسا بہانا سوج رہا تھا جس کے باعث وہ بچ کر بھاگ اٹھتی۔۔ جبکہ وہ اس طرح اسے اٹھائے ہوئے تھا جیسے بس ایک مومم کی گڑیا۔۔ ز۔۔ زار چھوڑیں مجھے " وہ چلائ۔۔ شور نہ مچاو ساتھ والے کیا سوچیں گے " وہ ہنسا وہی سوچیں گے جو آپ کر رہے ہیں ہٹیں چھوڑیں مجھے " اسنے واشروم کے فرش پر اسے کھڑا کیا۔ جبکہ وہ اسطرح سٹپٹائ کے باہر بھاگنے کو دوڑی مگر اسکا بھاری وجود اسکے فرار کے تمام راستے بند کر گیا۔ زار پلیز۔" وہ رونے کو ہوئ۔۔ کس دن تک پلیز کر کر کے مجھے محروم رکھو گی بتادو

دیکھو یہ بھی اہم کام ہے میرے بہت سے کاموں کیطرح ۔۔۔ "۔ وہ لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکتا۔۔ اسے احساس دلانے لگا کہ کتنا مصروف ہے وہ اور کتنا اہم کام تھا یہ۔۔ روشانے نفی میں میں سر ہلایا، یقین نہیں آرہا مجھے آپ تو ٹیچر ہیں ٹیچر بھی یہ سب کرتے ہیں"۔۔ وہ منہ پھلا کر ذرا گھوری ڈالتی بولی جس گھوری کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ تو ٹیچر انسان نہیں حیوان ہوتے ہیں اور ویسے بھی میں بائیو کافی انٹرسٹ سے پڑھاتا ہوں اور تم ایک اچھی سٹوڈنٹ کی طرح۔۔ اپنی چونچ دبا کر سمجھو سب "۔ اسکی بے حیائی توریس کے گھوڑے کی طرح آگے بھاگ رہی تھی جبکہ۔۔ روشانے ایکدم دور ہوتی چہرہ موڑ گئی۔ یہ اللہ کہاں جاؤں میں " وہ کانپ رہی تھی۔۔ میرے پاس ا جاؤ شرافت سے مجھے غصہ چڑھا تو دو تھپڑ لگیں گے "؛۔ مار مار کر پیار کریں گے "۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔ جبکہ زار کا قہقہہ بلند ہوا۔ تم اپنی چونچ بند رکھو ابھی تمھیں خبر ہی نہیں اور اگر تم زیادہ نہ بولی تو بلکل مار مار کر پیار نہیں کروں گا۔۔ ورنہ واقف تو تم مجھے سے ہو۔ "۔ وہ محبت سے اسے اپنی جانب کھینچتا اسکے گال پر اپنی سانسوں کو بکھیرنے لگا روشانے کسی موم کیطرح اسکے ہاتھوں میں پھلسنے لگی تھی جسے اسنے نہ تھاما ہوتا تو وہ یقیناً فرش پر گیرتی۔ بے ہنگم سی ہوتی سانسوں کو شور۔۔ بڑی تیزی سے پھیلا تھا یہاں تک کے زریاب نے۔۔ اسے ایکدم دیوار سے۔۔ پن کر دیا۔ روشانے۔۔ زور سے آنکھیں بند کر گئی جبکہ زریاب مسکرا دیا۔ ہاتھ بڑھا کر اسنے شاور چلا دیا۔ جس کے تیز رفتار پانی نے انھیں لمحوں میں بھیگو دیا۔ روشانے گھبرا کر بار بار اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں بے دردی سے کچل دیتی اور یہ منظر مزید قابل برداشت نہیں رہا تھا۔ تبھی۔۔ زریاب ایکدم جھکا

اور اسکے اس ستم سے اسکو آزاد کراتا اسے نرمی اور چاہت سے بھرپور لمس سے ہم کنار کرنے لگا۔ روشنی۔۔ اسکی گردن میں بازو حائل کر گئ۔ البتہ وہ کانپ رہی۔۔لمحے سرکنے لگے اور دو پاگل سے دل محبت کے جوش میں بہک بہک سے اٹھے۔۔ کچھ اسطرح کے ارد گرد کی کوئ خبر نہ رہی زریاب اسے اپنی بے پناہ محبت سے متعارف کرا رہا تھا جس کو اسکی نازک سی جان سہنے کی محتمل نہیں تھی مگر وہ اسکی محبت میں خود بھی توڈوبی تھی تبھی اپنے۔۔ عصابوں کو سنبھالتی اپنے وجود کو مکمل آمادگی سے اسکے حوالے کر گئ۔۔ اور وہ جان لوٹانے لگا تھا۔ وہ اس سے اپنی مرضی سے دور ہوا تو سانسوں کا شور کافی خوبصورت تھا۔ اسنے اسے نظر بھر کر دیکھا جبکہ روشانے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئ جبکہ زریاب بے ساختہ ہی ہنستا اسے دوبارہ بازو میں بھرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا روشانے میں اب کچھ بولنے کی ہمت نہیں تھی وہ اسکے دماغ کی ہر سوچ کو اپنے قبضے میں جو کر گیا تھا وہ بس اسکے بازو میں بکھری بکھری سی اسکی۔۔ ہر بات ہر حکم پر لبیک کر رہی تھی محبت۔۔ کی یہ رات۔۔ خوبصورتی میں ڈھلی اپنا آپ منوانے لگی تھی اور زریاب مرتضی بہت شوق سے۔۔ اپنا شوق پورا کر رہا تھا جس میں اسنے روشانے کو بھی شامل کر لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وقت پر لگا کر اڑ گیا۔۔ اس حسین رات کا اختتام سا ہو گیا۔ اور۔۔ روشانے اسکے پہلو سے تیر کی تیزی سے۔ نکلی اور ڈریسنگ روم کی بند ہو گئ وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔ وہ اسے آزاد نہ کرتا مگر وہ اسکی شرم و حیا کو سمجھتے ہوئے اسے آزاد کر دیا تھا وہ خود بھی کافی گھیری نیند میں اترتا کہ دروازے پر ہونے والی بے رحم دستک پر ایکدم نیند میں دوبارہ سرخ آنکھیں ہوش کی وادیوں میں اگئیں اسنے دروازے

کی جانب دیکھا ماتھے پر کڑوے تیور سے۔ ابھر آئے اور وہ بیڈ سے اٹھا صوفے پر۔ سے اپنی شرٹ اٹھا کر اسنے پہنی اور بٹن بند کرتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ۔۔ دروازے تک پہنچا یہاں اسنے دروازہ کھولا اور وہاں روشنی نے بھی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ کئ لوگ دھپ دھپ کرتے انکے کمرے میں داخل ہوئے بے ساختہ زریاب کا چہرہ لال سرخ ہو گیا غصے کی شدت سے۔۔ جبکہ ان سب کے بیچ اذان کو حیرانگی سے دیکھتا وہ۔۔ کچھ سمجھ نہیں پایا۔ روشانے۔۔ دوبارہ ڈریسنگ میں چھپ گئ۔۔ شاید اسے محسوس ہو گیا تھا کہ کچھ ٹھیک نہیں اور اگر وہ باہر نکلی تو زریاب کے سخت غصے کی زد میں آجائے گی۔۔۔۔ یہ کیا حرکت ہے" وہ غرایا۔ اونو نو زیادہ گرمی نہ دو اپنے دماغ کو۔۔ لگتا ہے اچھی رات گزری تمھاری" اذان مسکرایا بستر پر موجود سلوٹوں کو دیکھ کر زریاب نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔۔ یہ کیا فضول حرکت ہے تم یہاں کیوں ائے ہو" وہ اذان کو دور دھکیلتا بھڑکا۔۔ میں نے کہا نہ گرمی نہ کھاؤ۔"۔ اذان ڈھیٹوں کیطرح مسکرا دیا۔ زریاب ماتھے پر بل ڈالے۔۔ اسکی جانب دیکھنے لگا۔۔ غصے میں اپنے بھائ پر گئے ہو۔ اینی ویز دولہا راجہ گولڈن نائیٹ ہوئ آئنڈ۔۔۔ چلو اب گولڈن ڈے مناتے ہیں" وہ ہنسا جبکہ زریاب کا بس نہیں چلا اسکے منہ پر مکوں کی برسات کر دے۔۔ اور وہ کر بھی گزرتا کہ اسکے ساتھ آنے والے گارڈز نے اسکا ہاتھ اٹھتے ہی زریاب پر بندوق تان لیں۔ زار" روشانے بے تابی سے کمرے سے نکلی اور اذان نے روشانے کی سمت دیکھا البتہ زریاب آگ بگولہ سا ہو گیا۔ چلی جاؤ وہیں" وہ دھاڑا۔ اذان مسکراہٹ روکنے لگا۔ ایک بات تو ہے میرے بھائ تم دونوں کی بیویاں"۔۔ اذان سر کھجاتا اس

طرح بولا تھا کہ زریاب اسکا گریبان جکڑ گیا۔ بکواس نہ کرنا کیا مقصد ہے تمھارا یہاں آنے کا۔۔۔ کیوں آئے وہ یہاں حیدر بھائ کو علم بھی وہ تمھاری چمڑی ادھیڑ دیں گے "۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے " اسنے زریاب کے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکتے سر کو اثبات میں ہلایا۔ وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن فلحال نہیں کیونکہ وہ اس وقت کمال کو کھوجنے نکلا ہوا ہے۔۔" وہ مسکرایا اور میں اسکی دم پر پاؤں رکھ کر اسکو سسکا سسکا کر مارنے کی کھوج میں ہوں۔ " اذان کی بات پر زریاب حیران رہ گیا یہ تو وہ حیدر کے ساتھ تھا اور اب۔ ہاں مجھے پتہ ہے پتہ ہے۔۔ تم کیا سوچ رہے ہو۔۔ دیکھو حیدر اور میں اور وہ بھی دوست۔۔ نہ ممکن"۔ وہ ہنس دیا اور انکے بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔ جبکہ زریاب کو معنی خیز لکس مارتے ہوئے زچ کر رہا تھا زریاب بھڑکتے ہوئے اس تک پہنچتا کہ۔۔ دوبارہ اس پر سب نے گن تان لیں ۔ اور وہیں روشانے نے اسکا بازو جکڑ لیا آنکھوں میں آنسو بھرے وہ اسے روکنے لگی جبکہ زریاب کو اس وقت سخت بری لگ رہی تھی اسے کمرے سے نکلنا ہی نہیں چاہیے تھا وہ ایسا مرد بلکل نہیں تھا جو فینٹسی میں جیے ہاں اسکی حفاظت فرض تھی اسپر تبھی اسے دوبارہ جانے کا کہا تھا مگر روشانے اتنا گھبرا چکی تھی کہ ایک انچ بھی زریاب کے پہلو سے نہ ہلی۔ اپنی دولہن کی بات مانو سمجھدار ہے " وہ مزے سے بولا۔ جبکہ زریاب نے گھیرہ سانس بھرا۔ کیا چاہتے ہو تم " وہ مدعے پر آیا۔ یہ بات۔۔ اب بات کی ہے تم نے پتے کی "۔۔ وہ بولا جبکہ اٹھ کر عین اسکے سامنے اگیا۔ چلو میرے ساتھ اور اگر تم نہیں بھی جاؤ گے میں تمھیں لے کر تو پھر بھی جاؤں گا اب ڈیپینڈ تم پر کرتا ہے۔۔ کہ تم سیدھی طرح چلو گے یہ میں انگلی ٹیڑھی کرو " اسنے ایک نظر روشانے کو دیکھتے اسے اشاروں میں

ہی سمجھا دیا کہ وہ اس سے کوئی خاص تواضع نہ ہی رکھے تو بہتر ہے۔ کرانا کیا چاہتے ہو تم"۔۔ اتنی بھی کیا جلدی ہے"وہ کھل کر ہنسا۔ چلو ساتھ اکٹھے بیٹھیں گے تو۔۔لین دین بھی ہو گا"وہ اسکا شانہ تھپتھپا کر بولا جاتا زریاب نے بناڈرے جھٹکا تھا۔ جبکہ وہ ہنس دیا۔ بہت گرمی ہے تم دونوں بھائیوں میں" وہ نفی میں سر ہلاتا اسے پیچھے آنے کا کہتا باہر نکلا جبکہ زریاب کی اولین مجبوری تھی کہ روشانے اسکے ساتھ تھی اور وہ کوئی دوسرا قدم اٹھا کر دوبارہ اسے کسی نقصان کی زد میں نہیں لانا چاہتے اتھا لیکن اسکا دل کہہ رہا تھا کہ یہ شخص حیدر کے خلاف کچھ کروائے گا۔ ۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اندھیرے کمرے میں دونوں کو لے آئے تھے اذان نے اسے اندر دھکیلا اور۔۔ اور کرسی پر بیٹھا کر زریاب کو بندھنے لگا اذان" زریاب چیخا جبکہ اپنا آپ چھڑانے لگا کہ روشانے کی کنپٹی پر اسنے بندوق رکھ دی۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو" وہ۔۔ سنجیدگی اور سپاٹ انداز میں بولا اور زریاب لب دبا گیا روشانے البتہ رو رہی تھی۔۔ ان دونوں کو لکڑی کی کرسی پر رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ زریاب اس سب کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔ اذان نے اسکے چہرے پر یہ بات پڑھ لی تھی تبھی قہقہہ لگا اٹھا بہت عجلت میں ہو۔۔ اچھا رکو میں یہ راز کھول دیتا ہوں یہ تمھارے باپ کا نمبر ہے اطلاع دو اسے کہ تمھیں اور روشانے کو کمال نے کڈنیپ کر لیا ہے کیونکہ تمھارا بھائی کمال کی کھوج کر رہا ہے۔۔ اور تم اسے اپنا بھائی ہی نہیں مانتے جس نے تمھارے بارے میں نہیں سوچا جو اتنا خود غرض ہے۔۔ کہ اسکی وجہ سے۔ آج تم۔۔ کمال کے قبضے میں ہو اور کمال کے آدمیوں نے تمھیں بہت مارا ہے اور۔"۔ وہ رکا۔ روشانے کی جانب دیکھا تمھاری عزت پر

ہاتھ ڈالا انھوں نے تو۔۔۔ تم حیدر کو جان سے خود مار دو گے "۔۔ سیمپل بس اتنا ہی تو کہنا ہے "۔ زریاب ناگواری سے اسے دیکھنے لگا میں جانتا تھا تم یہ سب ہی بکو گے "وہ زہریلی نظروں سے اسے گھورتا بولا رہا تھا دوسری طرف روشانے بھی دنگ رہ گئ تھی میں ایسا کچھ نہیں کروں گا وہ بھائ ہے میرا۔۔ اور تیرے جیسے کئ کتوں کو اسکا ایک وار ہی کافی ہے میں اسکے خلاف ایک لفظ نہیں بولوں گا جو چاہے کر لے "۔ زریاب چنگھاڑا جبکہ اذان کو امید تھی وہ یہ ہی کہے گا وہ سر ہلانے لگا۔۔ ٹھیک ہے چلو پھر کتوں کا شو دیکھو تم بیٹھ کر "وہ سکون سے دیکھتا روشانے کو دیکھنے لگا۔ اذان "زریاب کے غرانے کئ گونج معلوم نہیں کہاں کہاں تک پھیلی تھی۔۔ کہ اسکی گلے کی نسیں پھول گئیں تھیں تمھیں کیا لگ رہا ہے میں تمھارے سے ہمدردی رکھو گا۔۔ "وہ کرسی پر ہاتھ بندھ کر بولا زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس اگلا دن نکلنے سے پہلے مجھے۔ حیدر کو زیر کرنا ہے ورنہ وہ کمال کی گردن تک پہنچ جائے گا۔ "۔ اذان نے شانے اچکائے۔۔ کیوں کر رہے وہ تم یہ سب "زریاب۔۔ بولا۔ جبکہ اذان نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا اور ایک کھینچ کر مکہ اسکے منہ پر مارا۔ اور پھر دوسرا اور پھر تیسرا روشانے البتہ زور زور سے رونے لگی کیونکہ اسکی ناک سے خون بہنے لگا تھا۔ زار "وہ سسکی۔ لیکن زریاب نے اسکی جانب نہیں دیکھا کیسا لگا "اذان پوچھنے لگا۔ زریاب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا پوری دنیا کے سامنے جب تم یہ مکے کھاؤ دو سال تک میڈیا تمھاری جان کو۔ چھلنی کر دے تمھاری چیمبر تباہ ہو جائے تمھاری ریپوٹیشن دھول ہو جائے تمھارا برسوں کا نام برباد ہو جائے۔۔ اور تمھارے پاس کام ہوئ نہ رہے یہاں تک کے تمھارے گھر پر کھانے کے فاقے پڑ جائیں اور پھر دو سال بعد

کوئ آئے اور کہے اتنا سبق کافی ہے تمھارے لیے تو اسکے بعد تو اس سے بھی زیادہ بھیانک انجام کے حقدار ہو تم "۔ وہ اسے بتانے لگا تھا تمھارا بھائ۔۔ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے اسے لگتا ہے جہاں اسنے فیصلہ کر دیا وہاں اسکے آگے کوئ سوال نہیں کر سکتا رشوت لی اسنے اور میرا کیس کمزور کر دیا۔۔۔ عدالت میں مجھے۔۔ غلط ثابت کر کے خود درست بن گیا اپنا نام اور معیار آسمان پر لے گیا وہ تو پہلے سے ہی کافی مشہور تھا اگر وہ یہ کیس ہار بھی جاتا تو اسکے نام پر ایک پرسنٹ بھی فرق نہ پڑتا لیکن مجھے پڑتا کیوں کے اسکے مقابلے میں میں آج تک ایک کیس نہیں جیتا تھا جبکہ اسکے علاوہ مجھے کئ ہرا نہیں سکتا تھا میں اپنی بھڑاس اسپر نکلنے کے لیے بھڑاا اور اسنے میرا یہ انجام کیا میں اسے سسکتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں بلکل اسی طرح جس طرح میں سسکا۔۔۔ اسکا ایکسیڈنٹ میں نے کیا۔۔۔ کمال کے ساتھ ہاتھ ملا کر۔۔ میں نے اسک ایکسیڈنٹ کیا اور جب میڈیا چلائ اسے پاگل پاگل کہہ کر جو سکون "۔ وہ جھوم اٹھا دل و دماغ میں اترا خدا کی قسم اسکا کچھ بھی ثانی نہیں۔ "وہ مسکرایا زریاب نفرت سے اسے دیکھنے لگا اینی ویز بہت باتیں ہو گئیں اسنے کال ملانا شروع کی میں ایسا کچھ نہیں کروں گا "زریاب چیخا تجھے کرنا پڑے گا " اور کھینچ کے تھپڑ اذان نے بنا سوچے سمجھے روشانے کے منہ پر دے مارا اذان "زریاب نے پوری کرسی ہلا دی اور قریب تھا وہ زلزلے میں کرسی توڑ دیتا۔ لیکن اب اسنے روشانے کے سر پر بندوق رکھ دی ٹریگر دبانے میں ایک منٹ لگاؤ گا "۔۔ وہ بولا جبکہ زریاب بے بسی سے روشانے کو جو بے دم ہو گئ تھی تو کبھی اذان کو دیکھتا سالار کو کال ملا کر اسنے زریاب کے کان سے لگا دی۔۔۔ وہ اسے کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا باپ کی آواز سن کا اسکا

بس نہیں چلا سب سچ بتا دے لیکن وہ ٹریگر دبا دیتا تو شاید زریاب اگلا سانس بھی نہ لے پاتا اور وہ آہستہ آہستہ وہی الفاظ جو اذان کے تھے کہتا چلا گیا۔۔ دوسری طرف سے جیسے چیزیں گیرنے کی آواز آئی تھی۔ تم فکر نہ کرنا زریاب میں ۔۔۔۔ اور لائین ڈسکنیکٹ ہو گئی۔۔ پتہ وکیلوں کو نہ بڑا مزاہ آتا ہے ایسے کھیل کھیلنے میں اور میرا فیورٹ کھیل ہے حیدر کی کاٹ کرنا۔۔۔۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سالار مرتضی حیدر مرتضی کے ساتھ کیا کرتا ہے"۔ وہ مزے سے چیئر گھسیٹ کر خود بھی بیٹھتا آنکھیں بند کر گیا جبکہ زریاب نے روشانے کی جانب دیکھا جس کی ناک سے خون بہنے لگا تھا اور وہ۔۔ اسے سرخ آنسوؤں سے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔ زریاب کی جان لبوں پر تھی۔۔ ابھی اسکے بھائی نے اسے کتنی بڑی مشکل سے آزاد کیا تھا اور اسنے بدلے میں اسے کیا دیا ۔۔۔۔ وہ بے بسی سے خود کو چھڑانے کی تگ دو کرنے لگا جبکہ اذان بار بار بندوق اسپر تان لیتا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے اسنے سیگریٹ کا گھیرہ کش بھرا۔

۔اور گاڑی کی سپیڈ تیز کرلی۔۔ اس وقت وہ بلکل اکیلا تھا دماغ چوکس تھا اس سے پہلے بھی وہ ہوش و حواس میں ہی تھا لیکن پھر بھی اسکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا لیکن اس وقت وہ۔۔ دماغی طور پر پریپئیر تھا کہ کچھ بھی ہو سکتا ہے تبھی اسکا سیل فون بجنے لگا اسنے لمبا سفر طے کرنا تھا۔۔ کیونکہ پنڈی میں ایک ایجنٹ سے ملنے کے بعد وہ کوئٹہ کیطرف روانہ ہوتا۔۔ اور ابھی اسلامہ آباد سے ہی نہیں نکلا تھا کہ اسکا سیل فون بجنے لگا ڈیڈ کی کال دیکھ کر اسنے کان پر لگی بلوٹوتھ کو کلک کیا اور۔۔ کال پک کی کہاں ہو تم" سرد سپاٹ بلکل بے تاثر آواز میں سوال ہوا۔ شہر سے باہر جا رہا ہوں دو دن تک اجاؤ گا"۔

اسنے جواب دیا اور سیگریٹ کو ڈیش بورڈ پر پڑی ایش ٹرے میں رگڑ دیا ابھی اور اسی وقت گھر پہنچو "یہ حکم دیا گیا۔ جبکہ حیدر نے نفی کی۔۔ ڈیڈ میں ضروری کام سے۔"۔ حیدر مجھے پتہ ہے تم کس ضروری کام سے جا رہے ہو مجھے ابھی اور اسی وقت تم یہاں چاہیے ہو اگر مزید تم نے آگے سے سوال کیا تو دوبارہ شکل نہ دیکھانا"۔ وہ سنگینی سے بولا جبکہ حیدر نے غصے سے کال بند کر کے گاڑی کو ریورس کیا۔ اور کال جیسے ہی ڈسکنیکٹ ہوئی اسنے فورا لائبہ کو کال ملالی۔۔ جی حیدر" وہ مدھم آواز میں وہی سوال کر رہی تھی۔۔ لڑکی تم سلام دعا کیوں نہیں لیتی مجھ سے "۔۔ وہ ذرا تیکھے تیوروں میں بولا۔ اسلام علیکم حیدر"۔ اسنے بحث بڑھانے کے بجائے سلام ہی کر لیا۔ گڈ۔۔ کہاں پر ہو" وہ مطمئین ہوتا پوچھنے لگا۔ ہم ہاسپیٹل میں۔"۔ وہ تھوڑا حیرانگی سے بولی معلوم نہیں کیوں پوچھ رہی تھا۔ اچھا یہ تمھارے سسر کو کیا ہوا ہے مجھے لگا تم گھر ہو تو شاید پتہ چل جائے لیکن تم اتنی مدہوش رہتی ہو قیامت بھی اجائے گی تو مجھ سے ہی پوچھو گی واقعی اگئ ہے" وہ جھاڑ کر فون بند کر گیا۔۔ جبکہ لائبہ کا منہ کھل گیا کیونکہ عریشہ نے ساری اسکی بات سن لی تھی اور اب قہقہے لگا کر ہنس رہی تھی لائبہ منہ بنا کر اسکے بازو پر تھپڑ مار گئ۔۔ عرشیہ پر البتہ کوئ اثر نہیں ہوا اور وہ ہنستی ہی چلی گئ جبکہ دوسری طرف حیدر نے گاڑی کی سپیڈ بڑھالی۔۔ کچھ سوچتے ہوئے اس ایجینٹ کو کال ملائ تھی ۔ ---------- اسکی پیشانی کی رگیں تن گئیں تھیں بے حد بھڑکا ہوا وہ کبھی ادھر تو کبھی ادھر چل رہا تھا۔ زیمل لب دبائے ہوئے تھی زریاب بھی انکا بیٹا تھا۔ لیکن یہ سچ تھا کہ حیدر کی ہزار غلطی ہونے کے باوجود بھی اسے حیدر غلط نہیں لگتا تھا

اسکی وجہ سالار خود ہی تھا۔ وہ بلکل سالار جیسا تھا اور زیمل کبھی سالار سے خفا نہیں ہو سکی تھی۔۔ تو حیدر سے کیسے ہوتی لیکن اس وقت جو سالار کا انداز تھا وہ بے حد سنگین تھا وہ ڈر رہی تھی زریاب اور روشانے کے لیے فکر مند بھی تھی۔ تم ادھر ادھر گردش کرنے کے بجائے زریاب کو کال کرو پتہ تو کرو۔۔ "کبیر آخر کار زچ ہو کر بولا۔ اس وقت گھر کا ایک ایک فرد بے چین مظطرب تھا دو گھر کے بچے۔۔ دشمن کے ہاتھ چڑھ چکے تھے وہ بھی وہ دشمن جس سے۔۔ بچتے بچتے بھی وہ بچ نہیں پا رہے تھے اور وجہ صرف حیدر تھا۔ زین رمشہ۔۔ عارض آیت نور نیناں۔۔ سب سالار کے تیوروں سے خائف تھے ان لوگوں نے کئی بار کہا کہ وہ لوگ۔۔ وہاں پہنچتے ہیں وہاں جا کر پولیس کو اس معملے میں انولو کریں گے مگر سالار نے صرف حیدر کو کال کی تھی اور اب اسکا منتظر تھا کہ وہ کب آئے گا۔۔ کچھ ہی دیر بعد اسکی گاڑی کا ہارن دروازے پر سنائی دیا تو۔۔ وہ سب ایکدم الرٹ ہو گئے سالار نے ہاتھ کے اشارے سے زیمل کو آگے جانے سے روکا جو حیدر کے پاس جانا چاہتی تھی اور آنکھوں میں سخت تنبیہہ تھی کہ وہ بیچ میں نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔۔ سالار آرام سے پلیز "۔ زیمل خوفزدہ سی بولی۔ سالار نے توجہ نہیں دی اور وہاں حیدر گھر میں داخل ہوا وہ بلیک جیکٹ وائیٹ شرٹ اور بلیک ہی پینٹ میں تھا ہمیشہ کی طرح شاندار۔۔ اور چھا جانے والا اسنے ایک نظر سب کی جانب دیکھا اور اسکے بعد باپ کیطرف دیکھا۔ کیا ہوا ہے" وہ بولا۔ سارے راستے سیگریٹ پی تھی تبھی اس کے آتے ہی لاونج میں سیگریٹ کی سمیل پھیل چکی تھی سالار خاموشی سے اسکی جانب چلتا ہوا آیا وہ سب کھڑے ہو گئے کیونکہ سالار کے تیور بلکل ٹھیک نہیں تھے انکے بچے کہاں تھے اسکے تیور

ٹھیک ہوتے بھی کیسے۔۔۔ اور بنا ایک بھی لفظ کہے بنا اگلی بات کیے۔۔ اسے کچھ بھی بتائے سالار نے کھینچ کر تھپڑ اسکے منہ پر مارا اور اگلے ہی لمحے اسکا گریبان پکڑ کر غرایا۔ تمھیں میں نے کہا تھا تمھارے کسی بھی قدم سے میری فیملی کو نقصان پہنچا تو اسکے ذمہ دار تم ہو گے۔۔ کہا تھا یہ نہیں "وہ دھاڑا۔ جبکہ زیمل کانپ سی گئ جوان بیٹے پر بنا سوچے سمجھے ہاتھ اٹھا دینا یہ عام بات نہیں تھی وہ بھی سب کے سامنے اور حیدر جیسے بیٹے کے جو کہ پہلے ہی حد سے زیادہ باپ سے خائف تھا۔ کچھ پوچھ رہا ہوں میں "وہ اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بنا ہی اسے جھنجھوڑ کر بولا۔ حیدر نے ایک سانس کھینچا تھا اور سپاٹ نظروں سے باپ کو دیکھا کیا ہوا ہے سالار مرتضی آپکی فیملی کو میری وجہ سے کس کو ٹھینس پہنچی ہے " بلکل بے گانگی سے وہ بولا۔ جبکہ۔۔ سالار نے اسے دور جھٹک دیا۔ حیدر میں نے تمھیں روکا تھا کمال کی جان چھوڑ دو وہ ہم سب کو تباہ کر دے گا لیکن تم نے اپنی من مانی کی ہے۔۔ "۔ وہ اسے دور دھکیلتا بولا۔ جبکہ حیدر کی پیشانی پر بل پڑے۔۔ زریاب ٹھیک ہے "وہ لمحوں میں معملے کی تہہ تک پہنچا تھا۔ جبکہ سالار طنزیہ ہنس دیا جس کا تمھارے جیسا بھائ ہو وہ ٹھیک نہیں رہ سکتا۔ "۔ اسنے زریاب کی ریکارڈنگ۔۔ حیدر کو سنا دی جس میں وہ ہر چیز کا ذمہ دار حیدر کو کہہ رہا تھا ۔ حیدر نے سب باتیں ترک کر کے اس موبائل کو جھپٹا۔ کب آئ تھی یہ کال "۔ وہ باپ کو نظر انداز کر کے ماں کی جانب دیکھنے لگا اسکا چہرہ سرخ تھا جبکہ چہرے پر بھائ کے لیے فکر ہی فکر تھی ۔۔۔ اب کوئ ضرورت نہیں ہے جاؤں گا میں کمال کے پاس ہاتھ جوڑوں گا اسکے سامنے اور آزاد کرا لوں گا اپنے بیٹے کو تم پہلے بھی اپنی من مانی کرتے آئے ہو اور آج بھی اپنی من مانی شوق سے

کرو۔"۔۔ڈیڈ "حیدر۔۔ مٹھیاں بھینچتا اسکی جانب دیکھنے لگا ٹرسٹ می میں کمال کے بہت قریب ہوں۔۔وہ ایک بار میرے ہاتھ چڑھ گیا تو اسے پھانسی پر نہ لٹکوادوں تو آپ پھر کہیے گا اس وقت مجھے معملے کی نوعیت سمجھنے دیں۔۔۔ فور گاڈ سیک کوئی ایسا قدم نہ اٹھایئے گا جو مشکل کھڑی کر دے"۔ وہ بہت ضبط سے بولا تھا جیسے اسے سمجھانا چاہ رہا ہو کہ وہ کچھ نہ کرے وہ اس معملے کو خود دیکھ لے گا مگر۔۔۔ اور کیا مشکل ہو گی اس سے زیادہ کہ ہمارے بچے تمھاری وجہ سے پریشانی میں ہیں نہ جانے کس حال میں ہیں کس نے انھیں پکڑا ہے۔۔کون انکے ساتھ کیا کر رہا ہے تمھیں اب بھی کمال کی گردن تک پہنچنا ہے حیدر خود غرضی کی بھی حد ہوتی ہے" عارض بھی غصے سے بولا۔ جبکہ۔۔ حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔ میں آپ سے بات نہیں کر رہا"۔ اسے سخت زہر لگا تھا عارض کا بولنا تبھی وہ سپاٹ تیوروں میں بولا۔ عارض ایکدم خفت زدہ ہوا وہیں سالار نے غصے سے تنبیہہ کرتے اسکا نام پکارہ۔ حیدر۔ "؛ پلیز ڈیڈ ایک بار مجھ پر ٹرسٹ کریں میں سچ کہہ رہا ہوں زریاب کو کچھ نہیں ہو گا کوئی کہیں نہیں جائے گا۔۔ میں لے کر آؤں گا زریاب کو مگر آپ کچھ نہیں کریں گے"۔ شیٹ آپ "وہ بھڑکا۔ میں جا رہا ہوں کمال کے پاس اور تم۔۔ تم یہاں سے نہیں ہلو گے حیدر۔۔ بلکل بھی نہیں میں لوس پر لوس کرنے والا انسان نہیں ہوں اگر میرا جھکنا ہی کمال کے دماغ سے ہماری فیملی کو ہٹائے گا تو اس سے بہتر کچھ نہیں ہے تم سوچ کر دیکھو گے کہ زریاب کس مشکل میں تمھاری وجہ سے پھنسا ہے نہیں تم نہیں سوچ سکتے۔۔ تم صرف اپنے بارے میں سوچو اور اپنے بدلے کے بارے میں سوچو جو کہ تم کمال سے لینا چاہتے ہو بھلے میری فیملی داؤ پر لگ

جائے مگر تمھارے اندر کی بھڑاس پوری ہونی چاہیے "وہ اسکے سینے پر مکہ مارتا اسے دور دھکیل کر۔

۔باہر نکل گیا میں چلتا ہوں آپکے ساتھ "۔ عارض اور زین بولے اور وہ تینوں ہی وہاں سے نکل گئے

جبکہ حیدر نے۔۔ ایک نظر ماں کو دیکھا تھا جس کی آنکھیں آنسوں سے تر تھیں۔۔ وہ اسکی جانب

بڑھا اسکی پیشانی کی رگیں پھول رہیں تھیں جیسے ضبط سے قریب تھیں پھٹ ہی نہ جائیں۔۔ اور۔۔

زیمل نے اسکا چہرہ تھام لیا۔۔ اور اسکے سینے سے لگتی رو پڑی۔ آپ میری فیملی ہو حیدر میرے بچے

آپ آپ میری فیملی ہو۔ "۔۔ شاید اسکے سینے میں زریاب کی تکلیف سے زیادہ یہ احساس تھا کہ

سالار نے نہ زندگی میں پہلے کبھی اسپر ٹرسٹ کیا تھا اور اب بار بار اسکے کہنے پر بھی اسنے اسپر کوئی

ٹرسٹ نہیں کیا۔۔ اور شاید اسے یقین تھا حیدر زریاب کو چھڑوا کر لے آئے گا حیدر کا چہرہ بری

طرح سرخ تھا جبکہ آنکھیں بھی شدت جزبات سے سرخ ہو رہیں تھیں آیت رمشہ نیناں اور کبیر

بھی یہ سب دیکھ رہے تھے جبکہ نور بھی وہیں موجود تھی آپکا بیٹا واپس آئے گا سہی سلامت مام

ڈونٹ وری"۔۔ نہیں حیدر مجھے اپکی فکر "اسنے زیمل کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے روک دیا۔

اٹس اوکے "۔ آہستگی سے کہتا وہ اسکا گال تھپتھپا کر وہاں سے۔۔ الٹے قدموں بھاگا تھا۔ جیسے جنونی

ساہو گیا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس ایر ہے کی پولیس کے پاس

میرے پاگل پن کے سارے ثبوت ہیں۔۔ وہ بلکل میری ہیلپ نہیں کریں گے جبکہ میں چاہتا

ہوں کہ تم میری ہیلپ کرو۔ "وہ بولا۔ جبکہ سامنے بیٹھے آفیسر نے۔۔ سر ہلایا۔ کہاں پر ہیں وہ اس

وقت۔ "۔۔ وہ آفیسر بولا۔ کمال کوئٹہ میں اور جس نے زریاب کو کڈنیپ کیا ہے وہ کشمیر میں ہے

زریاب کے ہوٹل کی لوکیشن کو ٹریس کیا جائے تو۔۔ صبح دن نکلنے سے پہلے شاید یہ ہوا ہے کیونکہ نہ ہی اس جگہ کوئی سکیورٹی گارڈ تھا اور نہ ہی۔۔ کوئی زی روح جس نے اس کڈنیپر کو ان لوگوں کو لے جاتے دیکھا۔ ویٹ ویٹ۔۔ یہ کڈنیپر اور کمال ایک ہی پارٹی ہے۔"۔ وہ آفیسر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔۔ ہاں مجھے یقین ہے۔۔ پھر کشمیر جانے کا فائدہ نہیں یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوں گے اور وہ کوئٹہ ہے"۔ تو پہلی فرست میں کوئٹہ کی فلائیٹ۔۔ ہاں کچھ گھنٹوں کا فاصلہ ہے۔"۔۔ مجھے ارجنٹ اور فوری وہاں پہنچنا ہے۔"۔۔ ریلکس وکیل صاحب "۔۔ زوہیب میں ریلکس نہیں بیٹھ سکتا۔"۔ حیدر نے دانت پیس کر اسکی جانب دیکھا اچھا میں کرتا ہوں کچھ "۔۔ وہ اٹھا اور معلوم نہیں کس سے بات کرنے لگا۔۔ جبکہ حیدر کا سارا فوکس سکرین پر تھا جہاں۔۔ سامنے ایک منظر چل رہا تھا۔۔ اور وہ کمال کے گھر کا تھا کہ اگر کوئی اس جگہ پر پہنچتا ہے تو وہ لوگ اسے ٹارگیٹ کر سکتے ہیں زوہیب نے سارے انتظامات کرانے کے ساتھ ساتھ کوئٹہ کی پولیس فورس سے بھی رابطہ کر لیا تھا۔ حیدر البتہ۔۔ کسی بن پانی کی مچھلی کی طرح تھا وہ ٹک کر بیٹھ نہیں رہا تھا بے چینی سے کبھی ادھر تو کبھی ادھر۔۔ اور چند ہی منٹوں میں زوہیب نے اسے ارلی فلائیٹ کی خبر دی اور زوہیب کے ساتھ۔۔ وہ کوئٹہ کے لیے نکلتا کہ۔۔ ایکدم جیسے کسی نے اسکے قدم جکڑ لیے۔۔ زوہیب نے اسکی جانب دیکھا۔ جبکہ حیدر اس سکرین کی جانب دوبارہ پلٹ کر آیا جہاں کمال اور اس کا بیٹا لگزری گاڑیوں سے اتر رہے تھے۔۔ جبکہ ان کے ساتھ دو اور بھی لوگ تھا ایک مرد تو دوسرا ایک جوان لڑکا۔۔ شاید ایان کی عمر کا۔۔ جبکہ ایک لڑکی بھی تھی مگر اسکی پشت تھی وہ صاف دکھائی نہیں دی تھی۔۔

ڈیم گریٹ " زوہیب نے خوشی سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارا مگر حیدر خوش ہونے کے بجائے خود کو سنبھال رہا تھا اسکا بس نہیں چل رہا تھا سکرین میں سے گھس کر کمال کی گردن موڑ دے۔۔جو اسکے بھائی تک پہنچا تھا وہ اب کہ سکون سے چیئر پر بیٹھ گیا۔یعنی زریاب بھی اسلامہ آباد میں ہے"۔۔وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ ہمم ہونا تو یہیں چاہیے۔۔ زوہیب بھی بولا اور حیدر نے سر ہلایا۔

---------- دوسری طرف سالار زین اور عارض اس بات سے بے خبر تھے کہ کمال۔ کہاں پر تھا۔۔وہ کمال کے گھر پہنچ چکے تھے اور ابھی انکی گاڑی روکتی کہ پولیس سائرن کی آواز چاروں طرف پھیل گئ۔۔کمال کے گھر کے باہر پولیس۔۔کا سائرن تیزی سے بج رہا تھا جبکہ۔۔اسکو لینے کے لیے باراتیوں کی تعداد دیکھنے لائق تھی۔ حیدر نے سالار کی گاڑی کے آگے اپنی گاڑی لگالی تھی۔۔کیونکہ پولیس سائیرن سن کر۔۔کمال کے گھر کے گارڈز فوراچکناہوتے تیزی میں آئے تھے۔حیدر نے ہاتھ کے اشارے سے باپ کو روکا کہ وہ نہ گاڑی سے نکلے اور نہ ہی۔۔وہ۔۔دوسرا کوئ قدم اٹھائے سالار زین اور عارض کو البتہ انہونی کا ڈر ستا رہا تھا۔ وہ۔۔ عجلت میں زوہیب کے ساتھ کمال کے گھر میں زبردستی گھسا تھا سالار فکرمندی سے گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔ بھیا۔ آپ ایک منٹ"۔۔زین یہ لڑکا ضد کی نظر ہونا چاہتا ہے۔۔فکر ہو رہی ہے مجھے اسکی"۔ سالار بے چینی سے بولا۔ گھر میں تو تھپڑ لگائے جا رہے تھے "زین نے ترچھی نظروں سے دیکھا تو سالار نے گھور کر دیکھا۔ ایک دن اسنے باپ کی بات پر کان نہیں دھرا۔۔۔ اور تم سب کو لگتا ہے میں اسے پھول پہناؤ۔"۔وہ غصے سے بولا۔ جبکہ۔۔حیدر وہاں سے اندر جا چکا

تھا پولیس نے چارون طرف سے۔ ۔کمال کے گھر کو گھیر لیا تھا۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اندر داخل ہوا کافی مطمئین اور کافی پر سکون تھا
مگر آگے ہی کمال ۔۔اور کمال کے ساتھ کمال کا بیٹا معیز اور اسکا بیٹا بھی وہیں کھڑا تھا۔۔ حیدر پوری
شان سے جاکر کمال کے سامنے کرسی رکھتا ٹانگ پر ٹانگ رکھتا بیٹھ گیا۔ وہ لوگ البتہ کھڑے اس
حملے کو سمجھنا چاہ رہے تھے معیز اور ارہم البتہ حق و دق تھے۔۔ وہ کمال کے ساتھ پہلی بار اسلامہ
آباد آئے اور اس پہلی بار میں ہی وہ پولیس کے حطے چڑھ گئے تھے۔۔ کیا ہوا بارات لایا ہوں
تمھاری۔۔۔ تمھیں خوشی نہیں ہو رہی یہ شکایت ہے کہ گولیاں تو ابھی چلی ہی نہیں"۔۔وہ شانے
آچکاتا۔۔ہاتھ بلند کرتا۔۔ اسکے گھر کی جس چیز پر دل کیا نشانات بناتا فائرنگ کر رہا تھا۔۔ جبکہ کمال
دانتوں پر دانت جمائے کھڑا اسے اپنی زہریلی نظروں سے دیکھ رہا تھا زوہیب نے حیدر کے شانے
پر ہاتھ رکھ کر اسے۔۔ مزید کسی بھی فائرنگ سے روکا کہ یہ قانون کے خلاف تھی بات اور وہ
قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا۔۔۔ ڈی ایس پی زوہیب صاحب آپ میرے گھر کس
کی اجازت سے اس غنڈے کو لے کر داخل ہوئے ہیں" کمال نے زوہیب کی جانب دیکھا جو ہلکا سا
مسکرادیا وہ ایک ایماندار آفیسر تھا جس کا کام ہی کمال جیسے کرپٹ لوگوں کو پکڑنا تھا جو سیاست کی آڑ
میں ملک اور لوگوں کے لیے نقصان دہ ہوں۔۔ آپکے خلاف اریسٹ وارنٹ ہیں اور کیس کوئی
ایک نہیں آپ چاہیں تو بڑی لمبی تحریر ہے تھانے میں جاکر ساری سنائیے گا مسٹر کمال آپکی تو
حکومت بننے سے پہلے ہی۔۔ چڑیا کھیت چگ گئی ہے۔۔"۔زوہیب نے۔۔ دو قدم آگے لیے۔۔۔

کس نے دیے ہیں اریسٹ وارنٹ "کمال اب بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔۔ تھانے چلیے سب پتہ چل جائے گا کہ کس نے کیا کیا ہے۔"زوہیب۔۔ایک نظر گھڑی پر ڈالتا اسکی جانب بڑھا۔۔ایک منٹ زوہیب "حیدر نے اسے روکا۔ ایسے نہیں "وہ اٹھا اور چلتا ہوا کمال کے عین سامنے اگیا اسکے بیٹے کے رنگ اڑ چکے تھے اور یہ ہی حال معیز اور ارہم کا تھا۔۔ حیدر وہ۔۔ چیز تھا کہ۔۔ انھیں جیلوں سے کبھی آزاد نہ ہونے دیتا۔۔ تو یہ اتنی بھی عام بات نہیں تھی کہ وہ تھانے پہنچ جاتے وہ انھیں آخری سانس تک وہیں گھٹ گھٹ کر مرنے پر مجبور کر دیتا۔۔ زریاب کہاں ہے " اسنے سپاٹ لہجے میں کمال کی جانب دیکھا جبکہ وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔۔ تم نے میری گردن پر پاؤں رکھا ہے میں تو تمھارے سینے پر پہلے سے رکھے کھڑا ہوں بیٹے"۔ وہ ہلکا سا ہنس دیا جبکہ حیدر نے ایک نظر اسے دیکھا اپنی بریڈز پر ہاتھ چلایا اور کھینچ کر مکہ اسکے منہ پر مارا کمال ایکدم دور جا گیرہ۔ حیدر " زوہیب اسکی جانب لپا جبکہ حیدر اسی کے سینے پر چڑھ گیا۔ دیکھائی دیا کون کیا کر سکتا ہے زریاب کو میرے حوالے کرو ورنہ "۔۔ ایکدم اسنے گن ہولڈر میں سے گن نکالا اور۔۔ کمال کے بیٹے پر تان لی۔۔ اس کی کھوپڑی میں صرف گولیاں ہی پھنسی ہوئی نظر آئیں گی اور میں تو پاگل ہوں ویسے بھی یہ بات تو دنیا جانتی ہے یہ سب کر گزرنے میں مجھے دقت کو نہیں ہو گی۔ "۔ وہ پھنکارہ جبکہ اسکے کانپتے ہوئے بیٹے کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ دیا وہ وہ۔۔ بیسمنٹ میں ہے۔۔ بیسمنٹ میں ہے تمھارا بھائی میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب انھوں نے کیا ہے مجھے چھوڑ دو میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔ یہ سب ڈیڈ نے کیا ہے میں تمھارے کسی معاملے میں شامل نہیں ہوں "کمال کا بیٹا خوف زدہ ہوتے سب بک

چکا تھا حیدر نے زوہیب کی جانب دیکھا جو سر ہلا کر پیچھے بھاگا۔ اور۔۔ حیدر ہلکا سا مسکرایا۔۔ کمال اب بھی اسے خون آشام نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے لگتا ہے اب تمھیں میرا نام کبھی بھولنا نہیں چاہیے حیدر مرتضی نام ہے میرا یہاں تک تو حساب زریاب کو آزاد کرانے کا تھا" اسنے کھینچ کر گن کی بیک سائیڈ کمال کی کنپٹی پر ماری۔۔ جبکہ۔۔ اسکے سر سے نکلنے والے خون کو سکون سے دیکھتا وہ اگلی بات کیطرف بڑھا جبکہ اسے محسوس ہو رہا تھا معیز اور ارہم کے قدم پیچھے کی جانب گھسٹ رہے تھے۔۔ ابھی بہت حساب باقی ہیں۔۔ کمال تجھے تو میں نے نہ کوئلوں پر گھسیٹوا کر سیکھ کباب تیرا بنوایا تو میرا نام حیدر نہیں۔۔۔۔ اٹھ " وہ غراتا ہوا۔۔ اسے گھسیٹ کر اٹھا چکا تھا۔۔ اور اسے صوفے پر دھکیل گیا۔ بہت غلط کر رہے ہو یہ سب تم بہت پچھتاؤ گے "۔ اوہ رئیلی مجھے ابھی پچھتانا بھی ہے۔۔۔ اور اسنے بنا مڑے ہی کمال کے بیٹے پر کئ گولیاں چلا دیں کمال کی چیخوں کے ساتھ ساتھ۔۔ اسکے بیٹے کی بھی چیخیں انھیں کے محل میں گونج رہیں تھیں حیدر کا نشانہ ہمیشہ سے پرفیکٹ تھا اسنے اسکے بیٹے کے پاؤں کے ارد گرد فائرنگ کی تھی گولی ایک بھی نہیں لگی تھی لیکن ان دونوں باپ بیٹوں کو احساس دلا گئ تھی کہ وہ واقعی پاگل ہے۔۔ ڈیڈ۔۔۔ آپکی وجہ سے میں مرنا نہیں چاہتا" اسکا بیٹا چلایا چپ کرو تم کیا چاہتے ہو تم۔۔۔ ڈیل کر لو آج کے بعد میں تمھارے راستے میں نہیں آؤں گا تو تم بھی میرے راستے "۔ وہ ایکدم روک گیا کیونکہ حیدر دل کھول کر ہنس اٹھا جیسے بات نہیں لطیفہ ہو۔۔ کمال کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا اس سے پہلے سالار نے بھی اسے بے عزت یوں ہی کیا تھا۔۔ جب موت سر پر ہو تو خوش فہمیاں نہیں پالنی چاہیے اب اٹھ ":اسنے

گھسیٹ کر کمال کو اٹھایا اور گھسیٹتا ہوا باہر لے جانے لگا معیز اور ارہم کو پولیس اہلکار پکڑ چکے تھے۔۔ جبکہ ان دونوں کی بھی چیخیں اور پولیس کو گالیاں دیے رہے تھے۔۔ جبکہ۔۔ کمال کو گریبان سے گھیسٹ کر حیدر جب اسی کے گھر سے اسے کتے کیطرح گھسیٹ کر باہر لے کر آیا۔ تم وہاں میڈیا ہی میڈیا تھی۔ ایک ہائی پروفائل۔۔ نیوز میڈیا کے لیے تیار تھی وہ کمال کو فوکس کر رہے تھے کئ سوال کمال پر اٹھ رہے تھے آخر وہ۔۔۔ وہ الیکشن میں اپنے حلقے سے اٹھ رہا تھا۔ حیدر مسکرا دیا ۔۔۔ دیکھا باراتیوں کی تعداد میں کتنا اضافی ہو گیا اب تو دھوم دھڑکے سے جاؤ گے تم۔۔" وہ دونوں ہاتھ اٹھاتا اسے میڈیا کے حوالے کر چکا تھا اور سکون سے کھڑا اسی منظر کو دوہرا کر دیکھنے لگا جو اسپر گزری تھی کہ اسکا نام کس طرح لوگوں نے۔۔ ذلیل و خوار کر دیا تھا حیدر نے اسکے خلاف ایک ایک ثبوت ہر نیوز چینل پر چلوا دیا تھا لوگ اسکے کالے کرتوتوں سے واقف ہو چکے تھے کمال کی کشتی تو ڈوب گئ تھی۔ اسکا بیٹا باپ کو کوس رہا تھا میڈیا اور پولیس سے بچنا چاہ رہا تھا یہ منظر بلکل ویسا ہی تھا اور اچانک۔۔ ہی حیدر نے پھر سے اسکا گریبان جکڑ کر اسے احساس دلایا کہ اسنے حیدر مرتضی سے پنگا لیا تھا کسی سڑک چھاپ سے نہیں جو اس سے ڈر کر بیٹھ جائے۔۔ کمال نے سالار کی جانب بے ساختہ دیکھا اسکے لبوں پر اٹھنے والی مطمئین مسکراہٹ سے وہ۔۔ جیسے انگاروں پر لوٹ پوٹ گیا اور اچانک ہی جب۔۔ ہر شخص چلا رہا تھا اسکی عزت اسکا معیار سب تباہ ہو رہا تھا۔۔۔ بلکل اسی وقت اسنے اپنی گن نکالی اور دو فائر کیے جو سیدھا جا کر۔۔ سالار کے سینے میں گھپے تھے جو۔ ۔بیٹے کے کارنامے پر پہلی بار فخر سے سینہ تانے کھڑا تھا زریاب اور روشانے کو بھی زوہیب ان

لوگوں کے پاس لے آیا تھا اور روشانے دوڑ کر باپ کے بازوؤں میں سما کر بہت روئی تھی جبکہ زین کی اپنی بھی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں زریاب بھی سالار سے ملا اور جب سب حیدر کی پیش رفت فخر سے دیکھ رہے تھے تبھی بلکل تبھی ایکدم چاروں جانب سناٹا چاہ گیا اور سالار۔۔ زمین بوس ہو گیا۔ فائرنگ کی آواز پر۔۔ بس ایک لمحے کے لیے چاروں طرف سناٹا چھایا تھا اور۔ ایک لمحے کے بعد میڈیا پریس۔۔ یہاں تک کے حیدر بھی کمال کا گریبان چھوڑے۔ ڈیڈ" سالار کی جانب بھاگا کمال کا قہقہہ ابھرا تھا۔ تجھے کیا لگا تو مجھے اتنی آسانی سے تباہ کر دے گا میں نے تیری دنیا تباہ کر دی" کمال کے الفاظوں پر وہ ری ایکشن لیتا یہ باپ کے پاس پہنچتا زریاب عارض زین تینوں سالار کو تھام چکے تھے جو۔۔ ایکدم گیرا تھا وہ جھنڈ چیر تا جوان سب کے گرد میڈیا نے بنا لیا تھا حیدر۔۔۔ سالار تک پہنچا ڈیڈ۔۔ ڈیڈ" اسنے سالار کا چہرہ تھپتھپایا۔ زار۔۔ ایمبولینس" سالار کو بیٹے کی آواز کہیں دور سے ا رہی تھیں سینے میں سانس۔۔ پھنس گئ تھی وہ باپ کو اسطرح جکڑے بیٹھا تھا جیسے۔۔ اگر وہ چھوڑ دیا تو واقعی چھوٹ جائے گا۔۔۔ جلدی زار" وہ دھاڑا۔ اور۔۔ ایکدم ہی اسنے سالار کے وجود کو۔ ۔ اٹھا لیا تھا۔۔ جبکہ اپنی ہی بات کو رد کرتا۔۔ وہ۔۔ سالار کو گاڑی میں ڈالتا۔۔ خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اسکے سارے کپڑے منٹوں میں سالار کے خون سے رنگ گئے۔۔ یہ اس وقت حیدر جانتا تھا کہ اسکی کیفیت کیا تھی میڈیا کو نئ مزے دار خبر مل گئ تھی جس پر وہ زبردست خبریں بنا رہے تھے حیدر تو وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ زوہیب نے کمال کو پکڑ لیا لیکن کمال نے اسی ستون کو توڑا تھا جس کی حیدر مرتضی نسل تھی۔۔ جس نے کمال کو تباہ کرنے کا سوچا تھا۔۔ کمال معیز ارہم

اور کمال کا بیٹا چاروں کو پولیس اریسٹ کر چکی تھی ہر نیوز اور ہر چینل پر یہ خبر آگ کیطرح پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے سالار آئی سی یو میں تھا اور گھر کا ایک ایک بندہ باہر۔۔ دعا گو تھا جبکہ حیدر سر تھامے اسی آئی سی یو کے دروازے کے باہر ایسے کھڑا تھا کہ اگر سالار زندہ واپس نہ آیا تو شاید وہ خود بھی اپنی جان دے دے گا وہ کبھی ادھر چکر کاٹتا تو کبھی ادھر سب اسکی بے چینی دیکھ رہے تھے۔ زیمل نے اسکا ہاتھ بھی تھاما مگر ہر چیز کا ذمہ دار فلحال وہ خود کو سمجھ رہا تھا اور اسی وجہ سے اسنے کسی کی جانب نہیں دیکھا۔ ۔ اور وہ دروازے میں ہی کھڑا رہا کہ کب ڈاکٹر باہر نکلیں گے مگر انتظار طویل ہوتا جارہا تھا اور ڈاکٹر کامران صرف انھیں دعاؤں کا کہہ رہے تھے۔۔ جبکہ کسی کو فکر ہی نہیں تھی کہ انکا ایک فیملی میمبر اسی ہاسپیٹل میں ہوتا تھا اور اب سالار کو گولیاں لگنا اور اسکے بعد اسکا یہاں آنا ایمر جنسی میں ہونا وہ کہیں نہیں تھی کیوں۔۔ اچانک زریاب کو ہی خیال آیا اور وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ڈاکٹرز نے اسکی اور روشانے کی بینڈیج کر دی تھی روشانے زین اور رمشہ کے بیچ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ جب جب روتی تو دونوں اپنی بیٹی کے آنسو پلکوں سے گیرنے سے پہلے ہی چن لیتے۔ زریاب دوسری سمت آیا۔۔ اور اسے عرشیہ نظر آئی یہ لائبہ کے ساتھ ہی ہوتی تھی۔۔ لائبہ کہاں ہے" اسنے لائبہ کے بارے میں سوال کیا۔ مجھے لگا آپ لوگوں کے ساتھ ہوگی۔۔ میں اسی کو لینے آئی تھی۔۔ کہاں پر ہے لائبہ "عرشیہ کی لاعلمی زریاب کے قدم ہلا گئی وہ پیچھے تیزی سے پلٹا۔ اس وقت حالات ایسے تھے کہ وہ بلکل نہیں چاہتا تھا کہ یہ بری خبر وہ حیدر کو دے مگر اسکے بنا گزارا نہیں تھا وہ حیدر کے

پاس آیا اسکا شانا ہلایا۔ لائبہ ہاسپیٹل میں نہیں ہے " اسنے اہستگی سے کہا اور۔۔ وہ جو۔۔ باپ کے لیے مر رہا تھا ایکدم سرخ نظروں سے اسنے زریاب کو دیکھا۔ اذان اسے لے گیا ہے " یہ زریاب کا اپنا تجزیہ تھا۔۔ کیونکہ وہ شخص آستین میں سانپ تھا وہ اپنے بدلے نکال رہا تھا اور حیدر کو ہر صورت ہرانا چاہتا تھا کمال تو پکڑا گیا تھا لیکن اسنے دوسرا حملہ کیا اور وہ تھا لائبہ۔۔ کو اٹھا لینا۔۔ حیدر۔۔ اسے سپاٹ نظروں سے دیکھنے لگا۔۔ بھائی۔۔ میں بابا کے پاس ہوں۔۔ کچھ نہیں ہو گا انکو لیکن ان سب کو اب ختم کیے بنا نہ لوٹنا۔ " وہ دانت پیس کر بولتا اسکی ہمت بنا رہا تھا حیدر اب بھی سرخ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جاؤ آپ۔۔۔ میں دیکھ لوں گا یہاں سب اور یقین مانیے ڈیڈ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ "۔ وہ اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا جبکہ حیدر اگلا لمہہ وہاں روکا نہیں تھا وہ ایکدم وہاں سے بھاگا تھا اور اسنے اپنی گن نکال کر لوڈ کر لی۔ حیدر " زیمل پیچھے سے چیخی کس طرح وہ بھاگا تھا۔۔ اسکے سر پر خون سوار دکھ رہا تھا زریاب نے ان کو پکڑ لیا۔۔۔ تم پاگل ہو گئے ہو۔۔ " زین اور عارض نے زریاب پر غصہ کیا۔۔ لائبہ کہاں ہے کہاں نہیں کسی کو نہیں پتہ۔۔ اور شاید دنیا کو اسی پاگل پن کی ضرورت تھی " زریاب نفرت سے بولا اور سر جھٹک کر دروازے کی سمت دیکھنے لگا دوسری طرف حیدر گاڑی میں بیٹھا۔ لائبہ ہاسپیٹل میں نہیں تھی اذان لائبہ کو لے گیا تھا۔ زریاب کے الفاظ حیدر کے دل و دماغ کو۔۔ ماؤف کر چکے تھے اسکا بس نہیں چل رہا تھا اب جو اسکے سامنے آئے وہ اسے بیچ سے چیر دے اسنے زوہیب کو کال ملائی جس نے اطلاع دی کہ۔۔ کمال اسکا بیٹا اور معیز اور ارہم چارو پولیس کسٹڈی میں ہیں لیکن وہ زیادہ دیر کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کمال ایک

جانی مانی شخصیت ہے وہ وکیل اپنا کرا چکا ہے۔۔ حیدر نے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینک کر مارا اور گاڑی کو موڑا۔ ۔ اس وقت وہ بلکل اکیلا تھا اسے کسی پولیس والے کسی گارڈ اور کسی شخص کی ضرورت نہیں تھی اسکی بیوی کو اس سے دور لے کر جانے والے کو وہ قبر میں اتار دے گا۔۔ وہ جنونی تھا پاگل تھا ہاں اسکے لیے وہ ایسا ہی تھا جب بچپن میں الگ ہو گئے تھے پہلا احساس اس دن ہوا تھا کہ وہ لائبہ سے کتنی محبت کرتا ہے اور دوسری بار خوف تب محسوس ہوا جب ایک بار پھر اسکو کوئی اس سے دور کرنا چاہ رہا تھا لیکن آج کوئی خوف نہیں تھا آج۔۔ اپنے ہاتھوں پر خون محسوس ہو رہا تھا۔ اسنے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی۔ گن تھامے وہ۔۔ لفٹ میں سوار ہوا۔ یہ جگہ ابادی سے کافی دور تھی اور۔۔ اذان کا سیکینڈ اپارٹمنٹ۔۔ تھا۔ جس دن اسنے اپنی بنائی ہوئی فائلز کمال کے گھر میں دیکھی تھی اسی دن اندازا ہو گیا تھا کہ اذان اسکے ساتھ گیم کھیل رہا ہے اور اسکے بعد حیدر نے اسے جس طرح ہر معاملے میں اگنور کرنا شروع کیا اذان کی حرکات۔۔ کم دماغی کے باعث سامنے آنے لگی۔۔ جس دن اسنے اسپر گولیاں چلائیں تھیں۔۔ اس دن بھی حیدر جانتا تھا کہ یہ اذان ہی ہے اور عائشہ کو ہر چیز مہیا کرنے والا بھی اذان ہی تھا۔۔ وہ سمجھ گیا تھا۔۔ لیکن اذان اپنے پورے دماغ کا استعمال کر رہا تھا اور وہ تو پہلے ہی بدنام زمانہ تھا۔ پاگل تھا اور اسکا پاگل پن آج پورا شہر دیکھنے والا تھا اسنے لکڑی کے دروازے کے دونوں پٹوں کے بیچ میں کھینچ کر لات ماری اور ایک لات مارنے پر ہی کنڈی ٹوٹی اور دروازہ کچھ ترچھا سا ہو گیا۔ اسنے ہاتھ کے دباؤ سے دروازے کو دھکا دیا اور اندر داخل ہوا تو اذان سے سامنا ہوا وہ سکون سے اپنے گھر میں پھر رہا تھا۔ لیکن اسے اس

فلیٹ میں ارد گرد کوئی دیکھائی نہیں دیا۔۔ یہ کیا حرکت ہے حیدر" اذان بھڑک کر۔ بولا۔ اوہ یہ تمھارا گھر ہے مجھے لگا میرے دشمن کا ہے سوری یار۔۔ دروازہ ہی تو تھا"۔۔ وہ شانے آچکا تا صوفے پر پھیل کر۔ بیٹھ گیا۔ یہاں کیوں ائے ہو" اذان غصے سے بولا۔۔ وہ جانتا تھا وہ یہاں آئے گا تبھی اسنے ایسا کوئی ریسپونس نہیں دیا کہ وہ اسپر شک کرے۔ ہمم اچھا سوال ہے کیا تم نے نیوز نہیں دیکھی" حیدر پوچھنے لگا ہاں دیکھ لی اچھی بات ہے کمال مل گیا اب تم ٹکا کر اس سے بدلا لوگے کیونکہ تم تو اپنے دشمن خود بنانے میں ماہر ہو" اذان سکون سے مسکرایا۔ ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو مگر یہ بھول گئے ہو مجھ سے ٹکرانے والے ذلیل و خوار ہی ہوتے ہیں تمھیں یاد نہیں تم نے کس طرح تھپڑ کھائے تھے۔۔ سوری برو۔۔ بس یاد دلا رہا ہوں" وہ ہنسا اور اذان کے چہرے کے رنگ پھیکے پڑ گئے۔۔ مجھے یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں" وہ نفرت سے اسکی جانب دیکھنے لگا۔ اچھا تو یہ یاد کر لو کہ میرے مقابل ہر کیس کیسے تم ہار جاتے تھے اور اسکے بعد بچارہ چھوٹے بچوں کیطرح روتا تھا" حیدر کھل کر ہنستا اپنی جگہ سے اٹھ کر ادھر ادھر چلنے لگا۔۔ اذان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ پتہ کیا تمھیں ایک بات بتاتا ہوں میرا باپ میری جان ہے اسے کچھ ہو گیا تو۔۔ پورے شہر کو جلا کر رکھ کر دوں گا۔۔ اب تم یہ سوچو جو شخص اپنے باپ کے لیے یہ سب کر سکتا ہے وہ اپنی معشوقہ کے لیے کیا کر سکتا ہے اور خاص کر جب وہ لڑکی۔۔ اسکی بیوی ہو تو ایسے انسان سے تو خوف کھانا چاہیے۔۔ لیکن۔۔ معلوم نہیں یہ بات میری لوگ سمجھتے کیوں نہیں" اسنے غصے سے فانوس پر فائرنگ کر دی۔ حیدر"۔ اذان دھاڑا۔۔ اوپس سوری یار۔۔ غلطی سے ہو گیا پیسے لے لینا اٹس آل اوکے" وہ

اسکا شانا تھپتھپا کر مسکرایا اور پھر سے صوفے پر بیٹھ گیا کیا ہو گیا کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ۔۔ سکون سے ہم دونوں باتیں کریں گے لمبی گپ لگائیں گے بڑی فرصت ہے میرے پاس۔" وہ مسکرا دیا اور جیب سے سیگریٹ کا ڈبہ نکال کر۔۔اس میں سے سیگریٹ نکالا اور سیگریٹ پھونکنے لگا جبکہ ڈبہ اذان پر اچھال دیا۔ تم بھی پیو" وہ کہنے لگا۔ اذان سموکینگ نہیں کرتا تھا حیدر جانتا تھا۔ حیدر ہنس دیا۔۔ وہ مرد ہی نہیں جو دھوئیں میں خود کو جلائے نہ۔۔ جو راکھ نہ بنے۔۔ اسے مرد نہیں (۔۔۔۔۔۔۔۔۔) کہتے ہیں" وہ آنکھ دبا کر بولا جبکہ اذان غصے سے اسکا گریبان جکڑ گیا۔ کیا بکواس کیے جا رہے ہو تم میرے گھر سے دفع ہو جاؤ تمھارا اور میرا کوئی تعلق نہیں ہے" اذان کی برداشت جواب دے گئی تھی۔۔ آآآ" وہ سکون سے اسکے ہاتھ ہٹانے لگا۔۔ اذان اس سے ایسے رویے کی توقع نہیں کر رہا تھا اسے لگ رہا تھا وہ پاگلوں کیطرح لائبہ کو ڈھونڈے گا مگر لائبہ کو ڈھونڈنے کے بجائے وہ سکون سے ہنس رہا تھا قہقہے لگا رہا تھا جبکہ اسکا باپ زندگی اور موت کے بیچ لڑ رہا تھا وہ آج تک حیدر کی سائیکی سمجھ نہیں سکا تھا کہ ڈپریشن ٹنشن میں کون اسطرح بیہیو کرتا تھا جب اچھے اچھو کے چھکے چھوٹ جائیں اور اسے یہ ہی بات سمجھ نہیں آئی کہ یہ اسکی سمارٹنیس تھی اسکے شانے پر لگا ایک پھول تھا۔۔ تمغا تھا اسکی پرسنلٹی کا کانفیڈنس جس کی وجہ سے عدالت میں کھڑے ہو کر وہ اپنے سے آگے کسی کو نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اور اذان ہمیشہ دوسرے نمبر پر ہی رہ گیا۔۔ ابھی تو بات شروع ہوئی ہے تعلقات کیسے ختم ہو جائیں گے۔۔ دھیرے دھیرے چلو میں نے کہا نہ۔ میرے پاس بہت فرصت ہے"۔۔ وہ۔ مسکرا کر بیٹھ گیا۔ حیدر دفع ہو جاؤ یہاں سے پولیس کو

بلالوں گا میں "۔ حیدر نے پاؤں جھلاتے سیگریٹ کو دو انگلیوں میں قید کر کے لبوں سے جدا کر دیا۔ بچے ہو تم ابھی "وہ نفی میں سر ہلاتا اپنی لوڈ گن سے اذان کی ٹانگ کا نشانہ بنا چکا تھا۔ گولی کی آواز اس فلیٹ میں گونجی لیکن چونکہ یہ فلیٹ ابادی سے دور تھا تبھی حیدر کو کوئی خاص پرواہ نہیں تھی اور اگر ابادی میں بھی ہوتا تب بھی وہ پرواہ نہ کرتا۔ حیدر "۔ اذان چیخا۔۔ ہاں بولو حیدر۔۔ حیدر حیدر حیدر بس یہ ہی الفاظ بار بار بولو۔۔۔۔ تمھیں تو سمجھ اجانا چاہیے تھا کہ حیدر مرتضی کیا ہے۔ حیدر مرتضی کے نام کا مطلب سمجھا ہے کبھی تم نے "وہ اسکی گردن دبوچتا غرایا شیر خونخوار۔۔۔۔۔ تمھیں یہ نہیں لگتا کہ میرے باپ نے میرا نام بڑی چن کر رکھا۔ مجھے تو یہ لگتا ہے کہ میرے نام سے ہی لوگوں کو میری شناخت ہو جانی چاہیے پھر بھی لوگ میرے ساتھ دشمنی لگاتے ہیں چہ چہ چہ "۔ وہ افسوس سے سر ہلانے لگا۔۔ تم کچھ بھی کر لو میں تمھیں نہیں بتاؤ گا لائبہ کہاں ہے "اذان سارا کھیل سمجھتے ہنسنے لگا جبکہ حیدر بھی ہنس دیا۔۔ میں نے تو تم سے پوچھا بھی نہیں اپنی بیوی کے بارے میں۔ "وہ سکون سے بندوق اسکی کنپٹی پر رکھتا بولا اذان آنکھیں پھاڑے حیدر کو دیکھنے لگا۔ بووووم "وہ ہنس دیا۔ کیا ہوا جان نکل گئی۔ اسنے اسکے بال جکڑے اور اسے کھڑا کیا۔ تیری بیوی میرے قبضے میں ہے حیدر اور وہ مر جائے گی مگر آزاد کبھی نہیں ہو گی " اذان ہنسنے لگا تھا حیدر نے اسکے دونوں بازوں پر فائرنگ کر دی یہاں تک کے اسکے دونوں ہاتھ مفلوج ہو چکے تھے۔۔ کہ اذان کی چیخیں پورے فلیٹ میں گونجنے لگیں تھیں۔۔ حیدر نے اسے سکون سے پیچھے دھکیلا وہ صوفے پر جا کر گیرہ اور اس فلیٹ کو ایک نظر دیکھنے لگا۔ اسکا دماغ اسے الرٹ کر رہا تھا کہ لائبہ

یہیں کہیں ہے۔۔ کمال کے سورس پر اذان اچھل سکتا ہے مگر اذان کے پاس ان دو گھروں کے علاوہ ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ لائبہ کو لے کر جاتا۔۔ وہ ہر کمرے کا دروازہ کھولنے لگا اور اس جگہ کے تمام کمروں کے دروازے کھول کر چیک کر لیے مگر لائبہ کہیں نہیں تھی جبکہ اذان ہنسنے لگا۔۔ جبکہ تکلیف کی شدت سے اسکی آنکھوں سے جلد ہی آنسوں بہنے لگے تھے حیدر نے اسے بلکل اگنور کر دیا جیسے اسکے علاوہ وہاں کوئی نہ ہو اور وہ اذان کے بیڈ روم میں اگیا۔۔ اسنے ایک ایک دیوار کو چھو کر دیکھا اور ہر دیوار دیکھنے کے بعد اسکا ہر تجزیہ غلط ثابت ہونے لگا اور جس جس طرح وقت گزر رہا تھا اسکا دماغ پھٹنے کو تھا اور بس یہ کثر رہ گئی تھی وہ اذان کے سینے میں گولیاں آر پار کر دے۔۔ اور اچانک وہ یہ کر گزرنے کو باہر نکلتا کہ رک گیا ایکدم نیچے بیٹھا رگ کھینچا اور اس فرش کو چیک کرنے لگا وہ جگہ بج رہی تھی یعنی اسکے گھر میں کوئی بیسمنٹ ٹائیپ روم بھی تھا۔۔ حیدر نے اس فرش پر مکے مارے تو وہ دروازہ نما چیز۔ ایک جگہ سے اوپر کو اٹھ گئی اور حیدر نے وہ دروازہ کھول دیا وہاں سیڑھیاں تھیں جو نیچے جا رہیں تھیں وہ ان سیڑھیوں پر سے جلدی سے اترا تو سامنے ہی کرسی پر ہاتھ بندھے منہ وہ۔۔ بیٹھی رو رو کر اپنی آنکھیں سوجھا چکی تھی۔۔ یہ کوئی جگہ ہے چھپنے کی میں نے تو تمھارے ساتھ کبھی ہائیڈ اینڈ سی نہیں کھیلا پھر تمھیں یہ بے کار شوق کیوں چڑھا ماتھے پر بل ڈالے وہ اسکے سامنے ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔ جبکہ حیدر تیکھے چتون سے اسے دیکھنے لگا۔۔ جو۔ حیدر کو سامنے دیکھ کر خدا کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔ تم نے مجھے بے حد تھکا دیا ہے" وہ غصہ کرنے لگا۔۔ جبکہ لائبہ۔۔ سر جھٹکنے لگی کہ اسکا منہ تو وہ کھولے۔ ویسے ایسے زیادہ اچھی لگ

رہی ہو تمھاری زبان ویسے بھی کھینچی کیطرح چلتی ہے میرے آگے چپ ہی رہو تم "۔۔ وہ اسکے ہاتھ کھولنے لگا جبکہ۔ لائبہ نے خود ہی ہاتھ کھول کر۔۔ اپنے لبوں پر سے ٹیپ اتاری اور جلدی سے اسکے سینے سے جا لگی۔۔ ہم ڈر گئے تھے حیدر ہمیں لگا اب ہم مر جائیں گے آپ سے کبھی مل نہیں پائیں گے ہم اپ سے نہیں چھپ سکتے ہم کبھی کہیں چھپ نہیں سکتے۔ "وہ بری طرح روتی اسکے سینے سے لگی۔۔ بول رہی تھی۔ ہمیں تھپڑ مارے ہیں اس آدمی نے "وہ اپنا گال دکھاتی اسکو شکایت لگانے لگی جبکہ حیدر۔۔ نے اسکے گال کو اپنے بھاری ہاتھ سے سہلایا۔ ڈیڈ کو گولیاں لگیں ہیں " حیدر۔۔ کی فکر ختم کہاں ہوئی تھی لائبہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔ کب "وہ حیرانگی سے بولی لمبی کہانی ہے جب اپنے بچوں کو سناؤ گا تم بھی سن لینا چلو اب "!۔ وہ کہہ کر اسے لیے اوپر اگیا جبکہ۔۔ جیسے ہی وہ لاونج میں آیا۔ وہاں کے حالات دیکھ کر لائبہ کی چیخیں نکل گئی۔ جبکہ حیدر کو اسکی چیخوں کی پرواہ نہیں تھی اذان بے دم ہو چکا تھا اسی کے خون سے اسکے صوفے رنگے جا چکے تھے حیدر وہ مر جائیں گے "۔۔ لائبہ ہمدردی کا دوسرا نام اسکی جانب بڑھتی کہ حیدر کی گھوری نے اسے کپکپا دیا وہ چاہ کر بھی اذان کو ریسکیو نہ کر سکی جس کو ٹریٹمنٹ نہ ملتی تو وہ یقیناً تڑپ تڑپ کر مر جاتا۔۔ حیدر پلیز ہیلپ کرنے دیں۔۔ وہ مر جائیں گے "لائبہ کو رونا آنے لگا۔ یہ کہانی تاریخ میں سنہری لفظوں سے لکھی جائے گی۔۔ شوہر مار دھاڑ کرتا ہے اور بیوی مسیحائی کرتی ہے۔۔ ڈاکٹر اپنا منہ بند کرو اور اپنے سکلز میرے باپ کے لیے اٹھا کر رکھو ابھی تمھارے منہ سے کوئی لفظ نکلا تو یہیں پھینک کر چلا جاؤ گا ویسے ہی میرا دماغ ٹھیک نہیں ہے "۔ وہ بھڑکا لائبہ لب دبا گئی۔ مگر وہ "۔ شیٹ آپ " وہ

پھنکارہ۔۔ اور وہ پھر کچھ نہ کہہ سکی مگر اذان کو لے کر اسے دل و دماغ میں جو ہمدردی تھی۔۔ اس وقت اسکا کوئی ثانی نہیں تھا۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ اسے لیے ہاسپٹل میں داخل ہوا۔ تو وہاں ملنے والی خوشی اسکے لیے اصل خوشی تھی۔۔ زریاب اسکے گلے لگ گیا تھا۔۔ ڈیڈ کا آپریٹ ہو گیا ہے بھائی وہ اب خطرے سے باہر ہیں"۔ وہ جوش سے بولا اور حیدر کو لگا زندگی پر پڑنے والا سارا بوجھ اتر گیا ہو۔۔ لائبہ سمیت وہاں موجود ایک ایک شخص مسکرا رہا تھا جبکہ حیدر اچانک ہی چیئر پر ڈھے گیا گھیرے سانس بھرنے۔۔ سالار کو کچھ ہو جاتا وہ کیسے زندگی گزارتا زیمل نے اسکی پیشانی چوم لی۔ یو آر آ بیسٹ سن۔ " وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ میرا بیٹا بیسٹ ہے۔ " وہ۔۔ اسکی پسینے سے بھیگی پیشانی کو اپنے دوپٹے سے صاف کرنے لگی۔۔۔ شاید شوہر کے بعد عورت کی پہلی محبت۔ بڑا بیٹا ہوتا ہے۔۔ اور یہاں بھی کچھ ایسا ہی تھا کہ سالار کے خطرے سے باہر آنے کی خبر سے تسلی میں آتے ہی زیمل کو بیٹے کی فکر ہو چکی تھی۔ حیدر زیمل کو دیکھنے لگا۔ یہ آپکو لگتا ہے اور کسی کو نہیں۔ " وہ آہستگی سے بولا نہیں حیدر۔۔ یہ پوری دنیا جانتی ہے۔ "۔ وہ اسکی پیشانی چوم کر ہلکا سا مسکرا دیں اور حیدر پہلی بار انکی آغوش میں چھپ گیا یہ دوسری بار تھا جب وہ خوف سے کانپ اٹھا تھا کہ سالار کو کچھ ہو جاتا تو۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہاں سے کوئی گھر نہیں گیا تھا اور حیدر صاحب پر ڈاکٹر کامران کا زلزلہ اترنے کو بے تاب تھا اور وہ لائبہ کو ہر گزرتے گھنٹے کے ساتھ جھاڑ رہے تھے جبکہ وہ شرمندہ سی تھی۔۔ وہ۔ پیشنٹ کے روم میں گھس گیا تھا اور اسکے بیڈ پر سو چکا تھا اور روم لاک کر دیا تھا۔ پیشنٹ کے لیے فورا دوسرا روم ارینج کر کے

اسے وہاں شفٹ تو کر دیا تھا مگر حیدر۔۔ کی اس حرکت نے ڈاکٹر کامران کو تپا دیا تھا جبکہ۔۔ باقی سب بھی شرمندہ ہی تھے سالار پورے آٹھ گھنٹے بعد ہوش میں آیا تھا سب اس سے ملے تھے۔۔ جبکہ زیمل بے حد روی تھی۔ وہ نقاہت کے باعث فلحال کچھ بول نہیں پا رہا تھا اور کچھ دیر بعد وہ بولا بھی تو پہلا سوال حیدر کے متعلق تھا۔۔ زریاب نے جھک کر باپ کو ساری شکایت لگا دی تھی۔ سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جبکہ وہ شانے آچکا گیا۔۔ اب ہم کچھ نہیں کر سکتے یہ بھائی کو تھپڑ وغیرہ لگانے والا کام آپکا ہے تو جلدی سے بیڈ چھوڑیں اور ریڈی ہو جائیں پھر سے کیونکہ بھائی آپکا خون پینا نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ سکون سے بول رہا تھا سالار اسکی اس حرکت پر نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا تھا جبکہ زیمل کو پہلی بار غصہ آیا تھا وہ بچی کب سے شرمندہ شرمندہ پھر رہی ہے اور سالار آپ اسکی حرکت پر مسکرا رہے ہیں کتنی ڈانٹ پڑی ہے لائبہ کو ڈاکٹر کامران سے "زیمل بولی اور اسے گھورنے لگی جبکہ سالار نے۔۔ آنکھیں بند کر لیں۔۔ میں جب شکایت کرتی ہوں یہ ہی ریسپونس ہوتا ہے"۔۔ زیمل غصے سے کہہ کر اٹھ گئی۔۔ تمھاری ماں میرا خیال پیشنٹ بیڈ پر بھی نہیں کرے گی۔۔"۔ وہ۔ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولا جبکہ زریاب ہنس دیا۔۔ عارض زین رمشہ اور کبیر۔۔ آیت نیناں وہ سب ہی باہر تھے۔۔ جبکہ زریاب بھی اسے دوبارہ آنکھیں بند کرتے دیکھ باہر نکل آیا تھا اور باہر حیدر کے اٹھنے کا ویٹ ہو رہا تھا۔ ۔

-------------------۔ تقریبا رات کے دس بج رہے تھے ان سب کو ڈاکٹر کامران نے جانے کا کہہ دیا تھا کہ آئی سی یو کے باہر اتنا رش نہیں برداشت ہو سکتا تھا تبھی وہ سب تو

چلے گئے۔۔ پیچھے زریاب زیمل اور حیدر اور لائبہ تھے روشانے نے بھی رہنا چاہا تھا مگر اسے شدید بخار چڑھ چکا تھا۔ اور زریاب نے ہی اسے وہاں سے گھر جانے کے لیے کہہ دیا تھا وہ دس بجے اٹھا تو ایسا لگا پورے دن کی تھکان اتر گئ ہو۔۔ لیکن نیند تو اب بھی ارہی تھی۔۔۔۔۔ وہ اٹھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ایسے انگڑائی لی جیسے برسوں کا تھکا ہارا تھا اور سامنے ہی ڈاکٹر کامران کو دیکھ کر اسنے اپنے بازوں انسانوں کیطرح نیچے کیے اور منہ بھی بند کیا جبکہ وہ اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہے تھے پیچھے پریشان سی کھڑی لائبہ بھی اسے ہی دیکھ رہی تھی ہو گئ داماد صاحب نیند پوری۔۔ یہ ہاسپیٹل تو نہیں آپکا سسرال ہے آپ جب چاہیں یہاں آئیں آپ جب چاہیں یہاں جو مرضی کریں یہ سارے کمرے۔۔ آپکے ہیں۔۔ یہ پیشنٹس کے لیے بیڈ نہیں ہیں آپکے لیے سپیشل بیڈ لگوائے گئے ہیں۔۔ چائے پانی چاہیے تو میں سرو کرتا ہوں "ڈاکٹر کامران دانت پیس پیس کر ایک ایک لفظ بول رہے تھے جبکہ وہ ترچھی نظروں سے لائبہ کو اور اپنا قہقہہ روکے کھڑے زریاب کو دیکھنے لگا۔ نہیں بس اتنی خاطر مدارت کافی ہے سسر جی باقی سب۔۔ میں اپنی بیوی سے کرالوں گا۔ شیٹ آپ "ڈاکٹر کامران دھاڑے جبکہ وہ زبان دبا گیا۔ یہ ہاسپیٹل ہے اور اسے ہاسپیٹل ہی سمجھا کرو "وہ انگلی اٹھا کر اسے ٹوکتے ہوئے بولے۔۔ جبکہ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔ حیدر "لائبہ نے ٹوکا کہ ڈاکٹر کامران بات کر رہے تھے اور وہ کبھی حواسی لیتا تو کبھی ادھر دیکھتا تو کبھی ادھر۔۔۔ ڈاکٹر کامران نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ اسے اس ہاسپیٹل سے نو دو گیارہ کرو ورنہ۔۔ تمھیں نکال دوں گا میں "وہ لائبہ کو گھور کر بولے جبکہ۔۔ لائبہ سوری سر کہہ کر سر جھکا گئ۔ اور ڈاکٹر کامران اسکو غصے سے دیکھ

کر چلے گئے جبکہ۔۔ حیدر نے سر جھٹک اسکی پشت دیکھی۔ یہ بڈھا شوخیاں مار رہا ہے تم گھبراؤ نہیں جب تک میں زندہ ہوں اب تمھیں اس ہاسپیٹل سے کوئ نہیں نکال سکتا۔۔ ویسے ہنی سسر کے ہاتھ کی چائے پینے میں کوئ مزائقہ نہیں مزاہ آئے گا البتہ "وہ آنکھ دبا کر آنکھوں میں اگلا ٹارگٹ ڈاکٹر کامران کو قید کیے مزے سے بولا جبکہ۔۔ زریاب اور لائبہ ایک ساتھ چیخے بس کرو حیدر۔"۔ ۔ اور وہ لاپرواہی سے شانے اچکا گیا کسیے جو وہ چاہتا ہو وہ تو کر کے رہے گا

😭😭😭😭😢😢😢😢---------- جاری ہے

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ سکون سے کھڑا۔۔ سیگریٹ منہ میں دبائے۔۔ کمال کو دیکھ رہا تھا ۔جو کہ سلاخوں کو جکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ انٹر سٹینگ"۔ حیدر نے سیگریٹ کو لبوں سے نکالا اور سکون سے دھواں فضا میں چھوڑ کر وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ میں تمھیں زندہ نہیں چھوڑو گا" کمال چبا چبا کر بولا۔ تم زندہ بچو گے تو تم مجھے زندہ چھوڑو گے۔" وہ مسکرایا۔ معلوم نہیں تمھارے کھانے میں کب زہر ملا دیا جائے یہ پھر کب تمھارے ساتھ کیا کر دیا جائے تم سمجھتے کیوں نہیں ہو یار۔۔"۔ وہ جیسے زچ سا ہوتا بولا تھا۔ جبکہ مسکراہٹ لبوں کو چھوڑ نہیں رہی تھی۔۔ اور یہ ہی بات کمال کو تپا رہی تھی۔۔ تم میرے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے میں یہاں سے بہت جلد نکلو گا اور یہ بات" وہ انگلی اٹھا کر بولا۔ یہ بات میں تمھیں ثابت کروں گا"۔ اسنے کہا جبکہ حیدر نے بڑے مشتاق سے دھواں ناک کے نتھنوں سے آزاد کیا اور مسکرا دیا کم از کم تمھیں اتنا تو پتہ ہونا چاہیے کہ اس وقت پاکستان۔ میں میرا مقابلہ کرنے والا پیدا نہیں ہوا ہاں اگر تم مجھے ہائیر کرنا چاہتے وہ تو میں ضرور

تمھارا کیس لڑو گا بس بیس تیس ارب کا انتظام کر لو۔" وہ ہنس دیا اور شانے اچکا گیا۔ تم سوچ نہیں سکتے یار تمھیں یہاں دیکھ کر میرا دل کتنا خوش ہے اب تم اصل جگہ پر آئے ہو۔۔"۔ وہ سلاخ میں سے ہاتھ اندر ڈالتا مسکرا کر اسکا شانہ تھپتھپا گیا جبکہ کمال نے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔ اور حیدر ہنس دیا۔ ۔ لیکن ایک بات ہے " اب اسنے سنجیدگی سے۔۔ کمال کی جانب دیکھا کمال نے بھی اسکی طرف دیکھا۔ تمھیں میرے باپ کو بیچ میں نہیں لانا چاہیے تھا۔" وہ بے حد سنجیدہ تھا۔۔ اور اسنے سکون سے بقیہ سیگریٹ کو لبوں میں دبایا اور کمر پر بندھے گن ہولڈر سے گن نکال کر اسنے۔۔ اسکی میگزین چیک کی جس میں ایک ہی گولی تھی اور اسکے بعد اسنے گن لوڈ کی کمال اسکی حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا تمھارے لئے تو یہ اچھا ہی تھا۔۔۔ اچھا تھا سالا مر جاتا ویسے کون سا اسنے تمھیں کبھی کوئی خوشی دی ہے۔۔ مجھ سے ہاتھ ملا لو ابھی بھی وقت ہے فائدے میں رہو گے"۔۔ کمال نے سلاخوں کو جکڑا اور حیدر کو اپنی بات میں الجھانے کی پوری کوشش کی تھی۔ وائے ناٹ"۔ تم اتنا سوچ سکتے ہو آخر کو میری پوری زندگی پر بائیو گرافی جو تیار کر لی ہے تم نے مگر اس کے بیچ میں ایک مسلہ ہے بس"۔۔ مجھے بتاؤں حل کروں گا۔" کمال کو وہ قائل ہوتا دیکھا۔ میں نے کہا نہ تمھیں ڈیڈ پر حملہ نہیں کرنا چاہیے تھا باقی کوئی بات نہیں تمھارا اٹھ ہاتھ ملا۔۔ کر مجھے نقصان نہیں تھا میں یہ ہاتھ ضرور ملاتا"۔۔ اسنے اسکا آگے بڑھا ہاتھ تھام لیا لیکن اب اسی ہاتھ نے میرے باپ پر گولیاں چلائیں ہیں۔۔"۔۔ اسنے ہاتھ پر گرفت سخت کی۔ کمال کو کچھ بہت برے کا احساس ہونے لگا۔ اور میں اس ہاتھ کے ٹکڑے کر دوں یہ میرا حق ہے"۔۔ اور اسنے ہاتھ سیدھا کیا۔۔ اور۔۔ گن اسپر

تان لی نہیں حیدر۔ "کمال نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر حیدر کی گرفت نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ تمھیں یاد ہے برسوں پہلے ایک ایکسیڈنٹ میں تم نے ایک بے قصور انسان کو مار دیا۔۔ تھا۔۔ تمھاری وجہ سے میری۔۔ میری لائبہ کی اور۔۔ شاید میرے ڈیڈ کی زندگی بدل گئ۔۔ وہ اس حادثے کے بعد اتنے تلخ ہو گئے کہ شاید وہ والا سالار مرتضی مر ہی گیا کہیں تم نے اس کو مارا تھا جن میں انکی جان بستی تھی میرے باپ کے چہرے سے مسکراہٹ اور میری محبت کے سر سے سایہ کھینچنے کی سزا کے حقدار ہو تم۔۔ کمال۔"۔۔ وہ بے حد سنجیدہ تھا انگلی ٹریگر پر چلی گئ۔ نہیں نہیں میں میں معافی مانگتا ہوں تم سے۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں میں سالار سے بھی مانگوں گا۔"۔۔ وہ اسکی انگلی ٹریگر پر دیکھتا جلدی جلدی جلدی شاید جان بچانے کے لیے بول رہا تھا۔ تمھاری معافی سے میری زندگی کے بدترین سال لوٹ کر نہیں اسکتے تمھیں اس دنیا سے جانا ہو گا یار تمھاری ضرورت نہیں ہے اب کسی کو چلو شاباش آنکھوں بند کرو اور جو تمھیں درود آتا ہے پڑھ لو۔"۔۔ اسنے گن سے ہی اسے پڑھنے کا اشارہ کیا مگر کمال دوسرے ہاتھ سے بھی اسکے ہاتھ تھام گیا حیدر کو اسکے ہاتھ کی لرزش اپنے ہاتھ میں محسوس ہو رہی تھی۔ حیدر مجھے چھوڑ دو کوئ ہے۔۔ کوئ ہے یہاں مجھے بچاؤ کوئ ہے"۔ کمال چیخا چلایا کچھ دیر حیدر اسے دیکھتا رہا اور اسکے بعد اسکی گن سے ایک گولی نکلی اور کمال کی کھوپڑی میں سوراخ کر گئ۔ سارا شور ختم ہو گیا اسکا ہاتھ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور آنکھیں پھٹ ہی گئیں وہ یوں ہی زمین پر جا کر گیرا۔۔ تمھارا سامنا حیدر مرتضی سے تھا جو اپنوں کے لیے۔۔ جان کو بھی سستا کر دے۔۔ تو تمھاری جان تو میری جوتی کی نوک پر۔

تھی "۔۔ سر جھٹک کر وہ بڑے سکون سے باہر نکلا تھا۔ اور اسنے زوہیب کی جانب دیکھا۔ دوسری پارٹی کا لیڈر اثرو سوچ میں تھا حیدر پہلے ہی اسکے ساتھ۔۔اٹیچ تھا۔۔ کمال کو جہاں وہ ختم کرنا چاہتے تھے وہاں حیدر بھی کرنا چاہتا تھا۔۔۔۔ دونوں کا کام آسان ہو گیا اور کسی کو کوئ خبر نہ ہوئ۔۔ حیدر وہاں سے باہر نکل گیا۔۔ جبکہ۔۔ زوہیب نے اپنے سپاہیوں سے۔۔ وہاں سے کمال کی لاش نکلوالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سالار ہاسپیٹل سے گھر لوٹ آیا تھا اور اسکے گھر لوٹ کر آنے پر سب بہت خوش تھے سب اسکا کافی خیال رکھ رہے تھے تبھی وہ۔۔ بہت جلد صحت یاب ہو رہا تھا۔۔ ہے ڈیڈ شادی کرنی ہے مجھے اور کتنے عرصے میری شادی لٹکا کر رکھنی ہے آپ نے "وہ لائبہ کا ہاتھ جکڑ کر کمرے میں لایا اور جھنجھلا کر بول ابھی وہ گھر میں داخل وہا تھا لائبہ کچن میں کھڑی آیت کے ساتھ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی اور وہ اشاروں میں اسے کہہ رہا تھا کہ وہ باہر آئے مگر لائبہ۔۔ آیت کی وجہ سے گھبرا کر نفی کر گئ۔۔ اور حیدر بنا لحاظ کے کچن میں گھسا اور اسنے اسکا ہاتھ پکڑا اور آیت کے سامنے ہی اسے وہاں سے گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ جبکہ آیت ہنس کر نفی میں سر ہلانے لگی اور دوسری طرف لائبہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔۔اور سالار کے سامنے پہنچ کر تو اور بھی وہ پھیکا چہرہ ہو چکا تھا۔ میں نے کب منع کیا ہے تمھیں کرو شادی "۔۔ سالار نے زیمل سے۔ جوس کا گلاس تھاما۔ ہاں تو آپ بستر چھوڑیں گے تو شادی کروں گا۔ "وہ تپ کر بولا۔ آوو بد تہذیب باپ کھٹک رہا ہے اب "۔ وہ۔ بگڑ کر بولا۔ ڈیڈ کم از کم اب تو نہ ہی لڑیں آپ مجھ سے۔۔۔۔۔ مجھے شادی کرنی ہے وہ بھی ترنٹ بس "وہ ماتھے پر تیوری ڈالے صوفے پر بیٹھ گیا۔

ٹھیک ہے میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا کہ لائبہ پر ہے یہ فیصلہ بتاؤ بیٹا اس بدماغ خر آدمی کے ساتھ ساری زندگی گزار لو گی" وہ جوس پیتے سکون سے پوچھ رہا تھا جبکہ حیدر نے ماں کو دیکھا کہ۔۔ انکے شوہر کا کرنٹ اب بھی نہیں نکلا تھا۔ جس پر زیمل ہنسی دبا گئ۔۔ لائبہ کی جانب اب سب دیکھ رہے تھے اٹس اوکے بیٹا اگر تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی تو اٹس نارمل ٹائم کو۔"۔۔ اور میں اسکے باپ کا ملازم ہوں جیسے۔"۔ وہ بگڑ کر کھڑا ہوا۔ میں بتاتا ہوں تمھیں تم کس کے باپ کے ملازم ہو" سالار نے جھک کر چپل اٹھائ۔۔ ڈیڈ خدا کی قسم میری کوئ عزت ہے تھوڑا تو لحاظ کرا کریں میرا" وہ پاؤں پٹخ کر بولا جبکہ زیمل بیٹے کے سامنے اگئ۔۔ بتاؤ لائبہ ابھی نہیں کرنی تم نے رخصتی" زیمل نے ہی اسکے شانے پر ہاتھ رکھا جو حواس باختہ تھی۔۔ وہ ہم"۔۔ حیدر آئ برو آچکا کر اسے دیکھ رہا تھا کہ۔۔ اگر آج بھی اسنے انکار کیا تو چیپٹروں سے منہ سجا دے گا اسکا وہ۔۔ گھبراؤ نہیں بتاؤ مجھے جو تمھارا فیصلہ ہو گا وہ ہی ہم لوگوں کا فیصلہ ہو گا"۔۔ میرا تو بلکل نہیں ہو گا" حیدر کلس کر بولا اور بن پانی کی مچھلی بن جاؤ۔"۔۔ خود تو شادی کر کے عیاشی کر لی سکون میری ہی شادی سے تکلیف ہے" وہ باپ کو دیکھنے لگا۔ میرا باپ ہوتا تو اتنی زبان درازی پر میری زبان کھینچ لیتا" وہ گھور کر بولا۔ میرا باپ ابھی کھڑا نہیں ہو سکتا ایکچلی" حیدر نے دانت دیکھائے۔۔ جی ہم تیار ہیں" لائبہ اس جھگڑے کو ختم کرتی بلآخر تیزی سے بولی۔۔ جس پر سب ایکدم اسکی جانب دیکھنے لگے یہ میں کیا سن رہا ہوں لائبہ کے منہ میں اتنی زبان" زریاب اسی وقت۔۔ کمرے میں داخل ہوا تھا چہ چہ"۔ ویسے لائبہ یہ کافی بے شرمی تھی منہ پھاڑ کر کہہ دینا میں شادی کے لیے تیار ہو کیوں بڑے پاپا"۔ روشانے کہتے

ہوئے سالار کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئ جبکہ سالار اسکو نارمل دیکھ کر مسکرا دیا تھا۔ اسکا دل بڑا تھا کہ اسنے ان سب کو معاف کر دیا تھا۔ ہم نے کچھ غلط کہا ہے "۔۔ وہ تو رونے والی ہو گئ۔۔ نہیں میری جان یہ سب جل رہے ہیں۔ "۔۔ حیدر نے اسکے شانوں پر ہاتھ پھیلائے اور ان سب کو دیکھا۔ استغفر اللہ حیدر بھائ کسی کا خیال کریں "۔۔ روشانے نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ جبکہ زریاب اسکے ڈرامے پر ہنسنے لگا تھا۔۔۔ شرم ان سے کی جاتی ہے جو ایسے کرتوت نہ کر چکے ہوں "وہ بھڑکتا بولا اور۔۔ روشانے کی سیٹی گم ہو گئ۔۔ لائبہ البتہ ذرا کھسک کر اسکے بازو سے نکلتی باہر بھاگ گئ۔۔ اور حیدر۔۔ مسکرا دیا۔۔ میں ذرا اسے دیکھ کر آتا ہوں "حیدر اسکے پیچھے جانے لگا کہ روشانے ایکدم اسکے سامنے کھڑی ہو گئ اب پردہ ہے آپکا اور لائبہ کا دور سے بھی دیکھا نہ تو پھر دیکھنا "وہ اسے وارن کرتی خود بھی لائبہ کے پیچھے بھاگی۔۔ تیری روشی کی گردن دبا دوں گا میں اگر اسنے ایسا سوچا بھی تو "حیدر نے زریاب کو وارن کیا۔ ایسا ہی ہو گا۔۔ اور میں ساتھ ہوں اسکے "سالار نے سکون سے کہا۔ آپ تو دشمنوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں اینی ویز ایک اچھی خبر ہے منہ سے بتاؤ یہ ویڈیو دیکھو "اسنے سالار سے پوچھا۔ سالار سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھنے لگا۔ اسے نہ منہ سے بتانے کی ضرورت تھی نہ ہی ویڈیو دیکھنے کی کمال کو مار دیا تم نے "سالار کے سوال پر زیمل دل تھام گئ اور زریاب بھی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔ ہاں مار دیا۔۔ "۔ حیدر نے سکون سے جواب دیا۔ اسکی ضرورت دنیا میں ختم ہو گئ تھی "۔ وہ نفرت سے سر جھٹک گیا۔۔ جبکہ سالار نے ایک پل کے لیے آنکھوں کو زور سے بند کیا اور جب کھولا تو۔۔ حیدر کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔ حیدر نے آگے بڑھ

کر باپ کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگ گئے سالار نے اسکے شانے پر تھپکی دی۔ تم جانتے ہو اگر میں تمھاری جگہ ہوتا اپنے باپ کے روکنے پر بھی اڑ کر اسکو جان سے مار دیتا۔ ۔"سالار نفرت سے بولا تھا۔ آپکا ہی خون ہوں ڈیڈ۔۔ آپکی زندگی کی اس تلخی کا حساب اسے دینا ہی تھا" وہ باپ کی کمر کو پوری طاقت سے پکڑے ہوئے تھا جس کا سالار کو بھرپور احساس ہوا کہ واقعی اب اسکا سورج ڈھل چکا ہے اور اسکے بیٹے کا سورج آب و تاب سے چمک رہا ہے۔۔ پر اوڈ آف یو" اسنے اسکا چہرہ تھما پلیز کس مت کرنا" حیدر زور سے آنکھیں میچ گیا۔ آلو کے پٹھے"۔ سالار قہقہہ لگاتا۔۔ اسکا چہرہ دور کر گیا۔ پتہ نہیں۔۔ کیوں مجھے آپکے اندر سے یہ وائبز آئی" وہ گردن کھجاتا خفیف سا ہوا۔۔۔ زریاب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا جبکہ زیمل بھی نم آنکھوں سے مسکرا دی۔۔ او دفع ہو جا اپنی بوتھی لے کر تو ہے ہی نہیں اس قابل تیرے سے پیار سے بات کی جائے "۔۔ سالار نفی میں سر ہلاتا بولا۔ نہیں آپ لڑتے رہا کرو ڈیڈ ذرا زندگی کا احساس ہوتا ہے۔"۔۔ اسنے مکہ بنا کر اسکی جانب بڑھایا اور سالار نے بھی اسکے مکے پر مکہ مارا۔۔ جس پر وہ خوش ہو گیا بائے مام" وہ کہہ کر وہاں سے فرار ہونے لگا۔ کہاں جائیں گے "زیمل کو فکر ہوئی کہیں وہ چلا نہ جائے۔ شادی۔۔ کر کے ہی جاؤں گا یہاں سے۔۔ ڈونٹ وری بس ایک شاندار ویڈینگ کا شاندار اہتمام ہونا چاہیے "۔۔ وہ آنکھ دبا کر بولا اور۔۔ نیچے اترتا۔ کہ عارض کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسکے قدم رک گئے۔۔ سب ٹھیک ہو گیا مگر نور کی زندگی" آیت کی بھیگی آواز پر عارض خاموش رہ گیا۔ عارض کیسے ماں باپ ہیں ہم اتنے بے اعتبار ہمارے بچے تھے ہم میں سے کسی نے کبھی اپنے بچوں کو

وہ مان ہی نہیں دیا" آیت شرمندہ تھی۔۔ ہماری بیٹی کی زندگی بہترین ہو گی تم فکر نہ کرو"۔ کیا ایان"۔۔ اس سے بہتر بھی بہت مل جائیں گے"۔ کیسا پاگل کا بچہ ہے" وہ دروازے کی جانب دیکھتا سوچنے لگا سوری دادا اب کھسکی ہوئی نسل آپکی تھی میں کیا کر سکتا ہوں۔"۔ وہ شانے آچکا کر وہاں سے ہٹا اور موبائل جیب سے نکال کر لاونج کے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا۔۔ اور عمل کو کال ملالی۔۔ جی پھوپھو جان کیا حال چال ہیں آپکے" وہ با آواز بلند بول رہا تھا اور آواز اتنی تھی کہ وہ سب پھپھو جان کے الفاظ پر حیران ہوتے کمروں سے نکل آئے۔۔ اب کیا چاہتا ہے یہ لڑکا" زین نفی میں سر ہلاتا بولا ارے میں شادی کر رہا ہوں آپکے بنا بھلا گھوڑی چڑھ جاؤں گا کبھی نہیں آپ کو تو آنا پڑے گا میں آپکی ٹکٹس بک کراؤن گا آپ میری شادی میں انوائیٹڈ ہیں وہ بھی اپنی اولاد نرینہ کے ساتھ"۔۔ ہاں ہاں آپ میرے صدقے واری بھی جایئے گا لیکن اپ کے بنا شادی نہیں ہو گی پھر دیکھ لیجیے لائبہ کنوری مر نہ جائے"۔ وہ بولا۔ کچھ اچھا بھی بول سکتے ہو"۔۔ نیناں نے اس کے سر پر ہاتھ مارا۔ دیکھ رہیں ہیں آپ جوان جہاں مرد پر تائی جان ہاتھ صاف کر رہیں ہیں جبکہ ابھی بڑے پاپا کے بال باقی ہیں پھر بھی میرے بال کھینچتی ہیں" اف ہو بے شرم" نیناں تو شرمندہ ہی ہو گئی۔ جبکہ حیدر کی زبان کہاں روکی تھی بس طے ہو گیا کل ہماری مہندی ہے آپ کو کل میری مہندی سے پہلے پہلے یہاں پہنچنا ہے اسنے اپنی مرضی سے ٹائم سیٹ کر لیا لائبہ کا دل دھڑک اٹھا تھا جبکہ روشانے نے اسے ڈرا دھمکا کر حیدر سے بلکل پردے کا حکم دے دیا تھا۔۔ عارض اور آیت خاموشی سے۔ ۔ اسکی باتیں سن رہے تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زریاب نے لکڑی کا دروازہ کھولا تو عائشہ نے سر اٹھایا اور اسے زریاب دیکھائی دیا۔ وہ سامنے ہی پورے آب و تاب سے کھڑا تھا اور اسی کیطرف دیکھ رہا تھا۔ زریاب" بہت برا لگا تھا اپنا نام اسکے منہ سے سن کر اسکی حالت گیر ہو رہی تھی شاید کافی عرصے سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا تبھی وہ بلکل مرنے کو تھی اسے ایک منٹ کے لیے حیدر بہت ظالم لگا۔۔ کہ وہ اپنے دشمنوں کو بخشتا نہیں تھا اسنے کمال کو مار دی تھا اور عائشہ کا وہ حال کیا تھا کہ زریاب سے دیکھا بھی نہیں گیا وہ کیا اس سے دوسرا سوال کرتا کیا پوچھتا کہ اسنے یہ سب کیوں کیا ایک عورت ہو کر عورت کی عزت اور عزت کا تماشہ کیوں بنایا۔ وہ چپ چاپ اسکی طرف دیکھ رہا تھا جو اب آنکھیں بند کر چکی تھی کھانا" اسنے بڑی مشکل سے زریاب سے کہا الفاظ کہے تھے زریاب کے سینے میں حیدر کیطرح پتھر کا دل بلکل نہیں تھا وہ۔۔ باہر نکل گیا وہاں دو گارڈ تعینات تھی۔۔ اس لڑکی کو میری گاڑی میں ڈال دو"۔ اسنے کہا مگر"۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو" وہ گھور کر بولا اور انھوں نے عائشہ کو اٹھا کر زریاب کی گاڑی میں پھینک دیا۔ زریاب گاڑی کو اسکے گھر کی جانب لے گیا جس کا اڈریس اسنے نکال لیا تھا اور جب اسنے اسکی کچی پکی گلیوں میں گاڑی روکی اور کھینچ کر اسے باہر نکالا تو دنیا نے دیکھا تھا اسکے گھر کا دروازہ بجایا اور جب دروازہ کھولا تو اسکی بوڑھی ماں۔۔ عائشہ کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھی۔ میری بچہ" عائشہ میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی اپنا وجود ہلا پاتی وہ آدھا وجود گھر کے اندر اور آدھا گھر کے باہر لیے پڑی تھی لوگ جمع ہونے لگے۔۔۔ میں چاہتا تو اسے وہاں چھوڑ کر مار بھی سکتا تھا ادھ مری تو ہو ہی گئ ہے اس لڑکی کی شکل آئندہ کبھی میرے سامنے نہ آئے ورنہ۔۔ اسکے

مستقبل کی ذمہدار اب آپ ہوں گی۔۔"۔ اسنے نفرت سے کہا چاہتا تو اسکے ٹکڑے کر دیتا۔ لیکن ہمت نہیں بنی اسکی شکل دیکھ کر جس کا ماس چمڑی سے لگ چکا تھا انکی دہلیز پر کئ نوٹ پھینک کر وہ لوٹ گیا لوگ اسکی ماں سے سوال کرنے لگے جن کا جواب وہ کیا دے رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا وہ وہاں سے مڑ گیا۔۔۔ روشانے کے ساتھ جو بھی ہوا تھا یہ اسکی غلطی تھی۔ یہ شاید روشانے کی لاپرواہی کسی عورت کو خود سے اتنا لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ دوست اور دشمن میں فرق نہ کر سکے پہچان نہ رکھ سکے۔۔ لیکن زندگی نے جو اسے سبق دیا تھا وہ اسے اپنے پلو سے باندھ چکی تھی۔ حیدر نے ہر موبائل پر سے روشانے کے خلاف تصویر کا ڈیٹا ہیک کر کے ڈیلیٹ کروا دیا تھا وہ اپنے بھائ پر جتنا فخر کرتا کم تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گھر میں حیدر نے رات سے ہی شادی کا ہنگامہ شروع کر دیا تھا۔ وہ خود ہی تھال تالے پیٹ رہا تھا۔۔ میں کنوارہ کب تک بیٹھو بینڈ میرا اجھواو جیسے بھی چلتا ہے چکر چلاو میری شادی کرواؤ میری شادی کرواؤ" وہ گا رہا تھا اور مزے دار یہ تھی کہ اسکی زبان سے یہ گانا بے حد سریلی لگ رہا تھا رمشہ بھی اسکے ساتھ شامل تھی اور نیناں بھی جبکہ زیمل ہنس رہی تھی اور نور ایکطرف بیٹھی صرف مسکرا رہی تھی جبکہ روشانے تو لائبہ کو قید کر کے واقعی دشمن بن گئ تھی۔۔ تم جو بھی کر لو۔۔ چڑیل مجھے میری بیگم سے ملنے سے کوئ نہیں روک۔۔۔ ہم روکیں گے مل کر دیکھاو" نیناں اور رمشہ نے آنکھیں دیکھائیں۔۔ بڑی چلاک عورتیں ہیں آپ دونوں تو" وہ گھوری ڈال کر بولا۔ دیکھیں رشوت وشوت لے کر معملہ نپٹا لے بلکہ ختم کریں اس چکر کو۔۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں شادی وادی کیا فضول بات ہے میرے کمرے

میں ہی تو بھیجنا ہے بھیج دیں کچھ تو نیکی کمائیں آپ دونوں بھی" اسنے کہا جبکہ نیناں اور رمشہ اس بے شرم لڑکے کی باتوں پر کانوں کو ہاتھ لگا گئیں۔ لڑکے تمھارے صبر کو تو آخری سانس تک آزمائیں گے ہم بھی"۔ یہ اللہ ---ماں آپ ہی کچھ کر لیں ایک وہ چڑیل بن گئ اور اب یہ دونوں بھی"--وہ معصوم سی شکل بنا کر دیکھنے لگا۔ کیا کر سکتے ہیں ہم تو خود ان سب کے ساتھ ہوں"--وہ ہنسی تو حیدر غش کھا گیا-------------------------------- جاری ہے عمل کی آمد پر سب کافی خوش تھے البتہ نور سامنے نہیں آئ تھی اور قابل توجہ بات یہ تھی اسکے ساتھ ایان بھی نہیں آیا تھا وہ اکیلی آئ تھی-- وہ عارض اور آیت سے بھی ملی اور نور کی طلاق کی خبر اسے حیران کر گئ-- پیچھلے کچھ عرصے میں جس طرح اسنے ایان میں تبدیلیاں دیکھیں تھیں وہ بہت خائف رہنے لگی تھی اس سے لیکن اسے یہ علم نہیں تھا انکی قسمت انھیں جوڑنے کے لیے بے تاب ہے عمل ہلکا سا مسکرا دی تھی وہ بیٹے کے لیے ایک بار پھر سے جھکنے کا فیصلہ لیتی---حیدر کے خوشی سے پھولے نہ سمانے والے چہرے کی جانب دیکھتی اسکی پیشانی چوم گئ تھی-- سب ہی خوش تھے ---گھر میں ایک شادی کا سما بنایا ہوا تھا اسنے زیمل تو گھن چکر بنی ہوئی تھی نیناں اور رمشہ کے ساتھ شاپینگز کر رہی تھی جبکہ دوسری طرف آیت گھر میں سب سنبھال رہی تھی جبکہ لائبہ کو روشانے نے روپوش کر دیا تھا بلکل یہاں تک کے حیدر بے چین پھر رہا تھا اور۔ سب ایک سے بڑھ کر ایک دشمنی نکال رہے تھے اس سے لیکن اس سب میں جو سب سے زیادہ انجوائے کر رہا تھا وہ تھا زریاب-- جس کا خون کرنے کے لیے حیدر بلکل تیار تھا-- جبکہ شیری نے باپ سے فرمائش ڈال

دی تھی کہ وہ باہر پڑھنے کے لیے جانا چاہتا تھا۔۔۔ زین نے اسپر غصہ کیا اور کئی بار کہا بھی کہ وہ اپنی بہن کے پاس جائے اس سے بات کرے مگر شیری روشانے کے قریب بھی نہیں پٹختا تھا شاید شرمندگی سے کیونکہ جان تو سب ہی گئے تھے کہ عائشہ نے۔۔اسکے ساتھ یہ سب کیا تھا اور روشانے بھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی کیونکہ وہ بے قصور تھی حیدر گھر میں داخل ہوا تو زریاب پر اسے کافی تپ تھی وہ سامنے ہی کھڑا موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا حیدر نے پیچھے سے ہی اسے دھکا دیا بھائی "زریاب چیخا۔ تم نے عائشہ کو اسکے گھر کیوں پہنچایا ہے "وہ پھنکارہ میں آپکی طرح ظالم نہیں ہوں اسکا حال تو دیکھیں اس میں چلنے کی ہمت نہیں ہے اور وہ رک گیا۔ جبکہ حیدر بھی سنجیدگی سے اسکی شکل دیکھنے لگا جیسے منتظر ہو بگو آگے بھی۔ اسکو کینسر ہو گیا ہے "وہ آہستگی سے بولا بہت اچھا ہوا اس سے کہیں گناہ زیادہ برا ہونا چاہیے تھا اسکے ساتھ "حیدر نے سر جھٹکا بھائی کوئی لحاظ کریں اتنی سنگدلی اچھی نہیں ہے "زریاب کو اچھا نہیں لگا کہ وہ اتنی بری خبر پر کیسا ری ایکشن دے رہا تھا آووو للو پرسات تیری بیوی کو اسنے دنیا میں بے آبرو کیا تھا۔۔۔ سالے تیری شرم کیا کر گئی ہے یا غیرت گھول کے پی گیا ہے "وہ غصے سے اسے دیکھ رہا تھا میں جانتا ہوں۔۔ یہ سب اور۔ ۔شاید میں غصے کے باعث کچھ کر بھی گزرتا لیکن اسکی حالت آپ نے ایسی بنا دی تھی کہ میں کچھ کرتا تو قاتل بن جاتا۔ حیدر نے سر جھٹک دیا۔ اپنے دشمن کے پاؤں قبر میں لٹکا دو اندر وہ خود گیر جائے گا اگر اس اصول پر نہ چلے نہ بیٹا۔۔ تو زندگی میں کچھ بھی نہیں کر سکو گے "وہ۔۔ اسکے ہاتھ میں موجود کافی کے مگ کو چھین کر۔۔ اس سے دور ہوا۔ جبکہ زریاب گھیرا سانس بھر گیا وہ اسکی

سوچ بدل نہیں سکتا تھا یہ شاید وہ ٹھیک ہی تھا اپنی جگہ ۔۔ اور شاید اس سے بہتر ۔۔نہ کسی کا احساس نہ کسی کا خیال وہ جانتا تھا وہ اذان کا کیا حال کر کے آیا تھا کہ واقعی ہی اسکے پاؤں قبر میں لٹک گئے تھے اور حالت خون بہنے کے باعث اتنی نازک تھی کہ کبھی بھی خبر مل جاتی کہ وہ انتقال پا گیا ہے اور اس بات کا حیدر کو کوئی غم نہیں تھا ۔۔ زریاب اسکی طرح نہیں ہو سکتا تھا اسکے اندر یہ جرتیں بچپن سے تھیں مگر زریاب میں لوگوں کے لیے ہمدردی شروع سے ہی تھی ۔۔ ہاں وہ دونوں بھائی بلکل الگ الگ تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شاپنگ کر کے وہ لائبہ کا بہت محنت سے ڈریس لائے تھے سب ہی لاونج میں بیٹھے تھے روشانے نے بڑی چہک کر لائبہ کا ڈریس دیکھایا جو ملٹی شیڈز کا تھا بے حد خوبصورت اور بہت ہی زیادہ کامدار ۔۔ بڑے پاپا آپ بتائیں کیسا ہے " اسنے سب کو چھوڑ سالار سے پوچھا یہ میری چوائس ہے " خوشی اسکے چہرے پر تمتما رہی تھی زریاب اسی کی جانب دیکھ رہا تھا کہ شادی میں اتنا مگن تھی کہ اسے منہ لگانے کی ضرورت محسوس نہیں کر رہی تھی ۔۔ بکواس ۔۔ " ۔ ابھی سالار کچھ کہتا ہی کہ حیدر سکون سے پلیٹ میں موجود چاولوں کا چمچ بھرتا بولا ۔ روشانے کا منہ بن گیا جبکہ سالار نے اسکے سر پر تھپڑ مارا ۔۔ آپکو اتنی ہی کین مین نکالنی ہے تو جا کر خود لے کر آئیں " ۔ وہ لہنگا پھینکتی بولی ۔ جی بلکل خود ہی لاؤ گا کیا عجیب رنگ برنگے اٹھا لائی ہو چائس ہی نہیں ہے تمھاری بیوی کی " وہ منہ بنا کر بولتا ۔۔ روشانے کو بری طرح تنگ کرنے کے موڈ میں تھا جبکہ لہنگا ۔۔ بے حد خوبصورت تھا اور اسے خود بھی پسند آیا تھا ۔ یہ تو ہے چوائس تو بلکل اچھی نہیں ہے " زریاب نے بھی اسکی ٹانگیں کھینچی ہاں تبھی گدھے کو پسند

کر لیا۔ "۔ سالار کی بات پر ایک قہقہہ اٹھا تھا جس میں حیدر کا پیش پیش تھا۔۔ یار بھائی آپ میری ٹیم میں تھے "زریاب نے اسے کشن مارا میں موقعے کی ٹیم میں ہوں "اسنے آنکھ دبائی اور روشانے کا پھولا ہوا منہ دیکھنے لگا ہاں ٹھیک ہے۔۔ گزارے لائق ہے وہ پہنے گی تو یہ سوٹ کرے گا۔۔ چلو کیا یاد رکھو گی سلیکٹ کر لیا"۔ وہ ایسے بولا گویا احسان رکھ رہا ہو۔۔ روشانے نے اسکو کشن مارے جبکہ رمشہ نے ٹوکا۔۔ کہ خبر دار جو بد تمیزی کی۔ آپ دیکھ نہیں رہیں مجھے تنگ کیے جا رہے ہیں"۔ وہ غصے سے بھڑکتی ہوئی بولی جبکہ۔۔ نور ایکطرف بیٹھی یہ سب کو دیکھ رہی تھی کچھ اسی جوش سے اسے بھی باندھا گیا تھا اسکے ساتھ جو اسے ایسے چھوڑ گیا کہ وہ بلکل خالی ہو کر رہ گئ۔۔ وقت گزر جاتا ہے وقت آگے بڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت کی تکلیف کو صرف وہ ہی سہہ سکتا ہے جو اس تکلیف سے گزرا ہو۔۔ گھیرا سانس بھرتی وہ سر اٹھا کر روشانے کو دیکھنے لگی جو اب اسکا ڈریس اسے دیکھا رہی تھی۔۔۔ اف بہت ہیوی ہے میں بلکل نہیں پہنوں گی" وہ انکار کرتی بولی۔ کیوں آپی یہ اتنا پیارا ہے آپ پر بہت سوٹ کرے گا"۔۔ روشانے نے کہا جبکہ وہ نفی میں سر ہلاتی۔۔ وہاں سے اٹھ گئ اور دوسری طرف سب ہی اسکی کیفیت پر افسردہ ہو گئے۔ اور عمل کچھ تذبذب کا شکار تھی اسے نور کی حالت دیکھ کر بہت دکھ ہوا تھا۔ اور وہ آج بھی ایان کے لیے اسے پسند کر رہی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محفل برخاست ہوئی تو سب ہی ادھر ادھر ہو گئے زبردستی حیدر کو منایا تھا کہ دو چار دن کا تو وقت دے شادی کی تیاریوں میں۔۔ اسنے ترس کھا کر۔۔ وقت دے ہی دیا مگر۔۔ اسنے پورے ڈیڈ دن سے اسکو نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اور ایسا ممکن نہیں تھا۔۔ کہ وہ اسے

دیکھے بنے رہ جائے وہ روشانے کو دیکھ کر۔۔ کہ وہ اپنے روم میں ابھی گئی تھی سکون سے۔۔اوپر چڑھنے لگا اور سب کی آنکھ سے بچ کر وہ۔۔جب دروازے کے قریب پہنچا تو شیری کو وہاں کھڑے دیکھا۔ حیدر واقعی ڈر گیا تھا اور اس موٹے کو دیکھ کر گھبرہ سانس بھرا۔۔ کیا ہے" وہ گھور کر بولا۔ آپ دنوں بھائی ٹھرکی ہیں" شیری منہ بنا کر بولا واؤ یہ بات تو ہمیں پتہ نہیں تھی بہت شکریہ اطلاع میں اضافہ کر دیا اب اپنا یہ موٹا پیٹ لے کر بیچ میں سے نکل جا" وہ ادھر ادھر دیکھتا اسے راستے سے ہٹانے کی کوشش میں تھا لیکن شیری کا ایسا ارادہ نہیں تھا۔ اگر میں بھاگ کر جا کر۔۔بڑے پاپا کو بتا دوں تو"۔۔ تو جا اور بتا کر آ" وہ آنکھیں سکیڑ کر بھڑکا۔۔ جبکہ شیری بھاگتا کہ حیدر نے ایک ٹانگ سے جکڑ کر اسے گرل کے دوسری طرف الٹا دیا حالانکہ وہ بہت بھاری تھا۔۔ لیکن وہ اسے ایک ہاتھ سے ہی الٹ چکا تھا شیری کی چیخوں پر سب سے پہلے لائبہ ہی باہر نکل کر آئی تھی اور وہ اسکے سامنے تھی۔۔وہ مڑ کر اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔ اور اسے دیکھتے دیکھتے وہ شیری کو چھوڑ چکا تھا لائبہ ایکدم چیخ مارتی آگے بڑھی اگر شیری گرل کو نہ پکڑتا تو یقیناً تربوز کیطرح اسکا سر کھل جاتا۔۔ جبکہ وہ سکون سے اسے کسی اور کے لیے پریشان ہوتا دیکھ رہا تھا شیری ہمارا ہاتھ پکڑیں آپ ہاتھ مت چھوڑیے گا" وہ۔۔ جھک کر شیری کو ہاتھ دینے لگی کہ حیدر نے اسکی کلائی پکڑ لی رہنے دو۔۔" وہ بولا جبکہ لائبہ کی آنکھیں پھیل گئی وہ گیر جائے گا حیدر" وہ پریشانی سے بولی۔ گیرنے دو" وہ لاپرواہی سے اسے دیکھتا بولا۔ آف"۔ لائبہ پھر سے جھکنے لگی۔۔ مگر اسکا ہاتھ چیختے چلاتے شیری تک پہنچ نہیں پا رہا تھا جبکہ نیچے سے۔۔ روشانے بھی اپنے بھائی کو گرل پر لٹکا دیکھ ایکدم چیخی۔۔۔

سالار زیمل اور زین رمشہ گھر سے باہر گئے تھے جبکہ عارض اور کبیر آفس گئے تھے ویسے تو حیدر نے کہہ دیا تھا کہ جب تک اسکی شادی نہیں ہوتی کوئ نہیں ہلے گا گھر سے۔۔ لیکن ضروری اہم کی وجہ سے ان دونوں کو ہی جانا پڑا تھا نیناں اور آیت بھی نکل آئے تھے اور۔۔ زریاب بھی غائب تھا تبھی کوئ نہیں تھا جو شیری کو بچاتا سوائے حیدر کے۔ حیدر پلیز آپ ہیلپ کریں نہ "وہ اب کے غصے سے بولی۔۔ ٹھیک ہے میں تمھاری مدد کروں گا لیکن کچھ کرنے پر کچھ دینا پڑتا ہے یہ رول تو یاد ہو گا۔۔ تمھیں" وہ اسکے کان کے قریب جھکا۔ جبکہ۔۔ لائں۔ سٹپٹا گئ سب آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ حیدر بھائ۔۔ بعد میں جھاڑ لینا رومنٹک ڈائیلاگ مجھے اوپر کھینچ لو "شیری چلایا جبکہ حیدر نے ہاتھ بڑھا کر اسے اوپر کھینچ لیا۔۔ اور لائبہ اسکے آتے ہی۔۔ پیچھے قدم اٹھانے لگی حیدر جبکہ شیری کو ہی گھور رہا تھا اللہ پوچھے گا آپکو۔۔ اپ کی شادی نہ ہو اور شادی بھی ہو تو اپکو بیوی نہ ملے "۔ مر جا اسی گھٹیا بد عائیں دے رہا ہے۔ چچی اپنی اولاد کو روک لو گردن دبا دوں گا میں اسکی "وہ دھاڑا اسے معلوم نہیں تھا کہ رمشہ گھر پر نہیں ہے جبکہ دوسری طرف لائبہ غائب ہو گئ تھی۔۔ حیدر ہتھیلی پر مکہ مار کر رہ گیا۔ ..... مرتضی ہاؤس میں حیدر مرتضی کی مہندی تھی۔۔ اور جہاں اس حویلی کے ایک ایک حصے کو زریاب نے دولہن کیطرح سجا دیا تھا وہیں۔۔ حیدر منہ پھلا کر بیٹھا تھا اٹھ جاؤ میرا بیٹا جلدی سے اٹھ جاؤ نہا لو باہر مہمان آئے ہوئے ہیں نہ "زیمل بولی کیونکہ وہ بستر میں گھسا ہوا تھا میں لائبہ کے ساتھ کروں گا رسم "وہ ایسے بولا جیسے روٹھا ہوا بچہ بولتا ہو زیمل ہنس دی آپکو پتہ ہے آپکے بابا آپکو پورا پورا تنگ کرتے ہیں۔ "زیمل نے

اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔ یار یہ کیا سر پھیر اپا گل"۔ اور سالار کے اندر آنے پر ایکدم وہ دانت دبا گیا وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھنے لگا بستر میں کیوں گھسے ہوئے ہو باہر نکلو مہمان اچکے ہیں"۔ وہ بولا خود بھی تیار تھا۔ زیمل بھی تیار تھی اسنے اب ماں کو غور سے دیکھا جب سالار اسے بار بار دیکھ رہا تھا مام"زیمل نے جلدی سے توجہ اسکی جانب گھمائی ادھر آئیں ذرا" حیدر نے اسے پاس بلایا اور بیڈ سے اتر کر سائیڈ ڈرا سے اسنے کئی نوٹ نکال کر ماں کی نظر اتاری جبکہ۔۔ زیمل جاچہرہ سرخ ہو گیا اور سالار ہنسنے لگا۔۔ وہ اٹھا اور۔۔ پانچ پانچ ہزار کے کئی نوٹ زیمل پر سے وار کر اسکی ہتھیلی پر رکھ دیے"۔ باپ باپ ہوتا ہے میری جان" وہ اسکا شانا تھپتھپا کر زیمل کو نگاہ بھر کر دیکھ کر وہاں سے نکل گیا حیدر مٹھیاں بھینچ گیا۔ اس آدمی کا قتل کر دوں گا میں"۔۔ وہ پھڑ پھڑ ایا۔ جبکہ زیمل نے اسکے گال پر چپت لگائی۔۔ حیدر بھی ہلکے پھلکے انداز میں ہنس دیا۔ بس آج آپ بچ کے رہیے گا اس آدمی کا مزاج عشقانہ لگ رہا ہے میں افورڈ نہیں کر سکتا کوئی چھوٹا بہن بھائی" اسنے قہقہہ لگا جبکہ زیمل تو نفی میں سر ہلا کر وہاں سے باہر نکل گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ روشانے گرارا اور شرٹ پہن کر نیکلس گلے میں ڈالا اور بالوں کا خوبصورت سا جوڑا بنا کر وہ اپنے میکپ سے مطمئین ہوتی۔۔ جھکی اپنے پاؤں میں سینڈل ڈال رہی تھی کہ زریاب۔۔ واشروم سے باہر نکلا اور اسے دیکھ رہ۔۔ وہ عش عش کر اٹھا۔ وہ اس سے پہلے اوپر اٹھتی کہ اسنے اسکی کمر میں بازو حائل کیا اور۔۔ اسے جھٹکے سے سیدھے کر کے۔۔ ٹھنڈے پانی سے بھیگے لب اسکے گال پر رکھ دیے جبکہ روشانے اپنی مسکراہٹ روکتی شرمیلی شرمیلی سی نگاہ جھکاتی اسے دیکھتی رہی۔ اب اپنی اماں کے

کمرے میں گھس مت جانا اب تم میرا حق مارتی جارہی ہو" وہ سرسراتے لہجے میں بولتا اسکی خوشبو میں گھیرا سانس بھرتا خمار زدہ نظروں سے آئینے میں اسکا عکس دیکھ رہا تھا۔ روشانے بے ساختگی میں اپنے نیچلے لب کو ہونٹوں میں دبا گئ۔۔ میں۔۔۔ کہیں نہیں جارہی اب۔۔ابھی تو چھوڑیں"۔ ۔وہ گھبراتی ہوئ بولی۔۔ ابھی سے تھک گئیں جبکہ ہمیں تو شاید مکمل وقت بھی نہیں ملا" اسنے سکون سے اسکی کلائی پر پیار کیا جبکہ روشانے جھٹکے سے اسکے بازوؤں سے الگ ہوئ۔۔ وہ شرماتی ہوئی دور ہوئ اور اس سے پہلے وہ وہاں سے نکلتی۔۔ کہ اسے چکر سا آیا تھا۔ روشی" وہ جلدی سے اسکی جانب بڑھا اور اسے تھام لیا جبکہ روشانے بھی اسکا بازو تھام گئ۔ تم ٹھیک ہو رکو یہاں بیٹھو" اسنے جلدی سے اسے صوفے پر بیٹھایا جبکہ روشانے سر تھامے ہوئے تھی۔۔ تم پانی پیو گی" وہ سوال کرنے لگا نہیں مجھے کچھ ہو رہا ہے زار" وہ دل پر ہاتھ رکھتی۔۔ بھیگے لہجے میں بولی تبھی زیمل دروازہ بجا کر اندر آئ زریاب تم تیار"۔ کیا ہوا ہے روشانے" وہ جلدی سے اسکے پاس آئ اور۔۔ اسکا ہاتھ تھاما۔ جبکہ روشانے اب کہ رونے لگی تھی ڈاکٹر کو بلاؤ کیا منہ دیکھ رہے ہو" زیمل نے اسے ڈپٹا تو وہ۔۔ سر ہلا کر موبائل اٹھا گیا۔ ----------

خوشخبری کی خبر پورے گھر میں پھیلی تو روشانے تو حیران ہی تھی جبکہ زریاب بے حد خوش ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔ حیدر نے اسے رج کے پیٹا تھا۔۔ سب ہی بہت خوش تھے۔۔ کمینے۔۔ تو اتنا تیز ہوا کیسے"۔ حیدر نے اسکے لات ماری بھائ کم از کم اب تو میری عزت کرو" وہ گھور کر بولا جبکہ جی بھر کر قہقہے لگا رہا تھا ڈیڈ اسکا کیا حق بنتا ہے کہ یہ مجھ سے پہلے باپ بنے" حیدر کو تو ہضم ہی نہیں ہو

رہی تھی تبھی سالار پر بھڑ کا۔ میں نے کہا تھا نکھرے دیکھاو" سالار نے شانے اچکائے۔ اب دونوں تو ہمیشہ سے ایک ہی ٹیم تھے۔۔ میرے دادا ہوتے تو آج میرے چھ بیٹے ہوتے اس گھر میں اور قسم خدا کی۔۔ آپکی ناک میں تو پرسنلی دم لگوا کر رکھتا میں ان سب سے "وہ بھڑک کر باپ سے بولا۔ ٹھیک ہے ٹھیک ہے اب زیادہ سڑنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتہ ہے تم اس سے بھی زیادہ تیز ہو" وہ دونوں کو گھور کر بولا زریاب تو شرمندہ ہی ہو گیا جبکہ زریاب کے شرمندہ ہونے پر زہن اور کبیر ہسنے لگے تھے۔۔ خوشیاں دوبالا ہو گئیں تھیں فنکشن کا آغاز ہو گیا تھا۔ حیدر سفید سوٹ میں پیلا پرنا گلے میں ڈالے بیٹھا تھا جبکہ وہ سامنے سے چلتی ہوئی آئی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے وہ کوئی عام دولہن نہیں تھی وہ حیدر مرتضی کی دولہن تھی دنیا میں سب سے حسین اور مروی سی ماہ جبی سی یا اپسرا سی۔۔ اسکے چہرے پر باریک سرخ نیٹ کا دوپٹہ تھا جس پر حیدر کی دولہن لکھا ہوا تھا جو بہت خوبصورت دیکھ رہا تھا۔۔ سب سے حسین احساس تھا اسے اپنی دولہن بنا دیکھنا اور بھاری بھر کم لہنگے میں چھپا اسکا نازک وجود وہ نگاہ چرا گیا ورنہ نگاہوں سے ہی ایسی گستاخی کرتا کہ شرما جاتی وہ اور پھر جب وہ اسکے پاس بیٹھنے لگی ہی تھی کہ حیدر اسکی معصوم سی خوشبو کو خود میں سماتا کہ روشانے دھپ سے بیچ میں بیٹھ گئی برا سا منہ بنا کر اسنے پھاڑ کھانے والی نظروں سے زریاب کو دیکھا جو قہقہہ لگا گیا۔ کیا ہوا حیدر بھیو بہن آج بری لگ رہی ہے چہ چہ آپ تو بہت نکھرے اٹھاتے تھے میرے "۔ روشانے فل موڈ میں بولی جبکہ لائبہ دوسری طرف بیٹھ گئی تھی دل تو کر رہا ہے اٹھا کر پھینک دوں تمھیں کہیں" وہ دانت پیس کر بولا

۔۔۔ اچھا اچھا بھیو کہہ رہے ہیں تم میری پیاری بہن ہو تم سے بڑھ کر لائبہ نہیں "وہ چلائی تو سب ہنسنے لگے۔ جبکہ حیدر اٹھا اور کھینچ کر اسے زریاب کیطرف دھکیل کر اپنے اور لائبہ کے بیچ سے نکال کر وہ لائبہ کے شانے پر ہاتھ پھیلا کر سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا لیکن سالار کو دیکھ کر ایکدم اسے ہاتھ پیچھے کھینچا پڑا۔۔۔ بڑا مزاہ آیا" روشانے نے زبان چڑائی۔۔ جبکہ وہ منہ پر ہاتھ پھیر گیا کہ تمھیں تو اچھے سے بتاؤ گا۔ اور سالار کو لانے والا بھی اسکا موٹا گول گپا بھائی تھا۔۔ جو حیدر سے کل کا بدلا نکال چکا تھا۔ حیدر غصے سے الگ ہو گیا۔۔۔ جبکہ لائبہ نے محسوس کر لیا تھا اب موڈ اف ہو چکا ہے وہ انکی شرارتوں۔۔ کو انجوائے کرنے کے بجائے چیڑ گیا ہے اور اسکا چیڑنا سب سے زیادہ زریاب کو مزاہ دے رہا تھا۔ روشی تم تھک جاؤ گی بیچ میں بیٹھ جاؤ" زریاب نے پیار سے اسے پکارتے ان دونوں کے بیچ پھر بیٹھا دیا۔۔۔ تو اپنے بابو شونے کی ہی کر لے مہندی۔۔ "وہ پیلی چنری اتار کر پھینکتا ان سب کے قہقہوں سے سڑتا۔۔۔ وہاں سے اتر گیا۔ حیدر "سالار کی آواز پر بمشکل تمام اسے پلٹنا پڑا تھا بیٹھو رسمیں ہو رہیں ہیں" وہ گھور کر بولا بڑی اچھی ہو رہی ہے "وہ چیڑ کر بولا۔ جبکہ اب فیملی کہ عورتیں رسموں کے لیے ارہیں تھیں تبھی اسے خاموش ہونا پڑا جبکہ شوروغل اور چھیڑ چھاڑ اب بھی جاری تھا مگر حیدر صاحب کا منہ بنا ہوا تھا ۔

---------- فنکشن ختم ہوا تو سب تھکاوٹ کے باعث جلد اپنے کمروں میں چلے گئے جبکہ حیدر بھی اپنے روم میں تھا اور سموک کر رہا تھا۔ بے کار سی رسم تھی نہ وہ اسے دیکھ سکا نہ چھو سکا فائدہ ایسی رسم کا جس میں وہ۔۔ اسکے روبرو ہو کر بھی اسکی آنکھوں میں نہ

دیکھ سکے وہ چیر تا ہوا ایل سی ڈی اون کر گیا۔ کمال کے قتل کی خبر میڈیا پر چل رہی تھی وہ سر ہلا کر مسکرایا اور۔۔ صوفے پر تقریبا لیٹ ہی گیا۔۔۔ اور سموک کرتے کرتے اچانک اسکے دماغ میں آنے والے خیال۔۔ نے اسے لیٹے سے ایکدم کھڑا کر دیا وہ جست لگا کر اٹھا اور جلدی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر۔۔۔۔ اسنے کبرڈ میں لٹکی ایک کیری کو نکالا وہ اپنے غصے میں کیسے بھول گیا کہ اس لہنگے پر اس نے باقائدہ ایک شاندار چولی بنوائی تھی اسکے لیے اور اگر اسکے گھر والوں کو تمیز نہیں تھی کہ مہندی کی رسمیں در حقیقت کیسے کروانی چاہیے تو کیا ہوا جب تک اسکا دماغ چل رہا تھا ۔۔۔۔ وہ اپنی زندگی سے چارم ختم نہیں ہونے دے سکتا تھا بڑی سہولت سے اسنے لاونج میں جھانکا بس ڈیڈ کو نہیں ہونا چاہیے تھا باقی تو سارے گھر کو ہی وہ دیکھ لیتا تو چاروطرف پھیلے سناٹے نے اسے مطمئین کر دیا۔۔ کہ سب تھک کر سو چکے ہیں۔۔ وہ سکون سے چلتا ہوا اوپر کی جانب آیا اور اسکے روم کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ۔۔ لاک دیکھ کر دل کیا باہر کھینچ کر چماٹ لگائے اسے۔۔ اب کیا وہ دروازہ بجا کر سارے گھر کو اٹھاتا وہ نیچے دوڑ کر گیا اور کیبنیٹ میں سے روم کی چابی۔۔ ڈھونڈ لی مطمئین ہوتا وہ پھر سے اوپر آیا اور کمرے کو ان لاک کر کے لمہوں میں وہ کمرے کے اندر تھا۔۔۔ لائبہ بیڈ پر بیٹھی تھی معلوم نہیں کیا سوچ کر اسکی آنکھوں میں نمی تھی اسکو اندر گھستے دیکھ وہ ایکدم اٹھ گئ اور اپنا چہرہ چھپا کر بیٹھ موڑ لی۔۔۔ حیدر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں کوئ دیکھ لے گا سب نے منع کیا ہے کہ ہم آپکو اپنا چہرہ نہیں دیکھائیں گے "وہ تیز تیز بول رہی تھی۔ یہ کیا بکواس بات ہے اور سب کی باتیں کیا مانو گی تم "وہ ساری رسموں کو فضول گردانتا اسکی جانب بڑھان۔ نہیں نہیں۔

پلیز دولہن دولہے کو شادی سے پہلے اپنا چہرہ نہیں دیکھا سکتی آپ سمجھے نہ "وہ بے تابی سے بولی کہ وہ رک جائے۔۔لائبہ۔ غصہ آرہا ہے مجھے یہ لوچی سی مہندی اٹینڈ کر کے دماغ نہ کھاؤ اور میرا۔"۔۔ آنکھیں بند کریں آپ "وہ۔۔اسے پاس آتا محسوس کر کے دور بھاگتی عجلت میں بولی۔ کیوں عزت لوٹنی ہے "وہ مزے سے بولا۔ ہنی تم سے لٹوانے کے لیے میں تیار ہوں۔۔لو کرلی آنکھیں بند "وہ دل پر ہاتھ رکھتا آنکھیں بند کر گیا لائبہ نے مڑ کر دیکھا کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہا تھا اور اسکی واقعی آنکھیں بند دیکھ کر۔ وہ اس تک پہنچی اور۔۔اسنے بیڈ پر پڑا رومال اٹھا کر جلدی سے اسکی آنکھوں پر باندھ دیا۔۔ واٹ "حیدر تپ ہی گیا اور رومال کھولتا کہ اسکے ہاتھوں کے نرم لمس اپنے ہاتھوں پر محسوس کر کے رک گیا۔ ان رسموں کو ہم بھی نہیں مانتے لیکن اگر ہمارے بڑے کہہ رہے ہیں تو ہم مانیں گے۔۔"۔وہ آہستگی سے بولی تھی مدھم مسکراہٹ تھی لبوں کی تراش میں جبکہ حیدر گہرہ سانس بھر گیا اوکے "اسنے بھی بات مانی۔۔بٹ میں تو کچھ اور سوچے بیٹھا تھا "وہ سر جھٹکتا۔۔بیڈ پر بیٹھ گیا اسے اندازا تھا ساتھ ہی بیڈ ہے جبکہ لائبہ۔۔ سمجھ نہ سکی اور پھر اس کیری کی جانب دیکھا آپ ہمارے لیے گفٹ لائے ہیں "وہ خوشی سے چہکتی کیری کیطرف بھاگی حیدر نے چوری سے اس رومال کو نیچے کر کے دیکھا وہ کیری پر جھکی ہوئی تھی واہ رے ستم گیری کے اب بھی چہرے کا دیدار نہ ہو سکا وہ پلٹی حیدر نے جلدی سے رومال آنکھوں پر چڑھا لیا جبکہ لائبہ جوش میں اس کیری سے۔ ۔سامان نکال رہی تھی جس میں ایک چولی تھی جو کہ اتنی وہیات تھی کہ ایکدم اسکے ہاتھوں سے گیری تھی۔۔ اور ایک مہندی کا ڈبہ تھا۔ یہ کیا ہے "وہ سمجھ نہیں سکی۔۔ ہماری مہندی کا سامان

رومینس نائیٹ" وہ سکون سے فخریہ بولا ہمیں آپکو اندر بیٹھانا ہی نہیں چاہیے تھا اٹھیں جائیں"۔۔
وہ جلدی سے اسکا بازو کھینچنے لگی۔۔ آووہیلو زبان نہ چلانا تمھیں پتہ نہیں کیوں نہیں یہ پتہ لگتا شوہر
کے آگے بولنے سے ساری نیکیاں ختم ہو جاتی ہیں بیویوں کو چاہیے شوہر کی ہر بات مانیں کیا ہو گا
لائبہ تمھارا اتنی فرشتوں کی لعنتیں کھاؤ گی تو ساری خوبصورتی ختم ہو جائے گی پھر پھرنا ایسے ہی منہ
اٹھا کر" وہ اسے بلیک میل کرتا بند آنکھوں سے بھی اپنے قابو میں کرتا بول رہا تھا آپ جھوٹ
بولتے ہیں ایسا کچھ کچھ نہیں ہوتا"۔ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ ایسا ہی ہوتا ہے اور میں کیوں جھوٹ
بولو گا اب تم ایک کام کرو جاؤ شاباش یہ پہن کر آؤ اور کسی باؤل میں یہ گھول لو" حیدر وہ کانپ سی
گئ۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمھارے ساتھ زبردستی کروں تو چلاتی رہو حیدر حیدر میرے ساتھ وہ
دوراتیں تو تمھیں اچھے سے یاد ہوں گی" وہ سکون سے بولا تھا۔ آپ آپ دور تو ہٹیں" وہ دور بھاگتی
بولی۔۔ اوکے میں ویٹ کر رہا ہوں اینڈ آئ پرومیس دلی خواہش کے باوجود بھی تمھیں نہیں دیکھو
گا جاؤ پہن کر آؤ مجھے اپنی مہندی اپنے انداز میں منانی ہے" وہ اسکے گال کو ہلکا سا چھوتا بولا جبکہ لائبہ
اس کے ضد کرنے پر کچھ سوچتی کہ رومال تو اسکی آنکھوں پر بندھا ہے وہ وہ چیزیں اٹھا کر اسکا حکم
ماننے کو چکی گئ تھی۔۔ اور بمشکل خود کو بھی جب وہ آئینے میں دیکھنے سے شرما گئ۔ تو۔۔ اسنے ہلکا سا
دروازہ کھول کر پہلے چیک کیا کہ آیا وہ رومال ہٹا تو نہیں چکا لیکن وہ اب بھی آنکھوں کو اسی رومال
سے چھپائے جو سرخ رنگ کا تھا وہیں بیٹھا تھا جبکہ لائبہ کو باہر نکلتے ہوئے شدید شرمندگی کا سامنا تھا
اور وہ باہر آئ تو حیدر کو احساس ہو گیا۔۔ اسنے جیسے ہی دیکھا لائبہ اپنے دوپٹے سے خود کو مزید چھپا

گئ۔۔ جبکہ وہ دیکھ کچھ نہیں رہا تھا۔ اسنے وہ مہندی ایک پیالہ میں گھول لی تھی اور اب ایکطرف رکھ دی حیدر ہمیں ڈر لگ رہا ہے ہم جا رہے ہیں" وہ گھبرا کر بولی اور بھاگتی ہی کہ حیدر نے اسکی کلائی کو جکڑا اور اپنی سمت کھینچا وہ عین اسکی گود میں آئ اور اسنے اسے پیچھے دھکیل دیا حیدر" وہ گھبرا کر بولی۔ اوکے شیٹ یور ماوتھ" وہ لاپرواہی سے بولا اور ایک ہاتھ سے اپنی آنکھوں پر سے رومال ہٹا کر اسنے۔۔۔ لائبہ کی پھٹی پھٹی آنکھوں پر رومال باندھ دیا نہیں حیدر" وہ احتجاجاً کسمسائ۔ جبکہ حیدر کی آنکھیں پھیل گئیں لائبہ خود کو اپنے ہی ہاتھوں سے ڈھانپنے کی کوشش کرنے لگی جبکہ حیدر نے اسکے ہاتھوں کو بھی اپنے قبضے میں کر کے اوپر تکیے پر لگا دیا وہ دنگ ہی رہ گیا تھا اسکے حسن کے آگے نگاہیں کو خیر کر دینے والا حسن۔۔ اور چند لمحے وہ اسکا دیدار کرتا رہا اور پھر بے ساختہ جھکتا چلا گیا ۔۔۔ لائبہ کی اتھل پتھل ہوتی دھڑکنیں اسکے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ ساتھ کبھی بڑھتی تو کبھی گھٹتی اور وہ بہکتا ہوا اسکے وجود پر۔۔ اپنے نام کی مہریں ثبت کرنے لگا تھا اور جیسے ہی لائبہ کو اپنی کمر پر بلاؤز کے ہک پر ہاتھ محسوس ہوا۔ وہ اسے ایک جھٹکے سے دور کر گئ۔۔ جبکہ حیدر شاید اس موڈ میں نہیں تھا ابھی سے کیوں گھبرا رہی ہو۔۔"۔ وہ مسکراتے لہجے میں سوال کرنے لگا آپ چیٹر ہیں" وہ بے اوسان سی ہوتی بولی۔۔ چیٹر ہی سہی" اسنے اسکے دانتوں تلے لبوں کو چاہت سے اپنی جنونی گرفت میں سمالیا۔ جبکہ۔۔ لائبہ اپنے حواس کھونے لگی تھی وہ جابجا اسے پیار کر رہا تھا جبکہ وہ کسی موم کیطرح اسکے گرم بازوؤں کی حرکات کو نہ سہتے واقعی پگھلتی جا رہی تھی اور اسی سے تھک کر اسی کے شانے پر سر رکھے وہ گھیرے سانس بھرنے لگی شکر تھا اسکی آنکھوں پر پٹی تھی ورنہ شاید

وہ سہہ نہ پاتی اور اچانک اسے کچھ ٹھنڈا ٹھنڈا اپنے گال پر لگتا محسوس ہوا۔ وہ چونک سی گئ۔۔ مہندی مبارک" وہ اسکی پیشانی کو۔۔ دلفریبی سے چومتے بولا تھا جبکہ لائبہ۔۔ کے لبوں پر مسکان سی ابھری۔۔ اور حیدر اسکا یہ شعلہ بار حسن اپنے ہی بازوؤں میں یوں کھلے عام دیکھ خود کو قابو میں نہیں محسوس کر رہا تھا۔ ایک بار پھر اسکے ہاتھوں کی حرکت نے لائبہ کی سانسوں کو مدھم کر دیا۔ وہ مہندی اسکے شولڈر پر لگاتا مسکرایا جبکہ لائبہ۔۔ شکر تھا یہ سب دیکھ نہیں پا رہی تھی لیکن محسوسات تمام کر رہی تھی اور گویا اسکے چھونے سے ساری حسیں بیدار سی ہو جاتی تھی۔ جیسے جسم کا رواں رواں اسکے ہاتھ کی حرکت کے ساتھ ساتھ چل رہا ہو۔ وہ اسکی گردن پر ایک خوبصورت سا مارک چھوڑتا مسکرایا۔ اور آہستگی سے اسکی آنکھوں سے رومال ہٹا دیا نہیں" وہ بے حد مدھم بولی تھی۔ جبکہ اسکی نہیں کو اسنے خوبصورتی سے چن لیا۔ شروعات ہے اور اتنا گھبرا رہی ہو۔۔ وہ ابٹن اور خوشبو دار مہندی۔۔ کو ہاتھ کی انگلیوں میں بھرتا نہایت دلچسپی سے اسکے گالوں سے لگاتا گردن تک لے آیا۔ جبکہ لائبہ آنکھیں کھول نہ سکی اور گردن سے سفر آگے جاتا کہ اسنے اسکے ہاتھ پر تھپڑ مارا جبکہ وہ دل کھول کر ہنسا میں شادی کی رات اپنے گھر پر مناؤ گا" وہ اسکی پیشانی پر پھر سے پیار کرتا بولا جبکہ وہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی کیوں" کچھ شرمائ شرمائ سی بولی۔۔ مجھے سب کے ساتھ رہنے کی عادت نہیں تبھی شاید جلدی چیڑ جاتا ہوں" وہ خود ہی ہنس دیا لیکن حیدر آپ سب کے ساتھ رہیں گے تو سالار انکل زیمل آنٹی سب کو خوشی ہو گی"۔۔ وہ اسکی شرٹ کو مٹھیوں میں بھرتی اٹھنی کی کوشش کرنے لگی جبکہ کچھ شرما کر خود پر کمبل بھی کھینچا تھا حیدر اسکے پہلو میں ہی

دراز ہو گیا اور اسے اپنے بازو میں بھر لیا کہ اسکی شرم جھجھک کچھ کم ہو جائے۔۔مجھے علم ہے مگر میں مجبور ہوں۔۔ تم اس معملے میں کچھ مت کہنا۔۔ میں دیکھ لوں گا سب کچھ "۔۔ مگر" وہ منہ بنا گئ۔ ہمیں اکیلے نہیں رہنا" وہ منہ بسور کر بولی کیوں زریاب کو دیکھا ہے تم نے تم کیا چاہتی ہو میرے بچے نہ ہوں "۔۔ وہ بھڑکا حیدر" وہ سرخ پڑ گئ۔۔ لائبہ مجھے کم از کم بھی ساتھ اٹھ بچے چاہیے یہ صاف بات ہے میرا دل ہے میرے گھر میں میری محبت کے ڈھیر سارے پودے جگہ جگہ پھودکیں کے لوگ دیکھ کر حیران رہ جائیں اور تم پر ترس کھائیں واہ" وہ مزے سے بولا۔ جبکہ وہ ایسی اتری ہوئ شکل سے اسے دیکھ رہی تھی جیسے ابھی رو دے گی ٹھیک ہے اب سو جاؤ جان چھوڑ رہا ہوں تو مطلب یہ نہیں میسنی بن جاؤ ایک دن رہ گیا ہے کل کا انتظار تو میں نے ساری زندگی کیا ہے" وہ اسکے گال کو چھوتا نیچے ہوتا دونوں پر بلنکیٹ ڈھک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ زار" وہ الٹیاں کر کے تھکتی اسے زور سے کشن پھینک چکی تھی واٹ دا" وہ بھڑک کر پلٹا جبکہ روشی کا چہرہ دیکھ کر ایکدم سیدھا ہوا۔ کیا ہوا ہے یار کیوں تم چڑیل بن کر پیچھے کھڑی ہو گئ ہو" وہ بے زاریت سے بولا۔ میرا یہاں برا حال ہو رہا ہے اور آپ کی نیندیں پوری نہیں ہو رہی کیسے شوہر ہیں آپ زار" وہ اس سے غصے سے بولی۔ اوہ" وہ اٹھا اور مسکراہٹ روکتا اسکی جانب بڑھا۔ بتاؤ کیا ہو رہا ہے طبعیت خراب ہے" وہ اسکا گال چھوتا بولا بھوک لگ رہی ہے مجھے آپ ابھی مجھے کچھ بنا کر کھلائیں" وہ بولی اور۔۔ ذرا منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔ جو حکم" وہ سر خم کرتا بولا بٹ کیا میں تھوڑا اپنا منہ میٹھا کر لو" اچانک ہی کہتے ساتھ اسنے اسکو ایکدم اپنے بازوؤں میں جکڑا اور اسکے لبوں کی تراش کو بڑی نرمی

مسکراہٹ اور مسروریت سے چھونے لگا تھا روشانے شرما سی گئ۔۔ اور وہ خود کو اسکی سانسوں میں بہکانے لگا وہ اپنی مرضی سے دور ہوا اور۔۔ اسکو بازوؤں میں آچکالیا چلو۔ تمھیں رومنٹک ناشتہ کراتا ہوں۔ آنکھ دبا کر وہ باہر نکلا تو۔۔ صبح کا وقت تھا اور سب ہی کمروں میں تھے تبھی باہر کوئ نہیں تھا جبکہ روشانے ڈر رہی تھی کوئ انھیں ایسے دیکھ لے گا تو کیا سوچے گا مگر وہ اسے سہولت سے لے کر کچن میں اگیا۔ اور اسے کیبنیٹ پر بیٹھا کر ناشتہ بنانے کے لیے انڈے اٹھا کر بڑی مہارت سے انڈے پھوڑنے کی کوشش کرنے لگا اور ناکامی کا سامنا ہوا۔ کیونکہ انڈے اسکے ہاتھوں میں ہی ٹوٹ گئے زیادہ ہنسنے کی ضرورت نہیں ہے" اسنے چھری دیکھائی نہیں اتا بنانا لیکن تمھارے لیے کوشش تو کر رہا ہوں "وہ بولا اوہ ہ" وہ کھکھلا دی۔ اور۔۔ زریاب نے اسکی مسکراہٹ کو بڑی شدت سے پیار کیا تھا۔ آہ" وہ اسے جھٹک کر دور کر گئ۔ میں نے ناشتہ کرنا ہے آپ میری ساری انرجی۔۔ ختم کر دیتے ہیں" وہ منہ بنا کر بولی۔۔ جبکہ زریاب ہنسنے لگا اور اس سے جب کچھ نہیں بن پڑا تو روشانے کو ہی ناشتہ بنانا پڑا تھا۔ جبکہ زریاب اسکے ساتھ چیڑ خانی کرتا رہا۔ اور وہ شرمائ شرمائ سی تھی۔ ہائے رومنٹک کپل۔۔۔۔۔۔ کچن میں کھلے عام رومینس سے بہتر ہے آپ۔۔ کمرے میں جائیں "۔۔ ایان کی آواز سن کر وہ دونوں گھبرا کر پلٹے۔۔۔۔۔۔۔ ڈرا دیا تم نے" زریاب اسے خوشگوار حیرت سے دیکھتا بولا جب کام ایسے کریں گے تو ڈریں گے ہی" ایان نے آنکھیں گھمائ اور زریاب ہنس دیا۔ پورے حق سے کر رہا ہوں۔۔" وہ آنکھ دبا کر بولا۔ وہ حیدر بھائ کا اثر چڑھ ہی گیا آپ پر بھی" وہ ہنستے ہوئے بغل گیر ہوا۔ جبکہ پہلے سے بہت مختلف لگ رہا تھا بڑھی ہوئ بریڈز اور۔

۔ہیلتھ میں بھی کافی فرق آیا تھا جو اسے اسکی عمر سے بڑا دیکھا رہیں تھیں۔کیسے ہو ہمیں تو لگا تم نہیں آنے والے" زریاب کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ حیدر بھائی ہے انکا نام۔۔وہ جس کو چمٹ جائیں جب تک اس سے اپنی بات نہ منوالیں وہ ہٹتے نہیں ہیں" ایان نے نفی میں سر ہلایا۔ بھابھی جان برا نہ لگے تو مجھے بھی ایک کافی کا مگ دے دیں فلائیٹ کی وجہ سے تھکاوٹ ہو رہی ہے" وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا جبکہ روشانے ہنس پڑی۔۔۔بھابھی جان کتنا عجیب ہے آپ مجھے روشانے ہی کہیں بہت مہربانی" وہ تھوڑا منہ بنا کر بولی تو ایان مسکرا کر سر ہلا گیا اور روشانے کافی کا مگ لینے چلی گئ۔۔۔اور دوسری طرف وہ دونوں لاونج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئے اب کچھ باتوں میں ہی لگے ہوئے تھے کہ نور کی آواز پر۔۔زریاب نے مڑ کر۔دیکھا جبکہ نور دوسری طرف رک گئ۔زریاب ۔۔۔بابا کہاں ہیں" کچھ توقف سے وہ۔۔خود کو سنبھالتی بولی جبکہ ایان نے بس ایک نظر دیکھا تھا اور پھر روشانے سے کافی کا مگ تھام کر وہ کافی پینے لگا۔۔۔ میں نے انھیں نہیں دیکھا ہو سکتا ہے ابھی روم میں ہوں" وہ بولا جبکہ نور سر ہلا کر وہاں سے چلی گئ۔۔ معلوم نہیں کیوں وہ اسے دیکھ کر کافی شاکڈ تھی کیونکہ وہ۔۔۔وہ ایان نہیں تھا جو بہت ینگ سا نوجان لڑکا سا لگتا تھا جو کالی لیدر کی جیکٹ کافی شوق سے پہنتا تھا وہ اب اپنی عمر سے کافی بڑا لگ رہا تھا زریاب نے ایان کی جانب دیکھا وہ بلکل نارمل تھا۔۔اب بھی پڑھائی سے بھاگتی ہو یہ پڑھ رہی ہو میڈیم" وہ روشانے سے پوچھ رہا تھا میں۔۔۔میں کیوں پڑھو اب تو میں مما بننے والی ہو اور جب مما بن جاتے ہیں تو۔۔پڑھتے وڑھتے نہیں ہیں ایان بھائی" وہ منہ پھاڑ کر بولی ایان نے زریاب کی جانب دیکھا جس کی شکل دیکھ کر قہقہہ

اٹڈنے کو بے تاب تھا اسنے پھر بھی کپ منہ سے لگا لیا۔۔۔ کیا بکواس ہے یہ "زریاب نے اسے گھورا تو یہ ہی تو سچ ہے میں اب نہیں پڑھا گی نہ "روشانے کو ڈر لگنے لگا کہیں وہ دوبارہ اسی ضد پر نہ ا جائے۔۔ دو لگاؤ گا تھپڑ آئندہ منہ کھولا تو اور پڑھو گی تم۔۔۔۔ کہا ہے نہ میں نے تم ماسٹر زلازمی کرو گی" وہ اب قدرے بلند آواز میں بولا ویری گڈ تمھیں پڑھنا چاہیے اتنی سی وہ اور گھریلو زندگی گزارنا چاہتی ہو ناٹ فائیر "وہ سنجیدگی سے بولا جبکہ زریاب جانتا تھا وہ ہنسنے کو بے چین ہے۔۔ میں بلکل نہیں پڑھو گی پھر چاہے کچھ بھی ہو جائے "وہ غصے سے کہہ رک اٹھ کر چلی گئ۔ جبکہ ایان نے کپ رکھا اور منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگا شیٹ آپ زریاب سر جھٹک کر بولا۔ شرم آنی چاہیے تمھیں اتنی بھی کیا جلدی تھی"۔۔ آوو تو شرم کر میری شرم کے دن جا چکے ہیں" وہ ڈھٹائی سے بولا جبکہ ایان نے شانے آچکا دیے۔ میں کیا شرم کرو۔ "وہ سمجھا نہیں شادی وادی کا کوئ ارادہ بھی ہے یہ جھک مارنی ہے" یہ حیدر کی آواز تھی اور اسکے ہاتھ سے کافی کا مگ چھین کر وہ لبوں سے لگاتا سکون سے بولا۔ آپ تو کسی طوفان سے کم نہیں ہیں "ایان برا سا منہ بنا کر بولا۔ ہاں تو طوفان تمھارے سر پر منڈلائے اس سے پہلے سوالوں کے جواب دو" وہ ٹانگیں آگے ٹیبل پر پھیلاتا بولا۔ شادی۔۔۔ کے بارے میں میں نے نہیں سوچا" وہ سنجیدگی سے بولا تو سوچو کنوارے بے رونق زندگی گزارو گے یہ یوں ہی منہ مارتے پھیرنے کا پلین ہے"۔۔ حیدر بھائ خدا کا خوف کریں میری ماں مجھے سولی پر لٹکا دے گی" ایان تو سٹپٹا گیا یعنی تم منہ مارتے ہو۔ "حیدر نے ارے ہاتھوں لیا آوو نہیں یار " ایان نے ہاتھ جوڑ دیے جبکہ اب باری زریاب کے ہنسنے کی تھی وہ پھیل کر بیٹھ گیا۔ گڈ ہونا بھی نہیں

چاہیے کچھ میں تم سے بہت ضروری بات کر رہا ہوں اور یہ سمجھنا میں دوٹوک بات کرتا ہوں دوبارہ یہ سوال نہیں کروں گا" بھائی رک جائیں بابا کر لیں گے "زریاب نے روکا تم تو چپ کرو بابا کے چمچے "وہ گھور کر بولا جبکہ زریاب منہ بنا گیا۔۔۔ دیکھو ایان صارم نے نور آپی کو ڈائیورس دے دی ہے۔" ایان کے ری ایکشن پر وہ کچھ مطمئین سا ہوا کیونکہ وہ حیرانگی سے دیکھ رہا تھا اور۔۔ اسکی تکلیف کو شاید محسوس کیا تھا بھلے ایک لمحے کے لیے ہی کیوں نہ کیونکہ بعد میں اسکی آنکھوں کا ری ایکشن بدل چکا تھا۔ اور۔۔ میں کیا ہم سب یہ چاہتے ہیں اینڈ آئی نو تم اب بھی نور آپی سے محبت کرتے ہو تو اپنی محبت کی وسط کو بڑھاؤ اور ان سے نکاح کر لو۔۔ کہ کوئی تم سے دوبارہ انھیں الگ نہ کر سکے "۔۔ جب پہلے شادی ہو رہی تھی تب اتنے مظبوط لہجے میں یہ کہنے کے لیے مرتضیٰ ہاؤس میں کوئی نہیں تھا" وہ سپاٹ تیوروں میں بولا اگر مرتضی ہاؤس کے معملات میں پہلے انٹرفیئر کرتا تو یقیناً وہ اس داغ کی شرمندگی کو نہ سہی رہی ہوتیں"۔۔ وہ بولا تر کی باتر کی بولا ایان خاموش ہو گیا ٹھیک ہے تمھاری چوائس ہے شادی تو انکی ہو گی۔ تم کرتے تو زیادہ مناسب تھا۔۔" وہ لاپرواہی سے کہہ گیا جیسے فیصلہ اسپر چھوڑ کر خود پر سکون ہو گیا ہو۔ ایان۔۔ خاموش بیٹھا رہا اور دونوں اسکی شکل دیکھتے رہے اور وہ اب بھی نہ مانیں تو" کچھ توقف سے بولا یہ ہمارا کام ہے۔۔ تمھاری ہاں۔۔ بہت میٹر رکھتی ہے "زریاب بھی بولا تم اپنی آنا کی بھینٹ اپنی محبت کو نہ چڑھانا جس طرح عارض چاچو نے اپنی بیٹی کو اپنی آنا کی بھینٹ چڑھایا نور آپی کا کوئی انٹرفیئر نہیں تھا کسی معاملے میں ۔۔۔۔ تمہارے اختیار میں ہوں تو سارے سوالوں کے جواب لے لینا" وہ آگے مشورہ بھی معنی خیزی سے

دے گیا جبکہ زریاب کو دیکھ کر آنکھ دبائے تھی۔ بھائی ہماری بہن ہے" زریاب نفی میں سر ہلاتا بولا
۔اوہ" حیدر۔ڈھٹائی سے ہنسنے لگا جبکہ ایان بھی نفی میں سر ہلانے لگا۔۔۔۔ ہمم عارض ماموں۔۔ تم
انکا نہ سوچو دوبارہ سر اٹھائیں تو ٹکا کر جواب دینا اور کہہ دینا بھگا کر لے جاؤں گا۔۔ پھر بیٹھ کر رو لینا
آسان مشورہ مفت مشورہ بلکل فیس کے بنا حالانکہ میں کبھی پیسے کے بنا کام نہیں کرتا" وہ جیسے
احسان کرنے لگا بڑی نوازش ہے" وہ دونوں بیقوقت بولے جبکہ حیدر فخریہ مسکرا دیا۔ ہمم ٹھیک
ہے میں تیار ہوں" کچھ دیر بعد وہ بولا تو وہ دونوں ایکدم کھڑے ہو گئے آووو جیو۔۔۔۔ بہنوئی
صاحب" وہ دونوں اٹھے اور ایکدم اسکے گرد بھنگڑا ڈالنے لگے ایان ہنس دیا نور نے اوپر سے یہ منظر
دیکھا تھا اور نگاہ تو ایان کی بھی اٹھی تھی مگر وہ بڑی لاپرواہی سے نگاہ گھما گیا۔۔ نور کی آنکھوں میں
آنسو اگئے اسکے دونوں بھائی کس طرح اسکا رشتہ ایان کے ساتھ جوڑ رہے تھے اور وہ شخص بدل گیا
تھا بہت وہ کمرے میں چلی گئ جبکہ نیچے حیدر اور زریاب نے ہنگامہ مچایا ہوا تھا جو رفتہ رفتہ سب کو
کمروں سے باہر نکالنے کا سبب بنا۔ اور۔ سب ہی ایان کو دیکھ کر کافی خوش ہوئے تھے۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ بات بڑوں میں نکلی تو عارض خاموش ہی رہا۔ بتائیں
عارض بھائی کیا اپ میرے بیٹے کے حوالے اپنی بیٹی کرنا چاہیں گے میرا وعدہ ہے اسکی آنکھ کو کبھی
بھیگنے نہیں دوں گی"۔ وہ بولی جبکہ سالار کبیر اور زین مسکرا دیے تھے۔ اور عارض خاموش بیٹھا تھا
۔۔۔۔ مجھے منظور ہے اور میں معافی چاہتی ہوں عمل میں نے پہلے تم پر اعتبار نہیں کیا شاید زندگی
میں کبھی بھی یہ گلٹ میرے سینے سے نہ نکل سکے"۔ عارض نے آیت کی جانب دیکھا جبکہ آیت

نے اسکے کسی بھی فیصلے کو آج اہمیت نہیں دی تھی ساری زندگی اسنے اسکے حکم پر ہاں کی تھی جو اسنے کہا جیسے کہا سب ویسے ہی لیا مگر اب۔۔وہ اپنی بیٹی کا فیصلہ اپنے دل سے لینا چاہتی تھی اور شاید لے چکی تھی۔۔۔۔گڈ میں تمھارے ساتھ ہوں اس فیصلے میں" سالار سب سے پہلے بولا اور رفتہ رفتہ سب بولے تو اسکا حوصلہ کھلا تھا ٹھیک ہے۔۔میں راضی ہوں" عارض کچھ توقف سے بولا جبکہ ایان طنزیہ مسکرا دیا۔۔بیٹی کو برباد کر کے اب راضی ہوا جا رہا ہے وہ اٹھ کر ان سب کے بیچ سے چلا گیا ۔۔۔۔جبکہ لون میں اکر اسنے سیگریٹ نکال کر لبوں میں دبایا۔۔تو اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا وہ جانتا تھا کون ہو گا۔۔۔شادی کے لیے ہاں کیوں کر رہے ہو بدلا چاہتے ہو" نور کی اواز پر وہ مڑا۔۔۔ ہاں" ایک لفظی جواب دیا۔نور حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔ہاں اپنی بے عزتی کا بدلا اور آپکے باپ کا ٹوٹا نکھرا دیکھ کر کچھ دلی تسلی ہوئی ہے اور آگے اس سے بھی زیادہ توڑ دوں گا"۔۔تو تم بھی صارم جیسے نکلے ہاں مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔میرے بھائی ایسے نہیں ہیں" نور نفی میں سر ہلانے لگی جیسے اسکی بات سے انکاری ہو۔میری بہن ہوتی تو وہ بھی یہ ہی کہتی" وہ شاید کچھ زیادہ ہی بدل گیا تھا جواب پر جواب تیار تھا میں تم سے شادی نہیں کروں گی" نور نے غصے سے کہا اچھا لگا یہ سن کر اگر آپ حامی کر لیتی تو کہتا ہی کون کہ عارض کی بیٹی ہیں"۔۔ماموں ہیں وہ تمھارے" اور آپ میری ہونے والی بیوی تو احتیاط سے اور ذرا لحاظ سے بات کریں" وہ سیگریٹ کا دھواں اسکے منہ پر چھوڑتا وہاں سے پیچھے ہٹ گیا جبکہ نور حقہ بقا تھی وہ انکار کرنا چاہتی تھی ایک بار پھر مگر اس بار اس کے انکار میں کمزوری کیوں تھی کیا وہ ایمپریس ہو رہی تھی وہ سر جھٹک گئی کیا ہو گیا ہے پاگل ہو گی ہو تم

نور" وہ غصے سے خود سے ہی بولی۔۔ وہ بچی نہیں تھی پھر ایسا کیوں سوچ رہی تھی۔۔۔ وہ اس سے چھوٹا تھا مگر اسکا انداز اب بلکل ایسا تھا جیسے وہ اس سے بہت بڑا ہو نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اسی کو سوچ رہی تھی آج حیدر کی بارات تھی اور آیت کہہ گئ تھی کہ اسکی بھی بارات آج ہی ہو گی۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کیا کرے اسکا دل ڈر سا رہا تھا۔ دھڑک رہا تھا وہ جو جمود صارم کے وقت تھا وہ ٹوٹ رہا تھا وہ گھبرا رہی تھی وہ پریشان تھی۔۔۔۔ روشانے بھاگو مت" وہ عجلت میں بولی وہ نیچے بھاگ رہی تھی اور سیدھا جا کر زریاب سے ہی ٹکرائی جو اب اسے جھاڑ رہا تھا کہ وہ کس کنڈیشن میں ہے اور پھر بھی سر جھاڑ منہ پھاڑ پھرتی ہے وہ ہلکا سا مسکرا دی اسنے محسوس کیا برسوں بعد مسکرائ ہو اچانک اپنے پہلو میں کوئ محسوس ہوا تو ذرا گھبرا کر دیکھنے لگی۔ وہ مانتی تھی اسکی شخصیت کی تبدیلی نور کے اعصابوں پر سوار ہو رہی تھی۔ مسکراتی ہوئی اتنی بھی بری نہیں لگتی"۔ک۔۔۔ کیا مطلب ہے" اچانک اسکے دماغ میں صارم کے الفاظ گونجنے لگے کیا وہ بدصورت تھی جو وہ بھی ایسے بولا تھا مسکراتی رہا کرو۔۔ چاند سی چمک محسوس ہوتی ہے" وہ گھیری نظروں سے بہت سنجیدگی سے بولا ۔ت۔۔۔ تم مجھ سے بکواس مت کرو۔" وہ سنبھل کر جواب دینے لگی۔ آپ" اسنے ٹوکا۔ شوہر کو جتنی عزت دی جائے عورت اتنی محبت حاصل کرتی ہے اپنی ویز نکاح نامے پر میرے نام کو اپنے ساتھ جوڑتے دیکھ گھبرا نا مت میرا ہی ہونا تھا تمھیں اگر تمھارا باپ بیچ میں نہ آتا۔۔"۔۔ وہ حونک کھڑی تھی ۔ جبکہ وہ جرت کی انتہا پر تھا ہاتھ بڑھا کر اسکا گال ہلا سا چھو کر وہ پہلو سے نکل گیا۔------------------------------------ جاری ہے نور نے پارلر

جانے سے انکار کر دیا تھا وہ چاہتی ہی نہیں تھی کہ ایک بار پھر سے وہ ویسے ہی سب چیزوں میں حصہ لے اور آگے جا کر اسے پھر کسی ایسی مصیبت کا سامنا ہو جو اسے پھر سے تکلیف دے۔۔ تبھی اسنے انکار کر دیا تھا البتہ لائبہ پارلر جا رہی تھی۔ اور روشانے بھی اسکے ساتھ تھی وہ حیدر کی رات جر توں پر بری طرح پریشان تھی کجا کہ اج وہ قابو سے باہر ہی ہوتا اسکے گال پر بھی نشان پڑ گیا تھا جسے اسنے رگڑ رگڑ کر ہٹایا تھا مگر مہندی کا نشان ایسے بھی نہیں ہٹنے والا تھا تبھی اسنے ماسک پہنا ہوا تھا اور ابھی وہ راستے میں ہی تھے کہ حیدر کی فارچنر انکی گاڑی کے سامنے اکر رکی ڈرائیور نے فوراً گاڑی کو بریک لگایا اور وہ گاڑی سے اترا۔۔ سیاہ جینز شرٹ میں سیاہ گاگلز لگائے وہ اس چمکتی دھوپ میں چلتا ہوا اسکے پاس آرہا تھا اور وہ لائبہ کیطرف والا گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے باہر کھینچ گیا حیدر بھائی " روشانے چلائی۔۔ روشی تم نے منہ کھولا میں تمھارا وہ حشر کروں گا یاد رکھو گی " وہ گاگلز ہٹاتا دھمکانے لگا آپ یہیں روکیں یہیں " جبکہ روشانے غصے سے۔۔ سالار کو کال کرنے لگی۔ حیدر یہ کیا کر رہے ہیں۔ دفع کرو اسے اس چیونٹی کو تو بعد میں دیکھو گا "۔ حیدر ہم نہیں جائیں گے " وہ اس سے ہاتھ چھڑانے لگی۔ تیری ایسی کی تیسی۔۔ "۔۔ وہ۔ غصے سے اسے بازو میں روشانے اور ڈرائیور کے سامنے ہی اٹھا چکا تھا۔ جبکہ روشانے نے پٹ سے سالار کو ساری روداد سن ڈالی۔۔ تھی۔۔ جبکہ ڈرائیور نیچے منہ کیے ہنسنے لگا۔ اور حیدر اسے گاڑی میں ڈال کر یہ جا وہ جا۔

------------------۔ آپ آپ کیا چاہ رہے ہیں کیوں لائے ہیں ہمیں اپنے ساتھ آپکو شرم کیوں کیوں نہیں آتی حیدر " وہ اپنا چہرہ چھپا گئی۔۔ وہ کچھ اور سمجھ رہی تھی اور جو وہ سمجھ

رہی تھی حیدر فلحال وہ سب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اسکی سوچ پر ہنسی دباتا وہ۔۔ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا جب اسنے اپنا چہرہ تھک کر اپنے ہاتھوں سے آزاد کیا تو اسکی جانب دیکھنے لگی ماسک کیوں پہنا ہوا ہے" وہ تعجب سے پوچھنے لگا۔ جبکہ۔۔لائبہ نے غصے سے ماسک کو کھینچ کر اتارا اور حیدر بڑی گھیری نظروں سے اسکے گال پر نشان دیکھنے لگا۔ یہ کس۔۔ماہ پرش نے اتنا زبردست مارک دیا ہے تمھیں۔۔ دیکھو کتنی خوبصورت لگ رہی ہو" وہ ایک آنکھ دباتا اسکی سیٹ کے اوپر لگا شیشہ ہاتھ مار کر اسکے سامنے کرتا بولا۔ نہایت بے شرم اور بے ہودہ لگ رہے ہیں پارلر والی کیا سوچے گی ہمیں تو یہ خوف تھا"۔۔ وہ منہ بنا کر شیشہ بند کر گئ۔۔ اسنے کیا سوچنا ہے بس اتنا ہی سوچے گی کہ بارات سے پہلے ہی۔۔ی۔ی ی۔" وہ معنی خیزی سے بالوں میں ہاتھ چلاتا بات ادھوری چھوڑ گیا۔ جی نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا تھا" وہ عجلت میں اسکا بازو جھنجھوڑ گئ۔۔ یہ تو تمھیں لگتا ہے نہ چہ چہ چہ۔۔ لائبہ ایک بار پھر تم کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھی ویسے تمھیں نہ معافی نہیں ملے گی پکا جھنم میں جاؤ گی کیسے کپڑے پہنتی ہو لالچی کر دیا ہے تم نے مجھے اپنا" وہ اسکا دم نکالتا سکون سے منہ بنا بنا کر بول رہا تھا جبکہ اسکی آنکھیں دیکھتے ہی دیکھتے بھرنے لگیں ایسا۔۔ایسا نہیں ہے ہم ہم نے کچھ نہیں کیا"۔۔ وہ منمنائی جبکہ حیدر سر جھٹک گیا۔ اب تو ہو گیا اب نہ نہ کر کے کیا کیا جا سکتا ہے" وہ۔ ۔شانے اچکا گیا ہمارا دل کرتا ہے ہم آپکو بہت ماریں" اسکی آنکھ سے آنسو نکلا اور گال پر گیرہ۔ اوہ ہ بیبی ڈر گیا" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔ جبکہ لائبہ نے پھر سے اسکے بازو پر تھپڑ مارا آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں ہمیں " جنت میں چلو گی میرے ساتھ " وہ اسکا ہاتھ تھام کر اسکی ہتھیلی ہر پیار کرتا مسکراتی

نظروں سے پوچھنے لگا لائبہ خود بھی مسکرادی جہاں آپ کہیں گے ہم وہاں آپ کے ساتھ جائیں گے "وہ بولی۔۔ جبکہ حیدر پھر سے اسکی کلائی پر پیار کرتا ڈرائیو کرنے لگا پلیز بتادیں سالار انکل غصہ کریں گے وہ پہلے ہی غصہ کرتے ہیں آپ پر" وہ آہستگی سے بولی اور حیدر نے سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا۔ دیکھو ویسے تو مجھے یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں لیکن آئندہ تم ان معملات میں انٹرفائیر مت کرنا۔۔۔ میرا باپ ہے اور وہ مجھے ایسے ہی پسند ہے۔۔"۔۔ وہ کچھ سنجیدگی اور غصے سے بولا۔ ہم نے برائی تو نہیں کی "لائبہ سنبھل گئ۔ تم کر بھی نہیں سکتی" وہ گھورنے لگا سوری"۔۔ وہ اہستگی سے بولی۔۔ جبکہ حیدر سر ہلا کر اسکا ہاتھ چھوڑ چکا تھا ہم سچ میں سوری ہیں پلیز حیدر" وہ بولی تو حیدر نے گال پر انگلی رکھ دی۔ شاید بات بن جائے" آنکھوں میں ایک بار پھر شرارت ناچ اٹھی۔۔ ہم نہیں کریں گے "۔ وہ صاف مکر گئ حیدر نے گھورا۔۔ مگر وہ رخ موڑ کر بیٹھ گئ۔۔ تمھیں تو میں نے دوسرے دن موٹی کر دینا ہے" واٹ" وہ اسکی بات پر اچھلی سمجھدار ہو" حیدر اسکے فورا سمجھنے پر شاندار قہقہہ لگا اٹھا جبکہ لائبہ نے اسکے بازو پر زور زور سے مکے برسا دیے۔ کبھی تو اس زبان کو روک لیا کریں" وہ مسکراہٹ روکتی بولی۔۔ جبکہ حیدر چمکتی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ میں نے تو انتظار کیا ہے تمھارا تمھارے ساتھ رہنے کے لیے تمھارے ساتھ بات کرنے کے لیے اور تم کہتی ہو میں چپ رہو میں چپ رہا تو تمھاری زندگی کے رنگ ختم ہو جائیں گے میڈیم ڈھونڈتی پھیرو گی ان رنگوں کو جو میرے ہونے سے ہیں"۔ وہ بولا جبکہ لائبہ۔۔ اسکو دیکھتی رہ گئ جب وہ ماضی کی بات کرتا تھا ایسا لگتا تھا ساری غلطیاں اسکی ہیں وہ تو محبت کی انتہا کرتا تھا اس سے اور

وہ یہ سمجھتی رہی کہ حیدر بدل گیا ہے۔۔۔ حیدر ہم آپ کو کبھی چھوڑ نہیں سکتے اور آپ کبھی چپ نہیں ہوئیے گا۔۔ آپ جیسے چاہیں ہمیں تنگ کریں" وہ بولی حیدر اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا اتنی بیوقوف لڑکی بھی کسی کو نہیں ملی ہو گی آج تک۔۔اب معلوم نہیں وہ بیوقوف تھی یا حیدر ایکسٹرا سمارٹ تھا رات کو بھی" وہ مزے سے بولا۔ جبکہ وہ سرخ سی ہوئی۔۔اور آہستگی سے گردن ہلا گی۔ واہ ایسی بیوی ہونی چاہیے دیکھنا کنفرم جنتی ہو اب تم" وہ اسکے ہاتھ پر پھر سے جھک کر پیار کرتا۔۔ گاڑی کو ایکدم بریک لگا گیا جبکہ لائبہ کھکھلا دی۔۔جسے وہ جنتی حیدر کے کہنے سے ہو گئ ہو۔۔اور اسے یقین اگیا تھا جو حیدر نے کہہ دیا بس وہ ہی ہو گا لیکن جلد ہی مسکراہٹ سمٹی تھی کیونکہ وہ جیل کے باہر کھڑے تھے وہ کیوں اسے یہاں لایا تھا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی جبکہ حیدر گاڑی سے اترا تو قدرے مختلف لگا۔۔ وہ بلکل ویسا نہیں لگ رہا تھا جیسا وہ ہوتا تھا ہم یہاں کیوں آئے ہیں" وہ آہستگی سے اسکا ہاتھ تھامتی بولی۔ ویٹ" حیدر سپاٹ نظروں سے ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر ایک آدمی بھاگتا ہوا اس تک پہنچا اور اسے بتایا کہ کام ہو چکا ہے ویری گڈ پیپرز دیکھاؤ" حیدر نے پیپرز لیے اور انکو پڑھنے لگا مجھے لگتا نہیں تھا یہ کام اتنی جلدی ہو جائے گا" وہ بولا جبکہ لائبہ اب بھی اسکے بازو سے چپکی کھڑی تھی وہ یہاں سہم سی گئ تھی۔ اور حیدر۔۔ مسکراتا ہوا اسکو لے کر پلٹا۔ جبکہ جیسے ہی وہ باہر آئے ایک خوبرو نوجوان پولیس کی وردی میں انکی طرف بڑھا زبردست ہو گیا حیدر صاحب آپکو کوئ وکالت میں مات نہیں دے سکتا" زوہیب خوش دلی سے بولا جبکہ وہ صرف مسکرایا۔ اور لائبہ دیکھ رہی تھی۔۔ تم تیار ہو پھر" حیدر نے پوچھا ہنڈرڈ پرسنٹ آپ چلیں

میں آتا ہوں اسی جگہ پر" وہ کہہ کر اندر چلا گیا اور دوسری طرف۔۔ حیدر گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا اور لائبہ اس سے کچھ نہیں بولی وہ کچھ سمجھ نہیں پا رہی تھی اور دوسری طرف۔۔ حیدر گاڑی دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد ایک سنسان علاقے میں لے ایا یہ کھولا میدان تھا۔ لائبہ کو کچھ غلط لگ رہا تھا حیدر گاڑی سے اترا اور ابھی دو لمحے ہی گزرے تھے دو پولیس کی گاڑیاں۔۔ آئیں اور وہی نوجوان جس کو حیدر زوہیب پکار رہا تھا وہ۔۔ معیز کو گریبان سے پکڑے گاڑی سے گھسیٹ کر نیچے پھینک چکا تھا لائبہ کی آنکھیں باہر نکل آئیں دوسری طرف۔۔ حیدر سیگریٹ سلگا کر لبوں میں دبا گیا اور سکون سے معیز کے قریب اگیا۔ جو کہ حیدر کے پاؤں پکڑ رہا تھا۔ مجھے چھوڑ دو میرے بیٹے کو چھوڑ دو تمھارے ساتھ ہم میں سے کسی نے کچھ نہیں کیا ہم دونوں باپ بیٹے بے قصور ہیں۔ معیز نے اسکے پاؤں پکڑ لیے۔ ہاں یہ سچ ہے تم نے میرے ساتھ کچھ نہیں کیا۔۔ تم بے قصور ہو حیدر سکون سے بولا قرض تو تمھیں میری بیوی کا چکانا ہے۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا میں ادھار نہیں رکھتا تو اپنی بیوی پر بھی کوئی ادھار نہیں چھوڑوں گا" وہ سکون سے کش بھرتا اسے دیکھتا بولا تھا معیز کچھ نہیں سمجھا۔ بیوی"۔۔ وہ بڑبڑایا۔ جبکہ۔۔ اسکی یاداشت پر حیدر ہلکا سا ہنسا اور سر ہلا کر۔۔ لائبہ کے سامنے سے ہٹا۔ جو گاڑی کے شیشے سے بت بنی یہ نظارہ دیکھ رہی تھی معیز لائبہ کو دیکھ کر ایکدم جیسے حیران رہ گیا اور دوسری طرف ارہم بھی یاد تو تمھیں سب اگیا ہو گا"۔۔ وہ دوبارہ اسکے سامنے اگیا ۔ مجھے معاف کر دو۔ "۔۔ معیز نے ہاتھ جوڑ دیے۔ ہاں اگر تم اس سے مانگو گے تو تمھیں ضرور معافی ملے گی دل سے معافی مانگو اور سکون سے دنیا سے رخصت ہو جاؤ۔۔ "۔ اسنے انگلی کا اشارہ

اسمان کیطرف کرتے کہا اور۔۔ زوہیب سے گن لے لی جبکہ لائبہ کے وجود میں حرکت ہوئی۔۔ اسنے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ تو گاڑی لاک کر چکا تھا نہیں۔ اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔۔ کوئی کیسا بھی تھا وہ اپنے حیدر کے ہاتھ خون سے رنگنا نہیں چاہتی تھی۔ لائبہ۔۔ لائبہ مجھے معاف کر دوں مجھے جیل میں ڈال دو میں اپنے حصے کی سزا بھگتو گا مگر مجھے مارو مت"۔۔ معیز چلا چلا کر بولے رہا تھا لائبہ حیدر کو پکار رہی تھی مگر آواز تھی کہ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔ اسکے کانوں کو اپنی آواز خود سنائی نہیں دے رہی تھی تو سامنے والے کو کیا سنائی دیتی۔ حیدر نے گن لوڈ کی اور دو فائر معیز کے ہاتھوں پر اور دو ہی فائر ارہم کے ہاتھوں پر مار دیے۔۔ حیدر "لائبہ کی چیخ واضح تھی۔ حیدر نے۔۔ مڑ کر دیکھا وہ بری طرح رو رہی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ حیدر نے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ایک بار پھر گن لوڈ کی اور مڑ گیا۔ تمھیں اسے چھونا نہیں چاہیے تھا معلوم نہیں میرے ساتھ کیا تکلیف ہے جو اسے چھوتا ھے میرا دل کرتا ہے۔۔ اسکے وجود میں اتنے چھید کر دوں کہ اپنے آپ کو دیکھنے قابل نہ رہے اور تیری وجہ سے وہ کہاں سے کہاں پھیری۔۔ پھر اپنی ماں سے الگ ہو گئی۔ تیرا۔۔ رہنا اسکی آنکھوں میں تکلیف کا سبب رہا تو لعنت ہے مجھ ہر" اسنے اسکی کنپٹی پر بندوق رکھی اور۔۔ ایک زبردست فائر ہوا اور معیز کی کنپٹی سے آر پار ہو گیا خون کی ایک پچکاری ریت پر پھیل گئی اور معیز کی آنکھیں یوں ہی پھٹی رہ گئیں اسنے ارہم کی جانب دیکھا جو باپ کی موت پر بلبلا اٹھا تھا اور اسکے بعد ارہم کی ٹانگوں ہاتھوں اور۔۔ یہاں تک کے اسنے اسکی جان نہیں لی البتہ اپنی بات پوری کرتے ہوئے اسکے جسم میں چھید کر دیے۔ جس سے وہ سانسیں تو بھر رہا تھا مگر اسے جلد

ہسپتال نہ لے کر جایا جاتا تو مر جاتا۔ زوہیب اور انکے ارد گرد کھڑی پولیس۔۔ یہ منظر دیکھ رہی تھی اسنے سکون سے گن ہولڈر میں گن لگائی۔ اور۔۔ ہاتھ جھاڑ رہے جاؤ ایوری تھنگ از اوکے "۔ ۔زوہیب اس کی پیشانی پر تیوری دیکھ کر پوچھنے لگا۔ کہ یہ کام کرنے کے بعد بھی وہ سکون میں نہیں تھا۔۔۔ شادی شدہ ہو "حیدر کے سوال پر وہ ہنس دیا۔ نہیں "۔۔ گڈ۔ "۔ کیونکہ ایوری تھنگ از ناٹ اوکے " وہ ہنسا اور اپنے پیچھے لائبہ کو دیکھا یا جو بے بنی سر جھکائے بیٹھی تھی اوپس "۔ بٹ یہ سب آپ نے اپنی بیوی کے لئے کیا ہے "۔۔ زوہیب نے اسے ڈیفینڈ کیا ہم دونوں میں بہت فرق ہے میں ایک کرپٹ رشوت خور وکیل اور وہ ایک معصوم سی مریضوں کے ساتھ رو دینے والی ڈاکٹر ہے۔ اور ڈاکٹروں کی تو ایک رگ ویسے بھی فالتو ہوتی ہے۔ اور ان محترمہ کی ایک نہیں چار پانچ رگیں فالتو ہیں میرا جانور پن وہ سہہ نہیں پائے گی میں جانتا ہوں " وہ ہلکا سا مسکرایا زوہیب دلچسپی سے سن رہا تھا تو آپ انھیں یہاں کیوں لائے " وہ سوال کرنے لگا تا کہ وہ یہ دوبارہ نہ سوچے کہ دنیا میں اسکی ماں کا قاتل زندہ ہے "۔۔ وہ شانے آچکا گیا زوہیب سر ہلا گیا آئی ہوپ کے آپ کی وائف مان جائیں۔ " وہ مسکرایا جبکہ حیدر ہنس دیا۔ شادی کر لو اسکے بعد تمھیں سمجھ آئے گی یہ اتنا بھی آسان نہیں " وہ آنکھ دباتا اسکا شانا تھپتھپا کر اسے تھنکس کہتا وہاں سے مڑ گیا۔ جبکہ گورنمنٹ پیپر اپنی پینٹ کی پوکٹ میں رکھ لیا جس پر معیز کے انکاونٹر کی اجازت وہ لے چکا تھا البتہ ارہم کی نہیں تھی اور اسنے اسے مارا بھی نہیں تھا۔ وہ مڑ کر گاڑی میں دوبارہ سوار ہو گیا اور گاڑی سٹارٹ کر کے وہ دوبارہ پارلر کے راستے پر ڈال چکا تھا۔ دوسری طرف لائبہ۔۔ ایک لفظ بھی نہیں بولی اسکے

ہاتھ کانپ رہے تھے اور اسے لگ رہا تھا اسکا دم گھٹ جائے گا اسنے آج سے پہلے کبھی اتنا وحشی پن نہیں دیکھا تھا وہ اپنی ماں کی موت بہت مشکلوں سے بھولی تھی۔ حیدر اسے۔م بار بار دیکھ رہا تھا مگر لائبہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔اور جب تیس چالیس منٹ کی ڈرائیو میں ایک لفظ بھی وہ نہیں بولی اور حیدر جبکہ پارلر تک پہنچ چکا تھا۔ گاڑی روک کر اسکی جانب دیکھنے لگا جسے ہوش نہیں تھی کہ گاڑی پارلر پر پہنچ گئ ہے۔۔ بلاوجہ ان لوگوں کا غم نہ مناؤ جو تمھیں تکلیف سے گزار چکے ہیں جو وہ ریزرو کرتا تھا اسے وہ ہی ملا ہے" وہ بولا۔ تو لہجہ بے لچک تھا۔ آپ نے قتل کیا ہے" وہ ایکدم غصے سے چلائی۔۔ پورا چہرہ آنسو سے تر تھا اور حیدر بریڈز پر ہاتھ چلانے لگا دل تو کیا ایک تھپڑ ہی مار دے۔۔ ایسی لڑکی کو کون کہہ سکتا تھا وہ ڈاکٹر ہے اتنی ذہین ہے حیدر کے نزدیک وہ نکمی ترین تھی۔ جب تمھیں کچھ نہیں پتہ تو خاموشی اختیار کرو شادی ہے ہماری آج سمائیل کرو"۔۔وہ اسکا گال چھونے کے لیے ہاتھ بڑھاتا کہ لائبہ ایکدم دور ہوئی۔۔۔ ہم سے دور رہیں حیدر آپکے ہاتھ خون سے رنگے گئے ہیں وہ ہماری ماں کے قاتل تھے ہم انھیں۔۔مارتے یہ زندہ چھوڑتے یہ ہمارا مسلہ تھا آپکا نہیں آپ ہوتے کون ہیں کسی کو مار دینے والے۔" وہ چلائی۔ حیدر خاموش سے اسے دیکھنے لگا۔ آپ قاتل ہیں" وہ بری طرح رو دی اور سزا تو اپکو بھی ملنی چاہیے پھر"۔۔ کہہ کر وہ گاڑی سے نکلی اور۔۔ سامنے بھاگ گئ وہ نہیں جانتی تھی اندر روشانے ہو گی یہ نہیں۔۔ لیکن وہ اندر بھاگ گئ تھی۔ حیدر نے سیگریٹ کے کیس سے بیقوقت دو سیگریٹس نکالی اور انھیں ایک ساتھ شعلہ دے کر وہ دو سیگریٹ کا دھواں ایک ساتھ اپنے اندر اتارتا اور باہر نکالتا کچھ ہی دیر میں وہ اپنے گھر آگیا

تھا شاید کچھ دیر آرام کرنا چاہتا تھا۔۔۔ بعض اوقات آپ جسمانی مشقت کے بعد بھی ذہنی اذیت کے باعث چین سے نہیں بیٹھ سکتے۔۔ اور وہ جلد ہی سو گیا۔ معلوم نہیں کیوں۔۔ جب پریشانی میں ہوتا تھا سو جاتا تھا۔۔ جبکہ لوگوں کی نیندیں اڑ جاتی تھیں اور حیدر مرتضی وہ واحد شخص تھا جب پریشان ہوتا تھا اسے بہت اچھی اور گہری نیند اتی تھی ۔

---------- ایان لون میں کھڑا کسی سے بات کر رہا تھا۔ جبکہ اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو مڑا اور عارض کو دیکھ کر اسنے برا سا منہ بنا کر کال کٹ کر دی شادی کے بعد نور کو اپنے ساتھ لے جاؤ گے " عارض نے دوٹوک پوچھا۔ ہاں کوئی مسلہ ہے " وہ سپاٹ تیوروں میں بولا۔ عارض خاموش ہو گیا اور کچھ توقف سے بولا۔ مجھے اپنی بیٹی سے بہت محبت ہے اور شاید اس محبت میں حاکمیت تھی کیونکہ ہمیشہ اسنے میری بات کے آگے سر خم کیا۔۔ تو مجھے لگا میں اسکا باپ نہیں اسکا مالک بن گیا ہوں۔۔ باپ بنتا تو اسکی پسند نہ پسند اسکی بات کو اہمیت دیتا لیکن میں نے اسکا مالک بن کر سب سوچا اور دل میں یہ تسلی تھی کہ میں اس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔۔ میں چاہتا"۔۔ وہ رکا۔ ایان خاموش کھڑا تھا۔ ہاں البتہ یہاں حیدر ہوتا تو امید تھی کہ لاپرواہی سے ہو چھتا یہ رام لیلا مجھے سنانے کا مقصد۔ " مگر وہ ایان تھا خاموش کھڑا اسے سن رہا تھا میں چاہتا ہوں میری بیٹی مجھ سے دور نہ جائے۔۔ تم ہمیں سیٹ ہو جاؤ یہیں۔۔ رہو تاکہ میں روز اسے دیکھ سکوں "۔۔ عارض ذرا اہستگی سے بولا تھا۔ مجھے سب سے پہلے نور کی خوشی کو اہمیت دینی ہے اور وہ آپ کے بنا نہیں رہ سکتی اور میں اسے خوشیاں دینا چاہتا ہوں غم نہیں۔۔ میں یہاں

سیٹ ہو جاؤ گا اس وجہ سے نہیں کہ آپ نے مجھے یہ کہا اس وجہ سے کہ میری ہونے والی بیوی کی پہلی خواہش یہ ہی ہو گی۔۔"۔ وہ کہہ کر وہاں سے چلا گیا جبکہ عارض اپنے غلط فیصلے پر پشتا تارہ گیا آخر اسنے کیوں صارم کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رات اتر آئی۔۔تو مرتضی ہاؤس کی جگہ مگ نے ارد گرد کے گھروں کو بھی جگمگا دیا۔ زریاب بلکل تھک چکا تھا کیونکہ حیدر صاحب غائب تھے اور ایان اسکی ہیلپ کر رہا تھا مگر اسے یہاں پاکستان کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں تھی تبھی وہ کچھ خاص کاموں میں شامل نہیں ہو سکا وہ کمرے میں آیا۔ اور اسنے اپنے کپڑے نکالے روشانے تو ابھی تک آئی نہیں تھی تبھی وہ خود ہی تیار ہونے چلا گیا۔ اور اچانک گزرتے ہوئے اسکی نگاہ ایک ڈبے پر پڑی جس پر کراس کا سائین بنا ہوا تھا۔۔۔ وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھتا اسکے نزدیک آیا اور اس ڈبے کو دیکھنے لگا۔۔ اسکی ٹیپ کو کھول کر اسنے جیسے ہی ڈبے کو ڈیپ کی گرفت سے آزاد کیا۔۔ سر تھام گیا۔۔۔ کتابوں کا کچرا بنا ہوا تھا ایک ایک کتاب کا پیج الگ الگ ہو چکا تھا اور۔۔ وہ ساری چیزیں وہ یقینا پھینکنے والی تھی زریاب کو شدید غصہ چڑھا اور اسنے موبائل اٹھا کر اسے کال ملائی۔۔ زار میں نیچے ہی اگئی ہوں۔۔ آپکو کوئی ہیلپ چاہیے"۔۔ اسنے سوال کیا۔ اوپر آؤ فورا" اسنے آرڈر دے کر کال بند کر دی روشانے پریشان سی ہو گی سب اسکی تعریفیں کر رہے تھے کیونکہ وہ لگ ہی بہت پیاری رہی تھی اسنے سرخ لمبی کامدار قمیض اور سرخ ہی شرارا پہنا تھا اور اسپر تیاری غضبناک تھی۔ وہ اوپر آئی دروازہ کھولا وہ صوفے پر بیٹھا تھا۔ وہ اندر اگئ اور زریاب کا سارا غصہ جھاگ کیطرح بیٹھ گیا۔ کیا ہوا ہے" وہ معصومیت سے اسکی جانب دیکھنے لگی۔

۔ اب سمجھ اگئ تھی وہ لڑکی ہر ہتھیار جو آزما کر اسے ڈھیر کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ اور زریاب بس۔۔ اپنی شکست ہی قبول کرتا رہ جاتا وہ اٹھا اسکے نزدیک آیا۔ اور دل کیا ان انار کی طرح سرخ دھکتے ہوئے لبوں کو چھوئے مگر روشانے دور ہوئ آپ میرا سارا میکپ خراب کر دیں گے" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولی زریاب نے اسکی چوڑیوں سے بھری کلائی ہی تھام لی دو چوڑیاں۔۔ ٹوٹ کر اسکی کلائی کی کھب گئ آہ"۔ وہ سسکی۔ اور زریاب نے اسے اپنے نزدیک کھینچ لیا۔ کتابیں پھاڑ دیں ہیں تم نے اپنی" وہ اسکے بے حد نزدیک تھی۔۔ اور زریاب تو اسے دیکھتے ہی بہک گیا تھا اسکی کان کی لو کو چھوتا بولا۔۔۔ روشانے اس بات پر پریشان سی ہوئ اسے وہ ڈبہ کیسے ملا جبکہ وہ تو اپنی جان میں چھپائے بیٹھی تھی زار" وہ کچھ بولتی کہ زریاب نے اسکی آنکھیں میں دیکھ مجھے اسے خراب کرنے دو ورنہ وہ ڈبہ اور اسکے اندر ساری پھٹی ہوئ کتابیں تم آج ابھی اور اسی وقت سے جوڑنا شروع کرو گی۔" وہ اسے دھمکاتا اسکے سرخ لیپسٹک کو چھوتے ہوئے بولا روشانے تذبذب کا شکار ہوئ میں نے میکپ بہت مشکلوں سے کرایا ہے آپ آپ بعد میں کر لینا پلیز"۔۔۔ وہ اسکی گردن میں بازو حائل کرتی بولی۔ کتابوں کے چکر میں کیا کیا کرنا پڑ رہا تھا زریاب سمجھ رہا تھا اسکی چلاکی کو۔ ۔ہمم بعد میں تمھیں مجھ سے کوئ بچا بھی نہیں سکتا۔" کہتے ہی وہ اچانک اسپر جھکا اور اسکی سانسوں جو اپنی سانسوں کا غلام بناتا وہ مکمل اسپر حاوی ہوتا چھا چکا تھا کمرے کی معنی خیز خاموشی۔۔ دونوں کو مسرور سا کر چکی تھی زریاب بھی ہی اٹھا۔ جبکہ روشانے کو اب اپنے میکپ کی فکر ستانے لگی۔ وہ پھیل رہا تھا اور بے فکری سے جیسے اب اسنے باہر نہیں جانا ز۔۔" وہ پکارنا چاہتی تھی زار بڑی مشکل

سے جدا ہوا۔ اور اسکے ساری لیپسٹک تباہ کر دی روشانے نے لبوں پر ہاتھ رکھا اور جلدی سے آئینے کے سامنے اگئ اسکی لیپسٹک زریاب کے چہرے پر تھی۔ وہ اپنے آپ کو تباہ دیکھ کر غصے سے دوچار ہوتی پلٹی کہ زریاب واشروم میں گھس چکا تھا۔۔ آپ کو تڑپانہ دیاتونام روشانے نہیں "غصے سے وہ اپنی لیپسٹک سیٹ کرنے لگی تھی۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نور سادگی میں بھی بہت حسین لگ رہی تھی۔ سب تیار تھے نکاح خواں بھی آچکا تھا اور جب لائبہ پارلر سے آئ تو یوں لگا ہر طرف ایک خاموشی چھاگئ۔ وہ محفل میں موجود ہر شخص پر بازی مار چکی تھی اسکا لہنگا اسکے بے پناہ حسن پر میکپ سے ہوئ کاری گیری اور سر کے بال سے لے کر پاؤں کے ناخون تک وہ اپسرا سی لڑکی تباہی لگ رہی تھی حیدر اسے دیکھتا تو یہاں سب کی نظروں پر بندوق سے نشانے بنابنا کر مارتا لیکن وہ بلکل خاموش تھی۔ اور حیدر۔۔ لاپتہ۔۔۔ سالار زیمل اس دن کے منتظر تھے وہ بہت خوش تھے لائبہ کے حیدر کے آج ہو جانے پر۔۔۔ لائبہ اور نور کو الگ الگ جگھوں پر سٹیج پر بیٹھایا گیا تھا۔ اور لائبہ پر سے لوگوں کی نگاہ ہٹ ہی نہیں رہی تھی جبکہ وہ بت بنی بیٹھی تھی۔۔ نور کچھ کنفیوز سی ہوتی اپنے آپ کو سیٹ کرنے کی کوشش کی تھی اور تبھی ایان اسکے پہلو میں بیٹھ گیا اسنے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔۔ مجھے زندہ چھوڑنا بھی تھا یہ آج ساری قصر نکالنی تھی "وہ آنکھوں میں اسے بھرتا بولا۔ لیکن میں اتنی اچھی بھی نہیں لگ رہی "وہ پریشانی سے بولی ایان نے سب کے سامنے اسکا چہرہ تھام لیا۔ دنیا کی سب سے حسین لڑکی ہو تم سب سے حسین اور ایک بات بتاؤ محبوب محبت کو حسین بنا دیتا ہے کہ دیکھنے والے ساکت رہ جاتے ہیں "س۔۔ سب

دیکھ رہے ہیں"۔۔نور پریشانی سے لوگوں کو دیکھنے لگی جو انھیں اشتیاق سے دیکھ رہے تھے یہ ہی تو چاہتی تھیں آپ" وہ آنکھ دبا کر بولا ن۔۔ نہیں تو" وہ پہلی بار شرما گئ اور ایان ہنس دیا۔ زار بھائ جلدی نکاح کروادیں کتنا انتظار کرنا ہے میں نے" ایان بے چینی سے بولا نور کا چہرہ سرخ ہو گیا اور لوگ ہنسنے لگے دولہا کافی اوتاولہ ہو رہا ہے" ایک خاتون بولی جی بلکل بیوی ایسی ہو گی تو دولہا پاگل بھی ہو سکتا ہے" وہ بولا جبکہ عمل نے اسے گھورا نور سرخ ہو رہی تھی لیکن بے ساختگی میں اسکے لبوں پر مسکان بھی تھی دوسری طرف لائبہ کا دل گھبرانے لگا آنکھوں سے منظور نہیں جا رہا تھا۔ اور تبھی وہ زیمل کے کان میں کچھ بولتی اٹھی اور دو لڑکیوں کی مدد سے کچھ دیر کے لیے اندر چلی گئ سالار حیدر کو کانٹیکٹ کرنا چاہ رہا تھا جو کال پک نہیں کر رہا تھا۔ لوگ دولہے کی باتوں کو انجوائے کر رہے تھے جبکہ دولہن کے شرم سے سرخ ہونے پر بھی ہنستے۔۔۔ جب حیدر سے رابطہ نہ ہو سکا تو کبیر نے ہی ایان اور نور کے نکاح کا کہا اور نکاح خواں نے نکاح شروع کر دیا۔ نکاح ایک بار پھر ہو رہا تھا۔ لیکن اس بات دل میں ایک عجیب احساس تھا کوئ خوف نہیں تھا اسنے ایک نظر ایان کی جانب دیکھا۔ اور نکاح میں قبول ہے کہتے سر جھکا گئ ایان مسکرایا اور پورے دل سے اسے قبول کیا اچانک تالیوں کی آواز پر سب حیرانگی سے پلٹے تو صارم کو دیکھ کر ایکدم ہی سب کے چھکے چھوٹ گئے۔ تو یہ ملاپ چاہتی تھی تم" وہ نور کو دیکھتا بولا نور اسے شاکڈ نظروں سے دیکھنے لگی۔ ویسے تم نے اپنے نئے شوہر کو اور سب کو بتایا نہیں کہ استعمال شدہ ہو تم" صارم ہنسا۔۔۔وہ۔۔۔ وہ صارم نہیں لگ رہا تھا۔ جو پہلے ہوا کرتا تھا کافی کمزور سا اور حلیہ بھی ایسا جیسے اسکے حالت بے حد خراب

ہوں۔ اسکی بات پر کوئی ایکشن اور ری ایکشن لیتا یہ نہیں اچانک ہی اسکی گردن حیدر کے بازو کی جکڑ میں تھی۔ اور حیدر کی ہر دو منٹ بعد نکلنے والی بندوق اسکی کنپٹی پر ایکدم ہی ہڑبونگ سی مچی لوگ اٹھ اٹھ کر بھاگنے لگے۔۔۔ جبکہ سامنے سے آتی لائبہ یہ سب دیکھ رہی تھی اور حیدر کی نظریں بھی لائبہ پر تھی۔۔ جس نے بڑے واضح انداز میں گردن نفی میں ہلایا تھی ورنہ وہ ٹریگر دبا چکا ہوتا۔۔۔ حیدر نے۔۔ غصے کو ضبط کرتے صارم کو دور پھینک دیا اور صارم زمین پر منہ کے بل جا کر گیرہ۔ بول دوبارہ کیا بول رہا ہے" وہ صارم کی گردن پر پاؤں رکھ کر کھڑا تھا لائبہ اپنا چہرہ چھپا گئ وہ اتنی مار دھاڑ کرتا تھا وہ نہیں جانتی تھی ایان بھی اٹھ کر آیا اور صارم کے بالوں سے پکڑ کر اسکو کھڑا کر کے کئ مکے اسے منہ پر برسا دیے۔ تمھاری اتنی جرت نہیں ہونی چاہیے تھی کہ تم یہاں آتے وہ کھینچ کھینچ کر اسے مارتا بولا تھا حیدر لائبہ کو اب بھی دیکھ رہا تھا جو روتے ہوئے اپنا چہرہ چھپا چکی تھی۔۔۔ زریاب ایان دونوں اسے بری طرح پیٹ رہے تھے۔ اور حیدر نے ان دونوں کو روکتے اسے الگ کیا۔ اور مردہ ہوئے صارم کو اٹھایا۔ کہاں جانا پسند کرو گے۔۔ پیارے اوپر یہ جیل میں" وہ گن اسکے سر میں مارتا پوچھنے لگا تمھیں کیا لگ رہا ہے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے ہیں ہمارے" وہ دھاڑا۔ اور صارم ادھ مرا سا تھا ہمت نہیں تھی کچھ بولے۔ تیری آنکھوں نوچ لوں گا آئندہ میری بیوی کیطرف دیکھا بھی" وہ اسکی گردن پر دباؤ بڑھاتا بولا۔ اور شاید وہ اسکی گردن دبا ہی دیتا کہ اسے روکنے والا بھی کوئ تھا۔۔ سالار نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا تو وہ اسے جھٹک کر دور ہو گیا سالار نے اسے وہاں سے۔۔ ہٹوا دیا ورنہ وہ تینوں اسکی جان لے لیتے۔ مہمان خوفزدہ ہوتے الگ

بات تھی دونوں دولہنیں خوفزدہ ہو چکی تھیں۔ جاؤ تینوں" سالار نے کہا۔ جبکہ حیدر وہاں سے چلتا ہوا لائبہ تک پہنچا لائبہ جبکہ اندر بھاگ گئ وہ شدید غصے کا شکار ہو چکا تھا ایزی ہو جاؤ۔۔اپ سب بھی بیٹھ جائیں زین عارض جو کافی خوش تھا اور کبیر نے سب کو بیٹھایا۔۔۔ نکاح ہو چکے تھے نور بھی اندر جا چکی تھی۔ اور لوگوں کو کھانا کھلایا اور کچھ دیر میں سب خاموشی سے چلے جانے لگے۔ ٹریجیڈی ہی ٹریجیڈی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب بیٹھے تھے صارم کو جیل میں ڈالے بنا چارہ نہیں ہے" زریاب بولا جبکہ ایان بھی اسی حق میں تھا میں تو کہتا ہوں جان سے مار کر قصہ ختم کریں" وہ بولا تو نور روشانے اور لائبہ کو لاونج کے دروازے کے پیچھے تھیں لائبہ دل تھام گئ۔ بلاوجہ اسکے گندے خون سے ہاتھ مت بھرنا حیدر" سالار کی کڑک آواز پر وہ لب دبا گیا۔ اسے پولیس کسٹڈی میں دے دو اور تم" سالار نے اسکو گھورا اسکے کیس سے اور ہر چیز سے الگ رہو گے" وہ بولا جی ڈیڈ" وہ فرمابرداری سے ایکدم گویا ہوا اور شاکڈ نظروں سے ایکدم سب نے اسکی جانب دیکھا اور سالار ہنسی دبا گیا کیا بکواس ہے بات مان لو تب ہی ایسے دیکھتے ہیں" وہ چیڑ گیا نہیں بیٹا فرمابرداری کی امید جن سے نہ ہو ان پر حیران ہی ہوا جاتا یہاں تو تم نے دو سو واٹ کا کرنٹ لگایا ہے ہمیں" زین بولا تو وہ منہ بنا گیا۔۔۔ ٹھیک ہے اب زیادہ نہ چھیڑو بہت ڈرامہ ہو چکا ہے پہلے ہی۔ جاؤ سب آرام کرو" کبیر بھی سکون سے بولا۔ بڑی مہربانی آپکی نوازش حیدر اٹھا۔ جبکہ روشانے ایکدم بھاگتی ہوئ سامنے اچکی تھی چلو فقیرنی پہلے پہنچ گئ" وہ لمبا سانس کھینچتا بولا۔ بڑے پاپا" روشانے چیخی۔ زار ایان اس آدمی کے ہاتھ پکڑ" سالار بولا اور وہ دونوں تو منتظر تھے۔ ایکدم

اسکے دونوں ہاتھوں کو جکڑ لیا۔ سالوں کمینوں جان سے مار دوں گا میں " وہ دھاڑا۔۔۔ جبکہ سب کے چہرے دوبارہ کھل اٹھے اور سالار نے اسکے جیبوں میں سے ساری چیزیں نکال لیں اور بلیک کارڈ دیکھتے ہی سب ایکدم چیخے۔ واہ واہ بلیک کارڈ حیدر بھائی کے پاس" تبھی ہم سوچیں برسوں سے بے روزگاری شخص اتنی ٹھاٹ باٹ سے زندگی کیسے گزار رہا ہے" روشانے کی بات پر قہقہے اٹھے حق حلال کی کمائی ہے میری" وہ چیخا پتہ ہے کتنی حلال کی ہے ہمیں رشوت خور وکیلوں کے پاس بلیک کارڈ نہیں ہو گا تو میرے پاس ہو گا میں بہت معصوم نکلا ڈیڈ اس میں میرا بھی حق ہے۔۔۔ زریاب بولا۔ جبکہ ایان بھی ستھری شکل بنائے کھڑا تھا میرے پاس تو ویسے ہی کچھ نہیں" تمھاری" اور حیدر کی ہمت جواب دے گئ ایکدم جھٹک کر ان سب کو اسنے اپنا کارڈ دیکھتے ہی دیکھتے روشانے سے چھینا اور دروازے کے پیچھے نظر آتی لائبہ کا ہاتھ جکڑ کر وہ باہر بھاگا حیدر بھائی۔۔۔۔ وہ سب ایکدم چیخے تھے ڈیڈ کل ملیں گے" وہ بولتا ہوا اسے لے کر وہاں سے فرار ہو گیا جبکہ روشانے نے منہ بنا گئ۔۔ اور سب ہنس دیے تھے زیمل تو بہت خوش تھی بیٹے کے شوخیوں پر اور دوسری طرف عارض بھی نور کو مسکراتا دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے

ہاتھوں کی کپکپاہٹ سے وہ خود بھی ناواقف تھی یہ پہلی بار نہیں تھا وہ کسی کی سیج سجا کر بیٹھی تھی دوسری بار تھا اور پہلی بار کی بھیانک یادوں نے اسکا دماغ ماؤف کر دیا تھا وہ چاہتی تھی وہ ایان کے بارے میں سوچے۔۔ ہاں وہ شرمندہ بھی تھی۔ کہ اسنے پہلے اسکی محبت کو بچپنے کا نام دیا اور اب اسی کی نظروں سے گھبرا چکی تھی لیکن اس وقت وہ صارم کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔ اسے

حیدر نے اریسٹ کروایا تھا یہ بات اگر کوئی بھول جاتا کہ صارم کی جان ایسے ہی چھوڑ دے گا تو بیوقوف ترین ہوتا۔ وہ کبھی اسکی جان نہیں چھوڑتا اور نہ ہی۔۔ شاید اسے کبھی باہر آنے دیتا ہاں اسکے دل میں اپنے ساتھ ہوئی زیادتی کا سکون تو اگیا تھا مگر وہ اب بھی گھبرا رہی تھی کیا جو بات صارم نے کہی ایان کے دل میں وہ خیال نہیں آیا ہو گا کہ وہ واقعی۔۔ اسکے پاس۔۔ پہلے ان مراحل سے گزر کر آئی ہے جبکہ نور سے ایان کی پہلی شادی تھی سوچتے سوچتے اسکی آنکھیں بھر آئیں اور آنسو بے آواز بہنے لگے یہاں تک کے اسکی انگوٹھیوں پر اسکے آنسو گیرنے لگے تھے اور کب وہ کمرے میں آیا اسے علم نہیں ہو سکا۔ وہ سر جھکائے اپنے آنسوں کو بہہ دینا چاہتی تھی۔ اور۔۔ ایسا ہی ہوا تھا اور اچانک اسے ایک مظبوط مگر نرم ہاتھ اپنے گال پر محسوس ہوا اسنے سر اٹھایا وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔ سفید قمیض شلوار میں وہ پہلے سے بلکل مختلف لگ رہا تھا اور بڑھی ہوئی بریڈز اور جسامت میں بھی وہ بلکل اسی کی عمر کا لگ رہا تھا نور۔۔ جھجھک کر نگاہ چرا گئی۔۔ حالانکہ یہ رونے کا وقت نہیں تھا کچھ گھبرانے کا وقت تھا کچھ شرمانے کا تھا یہاں بیٹھی رو رہی ہو ویسے تمھیں رونے کے مقابلے میں حصہ دلایا جائے گولڈ میڈل لے کر آؤ گی"۔۔ جی نہیں میں نہیں روتی" وہ اسکے مذاق اڑانے پر ایکدم آنسو صاف کرتی بولی۔ اچھا" وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے تو جب دیکھا محترمہ کو روتے بسورتے یہ پھر آنکھیں دیکھاتے ہی دیکھا ہے"۔۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے اسکے چاند سے چہرے کو دیکھ رہا تھا نور کچھ نہیں بولی۔ کیوں رو رہی تھیں" اسنے جاننا چاہا۔ بعض اوقات وجہ نہیں ہوتی"۔ وہ بھیگے لہجے میں اپنی انگلیوں سے کھیلتی بولی۔ ہاں۔۔ افسوس تم کر سکتی ہو کہ جب

ہونا ہی میرا تھا تو اتنی جدوجہد کیوں کی تم نے" وہ شاید شکواہ کر گیا تھا جبکہ نور سر جھکا گئ۔۔ شاید شرمندہ تھی میں نے کچھ بھی اپنی مرضی سے نہیں کیا" بے ساختہ کئ آنسو اسکے گال پر پھسل آئے ۔میں تمھیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتا بس دل میں ایک بات تھی اور میں نے کہہ دی میں نہیں چاہتا میں اپنی زندگی کی شروعات ماضی کی کسی خلش سے کروں۔۔ میری آنکھوں میں ایک بار تو دیکھتیں۔"۔۔وہ اسکے نزدیک آتا اسکا چہرہ تھام گیا۔۔۔ لڑکیاں بہت کمزور ہوتی ہیں ایان ہر معملے میں وہ خود کو ڈیفینڈ نہیں کر سکتی بھلے وہ عمر میں مرد سے بڑی ہوں یہ چھوٹی۔۔ نہ ہی وہ کسی کے لیے سٹینڈ لے سکتی۔۔ اور شاید تبھی میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکی۔۔ میں۔۔۔ میں ایک لڑکی ہی تھی جو باپ کے سائے تلے جی رہی تھی۔ مجھے اپنے بابا سے بہت محبت ہے"۔۔ اور مجھے بے حد نفرت" وہ گھور کر بولا۔ کیوں" وہ بھی ماتھے پر بل ڈال گئ ایک نمبر کا نکما اور نکارہ باپ ہے "وہ سکون سے کہتا اٹھ کھڑا ہو گیا ایان" وہ حیرانگی سے منہ کھولے اسے دیکھتی رہی ماموں ہیں شاید وہ تمھارے"۔۔ تمھیں سمجھ نہیں آتی کہا ہے میں نے آپ کہو مجھے عزت تو سیکھائ نہیں اسنے تمھیں"۔ ہاں اتنے تم۔۔ دادا ابو بھولو مت بڑی ہوں میں تم سے"۔ بڑوں کی شکلیں تو دیکھیں وہ طنزیہ مڑا آئندہ یہ بکواس نہ کرنا ورنہ ساری بڑی گیری نکال دوں گا میں سب سے زیادہ چیڑ مجھے اپنی عمر سے ہی ہے۔۔" وہ بھڑک کر کہتا اپنے ہاتھ سے گھڑی نکالنے لگا نور چپ ہو گئ۔۔ بڑا چھوٹا بڑا چھوٹا مطلب واٹ دا ہیل۔۔ محبت محبت ہوتی ہے نہ وہ بڑا دیکھتی ہے نہ چھوٹا۔۔۔ اور مجھے پہلی روز کی طرح تم سے محبت تھی اور ہے۔۔ بتاؤ ذرا عمر نے کیا فرق ڈال دیا بیٹھی ہو میرے ہی بیڈ پر میری

منتظر" وہ گھور کر بولا نور ایکدم شرمندہ ہو گئ۔ سوری" وہ اہستگی سے بولی کہو آئندہ آپ کی بہت عزت کروں گی اور کبھی نہ سوچوں گی اور نہ کہو گی۔۔ کہ میں بڑی اور آپ چھوٹے ہیں" وہ گھور کر بول رہا تھا۔ ویسے تو نور کو دل ہی دل میں ہنسی ارہی تھی مگر اسکی بات مان گئ۔۔ جی میں ایسا ہی کروں گی" وہ فرمابرداری سے بولی تو وہ سر ہلا گیا گڈ" ذرا نکھرے سے کہہ کر وہ واشروم میں بند ہو گیا نور منہ بنا گئ کچھ زیادہ ہی نکھریلا تھا وہ۔۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ اپنی باتوں میں الجھا کر وہ صارم کا وہم اسکے دماغ سے نکال چکا تھا وہ بھاری لہنگے کو سنبھالتی اٹھی اور۔۔ آئینے کے سامنے اگئ۔ ۔خود کو دیکھا۔۔۔ تو کئ الفاظ دماغ میں گھومے اور وہ۔۔ ہلکا سا مسکرا گئ کیونکہ ان سب باتوں پر ایان کی ہر بات بازی لے جاتی تھی وہ آہستگی سے اپنی انگلیوں کو انگوٹھیوں کی گرفت سے آزاد کرنے لگی۔۔ تو تھوڑا سکون سا ملا پھر اسنے اسی روانگی میں چوڑیاں بھی اتار دیں اور اسکے بعد کان سے ائیر رینگ نکالے تو لگا جیسے سر درد میں کچھ کمی ہوئ ہو۔۔ سکون سا ملا تھا۔۔ اور جیسے ہی اسکا ہاتھ گلے کی نیکلس پر پہنچا دروازہ کلک کی آواز سے کھلا۔۔ اور وہ واشروم سے باہر نکلا تو چہرے سے پانی کی کئ باندھیں ٹپک رہیں تھیں یہ کیا کر رہی ہو"۔۔ وہ ایکدم بولا تو وہ ذرا گھبرا گئ حالانکہ اسکا گھبرانا بنتا نہیں تھا لیکن اسکے تسلط اور انداز میں جو اختیار تھا اس سے وہ ذرا گھبرا جاتی۔۔ جی" وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔ یہ کیا کیا ہے۔۔ یار یہ سب میں نے اتارنا تھا میں فریش ہونے گیا ہوں وہاں محترمہ چیزوں سے جان چھڑا رہیں ہیں میں نے تو سنا تھا۔۔ کہ پاکستانی لڑکیاں مشرقی سی ہوتی ہیں شوہر کی آنکھ اور اشارے پر چلتی ہیں۔۔ لیکن یہاں تو ایسا کوئ سین نہیں ہے وہ اسکے نزدیک آتا اسکے

اتارے گئے سامان کو دیکھنے لگا اور نفی میں سر ہلاتا بولا جبکہ دوسری طرف نور کے ہاتھ اسکے نیکلس کی ڈوریوں پر سے ہٹا کر وہ واحد چیز جو اسکے گلے میں تھی وہ اتارنے لگا۔ تم کیوں مجھے بلاوجہ ڈانٹے جا رہے ہو" وہ اب ذرا بگڑ کر بولی خبر دار جو۔ کوشش بھی کی بی اماں بننے کی۔ جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو " وہ آئینے میں ہی گھور کر بولا اور نہ کروں تو" وہ جیسے جاننا چاہتی تھی کہ وہ کر کیا لے گا ایان نے ایک جھٹکے سے اسکے نازک سے وجود کا رخ اپنی سمت موڑا نور اب بلکل اسکے سامنے تھی کچھ گھبرا اٹھی کیونکہ وہ پورے حق سے اسے دیکھ رہا تھا پورے حق سے اسے چھو رہا تھا اسکے شانے پر ہاتھ رکھے وہ اسی کی سمت دیکھ رہا تھا۔ آگے کی کہانی۔۔ وہاں جا کر سناؤ یہ یہیں سے شروع کروانا چاہتی ہیں" وہ گھیری نظروں سے معنی خیزی سے جواب دیتا بولا۔ جبکہ نور کا سانس وہیں کہیں اٹک گیا۔ ی۔۔ یہ کیا بے شرمی"۔۔ اسکے لفظ ایان کی انگلی تلے دب گئے۔۔ جبکہ ایان نے ہلکا سا مسکرا کر اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا نور بے چین سی تھی اسنے دونوں ہاتھوں میں پیچھے ڈریسنگ ٹیبل کو سختی سے پکڑا ہوا تھا جبکہ ایان نے جھک کر سب سے پہلے اسکی پیشانی پر اپنی مہر ثبت کی۔۔ اور اسکے انھیں ہاتھوں پر اپنے دنوں ہاتھ رکھ کر ایک گھیرہ سانس لیا۔۔۔۔ یو آر پرفیکٹ۔۔" مدھم لہجے میں وہ اسکے کان کے قریب سرسرایا۔ بے ساختہ نور کو صارم کی بات یاد آئی۔۔ اور وہ ایان کے سینے پر ایک ہاتھ سے دباؤ دیتی اسے دور کر گئی ج۔۔ جھوٹ بول رہے ہو نہ"۔۔ وہ پوچھنے لگی وہ نہ سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ میں خوبصورت نہیں ہوں۔۔ مجھ میں ایسا کچھ بھی نہیں کہ کوئی میری طرف متوجہ ہو یہ متاثر ہو پھر تم کیسے ہو سکتے ہو تم مجھ سے ہمدردی تو نہیں کرتے " کہتے ساتھ اسکی ہچکی

بندھ گئ تھی ایان سمجھ گیا کہ صارم کے ساتھ چند دن گزارنے پر اسے کن چیزوں کا سمانا ہوا تھا۔ بس نہیں چلا اسکی گردن ہی موڑ دے جس نے اسے اتنا حساس کر دیا تھا ریلکس "وہ بڑی محبت سے بولا تھا۔ ظاہری خوبصورتی ویسی ہی ہے آپ میں جیسے ہر لڑکی میں ہوتی ہے جیسے۔۔ روشانے میں ہے جیسے لائبہ میں ہے یہ پھر جیسے امریکہ کی ہر لڑکی خوبصورت تھی یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے دنیا میں ہر لڑکی خوبصورت ہے۔۔ بلکل اسی طرح ظاہری طور پر آپ بھی خوبصورت ہے کمال یہ ہے کہ محبت کی نگاہ سے جب آپ کو دیکھا جائے گا تو دنیا میں آپ سے زیادہ کوئ حسین نہیں اور حسن و جمال محبوب کی نگاہ میں ہوتا ہے جو کوئلے کو بھی ہیرہ سمجھتا ہے۔۔ میری نگاہیں تم پر پڑی تو یہ سمجھنا تم دنیا کی سب سے حسین عورت ہو۔۔ اور شاید مرد اپنی پسند کی عورت میں شراوت برداشت نہیں کرتا۔ تو میں تو یہ نہیں چاہو گا کوئ مرد تمھاری طرف دیکھے تمھاری تعریف کرے بلاوجہ کیوں۔۔ مجھے کسی کے پیچھے پڑوانا چاہتی ہو۔۔ "۔۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ سے بولا تھا۔ خوبصورتی کچھ نہیں ہے۔۔ محبت ہی ایک عام انسان کو محبوب کا درجہ دے دیتا ہے اور جس آنکھ سے پھر دنیا اسکے محبوب کو دیکھتی ہے تو۔۔ اسے وہ حسین لگنے لگتا ہے۔۔ اور حسین آپ ہمیشہ سے ہیں "وہ اسکے گالوں کو چھونے لگا جبکہ نور بے ساختہ چہرہ چھپا کر رو دی۔ ایان البتہ دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ سینے پر ہاتھ باندھے ماتھے پر تیوری چڑھے اسے دیکھنے لگا جب اسکا دم ہلکا ہو گیا تو وہ سر اٹھا کر اسکی سمت دیکھنے لگی آنکھوں کے گرد سرخ ڈورے سے پڑ گئے تھے۔ وہ کچھ کنفیوز سی اسے دیکھنے لگی جو دور کھڑا اسے تیکھے تیوروں میں دیکھ رہا تھا۔ میں برداشت نہیں کروں گا میرے کمرے میں

میری پناہوں میں کسی اور کو یاد کر کے آنسو بھاؤ میں خود موقع دوں گا تمھیں آنسو بہانے کا اگر اتنا شوق ہے تو شوق سے بھانا آنسو" وہ ناگواری سے بولا اور۔۔لائٹس آف کے کے وہ بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔۔۔وہ ناراض ہو گیا تھا وہ بھی تو غلط کر رہی تھی اسکی ہر پیش قدمی پر صارم کو یاد کرنے بیٹھ جاتی جبکہ اب صارم کا انکی زندگی میں کوئی کام نہیں تھا سوری ایان" وہ بولی۔۔ایان نے جواب نہیں دیا۔ جبکہ وہ ہلکی ہلکی روشنی میں اسکے پاس آ کر بیٹھ گئی۔۔ہاں یہ الگ بات تھی جس طرح وہ کانپ رہی تھی ایان کو اسکے وجود کی کپکپاہٹ محسوس ہو رہی تھی آئندہ میں کسی کو نہیں سوچوں گی میں سچ کہہ رہی ہوں آپ۔۔۔آپ غصہ نہ کریں" ہاں عجیب تو لگا تھا اسے مگر یہ ایان کو پسند تھا تبھی وہ اسی طرح بولی جس طرح وہ چاہتا تھا ایان نے نظریں گھما کر اسکی جانب دیکھا اب بھی وہ اسے گھور رہا تھا۔ سوری" نور آہستگی سے بولی کان پکڑو" وہ بریڈز پر ہاتھ پھیرتا سیدھا ہوا۔جی" وہ حیران ہوئی۔۔ پکڑو پکڑو" اسنے ذرا گھور کر دیکھا نور کان پکڑ گئی۔ اب یہ ہاتھ ہلیں نہ یہاں سے" کہتے ہوئے اسنے اسکے بازو پر زور دیا اور نور ایکدم بید پر گیری وہ جلدی سے۔۔اٹھنا چاہتی تھی مگر ایان ایسا نہیں چاہتا تھا وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا جبکہ نور آنکھیں بند کر گئی وہ ہلکا سا مسکرایا اور۔۔اسکی تیزی سے بڑھتی سانسوں کو اپنی سانسوں میں قید کر گیا۔۔نور کو لگا اسکے پورے وجود میں ایک کرنٹ کی لہر سی دوڑی ہو۔۔جبکہ ایان پر سرمستی ہی الگ تھی۔۔۔اسنے نور کے دونوں ہاتھوں کو اپنے کام میں مصروف ہوتے ہوئے بھی اسکے کانوں سے جدا کیے اور اپنی گردن میں حائل کر لیے۔ وہ اسکا پور پور اپنی محبت کی بھونچار سے بھگو دینا چاہتا تھا۔ جبکہ نور کی گھیری ہوتی

سانسیں کمرے کے ماحول کو خوبا ماہ بنارہیں تھی وہ اسے اسکا حق دے رہی تھی۔۔۔ وہ اسکی محبت میں اسکا ساتھ دے رہی تھی اسکے دماغ میں صارم کا کوئی خیال نہیں تھا۔ اس وقت اگر کوئی اسپر چھایا ہوا تھاتو وہ ایان تھا۔ اسکا بھاری بھر کم وجود نور کو اپنے اندر چھپا چکا تھا یہاں تک کے وہ حل بھی نہیں پارہی تھی وہ اپنی مرضی سے اس سے جدا ہوا اور اسکا چہرہ دیکھنے لگا جو کبھی پلکیں جھکاتی تو کبھی پلکیں اٹھاتی وہ مسکرا دیا۔ از ایٹ انٹرسٹینگ" وہ بے باکی سے بولا۔ استغفرُللہ" وہ آنکھیں بند کرتی بڑبڑائی جبکہ ایان کا قہقہہ بلند ہوا۔ This night is going to be even more interesting than that" وہ خمار زدہ لہجے میں اسکی کان کی لو کو چھوتا بولا۔ جبکہ۔۔ نور اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ٹیرس پر چھپی ہوئی تھی اور جانتی تھی کہ زریاب اسے ڈھونڈ رہا ہے جبکہ مزے سے وہ بیٹھی تھی۔۔ اسنے مکمل ارادہ بنالیا تھا زریاب کی ناک میں دم دینے کا۔ اسنے جان بوجھ کر اسکا سارا میکپ خراب کیا تھا۔ اور اب تو اسکا ہی وقت تھا جس میں روشانے نے۔۔ چھپ کر یقیناً اسکا دماغ گھما دیا تھا سالار کی وجہ سے وہ چیخ چلا نہیں پارہا تھا بار بار اسکے نمبر پر کال کرتا مگر موبائل وہ نیچے ہی کمرے میں چھوڑ کر آئی تھی جبکہ خود سکون سے اوپر بیٹھی وہ شادی کا کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ البتہ ہنس بھی رہی تھی کہ زریاب بے چارہ ساری رات پریشانی سے اسے ڈھونڈتا پھیرے گا۔ دوسری طرف زریاب نے نیچے کا گھر چھان مارا اور بنا آواز کے اب اوپر کی جانب بڑھا۔۔ سالار کی وجہ سے وہ کوئی آواز نہیں کر رہا تھا ورنہ رات میں ہی اسکی ستھری ہو جاتی۔ وہ اوپر والے حصے میں بھی چیک کر چکا تو اب میٹر گھوم ہی گیا۔ کیا

بکواس ہے" وہ بھڑکا اور ٹیرس میں بے ساختہ ہی اگیا اسکو بلکل آئیڈیا نہیں تھا وہ چوئ جیسی لڑکی آدھی رات کو اندھیرے میں بیٹھی کھا پی رہی ہو گی۔۔۔ اور جب اسے ٹیرس پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اسے وہاں بیٹھے کھانا کھاتے دیکھ دماغ پر تیوری ہی چڑھ گئ۔۔ اور اسکے بعد زریاب کے دماغ نے حرکت کی۔۔ اور وہ ایکدم پیچھے ہو کر آوازیں نکالنے لگا۔ روشانے کی چیخ ایکدم ہاتھ سے چھوٹی اسے عجیب و غریب سی آوازیں ارہیں تھیں۔ ک۔۔ کون"۔۔ وہ اہستگی سے بولی لیکن رنگ فق ہو گئے۔ آوازیں اب بھی ارہیں تھیں وہ جلدی سے پلیٹیں چھوڑ کر بھاگنے لگی کہ زار سے ٹکرا کر اسکے سینے سے لگ گئ۔ زار زار یہاں کوئ ہے کوئ بھوت ہے زار چلیں نیچے کمرے میں" وہ چیخی ۔۔۔۔ واقعی روشی مجھے بھوتوں سے بہت ڈر لگتا ہے یار" وہ بھرپور ایکٹینگ کر رہا تھا ادھر ادھر دیکھنے لگا جبکہ روشانے ایکدم اسے پریشانی سے دیکھنے لگی زار گھبرایئے نہیں آپ نیچے چلیں جلدی سے آپ ڈریئے نہیں میں آپکے" آہ آآآ" ایکدم ہی اسنے اسکو اپنے بازو میں آچکالیا جبکہ وہ خوفزدہ ہوتی چیخ مار گئ۔ زار" وہ چیخی۔ زیادہ چلاکو ماسی بن رہی تھی تم ہاں یہ چھپنے کی جگہ ہے اگر چھپنا ہے تو میرے دل میں چھپو اور موٹی کتنی ہو گئ ہو تم کتنی بھاری ہو اٹھ بھی نہیں رہی ہو" وہ بولا۔ جبکہ روشانے حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔۔ کیا وہ آوازیں آپ نکال رہے تھے" وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی چھوٹی سی سزا تھی میری جان آپ کی ہمت کیسے ہوئ مجھے تڑپانے کی بھلا میں چھوڑ دیتا آپکو" وہ آئ برو آچکا کر بولا جبکہ۔۔ روشانے اسکے سینے پر مکے برسانے لگی۔۔۔ کتنے بدتمیز ہیں آپ۔۔۔ میں ابھی کچھ کھا رہی تھی تو چوروں کیطرح یہاں کھانے کا کیا مقصد ہے میرے پاس بیٹھتی اپنے

ہاتھ سے کھلاتا۔"۔ وہ سزا تھی آپکی" وہ ہنسی اندازا تھا مجھے" وہ سر جھٹک کر نیچے کی جانب چل دیا جبکہ وہ مزے سے۔۔ کبھی اسکے کان میں پھونک مارتی تو کبھی۔۔ اسکے چہرے پر بال گھماتی زریاب اسکی شرارتوں پر اسے گھورتا رہ گیا۔ لیکن وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہ آئے یہاں تک کہ وہ اسے کمرے میں لے آیا اور روشانے اسکے بیٹھانے پر اسے دور کرتی ایکدم بیڈ پر کھڑی ہو گئ۔ روشی تنگ نہ کرو لیٹ جاؤ اس قسم کی اچھل کود نہ اب تمھیں کرنے کی ضرورت نہیں ہے" زریاب نے اسے ٹوکا نو" وہ جلدی سے بال جھٹک کر بولی میں تمھیں وارن کر رہا ہوں" وہ گھورنے لگا جبکہ وہ اسکے پاس آئ اور اسکے گلے میں بازو ڈال لیے زریاب اسے مسکرا کر دیکھنے لگا میری جان۔۔ خیال کرو کیا کر رہی ہو"۔۔ باہر چلتے ہیں" وہ ضد کرنے لگی اتنی رات کو" وہ حیران ہوا ہاں باہر چلتے ہیں کہیں گھومتے ہیں زار پلیز پلیز پلیز" وہ بضد ہوئ جبکہ وہ گہرہ سانس بھر گیا محبت انسان کو کچھ بنائے یہ نہ بنائے کھوتا ضرور بنا دیتی ہے"۔ وہ سر جھٹک کر بولا اور اسے یوں ہی آچک لیا اسکی ہر خواہش سر آنکھوں پر تھی جبکہ روشی اسکے مان جانے پر بے حد خوشی ہوتی جلدی سے شوز پہن گئ۔ زار ویسے مجھے سمندر دیکھنے کا بھی بہت شوق ہے" روشانے شوق سے گاڑی میں بیٹھتی بولی جان زار ہم اسلامہ آباد میں رہتے ہیں کراچی میں نہیں" وہ بولا پتہ ہے مجھے ہم کراچی چلتے ہیں میں یہ کہہ رہی ہوں" وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔۔ ابھی" وہ اسکا مذاق بنانے لگا زار" وہ اسکے بازو پر مکے مار گئ جبکہ وہ ہنستا ہوا اسکا سر اپنے بازو پر رکھ گیا جبکہ اسکی پیشانی بھی چوم لی تھی۔ اسکا دل بے حد مطمئین تھا۔ روشی بس بہت ہنگامے ہو چکے ہیں اب تم سیدھی طرح پڑھنے چلی جانا بہت ضائع ہو چکا ہے تمھارا ٹائم

۔۔۔زار" وہ اسکا چہرہ پکڑ گئ۔ کوئ جادو نہیں چلے گا" وہ سکون سے بولا اب تو میں مما بننے والی ہوں اب تو تھوڑا ترس کھائیں۔"۔۔میں نے ہی بنایا ہے مجھے نہ بتاؤ" وہ سر جھٹک کر بولا۔ جبکہ وہ شرم سے دور ہو گئ۔۔ ٹھیک ہے میں پڑھنے جاؤ گی میں ہی پڑھو گی میں قائد اعظم بنو گی میں پڑھو گی۔۔۔ آپ کو اگر میں نے منہ بھی لگالیا تو بتاؤ گی مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے "۔ ۔وہ بھڑ کنے لگی گڈ ویری گڈ"۔وہ ہنسا جبکہ وہ منہ بسور گئ۔ وہ پانی پوری"۔۔وہ ایکدم کھڑکی پر لپکی جبکہ وہ نفی میں سر ہلاتا گاڑی روک گیا ابھی وہ کہہ رہی تھی کہ مجھ سے بات مت کرنا۔ اور اب اسے گول گپے کھانے تھے۔ لیکن زندگی بہت خوبصورت تھی وہ اسکے ساتھ تھی اور سب سے خاص بات وج ان دونوں کے درمیان تھی وہ تھی انکا آنے والا بچہ جو انکی محبت کو اور بھی گھیری میں لے گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ گھر لے آیا تھا اسے۔۔ مگر وہ تمام راستے ایک لفظ بھی نہیں بولی تھی۔۔۔ حیدر نے اسے کئ بار ترچھی نظروں سے دیکھا تھا مگر وہ کچھ زیادہ ہی ناراض تھی۔ اسنے گھیرہ سانس بھر کر گاڑی روکی اور ابھی وہ اترتا کہ لائبہ اتر کر پہلے ہی گاڑی سے باہر نکلی اور چلتی ہوئ اندر اگئ۔۔ لیکن اسکے قدم لاونج میں ہی جم گئے عالیا لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔ وہ حق ودق اسے دیکھتی رہی۔۔ جبکہ حیدر بھی اسکے پیچھے اگیا اور عالیا کو نہ سمجھی سے دیکھنے لگا اور لائبہ نے مڑ کر حیدر کو دیکھا۔۔۔ عالیا بھی کھڑی ہو گئ تھی۔ حیدر ابھی کچھ سمجھتا کہ لائبہ۔۔کے کھینچ کر پڑنے والے تھپڑ نے اسکے چاروطبق روشن کر دیے۔۔۔ دوسری سمت عالیا بھی اسکی اس جرت پر حیران رہ گئ حیدر نے اسکی سمت نہیں دیکھا۔ اسے اگنور کر کے وہ

عالیہ کے سامنے اگیا کیوں آئی ہیں آپ یہاں" وہ عالیہ سے بڑے کڑوے تیوروں میں سوال کر رہا تھا تم نے میرے بابا کو مار دیا میرا بھائی بھی مر گیا" عالیا سب کچھ چھوڑتی اسکا گریبان پکڑ گئ حیدر نے ایک نظر مڑ کر لائبہ کی جانب دیکھا اسکے تیور اتنے خطرناک تھے کہ لائبہ روتی روتی تھم گئ۔ وہ اب سمجھا تھا کہ یہ لڑکی لائبہ کی سوتیلی بہن ہے۔۔ اور لائبہ نے تھپڑ اسے اس بات پر مارا ہے کہ اسکی سوتیلی بہن سے حیدر کا تعلق تھا۔ وہ آگ کیطرح بپھر اٹھا تھا۔ وہ اس تھپڑ کا مطلب نہیں سمجھا تھا لیکن پھر بھی اگنور کر کے عالیا کے پاس پہلے آیا تھا۔ اور اب جب سمجھ گیا تو دل کیا اس لڑکی کی گردن دبا دے اور اسنے ایسا ہی کیا۔۔۔ اسنے عالیہ کی گردن جکڑ لی تو مجھے تو تمھیں بھی مار دینا چاہیے۔۔ کیا خیال ہے تم نے اپنے باپ اور بھائی کے پاس جانا تھا تبھی میرے پاس آئی ہو" وہ پوری طاقت سے اسکی گردن دباتا اسے صوفے پر پھینکتا بلکل اسے مار دینا چاہتا تھا لائبہ کو ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ کیا سمجھ رہی تھی اور وہ اسکی جان لے رہا تھا حیدر" وہ بھاگ کر اس تک پہنچی حیدر چھوڑیں وہ مر جائے گی حیدر حیدر پلیز چھوڑیں آپکو ہماری قسم چھوڑ دیں پلیز" وہ اسکے بازو تھامتی روتی ہوئی بولی تھی شیٹ آپ" وہ دھاڑا۔ آنکھیں صاف کرو اپنی" وہ گھور کر بولا اور عالیا کو چھوڑ دیا۔ ندیم" اسکی آواز کی گونج پورے گھر میں گونجی۔ اس لڑکی کو اٹھاؤ اور۔۔ بیسمنٹ میں پھینک دو پہلے تمھاری مالکن کا دماغ سیٹ کر دوں اسکے بعد اب کسی اور کا کروں گا" لائبہ کو سپاٹ نظروں سے گھورتا وہ بولا۔ جبکہ عالیا کو لگ رہا تھا اسکی سانسیں دب جاتی اور یقیناً وہ مر جاتی اسے سانسیں ارہیں تھیں یہ معجزہ تھا جتنی طاقت سے وہ اسے مار رہا تھا وہ بے دم ہو چکی تھی جبکہ لائبہ شاکڈ سی کھڑی رہ گئ اور

حیدر اسکی جانب بڑھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے حیدر وہ اسکی جانب بڑھا لائبہ کا ہاتھ جکڑا اور اسے گھسیٹ کر کھینچتا ہوا کمرے میں لے آیا لائبہ کا دل بڑی شدت سے دھڑک رہا تھا چہرہ آنسوں سے تر ہو گیا تھا جبکہ حیدر کے ہاتھ کی گرفت بہت سخت تھی اسنے کمرے کے وسط میں آ کر اسے جھٹکے سے چھوڑا یہاں تک کے وہ بیڈ کے پائنتیوں میں جا گیری۔ وہ ایکدم سیدھی ہوئی وہ اسکے پیچھے ہی کھڑا تھا۔ کیا ڈرامہ لگایا ہوا ہے تم نے "بڑے کڑک لہجے میں سوال کیا تھا اسنے۔ ہم۔۔۔ ہم نے کچھ نہیں کیا" وہ آنسو بہاتی منمنائی۔ شیٹ یور ماوتھ" وہ غرایا۔ تم نے مجھے تھپڑ کس خوشی میں مارا ہے" وہ اس پر جھکتا سوال کرنے لگا حیدر کا ہاتھ بیڈ پر تھا اور وہ بگڑے تیوروں سے اسپر جھکا اس سے سوال کر رہا تھا۔ لائبہ سٹپٹا گئ وہ خود نہیں جانتی تھی غصے میں وہ کیا کر چکی ہے۔۔ وہ ہم سے بھولے سے ہاتھ اٹھ گیا تھا ہم۔۔ ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا" وہ شرمندہ تھی اس حرکت پر۔ تمھیں یہ لگ رہا تھا میرا افائیر چل رہا ہے اس لڑکی کے ساتھ جسے میں جانتا تک نہیں صرف پہلی بار زندگی میں ایک لڑکی کو عزت کی نظر سے دیکھا اسپر بھی بیوی سے تھپڑ کھایا۔ تمھاری قسم لائبہ نہ اس تھپڑ کا بدلہ لیا میں نے میرا نام حیدر مرتضی نہیں" وہ انگلی کے اشارے سے اسے وارن کرتا بولا جبکہ وہ شرمندگی سے نظریں جھکا گئ۔ تمھیں مجھ پر اعتبار ہی نہیں ہے اگر اعتبار ہوتا تو یہ تھپڑ مارنے سے پہلے تم سوچتی۔۔۔ نہیں تم یہ سمھجتی ہو حیدر بس ایک آوارہ لڑکا ہے اور لڑکیوں کے ساتھ کھیلنا اسکا شوق ہے۔۔ تو بلکل ٹھیک سمجھا ہے تم نے یہ ثابت کر کے دیکھاؤ گا" وہ بھڑکتا ہوا صوفے تپ بیٹھ گیا۔ ہم ڈر گئے تھے

حیدر"۔۔ وہ رونے لگی۔۔ تم روئ تو میں تمھاری آنکھیں نکال لوں گا سب سے پہلے رونے کا ڈرامہ بند کرو" وہ دھاڑا۔ لائبہ کی سانسیں رک گئیں اسکو غصہ چڑھ گیا تھا بھلا حیدر جیسا مرد چار لوگوں میں یہ بلاوجہ کا تھپڑ برداشت کیسے کر لیتا۔ وہ چپ ہو گئ جبکہ وہ غصے سے پھنکارتا رہا۔ مجھ پر اعتبار ہے نہیں محبت کی محترمہ دعویدار ہیں" وہ سر جھٹک تک پاؤں جھلاتا بولا تھا۔ جبکہ لائبہ کنفیوز سی ہوتی انگلیاں موڑنے لگی۔ حیدر"۔۔ وہ اٹھنے لگی وہیں کھڑی رہو" وہ اسے ٹوک گیا وہ رک گئ۔ ہمیں معاف کر دیں ہماری غلطی ہے" وہ معذرت کرنے لگی جبکہ حیدر نے سر جھٹکا یہ بے اعتباری کا تھپڑ تھا مسز حیدر"۔ وہ افسوس سے بولا۔ ہم کہہ تو رہے ہیں ہم سے بھولے سے لگ گیا ہم ہم نے جان بوجھ کر نہیں مارا بس وہ۔۔ وہ ہاتھ اٹھا اور آپکے گال پر لگ گیا پتہ بھی نہیں چلا" وہ سر جھکاتی منمنائ حیدر نے اسکی بکواس کو غور سے سنا اول تو وہ تباہی لگ رہی تھی جو حیدر کے دل و دماغ کو ماؤف کر دے اور اوپر سے۔۔ منمنا منمنا کر ایسی ذہانت سے بھرپور باتیں کر رہی تھی کہ دل تو حیدر کا بھی کیا ایک دو تھپڑ تو لگا ہی دے۔ سرخ انار سے بھی زیادہ سرخ لہنگے اور کرتی میں وہ بے حد حسین مگر دماغ سے بے حد بیوقوف تھی وہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا اور سر ہلا دیا اوکے فائین۔۔ پوسیبیلیٹی ہے کہ تمھارے ہاتھ میں اپنے آپ میرے گال کو چھونے کی کھلبولی ہو رہی تھی۔۔ تو اب ذرا بھولے سے۔۔ جو میں کہہ رہا ہو وہ بھی کرتی جاو ادھر آؤ"۔۔ وہ اسے انگلی کے اشارے سے پاس بلاتا بولا لائبہ کی نازک گردن میں سانسیں پھسنے لگی جو بڑی واضح محسوس ہو رہیں تھیں بھیگی بھیگی پلکوں کی چلمن گیرنے لگی اسکی آنکھوں کی تاب نہ لاتے ہوئے جبکہ حیدر کے سنجیدہ اور

بے حد سنجیدہ چہرے سے وہ ڈر بھی رہی تھی کہ وہ۔ بہت ہی غصے میں تھا کم ہائیر" وہ پھر سے بولا اور اگر تیسری بار بولتا تو شاید اٹھ کر اسکی گردن دبا دیتا تبھی وہ سانس حلق سے نیچے اتارتی اسکی جانب چلنے لگی۔۔ اور حیدر نے اسے اپنی ٹانگ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ نفی میں سر ہلاتی ہی کہ اسکی سرخ نظروں سے گھبرا کر وہ اس جگہ بیٹھ گئ جہاں اسنے بیٹھانا تھا اور۔۔ خود وہ صوفے پر پھیل کر بیٹھا تھا ۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ بھولے سے یہ سب اتار دو" سر سراتا سنجیدہ لہجہ بنا لچک کے وہ اسکے کان کے قریب پھنکارہ۔۔ لائبہ کا وجود سن سا ہونے لگا اسے لگا وہ زیادہ دیر اپنے سہارے نہیں بیٹھ سکتی وہ گیر جائے گی اگر حیدر اس سے اسی طرح مخاطب رہا۔ وہ سر جھکائے بیٹھی رہی حیدر نے سختی سے اسکا چہرہ جکڑ لیا ا۔۔۔ اتارتے اتارتے ہیں ہمیں ہمیں ماریے گا مت" وہ معصومیت سے بولی۔۔ حیدر ایک آئی برو آچکا کر۔۔ مطمئین سا دیکھائی دینے لگا۔ جبکہ اسکے کانپتے ہاتھ اپنے دوپٹے پر ہی بڑی مشکل سا پہنچا تھا اور اسنے دوپٹے کو جیسے ہی۔۔ پن سے آزاد کیا وہ کھلتا اسکے وجود پر سے اتر کر حیدر کے قدموں پر گیر گیا۔ لائبہ۔۔ کے لیے یہ سب بہت سے بہت زیادہ تھا جبکہ اسکی حالت کو دیکھتے حیدر کے دل میں سکون سا اترا جان بوجھ کر اسکو یہ سزا دی تھی اسنے جس سے اسکی جان جاتی تھی اور اسے علم تھا کہ مسز حیدر کی جان کو لبوں پر کیسے لے کر آنا تھا وہ دونوں بازو صوفے پر پھیلے۔ ۔اسکے سراپے کو دیکھ رہا تھا بھنی بھنی خوشبو اس میں سے اٹھ رہی تھی مگر حیدر کو پسند نہیں آئی۔۔ لائبہ کا ہاتھ ابھی ائیر نگ پر جاتا کہ حیدر کی پکار پر وہ ہاتھ تھم گیا۔ وہاں سامنے میرے پرفیومز لگے ہوئے ہیں اٹھالاؤ بھولے سے انھیں" وہ تیوری چڑھا کر ایک ہی لفظ کو رگڑتا بولا تھا۔ حیدر آپ

آپ بار بار بھولے سے ۔۔۔۔ اچھا تو جان بوجھ کر کیا تھا نہ تم نے"۔۔ نہیں ہم سچ ۔۔۔۔ زیادہ بڑبڑانے کی ضرورت نہیں ہے اٹھا کر لاؤ پتہ نہیں کتنا گندہ پرفیوم لگاتی ہو " وہ بولا اور ساتھ بے عزتی بھی کر دی جبکہ لائبہ کو یاد تھا کہ وہ اسکی گردن کے قریب بار بار چہرہ کے کر اس رات بول رہا تھا تمھاری خوشبو مجھے پاگل کر رہی ہے۔ اور آج اسے یہ خوشبو پسند نہیں آ رہی تھی وہ منہ بناتی اسکے پرفیومز میں سے کوئی بھی اٹھا چکی تھی نہیں یہ مجھے پسند نہیں" اسنے وہ پرفیوم رکھ دیا۔ اور دوسرا اٹھالیا اسکی سیمل عربی ہے یہ علیشبہ نے گفٹ کیا تھا رکھ دو وہیں" لائبہ نے اسکو پھر سے دیکھا اور وہ پرفیوم تقریبا پھینکا۔ حیدر نے اپنی مسکراہٹ روکی اور دوبارہ خود کو اسی سنجیدگی میں ڈھال لیا اسنے تیسرا اٹھایا۔۔۔ نہیں رہنے دو بے کار ہے یہ بھی"۔ اسنے وہ بھی رکھ دیا اور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گی کہ آیا کہ وہ صرف اسے زچ کر رہا ہے یہ کچھ چاہتا بھی ہے۔۔۔ اوکے زیادہ موڈ بنانے کیضرورت نہیں ہے نیچے والا دراز کھولو"۔۔ اور لائبہ جھک کر دراز کھولنے لگی تو ایکدم شاکڈ رہ گئ شاید ہزاروں کی تعداد میں تھے پرفیومز اور سب چیزیں سیٹ اور بیلینس میں رکھیں تھی۔۔ جبکہ دوسری دراز بے ساختہ ہی اس سے کھلی تو وہاں ترتیب سے سیگریٹ کیسیز رکھے تھے۔ اسکا منہ کھل گیا یہ تو اندازا تھا اسے کہ وہ چین سنو کر ہے اور بے حد سموکینگ کرتا ہے۔۔ لیکن یہ نہیں تھا کہ اسنے اسطرح اپنے دراز بھرے ہوئے ہیں زیادہ معائینے کی ضرورت نہیں ہے یہ بلیک والا ہے وہ اٹھا کر لاؤ" وہ سختی سے بولا۔ لائبہ نے ذرا غصے سے بلیک پرفیوم اٹھایا اور اسکی جانب آئی اور دھپ سے اسکی ٹانگ پر بیٹھی آہ توڑو گی کیا" وہ بگڑا وہ کچھ نہیں بولی اور لائبہ خود ہی پرفیوم کھولنے لگی

حیدر کو بے ساختہ ہی ڈیفیرٹ کی خواہش سے ہوئی تھی تبھی ہاتھ بڑھا کر اسنے سیگریٹ کا کیس اٹھا لیا اور سیگریٹ نکال کر لائٹر سے جلا بھی لی۔ لائبہ کو شدید غصہ آیا اسنے اسکی سیگریٹ اسکے لبوں سے کھینچ لی دھوئیں میں بھلا خود کو جلانے کا فائدہ تھا کوئی اور اوپر سے وہ ڈاکٹر تھی اور اسکا شوہر وہی چیزیں استعمال کرتا تھا جو صحت کے لیے مضر تھیں تو فائدہ تھا کوئی اسکے ڈاکٹر ہونے کا۔۔۔ حیدر نے سرد نظروں سے اسکو دیکھا اور اسکے سجے سنورے روپ کو۔۔ دیکھتے اسنے جھٹکے سے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں اسکے بال بھرے اور اسپر۔۔ وہ بڑی بے رحمی سے ایکدم ہی جھکا لائبہ تڑپ سی گئی وہ اسکی سانسوں کو بلکل ہی قید کر کے اسے بن پانی کی مچھلی بنا چکا تھا کہ وہ اسکے شانے پر ہاتھ مارتی اسے دور کرنا چاہتی تھی مگر حیدر۔۔ موڈ میں نہیں تھا اور وہ اپنے کام میں بلکل مگن رہا یہاں تک کے لائبہ کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا اور آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے حیدر نے جھٹکے سے اسے آزاد کیا سرخ لپسٹک پر بڑا گھیرہ زخم بن گیا تھا مگر پارلر والی نے بھی کمال لپسٹک لگائی تھی کہ مجال ہو لپسٹک پھیلی بھی ہو وہ اسکے لبوں سے نکلنے والے خون کی لکیر کو تو اگنور کر چکا تھا البتہ۔۔ لیپسٹک وہ گھور رہا تھا کہ یہ اتری کیوں نہیں۔ لائبہ نے اسکے سینے پر مکہ مارا جبکہ حیدر نے اسکا ہاتھ جکڑ کر موڑ دیا۔۔ آئندہ میرا اور میری سیگریٹ کے بیچ میں مت آنا ورنہ۔۔ یہ خون دھر میں سے نکالوں گا" وہ بھڑکا اور اسکا ہاتھ جھٹک کر دوبارہ سیگریٹ لبوں میں دبالی جبکہ لائبہ نیچے چہرہ کیے سوں سوں کرنے لگی۔ حیدر نے۔۔ پرفیوم کھول کر اسکے ارد گرد کپڑوں پر بازو پر یہاں تک کے بالوں پر بھی پرفیوم کی بھونچار کر دی خوشبو تو حیدر کی تھی لائبہ۔۔ اس خوشبو میں رونا بھول گئی۔

اور حیدر نے پرفیوم کا سپرے اسکی گردن پر مارا اسکی گردن پرفیوم کے سپرے سے بھیگ اٹھی۔ یہ خوشبو دیوانگی سی پیدا کر گئی تھی۔ وہ آنکھیں بند کیے اس خوشبو کو محسوس کرنے لگی جبکہ حیدر نے اسکی گردن کے قریب اس خوشبو کو سونگھ کر مطمئین سے انداز میں اسکے گال پر پیار کیا جیسے اب وہ خوش ہو۔۔ کنٹینو کرو" وہ اسکا گال تھپتھپاتا خمار زدہ نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔ لائبہ نے ائیر نگ اتارے گلے کا نیکلس نکالا حیدر اسکی نتھ کو دیکھ رہا تھا اسنے وہ نتھ نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو اسنے ہاتھ روک دیا اچھی لگ رہی ہے رہنے دو"۔۔وہ آہستگی سے بولا وہ پاگل ہو رہی تھی وہ پاگل کر چکا تھا سب کچھ بھلائے وہ کسی کٹپتلی کیطرح اسکے اشاروں پر ناچ رہی تھی اور حیدر نے اسکا دھیان اپنی قمیض کے بٹنوں کی جانب کرا دیا ایک عجیب سی شعلہ باری تھی جو دونوں کے جزبات۔ ۔بہکا چکی تھی وہ عشق بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ وہ تو کب سے اسکی دیوانی تھی لائبہ اسکے سیاہ کرتے کے بٹن کھولنے لگی جبکہ حیدر نے اسکی کرتی کی ڈوریاں کھینچ دیں لائبہ نے اسی کے سینے میں چہرہ چھپالیا۔۔۔اور حیدر کے لیے یہ بہت تھا۔۔۔۔ تمھارے جسم پر میرا نام ہونا ضروری ہے" وہ کچھ سوچتا ہوا بول رہا تھا یہاں ٹیٹو بنواتا ہوں میں تمھارے کل ہی بلکہ سیکھو گا پہلے پھر خود بناؤ گا۔ " گردن کے نزدیک انگلی رکھتا وہ بولا ۔۔ نہیں یہ یہ تو گناہ ہے" وہ کچھ سوچتی ہوئی بولی تمھیں زیادہ تمیز ہے یہ مجھے" وہ گھورنے لگا ہمیں" اسنے اسے دھکیلا اور اٹھ کر دوپٹہ اٹھاتی دور ہو گئی۔۔لائبہ " حیدر کو یہ مداخلت یہ شرارت پسند نہیں آئی آپ ہم۔۔ ہمیں پریشان کر رہے ہیں تب سب ٹھیک تھا"۔۔ میں بھولا نہیں ہوں تھپڑ۔۔ نانی یاد دلا دوں گا میں تمھیں تمھاری" وہ

وارن کرتا گھیرہ کش بھرتا بولا ہمیں یقین ہے آپ ایسا ہی کریں گے اور جب ایسا ہی کرنا ہے تو ہم بھی آپکو آپکے نانا ابو یاد دلا دیں" وہ۔۔ اس سے دور ہوتی بولتی جا رہی تھی جبکہ حیدر مسکراہٹ لبوں میں دبا گیا تم غلطی کر رہی ہو"۔۔ وہ دوسری طرف سے بڑھتا وہ ٹیبل کے ایکطرف مڑ جاتی آپ نے کہا تھا آج غلطیوں کی رات ہے"۔ وہ کچھ جھجھک کر بولی مگر۔۔ چہرے پر سنہری رنگ حیدر کا دل جیت گئے تھے وہ بے ساختہ ہنس دیا۔۔ سب یاد ہے یعنی تمھیں"۔۔ وہ مزے سے بولا تھا۔ جی مگر" وہ رک گئ حیدر بھی رکا سیگریٹ بجھ گئ تھی کچھ ہی دیر میں وہ سیگریٹ پی چکا تھا۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگا ہم آپ سے سوری کرنا چاہتے ہیں" وہ پھر سے وہ تھپڑ یاد کرتی بولی۔۔۔ ہمم سوری تمھاری بنتی ہے میں تمھیں معاف نہیں کروں گا اور اگر میں نے معاف نہیں کیا تو اللہ بھی معاف نہیں کرے گا تمھیں اندازا تو ہو گا شوہر کے حقوق کا کیسے کھینچ کر مارا ہے تم نے مجھے تھپڑ" وہ غصے سے بولا ہم چاہتے تو نہیں تھے" وہ کنفیوز سی بولی لیکن میں جو چاہتا ہوں وہ تو کرنا پڑے گا" ایکدم ہی اسنے اسے اچک لیا۔ حیدر" وہ چلائ۔ چیخ لو یہاں تمھیں روکنے والا کوئ بھی نہیں" وہ سرسراتے لہجے میں اسکے کان کے قریب ہی کاٹتا بولا اور ایکدم لائبہ کو پھینکا وہ بیڈ میں تقریبا دھنس ہی گئ۔ اور حیدر اسپر جھکا وہ اپنا چہرہ چھپا گئ۔۔ کبوتر کی طرح ڈر کر آنکھیں بند کر لینے سے خطرہ ٹلے گا نہیں ڈاکٹر تم نے کسی بائیو پڑھیں ہو گی جو میں تمھیں پڑھاؤ گا" وہ آنکھ دباتا بولا۔ حیدر پلیز اپ ایسے باتیں تو نہ کریں" وہ شدت سے دھڑکتے دل کو سنبھالتی احتجاجاً بولی تھی۔ جبکہ وہ ہنستے ہوئے جا بجا اسپر پیار نچھاور کرنے لگا۔ اسپر برستا حیدر لائبہ کے اوسان خطا کر رہا تھا وہ اسکی محبت میں سرشار

تھی میری مدہوشیاں بھی جائز تھی۔۔ وہ تو تھا ہی سارا شراب جیسا۔۔۔۔ دیکھا جاتا تو اسنے اسکے لیے ہر تکلیف کا سبب ختم کر دیا تھا وہ اس سے خوف زدہ کیوں ہوتی ہاں وہ پاگل سا اسی کا تھا اور وہ یہ بات بچپن سے جانتی تھی وہ پاگل ہے۔۔ وہ دیوانہ ہے اور دیوانگی کی حدوں کو چھو لیتا ہے وہ۔۔۔۔ اسکا تھا صرف اسکا یہ احساس ہر احساس پر غالب تھا۔ حیدر " وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی بولی۔ اسکی آنکھوں کے سرخ ڈورے اور چہرے پر اس مداخلت کے باعث ناگواری واضح تھی کہ وہ اس مصروفیت میں مداخلت نہیں چاہتا۔ آپ ہم سے پیار کرتے ہیں " وہ اہستگی سے سوال کرنے لگی۔ حیدر نے پاس پڑا اپنا موبائل اٹھایا اسکی گردن اور شولڈرز کی کچھ سنیپس کھینچی حیدر نہیں " وہ مچلی اور اسے اپنے کارنامے دیکھانے لگا جبکہ لائبہ آنکھیں زور سے بند کر گئ کوئ بھی سوال اسپر ہی بھاری پڑنے والا تھا۔ اب بتاؤ کوئ شک ہے محبت میں ہی انسان ایسا جانور پن دیکھاتا ہے " وہ آنکھ دبا کر بولا۔ ڈلیٹ کریں یہ سب " وہ سرخ ہوتی بولی۔ یہ تو یادگار ہے " وہ آنکھ مارتا کیمرے کو دوبارہ اوپر لے کر جاتا اسکی اور اپنی پیکس لینے لگا۔ حیدر " وہ اسکے شولڈرز پر تھپڑ مار گئ۔ بہت ہاتھ چل رہے ہیں تمھارے " وہ اسکے ہاتھوں کو اسکے دوپٹے سے ہی سر کے اوپر باندھتا ایک بار پھر سے اسپر چھا گیا تھا لائبہ کے اعصاب مزید اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ محبت کی انتہاؤں کو چھوتا ہر فاصلے کو ختم کرتا۔۔ اسکو اپنا بنا چکا تھا۔ لائبہ اسکی محبت کے آگے بے بس تھی وہ اسکی شدتوں سے اسکی محبت کا اندازا لگا رہی تھی۔ اور حیدر کے لیے لائبہ کا اسکے ساتھ ہونا کسی معجزے سے کم نہیں تھا وقت بڑی روانگی سے گزرتا جا رہا تھا انکے لیے خوشیوں کی ایک نئ تحریر لکھتے ہوئے۔۔ جس کے

بھاؤ میں دونوں بہتے جا رہے تھے۔ ---------- After some months بھوک اور پیاس سے اور کم خوراک سے وہ بے حال تھی۔ میں میں نے کچھ نہیں کیا مجھے جانے دو" عالیا اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئ۔ ہمم مجھے ترس آتا ہے تم پر مگر میں۔۔ کھا نہیں کر سکتا تم پر ترس ساری زندگی یہیں رہو گی اسی بیسمنٹ میں میری بیوی تمھیں بھول گئ ہے اور میں نہیں چاہتا دنیا کے سامنے اپنا منہ دیکھا کر تم اسے کسی تکلیف کا شکار کرو" وہ۔م سپاٹ انداز میں بولا میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میں بہت دور چلی جاؤں گی" وہ رونے لگی۔ اس کو وقت پر کھانا پینا دو اور جو اسکو چاہیے پہنچاؤ مگر یہاں سے باہر نکلنے کا خواب دیکھنا یہ ترک کر دے۔ اسکے بعد اسے ساری فیسلیٹیز دینا۔۔ اور اگر اسی ضد پر قائم رہے تو کھانا پینا بند کر دینا" نہیں نہیں میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی مجھے کچھ کھانے کو دے دو تمھیں اللہ کا واسطہ ہے" وہ روتے ہوئے اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئ حیدر نے سر کے اشارے سے ملازم سے کہا کہ وہ کھانا دے۔ اور۔۔ خود باہر نکل گیا وہاں اسنے پرائیویٹ دو گارڈ کھڑے کیے ہوئے تھے عالیا سے اسے کوئ ایشو نہیں تھا مگر لائبہ کو تھا اور وہ۔۔۔ اکثر پوچھا کرتی تھی اور حیدر شانے آچکا دیتا کہ وہ نہیں جانتا وہ کہاں ہے جبکہ وہ ان لوگوں کو یاد کر کے اپنی ماں کو یاد کر کے اکثر روتی تھی اور حیدر کو شدید غصہ چڑھتا تھا اسکی اس حرکت پر اکثر وہ اسے ڈانٹ دیتا تھا مگر بے سود ہی تھا شاید وہ اپنے ماں باپ کو بہت مس کرتی تھی زندگی کی خوبصورتی بڑھ گئ تھی کیونکہ اسکا ساتھ جو مل گیا تھا۔۔۔ وہ اپنے گھر میں ہی رہتا تھا لیکن لائبہ روز اپنے سسرال والوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کو پہنچ جاتی تھی مرتضی ہاؤس۔۔۔

مرتضی ہاؤس میں حیدر کا اسی طرح آنا جانا تھا کبھی وہ دیکھئ دیتا تھا تو کبھی بلکل بھی نہیں اور ان سب معمالات میں سب سے اہم کام جو اسکے لیے شاید بہت اہم تھا۔ وہ تھا حیدر کا چمبر پھر سے بھال ہو چکا تھا۔ اور عدالت نے اسے بہت عزت کے ساتھ کام کرنے کا لیگل نوٹس دیا تھا اور حیدر نے یہ بات کسی کو بتانا ضروری نہیں سمجھا ہاں جب بہت دن گزرنے کے بعد سالار نے سوال کیا تو اسنے سرسری سا بتا دیا کہ وہ اپنا کام دوبارہ جوائن کر چکا ہے سالار خوش ہوا تھا حیدر میں اسکو اپنا عکس دیکھائی دیتا تھا نڈر بے باک اور شاید۔ بہت ڈومینینس رکھنے والا اسے حیدر پر فخر تھا۔ اور جس طرح وہ زندگی گزارنا چاہتا تھا اسنے اسے آزاد چھوڑ دیا تھا کوئ پابندی اور کوئ زبردستی نہیں کی تھی زیمل چاہتی تھی وہ دونوں ان کے ساتھ رہیں مگر سالار کے سمجھانے پر وہ بھی راضی ہو گئ تھی۔ ۔دوسری طرف۔۔ روشانے اپنی ضد پر یونیورسٹی چھوڑ چکی تھی۔ اور زریاب جبکہ صرف اس انتظار میں تھا کہ کب اسکا بیٹا دنیا میں آئے گا اور کب اسکی ماں کو وہ دوبارہ پڑھنے بھیجے گا کیونکہ زیمل اور سالار نے اچھا خاصا اسے جھاڑ دیا تھا کہ وہ روشانے پر زبردستی نہ کرے اور اس دن کے بعد سے اسکی بتیسی اندر ہی نہیں جاتی تھی۔ نور اور ایان۔۔ بھی ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش تھے۔ مام"۔ وہ کچن کے دروازے میں کھڑا اسے بلانے لگا۔ حیدر میری جان بیٹھو چندہ میں لاتی ہوں کھانا تم تو بچوں کیطرح ضد کرتے ہو" زیمل کو لگا اسے بھوک لگ رہی ہو گی۔ اوہو کام کی بات ہے" وہ آہستگی سے اندر داخل ہوا جیسے کسی کو اطلاع نہ کرنا چاہتا ہو حالانکہ ارد گرد کوئ نہیں تھا یہ لائبہ پریگنینٹ کب ہو گی" وہ بڑی رازداری سے پوچھ رہا تھا حیدر شرم آتی ہے ماں سے کیسے

سوال کر رہے ہو" زیمل نے اسکے گال پر چیت لگائی مام یار بہت دن ہو گئے ہیں"۔ل وہ چیئر کھینچ کر منہ بنا کر بیٹھ گیا تم اتنے اتاولے کیوں ہو رہے ہو" زیمل ہنسی روکتی بولی مجھے زہر لگتا ہے زریاب "وہ منہ بنا کر کافی کا مگ تھام گیا۔ بہت خوب یہ کہنے والی بات تھی بھلا"۔ل زیمل کھل کر ہنسی ہاں تھی۔۔"حیدر اب بھی منہ بسورے بیٹھا تھا یہ تو اللہ کا حکم ہے بیٹا"۔۔ اچانک موبائل پر ٹون ہوئی تو اسنے۔۔ موبائل کی سکرین پر دیکھا۔ کچھ رپورٹس تھیں۔۔حیدر ان رپورٹس کو توجہ سے دیکھنے لگا اور ایکدم چلا کر اٹھا جبکہ زیمل نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ جبکہ خود بھی ہنسنے لگی لائبہ ان سب کو بتا چکی تھی صرف حیدر کو ہی تنگ کر رہی تھی کہ اسکی خواہش پوری ہو گئ ہے لیکن اسکے مزاج کو مد نظر رکھتے۔۔ اسنے کچھ ڈرتے ہوئے اسے اطلاع دے ہی دی۔۔۔ آپکو پہلے سے پتہ تھا" وہ ماں کے خوش ہونے پر بولا زیمل سر ہلا گئ۔ اب نہیں بچتی یہ۔۔ مجھ سے" وہ باہر نکلا حیدر اب لحاظ کر لو اسکا" زیمل پیچھے سے بولی لحاظ کیا ہوتا تو اس امتحان میں پاس نہ ہوتا ماں۔۔ سمجھا کریں" وہ آنکھ دباتا باہر بھاگا جبکہ زیمل کھکھلا دی۔۔ وہ حیدر کی خوشی میں بہت خوش ہو جاتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ختم شد۔۔۔۔۔